اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مُدلّل و مکمّل

جلد اوّل

کتاب الطھارۃ

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۲۸۰ صفحات

.... ملنے کے پتے ....

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد اول

(کتاب الطہارۃ)

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

پیش لفظ

حکیم الاسلام حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے ساتھ ساتھ افتاء کا سلسلہ بھی ہمیشہ سے جاری رہا ہے، لیکن ابتداءً اس کی کوئی منظم اور ذمہ دارانہ صورت نہ تھی۔ انفرادی طور پر اساتذہ اور علماء ادارہ مستفتیوں کے سوالوں کے جوابات دے دیا کرتے تھے، جسے جس سے مناسبت ہوئی اس نے اسی سے پوچھ لیا اور عمل پیرا ہو گیا۔ عملی انضباط کی کوئی صورت نہ تھی۔

دارالافتاء دارالعلوم:

۱۳۰۴ھ میں جب کہ دارالعلوم کی عمر بائیس سالہ تھی، اس میں افتائی خدمات کو منظم بنانے کی داغ بیل ڈالی گئی۔ گویا ضابطہ میں دارالعلوم نے افتائی خدمات کی ذمہ داری لی۔ لیکن اب بھی اس کی کوئی اداری صورت نہ تھی۔ ضمنی طور پر مختلف اساتذہ سے افتاء کا کام لیا جاتا رہا۔ فرق اتنا تھا کہ پہلے مستفتی ان علماء سے کام لیتے تھے۔ اب ادارہ کام لینے لگا۔ لیکن عمل میں انضباط یا اداری صورت اب بھی نہ تھی۔

اس طرح دارالافتاء کی صورت تو قائم ہوگئی۔ مگر اس کا کوئی ذمہ دار مفتی متعین طریق پر مقرر نہیں ہوا جس سے دارالافتاء میں ذمہ دارانہ صورت قائم ہوتی بلکہ یہ ادارہ بلا مدیر کے غیر ذمہ دارانہ انداز سے چلتا رہا۔

۱۳۱۰ھ میں اس شعبہ کو ایک مستقل شعبہ بنانے کا منصوبہ سامنے آیا، اور ارادہ کیا گیا کہ افتاء کے منصب کو کسی حاذق علوم مفتی کی ذمہ داری سے زینت دے کر اس شعبہ کو ذمہ دارانہ حیثیت دی جائے۔

منصب افتاء کی اہمیت وعظمت:

افتاء کا منصب علمی سلسلوں میں سب سے زیادہ مشکل دقیق اور اہم ترین سمجھا گیا ہے۔ فقہ کی لاکھوں متماثل جزئیات اور ان کے متعلقہ احکام میں تھوڑے تھوڑے فرق سے حکم کا تفاوت محسوس کرنا عمیق علم کو چاہتا ہے، جو ہر عالم بلکہ ہر مدرس کے بھی بس کی بات نہیں، جب تک فقہ سے کامل مناسبت، ذہن و ذکاء میں خاص قسم کی صلاحیت اور قلب میں مادۂ تفقہ نہ ہو۔ اس لئے مدارس دینیہ میں افتاء کے لئے شخصیت کا انتخاب نہایت پیچیدہ مسئلہ سمجھا گیا ہے جو کافی غور و فکر اور سوچ وبچار کے بعد ہی حل ہوتا ہے اور پھر بھی تجربات کا محتاج رہتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند جیسے علمی مرکز کے دارالافتاء کے لئے ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جس میں خود بھی مرکز بن جانے کی صلاحیتیں موجود ہوں، اور علم وتفقہ کی امتیازی استعداد کے ساتھ صلاح وتقویٰ اور برگزیدگی کی شانیں اس میں موجود ہوں۔

چنانچہ قیام دارالافتاء کے منصوبہ کے ساتھ یہاں کے اکابر کو پہلی فکر منصب افتاء اور خصوصیت سے دارالعلوم جیسے مقدس ادارہ کے دارالافتاء کے شایان شان مفتی کے انتخاب کی ہوئی جس کے مضبوط کاندھوں پر اس عظیم ترین منصب اور وزن دار ادارہ کا بار رکھا جائے۔

دارالعلوم کی جاذبیت اور مقبولیت کا کرشمہ ظاہر ہوا، اور ایک ایسی شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا جو گویا ازل سے اس عہدہ ہی کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ اور یہ انتہائی ذمہ داری اس ذات کے لئے اور وہ ذات اس ذمہ داری کے لئے منجانب اللہ موزوں اور منتخب کی جاچکی تھی۔

میں اس وقت عہدۂ افتاء کی جس منتخب ہستی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ذات گرامی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی ہے جو جماعت دیوبند میں مفتیان ہند کے استاد ومربی تھے، اور آپ کی تعلیم وتربیت اور آپ کے فتاویٰ کی روشنی میں کتنوں ہی کو مفتی بننے کی سعادت میسر آئی۔

حضرت ممدوح کا نام نامی اس سے بالاتر ہے کہ ہم جیسے اس کا تعارف کرانے بیٹھیں، جب کہ ہم اور ہمارے کام خود ہی ان ہستیوں کی نسبت اور نام سے متعارف ہیں تو ہم لوگوں کی کیا ہستی ہے کہ ہم ان کا تعارف کرانے کے مقام پر آنے کی جرأت کریں۔ لیکن یہ سطریں ان کا تعارف نہیں بلکہ صرف عقیدت مندانہ تذکرہ ہیں، جو اولاً اپنی قلبی محبت و تسکین کے لئے قلم پر آرہا ہے۔ نیز اللہ کے ایسے برگزیدہ بندوں کا تذکرہ ذکر وعبادت بھی ہے کہ۔

اذا ذکر و اذکر اللہ واذا ذکر اللہ ذکروا.

جب (ان پاک نہاد بندوں کا)، ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کا ذکر بھی ساتھ ہوتا ہے۔ اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان بندگان خاص کا ذکر بھی ساتھ ہوتا ہے۔

خاصان خدا خدا نباشند   لیکن ز خدا جدا نباشند

اس لئے ان ہستیوں کا تذکرہ محض تاریخ ہی نہیں۔ بلکہ طاعت وقربت اور تعلیم وعبرت بھی ہے۔

دوسرے اس لئے کہ جن فتاویٰ کا ذخیرہ اس زیر نظر مجموعہ میں پیش کیا جارہا ہے وہ اس مقدس ہستی کے ہی علمی افکار کا ثمرہ ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ فتاویٰ کے ساتھ صاحب فتاویٰ کا تذکرہ بھی سامنے لایا جائے تاکہ مفتی کی عظمت سامنے رہنے سے فتاویٰ کی عظمت دلوں میں جاگزیں ہو کہ قدر الشهادة قدر الشهود.

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندیؒ

حضرت ممدوح دیوبند کے عثمانی شیوخ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے اولین اساطین مجلس شوریٰ دارالعلوم کے طبقہ اولیٰ کے اراکین، اور حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند کے مخصوص مجلس نشین احباب میں سے تھے۔ نیز حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم سادس دارالعلوم دیوبند کے حقیقی برادر کلاں اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاتی بھائی ہوتے تھے۔ حضرت کا سن ولادت ۱۲۷۵ھ ہے اور تاریخی نام ظفر الدین ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ۱۲۹۸ھ میں تمام علوم وفنون سے فراغت حاصل کر کے درس و تدریس کے سلسلہ سے میرٹھ میں قیام فرمایا۔ اور ایک عرصہ دُراز تک تعلیمی مشاغل کے ساتھ آپ وہاں مقیم رہے، چونکہ آپ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیو بندی نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم ثانی دار العلوم دیو بند کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ اس لئے میرٹھ کے تدریسی قیام کے دوران میں بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری رہا، اور کتنے ہی سعید الارواح افراد آپ کے انفاس طیبہ سے مستفید ہوکر اپنی مراد کو پہنچے۔

۱۳۰۹ھ میں آپ کو میرٹھ سے دار العلوم میں بلایا گیا۔ اور آپ نیابت اہتمام کے عہدہ پر فائز ہوئے مہتمم کی عدم موجودگی اور غیبت کے زمانہ میں آپ ہی اہتمام کے اختیارات استعمال فرماتے تھے۔

عہدۂ افتاء کے لئے نامزدگی:

۱۳۱۰ھ میں حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ سرپرست ثانی دار العلوم دیو بند کی تجویز سے دار الافتاء کے لئے باضابطہ عہدۂ افتاء تجویز ہوا، اور حضرت اقدس نے اپنی فراست باطنی سے وہ تمام جوہر جو ایک ذمہ دار مفتی میں درکار ہیں حضرت مفتی اعظم میں دیکھ کر آپ کو عہدۂ افتاء کے لئے نامزد فرمایا۔ اس لئے حضرت مفتی اعظم دار العلوم کے مفتی ہی نہیں بلکہ یہاں کے عہدۂ افتاء کا نقطہ اولیٰ بھی ہیں۔ جس کا آغاز ہی حضرت ممدوح کی ذات گرامی سے کیا گیا۔ اور آپ یہاں کے قصر افتاء کے لئے خشت اول ثابت ہوئے جس پر آگے کی تعمیر کھڑی ہوئی۔

افتاء میں مہارت:

شدہ شدہ آپ کی افتائی مہارت اس حد تک پہنچی کہ بڑے سے بڑا مسئلہ اور معرکۃ الآراء استفتاء کا جواب قلم برداشتہ اور بلا مراجعت کتب بے تکلف سفر وحضر میں تحریر فرمادیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے اہم فتاویٰ جن کو مرتب کرنے میں اگر آج کے مفتی اور ماہر علماء مشغول ہوں تو مراجعت کتب کے بعد بھی شاید دنوں اور ہفتوں کی سوچ وچار کے بعد بھی فتویٰ کا وہ سہل عنوان اختیار نہ کرسکیں گے جو حضرت ممدوح قلم برداشتہ اس طرح بے تکلف لکھ جاتے تھے جیسے روزمرہ کی معمولی باتیں ڈائری میں لکھ دی جاتی ہیں۔ چالیس سال آپ نے دار العلوم کے دار الافتاء کی خدمت جلیلہ انجام دیں اور اس دور میں سیکڑوں ہی ایسے اہم اور مشکل فتاویٰ بھی سپرد قلم فرمائے جو نہ صرف فتویٰ بلکہ معرکۃ الآراء مہمات میں محاکمہ کی حیثیت رکھتے تھے اور صرف چند لفظوں میں، کوئی مسئلہ جب عقدہ لاینحل ہو جاتا تھا، اور علماء وقت آپ کی طرف رجوع فرماتے تو آپ کا جواب آپ کی خداداد علمی بصیرت اور تفقہ فی الدین کے سبب قاطع شکوک وشبہات ہوتا تھا۔ بلکہ عموماً ایسے مسائل میں آپ کا اسم گرامی سامنے آجانا ہی علماء عصر کے لئے تسلی وطمانیت کا باعث ہوجاتا تھا۔

سفر وحضر میں استفتاء کا بڑا ذخیرہ ساتھ رہتا تھا، اور عام حالات میں بلا مراجعت کتب محض حذاقت ومہارت اور کمال استعداد سے بے تکلف فتویٰ ثبت فرماتے۔ اور نصوص فقہیہ اکثر وبیشتر حفظ و یادداشت سے تحریر فرمادیتے تھے جن میں فرق نہیں نکلتا تھا حتی کہ آخر میں خود ہی بہ نفس نفیس کتاب ناطق بن گئے تھے۔ افتائی حکم نہایت، چا تلا حشو وزوائد سے

پاک، وجیز مختصر اور جامع ہوتا تھا۔

فتاویٰ کی ترتیب:

جس کا شاہد عدل وہ ذخیرۂ فتاویٰ ہے، جس کا ایک حصہ بہت پہلے مولانا محمد شفیع صاحب مفتی پاکستان نے ''عزیز الفتاویٰ'' کے نام سے شائع فرمایا تھا۔ مگر اس طرح کہ کچھ حصے مرتب تھے اور کچھ غیر مرتب، کچھ تصحیح جس پیمانہ پر ہونی چاہئے تھی نہ ہوسکی تھی۔

اصل ذخیرہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں محفوظ ہے۔ اب اس ذخیرہ کو از سر نو دارالعلوم کے ایک پورے عملہ کے ذریعہ باضابطہ مرتب کرایا جا رہا ہے، جس کا پہلا حصہ یہ زیر نظر مجموعہ ہے، جو ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ باقی ماندہ مجموعے بھی جلد ہی شائع ہوں گے۔ جو حضرت ممدوح کی باقیات صالحات ہیں، اور جریدۂ عالم پر رہتی دنیا تک ثبت رہیں گے۔ لاکھوں افراد نے ان فتاویٰ پر چل کر اپنی عاقبت درست کی اور لاکھوں سعید الارواح ہوں گے جو اپنی عاقبت کو سنواریں گے اور یہ غیر منقطع صدقۂ جاریہ چلتا رہے گا۔

بیعت وارشاد:

حضرت ممدوح نہ صرف عالم اور مفتی ہی تھے بلکہ عارف باللہ اور صاحب باطن اکابر میں سے تھے۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ مستقلاً قائم تھا، اور ہزار ہا بندگان خدا اطراف ہندوستان میں آپ کی باطنی تلقین وتربیت سے فیض یاب ہو کر مراد کو پہنچے، اور یہ سلسلہ دور دور تک پھیلا۔ آپ حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی قدس سرہٗ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کے ارشد خلفاء میں سے تھے، اور سلسلہ نقش بندیہ کے نہایت ہی صاحب حال اور ممتاز مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

آپ کے فیوض وبرکات باطنی کا سلسلہ دور دور تک پھیلا۔ میرٹھ میں حضرت ممدوح کے سلسلہ کا ایک بڑا حلقہ تھا۔ حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلفاء مجازین میں سے تھے۔ میں نے حضرت قاری صاحب کی بہت کافی اور بار ہا زیارت کی ہے نہایت بے نفس بزرگ اور رفیع المقامات ہستی تھے ان کا کافی سلسلہ پھیلا۔

قاری صاحب ممدوح کے مجاز خلفاء میں سے اول نمبر کی شخصیت فاضل یگانہ حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی سلمہ کی ہے، جنہوں نے دارالعلوم میں حضرت الاستاذ مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فن حدیث کی تکمیل کر کے ابتداءً بطور معین المدرسین دارالعلوم دیوبند میں کار تدریس انجام دیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں حضرت شاہ صاحبؒ کی معیت میں بطور استاذ حدیث درس جاری کیا اور ساتھ ہی حضرت شاہ صاحبؒ کے حلقۂ درس سے استفادہ کر کے حضرت ممدوح کے حدیثی علوم وفیوض بنام فیض الباری بطور شرح بخاری مدون کئے جو مصر میں طبع ہوئی اور آج علماء کے کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔ تقسیم ملک کے بعد مولانا ممدوح پاکستان تشریف لے گئے، اور جامعہ اشرفیہ ٹنڈو اللہ یار کے ناظم کی حیثیت سے کام کیا، اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور اب مستقلاً

وہیں دیار حبیب میں مقیم ہیں، لیکن ان تمام مقامات کے قیام کے دوران آپ کے اشغال باطنیہ کا سلسلہ قائم رہا۔ تربیت کی شان برابر کام کرتی رہی۔ آج بحمد اللہ مدینہ میں آپ کا ایک حلقہ ہے۔ اطراف سے آنے والے حجاج آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، یہ وہی سلسلہ نقشبندیہ کا فیض ہے جو حضرت مفتی اعظم ہند کے سلسلہ سے پہنچا، اس لئے حضرت مفتی اعظم کا سلسلہ فیض ہندوستان اور پاکستان سے گذر کر آج حجاز میں بھی اپنا کام کر رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ اور چھوٹی مسجد:

نقش بندیت کے مشہور معمولات میں سے ختم خواجگان ہے جو حضرت مفتی صاحب کی مسجد میں (جو دیوبند میں چھوٹی مسجد کے نام سے مشہور ہے) پابندی کے ساتھ روزانہ صبح کی نماز کے بعد ہوتا تھا۔ آج بھی ہم لوگوں کے لئے مسرت کا مقام ہے کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے چھوٹے صاحب زادے مولانا قاری جلیل الرحمٰن صاحب عثانی مجود دارالعلوم دیوبند اس سلسلہ کو پابندی کیساتھ قائم کئے ہوئے ہیں جس سے حضرت ممدوح کے دور کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے۔

حضرت اقدس کی اس مسجد میں اس احقر کا قیام لڑکپن میں بہت کافی رہا ہے۔ میرے اولین استاذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید خاں صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ جن سے میں نے تجوید کے ساتھ حفظ قرآن کیا، اسی چھوٹی مسجد میں رہتے تھے، میں بھی خارج از اوقات مدرسہ قرآن شریف یاد کرنے کے لئے قاری صاحب مرحوم کے پاس اسی مسجد میں حاضر رہتا تھا اور اس طرح حضرت مفتی اعظمؒ کی زیارت کا ہمہ وقت موقعہ میسر آتا رہتا تھا۔ متعدد اعمال شرعیہ کی ہیئت میں نے حضرت ممدوح کے عمل سے سیکھی، مثلاً وضو کرتے ہوئے انگلیوں میں خلال کرنے کی ہئیت جو مجھے نہیں آتی تھی میں نے حضرت ممدوح ہی کے عمل سے سیکھی۔

تواضع اور خدمت خلق:

علم وعمل کے ساتھ تواضع وکسر نفسی اپنے کو چھپانا اور مٹانا آپ کا خاص رنگ تھا، جو چھوٹی چھوٹی جزئیات تک میں نمایاں ہوتا تھا۔ روزانہ کا معمول تھا کہ بعد نماز عصر محلّہ کے آس پاس کے گھروں کے دروازوں پر جا کر پوچھتے کہ بازار سے کسی کو کچھ سودا منگانا ہو تو بتلا دے گھروں سے آواز آتی مفتی جی مجھے چار پیسے کی مرچیں لا دوں، کہیں سے آواز آتی کہ تیل چاہیئے۔ کسی گھر سے کہا جاتا کہ نمک درکار ہے۔

حضرت ممدوح سب کے پیسے لے لیتے، اور بازار جا کر ایک ایک کا فرمائشی سودا خریدتے کسی کا نمک کسی کی مرچ، کسی کا دھنیا، اور یہ سب سامان رومال کے الگ الگ کونوں میں باندھ کر خود ہی لاتے، یہ کبھی گوارا نہ فرماتے کہ اس بوجھ کو کوئی بٹوائے۔ خود ہی یہ سامان اپنے کندھوں پر لادتے۔ بعض اوقات بوجھ سے دوہرے ہوجاتے تھے۔ مگر کسی حالت میں گوارا نہ تھا کہ اسے دوسروں کے حوالے فرما کر کچھ ہلکے ہوجائیں۔ پھر خود ہی گھر گھر جا کر یہ اشیاء فرمائش کنندوں کے سپرد فرماتے۔ بے نفسی اور خدمت خلق کے مدعی ہزاروں نظر آئیں گے۔ لیکن عمل اور وہ بھی جزئیاتی عمل جس میں شو اور نمود کا نشان نہ ہو، کوئی جوانمرد ہو تو دکھلائے، لیکن خود ان کی پاک نفس میں اس کا تصور بھی نہ تھا کہ میں کوئی

خدمت کرر ہا ہوں، یا یہ کوئی بڑا عمل ہے جو میرے ہاتھوں انجام پا رہا ہے۔ یا میں کسر نفسی کا کوئی عظیم کارنامہ انجام دے رہا ہوں؟

برسات میں بارہا دیکھا گیا محلّہ کے مکانوں کی چھت ٹپکی اور محلّہ دار بی بیوں نے کہلا بھیجا کہ "مفتی جی ذرا ہماری چھت دیکھ لو، بہت ٹپک رہی ہے۔" یہ سنتے ہی حضرت اقدس لنگی باندھ کر بارش میں نکل کھڑے ہوتے اور محلّہ والوں کے مکانات کی چھتوں پر بارش میں مٹی ڈالنے کی خدمت انتہائی ذوق وشوق اور دردمندی کے ساتھ انجام دینا شروع فرما دیتے۔

حضرت کی بے نفسی کا ایک واقعہ:

حضرت مفتی اعظم کے مکان سے ملے ہوئے مکان میں ایک بڑی بوڑھی مقیم تھیں۔ جنہیں سب "اماں خوبی کہا کرتے تھے۔ عمر میں حضرت ممدوح سے بہت بڑی تھیں، انہوں نے ایک دن کہا "عزیز الرحمٰن مکان کی چھت بہت خراب ہوگئی ہے بارش میں ٹپکا اتنا لگا ہے کہ رات بھر ٹپکتے گذر گئی ہے، مٹی ڈلوانے کا کوئی بندوبست کرادو۔" فرمایا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ مٹی منگوائی اور ان کے گھر میں ڈھیر کرادی اس پر کہنے لگیں کہ عزیز الرحمٰن مٹی تو آ گئی مزدور کوئی نہیں کہ اسے چھت پر ڈلوادوں۔ فرمایا "اماں اس کا بھی بندوبست ہوجائے گا۔" اس بارش میں لنگی باندھ کر خود چھت پر چڑھے اور خود ہی چھت پر مٹی ڈالنی شروع فرمائی۔ بارش میں بھیگتے ہوئے مٹی ڈالنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخار آیا سخت تکلیف اٹھائی مگر اس بوڑھی اماں پر واضح نہ ہونے دیا کہ اس مٹی ڈالنے میں کون سے مزدور نے کام کیا۔ اور اس محنت سے اس پر کیا گذری؟

عظمت وللّٰہیت:

کسی نمایاں مقام پر کسی اونچی خدمت کا انجام دے دینا آسان کام ہے کہ اس میں مدح خلائق اور نام آوری کے مواقع ممکن ہوتے ہیں لیکن یہ گمنام خدمات اور وہ بھی ایسے چھوٹے درجہ کی کہ بڑائی پسند کبھی اس خدمت کے آس پاس بھی نہیں پھٹک سکتا۔ بلکہ اسے اپنے وقار اور منصب کے خلاف سمجھتا ہے اور تحقیر کے ساتھ رد کر دینا ہی اپنی شان سمجھتا ہے۔ انجام دینا کوئی آسان کام نہیں، مگر حضرت اقدس اسے کیسی للّٰہیت، کیسی شغف اور کیسی دردمندی سے انجام دیتے تھے کہ اسے آنکھیں زیادہ محسوس نہیں کرسکتیں، دل محسوس کریں گے کہ اس کی کیا نوعیت تھی؟ یہ خدمت نہیں تھی مجاہدۂ عظیم تھا جسے عظماء ہی انجام دے سکتے ہیں، ہر ایک کا حوصلہ نہیں ہے کہ ان خدمات کے قریب بھی آ سکے، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بزمانہ خلافت رعایا کے گھروں میں مشکیزہ اٹھا کر پانی تک بھر آتے تھے اور گمنام بوڑھیوں کے گھروں پر پہنچ کر ان کا کھانا تک پکا آتے تھے تو ان کے اس نقش قدم پر چلنا ہر ایک کا کام نہیں، یہ مفتی اعظم ہی جیسی بے نفس ہستیوں کا مقام تھا کہ خدمت خلق کے اس جذبہ سے سرفراز ہوں، اور انہیں کا حوصلہ اور نصیب تھا کہ وہ ان پاکیزہ اعمال کے لئے منتخب کئے گئے۔

جماعت دارالعلوم میں آپ کی انکساری اور کسر نفسی کے یہ کارنامے سب کے نزدیک امتیازی شان رکھتے تھے،

یہ شان بے ریائی اور تواضع کی یہ بے مثال عملی صورتیں دائرۂ دارالعلوم میں آپ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھی جاتی تھیں، جن کو یہاں کے تمام اکابر عظمت ووقعت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، اوران خدمات کوانہیں کا حصہ سمجھتے تھے۔

درس وتدریس:

ان عملی مجاہدات کے ساتھ عملی باریک بینیاں مستزاد تھیں۔ افتاء کے ساتھ درس کا شغل مستقل رہتا تھا۔ فقہ و حدیث اور تفسیر کے اونچے اسباق آپ کے یہاں ہوتے تھے بڑی بڑی باریک تحقیقات جوآپ کے ذہن رسا کی پیداوار ہوتی تھیں کبھی بھی اپنی طرف منسوب کر کے دعوے کے رنگ میں نہیں فرماتے تھے، بلکہ بطور احتمال کے ارشاد فرماتے اور تقریر کے ضمن میں کہتے کہ ''اس مسئلہ میں ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے۔'' حالانکہ وہ ان کی تحقیق ہوتی تھی۔ مگر کبھی بھی یوں نہیں فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں میری رائے اور تحقیق یہ ہے، غور کیا جائے تو یہ مقام اس عملی خدمت اور عملی بے نفسی کے مقام سے بھی زیادہ بلند اور نازک تر ہے، جس تک پہنچنا ہر ایک کا حوصلہ نہیں۔ علمی دقائق خود اپنا ذہن پیش کرے اور اس ذہن کو کبھی بھی آگے نہ لایا جائے، بے نفسی اور فنا کا نہایت ہی اونچا مقام ہے اور یہ اسی کو میسر آسکتا ہے جس نے نفسانیت کو کچل کر رکھ دیا ہو اور کسر نفسی اور تواضع اس کے رگ وپے میں سما گئی ہو۔

دنیا آپ کی نظر میں:

میرے خسر مولوی محمود صاحب مرحوم رام پوری اپنے زمانۂ طالب علمی میں چھوٹی مسجد میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے پاس ہی ایک حجرے میں رہتے تھے اور حضرت کی زندگی کے اکثر معمولات ان کی نگاہوں میں آتے رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ''میں نے کبھی بھی حضرت ممدوح کو پیر پھیلا کر لیٹے ہوئے یا سوتے ہوئے نہیں دیکھا ہمیشہ سکڑ کر اور گھٹنے پیٹ میں دے کر لیٹتے اور سوتے تھے، پہلے تو میں اسے اتفاقات پر محمول کرتا رہا مگر جب مسلسل یہی طرز عمل دیکھا تو میں نے سمجھا کہ یہ اتفاقی بات نہیں بلکہ ارادی فعل ہے تو ایک دن میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ پیر پھیلا کر کبھی نہیں سوتے، فرمایا کہ ''دنیا پیر پھیلا کر سونے کی جگہ نہیں ہے اس کا مقام قبر ہے جہاں آدمی پیر پھیلا کر سوئے گا۔'' سبحان اللہ یہ کلام اسی کی زبان سے ادا ہوسکتا ہے جسے ہروقت آخرت مستحضر اور عظمت خداوندی اس کے دل پر محیط اور چھائی ہوئی ہو۔ دوسرے لفظوں میں جو دنیا کی لذت وعیش کو دل سے نکال چکا ہو اور صرف اللہ کے سچے وعدوں پر شوق آخرت کو اپنی دل و دماغ کا تکیہ بنائے ہوئے ہو۔ ایک دو دن ایسا کر لینا ممکن ہے۔ لیکن اس پر عمر گذارنا استقامت کی نادر ترین مثال ہے۔

فنائیت اور انکساری:

مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں نے جلالین شریف، مؤطا امام مالکؒ مؤطا امام محمدؒ، اور طحاوی شریف حضرت اقدس سے پڑھی ہے۔ لفظ نہایت پھوکے پھوکے، گفتگو نہایت ہی دھیمی دھیمی، تقریر نہایت معصومانہ، لفظ، لفظ سے رحمت وشفقت برستی تھی کلمہ کلمہ سے بھولا پن، معصومیت اور سادگی ٹپکتی تھی، گویا ان کے دل میں کسی وقت بھی یہ تصور نہ تھا کہ میں

کوئی چیز ہوں یا یہ درس قرآن وحدیث میرا کوئی عظیم کارنامہ ہے جو مجھ سے انجام پا رہا ہے، یا یہ سیکڑوں شاگردوں اور مستفیدوں کا حلقہ میری کسی عظیم مقبولیت کی نشانی ہے؟ ان خیالات سے قلب خالی اور دماغ فارغ تھا۔ سوتے اور جاگتے میں جس ذات کو ہر وقت یہ تصور رہتا ہو کہ دنیا نہ آرام کرنے کی جگہ ہے نہ پیر پھیلانے کی۔ اس کے قلب میں یہ خود پسندی یا خود بینی کے خیالات کیا سما سکتے تھے، بہرحال انہیں اس کا کبھی دھیان بھی نہیں آتا تھا کہ میں کوئی بڑی شخصیت ہوں، یا مجھ سے علم وعمل کی کوئی بڑی خدمت انجام پا رہی ہے بلکہ ہر وقت جس چیز کا دھیان رہتا تھا وہ یہ تھا کہ میں نہ کوئی چیز ہوں، نہ میری کوئی شخصیت ہے نہ مجھ سے کوئی خدمت بن پڑ رہی ہے، میں بھی منجملہ عام مسلمانوں کے ایک مسلمان ہوں۔ اور یہ تمام علمی وعملی خدمات میری کسی جوہر کا نتیجہ نہیں بلکہ صرف فضل خداوندی ہے جو کام کررہا ہے اسے مجھ جیسے ہزاروں بندے مل سکتے ہیں، میں اسکے بندوں میں لاشئے محض ہوں۔

اللہ اکبر سب کچھ کر کے یہ یقین رکھنا کہ کچھ نہیں ہوں بڑوں ہی کا کام ہے اور بڑا ہی مقام ہے۔ ملائکہ جیسی مقدس ہستیوں کا یہ مقام ہوگا کہ کمال معرفت کے باوجود قیامت کے دن پکارتے ہوں گے کہ

ماعرفناک حق معرفتک .

اے پروردگار ہم تجھے کما حقہ پہچان ہی نہ سکے کہ تیرا کوئی حق ادا کرتے۔

انبیاء علیہم السلام جیسی مقدس ذوات کا یہ مقام ہے کہ عمر کا ایک ایک لمحہ خالص ومخلصانہ عبادت میں بسر کر کے قیامت کے دن یہی کہتے ہوں گے کہ۔

ماعبد ناک حق عبادتک .

اے مالک ہم تیری کوئی عبادت نہیں کر سکے کہ تیرا کوئی حق بندگی ادا ہو سکتا ہے۔

اور یا پھر ان برگزیدہ ہستیوں کے نائب اور وارثان نبوت حضرت مفتی اعظم جیسی ہستیوں کا مقام ہو سکتا ہے کہ سب کچھ کر کے دل میں کچھ کرنے کا دھیان تک نہ لائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فنائیت و بے نفسی کی انتہا ایک ایسی ممتاز شان ہے جو ایسی ہی مقدسین کو نصیب ہو سکتی ہے۔

غم آخرت:

غم آخرت کا قلب پر تسلط یہ تھا کہ جلالین شریف کے درس میں ایک دن خود ہی یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ "میں ایک شب سونے کے لئے لیٹا تو اچانک قلب میں یہ اشکال وارد ہوا کہ قرآن کریم نے تو یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ۔

لیس للانسان الا ماسعیٰ.

انسان کے کام اسی کی سعی آئے گی۔

جس کا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخرت میں کسی کے لئے غیر کی سعی کارآمد نہ ہوگی۔ اور حدیث نبوی میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے جس سے تخفیف عذاب، رفع عقاب اور ترقی درجات کی صورتیں ممکن بتلائی گئی ہیں۔ نیز شفاعت انبیاء وصلحاء، شفاعت حفاظ وشہداء سے رفع عذاب اور نجات اور ترقی درجات کا وعدہ دیا گیا ہے، جس سے صاف

نمایاں ہے کہ آخرت میں غیر کی سعی بھی کارآمد ہوگی۔ پس یہ آیت وروایت میں کھلا تعارض ہے۔ فرمایا کہ اس کا حل سوچتا رہا مگر ذہن میں نہ آیا۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ خوف قلب پر طاری ہوا کہ جب آیت وروایت میں یہ تعارض ذہن میں جاگزیں ہے اور حل ذہن میں نہیں ہے تو گویا اس آیت پر میرا ایمان سست اور مضمحل ہے، اور اگر اس حالت میں موت آگئی تو یہ قرآن کی ایک آیت میں خلجان اور ریب کی سی کیفیت لے کر جاؤں گا۔ اور ایسی حالت کے ساتھ حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گا کہ قرآن کے ایک حصہ پر میرا ایمان سست اور مضمحل ہوگا، تو میرا انجام کیا ہوگا اور کیا اس خاتمہ کو حسن خاتمہ کہا جاسکے گا؟

پیادہ پا راتوں رات گنگوہ:

اس دھیان کے آتے ہی فکر آخرت اس شدت سے دامن گیر ہوا کہ میں اسی وقت چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سیدھے گنگوہ کی راہ لی۔ مقصد یہ تھا کہ راتوں رات گنگوہ پہنچ کر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ اشکال حل کروں کہ میرا ایمان صحیح ہو، اور حسن خاتمہ کی توقع بندھے،

حالانکہ آپ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے اور وہ بھی گنگوہ جیسے لمبے سفر کے جو دیوبند سے بائیس کوس کے فاصلہ پر ہے، یعنی تقریباً تیس ۳۰ میل، اور وہ بھی رات کے وقت، لیکن جب کہ خوف آخرت نفس کا حال بن چکا تھا تو اس میں وساوس کی کہاں گنجائش تھی، اس جذبہ سے عزم پیدا ہوا اور اسی عزم صادق سے اتنا لمبا سفر کرنے کے لئے اندھیری رات میں پیدل ہی چل کھڑے ہوئے، صبح صادق سے پہلے گنگوہ پہنچے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ تہجد کے لئے وضو فرمارہے تھے کہ حضرت مفتی اعظم نے سلام کیا۔ فرمایا کون؟ عرض کیا کہ عزیز الرحمٰن۔ فرمایا تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا کہ حضرت ایک علمی اشکال لے کر حاضر ہوا ہوں جس میں مبتلا ہوں۔ اور وہ یہ کہ "قرآن تو نفع آخرت کو صرف اپنی ذاتی سعی میں منحصر بتلا رہا ہے۔ جس سے غیر کی سعی کے نافع ہونے کی نفی نکل رہی ہے، اور حدیث غیر کی سعی کو نافع اور مؤثر بتلا رہی ہے۔ جس میں نفع آخرت ذاتی سعی میں منحصر نہیں رہتا جو صراحتاً قرآن کا معارضہ ہے تو ذہن میں اس تعارض کا حل نہیں آتا" حضرت نے وضو کرتے ہوئے برجستہ فرمایا کہ آیت میں سعی ایمانی مراد ہے جو آخرت میں غیر کے کارآمد نہیں ہوسکتی کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی کو ہوجائے اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے جو ایک کی دوسرے کے کام آسکتی ہے اس لئے کوئی تعارض نہیں۔" فرمایا کہ ایک دم میری آنکھ سی کھل گئی جیسے کوئی پردہ آنکھ کے سامنے سے اٹھ گیا ہو اور علم کا ایک عظیم دروازہ کھل گیا۔

بہر حال علم کا جو دروازہ اس مفتی اعظم پر کھلا وہ تو ان ہی کی ذات جان سکتی تھی کہ اس دروازہ کے اندر کیا کیا نوادرات پنہاں ہیں۔ غور کرنے کے قابل یہ عظیم جذبہ ہے کہ ایک جزوی مسئلہ کے ایک علمی اشکال پر اس درجہ خوف آخرت کا قلب پر مسلط ہوجانا کہ چارپائی پر ایک لمحہ کے لئے قرار نہ رہے اور ۳۰ میل کے لمبے اور شوار گذار سفر کی ٹھان لی جائے اور وہ سفر بھی راتوں رات ہی شروع کردیا جائے، یہ عالم آخرت سے کس درجہ قلبی لگن اور دنیائے ادنیٰ اور اس کی راحت ولذت سے کس قدر بے تعلقی اور استغناء کی نادر مثال ہے جو اکابر سلف ہی کی تاریخوں میں مل سکتی ہے۔

بہر حال علم اور افتاء جیسے علمی مقام پر اتنا اونچا پہنچ کر بھی اپنے علم ومنصب کی عظمت کا کوئی تصور ذہن میں نہ آنا تواضع اور کسرِ نفسی کا انتاہی مقام ہے، ان اونچے مقامات کے لئے اول تو آپ کی فطرت صالحہ ہی مستعد تھی جس کو حق تعالیٰ نے ان ہی احوال ومقامات کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔ اوپر سے آپ کے مربی اعظم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم ثانی دارالعلوم دیو بند کی مخصوص توجہات نے اس پر اور چار چاند لگا دیئے تھے۔

فطری صلاحیتیں:

چنانچہ منشی سعید احمد صاحب حضرت اقدس کے علاتی بھائی فرماتے تھے کہ بچپن ہی سے حلم تحمل، بردباری آپ کے نفس کا جوہر تھی اگر کسی چیز کو جی چاہا اور والدہ نے نہ دی تو رونا یا چلانا نہیں یا چپ ہو کر رہ جاتے، یا اس شئے سے محرومی پر بہت ہی دل کڑھتا تو کوٹھری میں اندر گھس کر کسی کونہ میں منہ چھپا کر سبک لیتے اور رو لیتے۔ لیکن چیخنا چلانا یا واویلا اور فریاد کرنا بچپن میں بھی کبھی نہیں دیکھا گیا جو قلب کے فطری طور پر صالح اور ضابط ہونے کی علامت ہے، گویا آپ کو بچپن ہی سے مقام رفیع کے لئے تیار کیا جا رہا تھا، اور آپ کی فطری صلاحیتیں خود ہی ان بلند مقامات کو مانگ رہی تھیں۔

چنانچہ حسب بیان محترم منشی سعید احمد صاحب عثمانی (برادر خورد حضرت مفتی اعظم ہند) جب حضرت مفتی اعظم نے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ریاضت وسلوک کا راستہ اختیار فرمایا تو مزاج میں یکسوئی اور غناعن الخلق بڑھتا گیا، بیوی بچوں کی طرف سے التفات ہٹ گیا، خلوت گزینی یکسوئی اور مخلوق سے انقطاع کی کیفیات کا غلبہ ہو گیا تو ان کے والد ماجد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ سے عرض کیا کہ جس راہ پر آپ نے عزیز الرحمٰن سلمہ، کو ڈالا ہے اس کے اچھے اور مبارک ہونے میں تو کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا اور اسے چھڑایا بھی نہیں جا سکتا، صرف اتنا چاہتا ہوں کہ عزیز الرحمٰن بیوی بچوں کی طرف توجہ کرنے لگے۔ اس پر شیخ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اللہ نے اور بھی اولاد دی ہے اور آئندہ اور ہو گی بھی، انہیں آپ جس طرح اور جہاں چاہیں لگا دیں۔ اس ایک کو صرف اللہ ہی کے لئے چھوڑ دیں۔ اس پر والد نے خاموشی اختیار فرمائی۔

توجہ الی اللہ اور اس کے اثرات:

اس حقیقت کا ظہور مستقبل میں ان مختلف رنگوں میں ہوا اور واقعات نے بتلایا کہ حقیقتاً ایک ذات جب اللہ ہی کے لئے مخصوص ہو گئی تھی تو اللہ بھی اس کے ساتھ ہو گیا، جس کے پاکیزہ آثار نمایاں ہوتے رہے اور ایک زندہ تاریخ بن گئی۔

اس توجہ الی اللہ اور توجہ حق کے اثرات کفار اور حکام تک بھی قبول کرنے لگے۔ حضرت مفتی اعظم کے داماد بابو عبد اللطیف صاحب حال منیجر ریاست وقف کرنال نے اس دور میں سرکاری ملازمت کے لئے درخواست دی۔ اس عہدہ کے لئے امیدوار اور بھی کافی تعداد میں تھے، بابو صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ اس جگہ کے لئے میں بھی امیدوار ہوں، مگر اتنے امیدواروں کے ہوتے ہوئے نہ معلوم میں کامیاب ہو سکوں گا یا نہیں؟ دعا فرما دیں۔

اس زمانہ میں مظفر نگر کا یورپین کلکٹر مارش نامی تھا۔ اسی کے یہاں سب امیدواروں کو انٹرویوں کے لئے پیش ہونا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ مارش سے انٹرویوں کے وقت یہ کہہ دینا کہ میں مفتی عزیز الرحمٰن کا داماد ہوں۔ بابوصاحب کو حیرانی ہوئی کہ بھلا کلکٹر اور وہ بھی انگریز اور انگریزوں کے بھی اس ابتدائی دور کا کلکٹر جو ضلع کا تنہا مالک ہوتا تھا۔ اس پر مدرسہ دیو بند کے ایک مولوی کا اثر کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اس کا نام سنتے ہی جھک جائے گا اور ملازمت دے دے گا۔ بابوصاحب نے اسے حضرت مفتی اعظم کی سادگی پر محمول کر کے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ انٹرویو میں گئے، اور کلکٹر سے یہ جملہ نہ کہا، اور نا کامیاب ہو کر چلے آئے۔ اور حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ میں تو کامیاب نہیں ہوا۔ فرمایا کہ ''تم نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میں مفتی عزیز الرحمٰن کا داماد ہوں؟'' کہا نہیں میں نے تو یہ نہیں کہا۔ فرمایا کہ ''اچھا اب جا کر کہہ دینا'' انہیں اور زیادہ حیرت ہوئی کہ اب تو انٹرویو کا بھی قصہ نہیں رہا۔ اب اس بے محل سفارشی جملہ سے کیا ہوگا۔ تاہم مارش کلکٹر کے پاس گئے اور کہا کہ انٹرویوں میں میں بھی تھا اور میں مفتی عزیز الرحمٰن کا داماد ہوں۔ اس پر مارش متاثر ہوا اور اس عہدہ پر انہیں کو مامور کر دیا۔

یہی وہ تعلق مع اللہ ہے جس سے ان اہل اللہ کو ملک القلوب کہا گیا ہے جن کی حکومت قلوب پر ہوتی ہے اور حکام وسلاطین بھی ان کے اثرات قبول کرتے ہیں، اور وہ بھی اس طرح کہ ان اللہ والوں کا نام لے دیا جانا مشکل معاملات کے لئے کافی حل ہوتا ہے۔

اسی انداز کا ایک اور واقعہ منشی سعید احمد صاحب نے بیان فرمایا کہ ''حضرت مفتی صاحب کسی سفر کے لئے تیار ہوئے۔ گاڑی آخر شب میں جاتی تھی، اس لئے نماز عشاء کے بعد ہی اسٹیشن تشریف لے گئے۔ اس وقت دیو بند کے اسٹیشن پر کوئی مسجد بنی ہوئی نہیں تھی۔ مسجد کے نام سے ایک چبوترہ تھا جس پر مسافر جا لیٹتے تھے۔ حضرت مفتی اعظم بھی اسی پر جا کر بیٹھ گئے ساتھ میں منشی سعید احمد صاحب موصوف اور بعض دوسرے اعزہ بھی تھے، باہم کچھ بات چیت بھی ہوتی رہی۔ پھر بعض نے نماز وتلاوت شروع کر دی۔ جس میں کچھ آوازیں ذرا اونچی ہوگئیں تو اسٹیشن ماسٹر جو ہندو تھا اور متعصب بھی جھلا کر اپنے گھر میں سے نکلا اور بڑبڑاتا ہوا آ کر ان حضرات کو کچھ سخت سست کہنے لگا کہ نہ سوتے ہیں نہ سونے دیتے ہیں، یہ کہاں کی نماز اور قرآن لگایا ہے کہ لوگوں کو پریشان کرنے چلے آئے، اور غصہ میں بھرا ہوا بولتا اور بکتا رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اتنا فرمایا۔ ''یہ اس لئے بول رہے ہیں کہ ہم نہیں بولتے۔'' خدا جانے اس جملہ میں کیا تاثیر تھی کہ وہ ٹھنڈا ہو کر اک دم ایسا گیا کہ نہ پھر بولا نہ لوٹا۔ اور ان سب حضرات نے اس چبوترہ پر رات باطمینان بسر کی۔

اللہ والے اس قوت غناء ویقین کی طاقت سے جب تصرفات کرتے ہیں تو یہ تو ایک دنیوی بات تھی جو ان کے یہاں کوئی اہمیت نہیں رکھتی، دنیا ہی میں رہتے ہوئے آخرت بھی سنورتی چلی جاتی ہے۔

والد محترم کا آخری وقت اور آپ کی توجہ باطنی:

منشی سعید احمد صاحب ممدوح ہی نے بیان فرمایا کہ ''جب مفتی صاحب کے والد ماجد مولانا فضل الرحمٰن

صاحب کے انتقال کا دن آ پہنچا تو گیارہ، بارہ بجے کے قریب ان پر ایک غیر معمولی بے چینی اور اضطراب کی کیفیت طاری ہوئی۔ حد درجہ بے چین اور مضطرب تھے اور کسی کروٹ چین نہ تھا، یہ کسی کو تصور بھی نہ تھا کہ وقت آخرت قریب آ رہا ہے، تاہم اس اضطراب پر سارا گھر بے چین اور متاثر تھا۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب ساری اولاد میں حضرت مفتی کو بلا لفظ ''مولوی'' کے کبھی خطاب نہیں فرماتے تھے۔ اس بے چینی میں بھی ان سے (منشی سعید احمد صاحب سے) فرمایا کہ مولوی عزیز الرحمٰن کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ابھی تو یہیں تھے، شاید کھانا کھانے چلے گئے ہیں فرمایا ''بلالاؤ'' وہ کہتے ہیں کہ میں بلانے گھر پہنچا، اور والد کی بے چینی کا ذکر کیا، اور یہ کہ آپ کو ابھی بلایا ہے، حضرت مفتی صاحب کھانا کھانے بیٹھ چکے تھے، مگر بلاوے کا لفظ سنتے ہی اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے ساتھ چلے آئے، والد نے دیکھ کر اب جو خطاب کیا تو لفظ ''مولوی'' سے نہیں بلکہ صرف عزیز الرحمٰن کہہ کر مخاطب بنایا اور فرمایا کہ عزیز الرحمٰن تو نے ابھی تک میرے لئے انگلی تک نہیں اٹھائی۔ (شاید یہ مطلب تھا کہ دعا نہیں کی) اس پر حضرت مفتی صاحب بے حد نادم و شرم سار سے ہوگئے، اور زبان سے کچھ عرض کرنے کے بجائے والد کی چارپائی سے مونڈھا ملا کر بیٹھ گئے اور سر پر رومال ڈال کر گردن جھکائی اور مراقب ہوگئے، چند منٹ کے بعد ہی دیکھنے میں آیا کہ والد کے چہرے پر جو بے چینی اور بدحواسی تھی وہ سکون و طمانیت سے بدلنے لگی، اور آخر کار چہرے پر اس درجہ بشاشت آئی کہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر بے اختیار ہنسنے لگے اور ہنستے ہوئے اپنے صاحبزادوں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ اور مولانا مطلوب الرحمٰن صاحب کو خطاب کیا کہ شبیر ذرا دیکھو تو یہ اوپر کیا ہے اور مطلوب دیکھ تو سہی یہ کیا ہے؟ اور چہرہ حد درجہ منفرح اور بشاش تھا، خوشی چہرہ سے ٹپکی پڑتی تھی، اور حضرت مفتی صاحب برابر مراقب اور ان کی طرف متوجہ تھے۔ اسی حالت بشاشت میں والد نے کلمۂ طیبہ پڑھا اور چند منٹ کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اس واقعہ سے حضرت ممدوح کے اس غیر معمولی تصرف اور توجہ کا پتہ چلتا ہے جو مخلوق کا بیڑا پار لگانے میں ان بزرگوں سے نمایاں ہوا ہے ان کے شیخ نے گویا آج ہی کے دن کے لئے کہا تھا کہ ایک کو اللہ کے لئے چھوڑ دو۔ یہ اسی کے آثار تھے جو ہویدا ہوئے اور ہوتے رہے۔ ان تصرفات میں یہ کس قدر عجیب و غریب تصرف تھا جو بیٹے نے اپنے شفیق باپ کے لئے دکھلایا جس کے تحت حق تعالیٰ نے نہ صرف ان کے والد کے کرب و بے چینی ہی کو سکون و بشاشت سے بدل دیا بلکہ حسن خاتمہ اور مقبولیت کے آثار بھی نمایاں کر کے دکھلا دیئے۔ رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً۔

آثار نسبت باطنی:

ان رفیع احوال کے ساتھ نظم شریعت کے ادب و تحفظ کا یہ عالم تھا کہ حسب بیان دفتری نور الحق صاحب ایک عجیب و غریب صورت یہ پیش آئی کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد کی قبر میں سے ہر جمعرات کو قرآن شریف کی تلاوت کی آواز سنائی دینے لگی، جس کا لوگوں میں چرچا شروع ہوا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس قبر کے اردگرد جمع ہونے لگے۔ اور جمگھٹا شروع ہوگیا، ہر وقت لوگ گھیرے رہتے۔ اس کا قدرتی ثمرہ یہی ہو سکتا تھا کہ توجہ الی الخلق بڑھ جاتی اور توجہ الی اللہ گھٹ جاتی اور وہ توکل جو بصورت عبادت ہمہ وقت حق تعالیٰ کے سامنے نمایاں ہوتا قبر کے

ساتھ لگ کر منقسم ہو جاتا، جیسا کہ اس قسم کی غیر معمولی صورتوں سے اس قسم کے نتائج برآمد ہوتے رہے ہیں اور بہت سی بدعات کا ظہور بھی ہوتا رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے اسے محسوس فرمایا، اور ایک دن اس قبر پر تشریف لے گئے۔ مقررہ وقت پر وہ تلاوت کی آواز سنائی دی تو اسی وقت حضرت ممدوح نے فرمایا ''کیوں لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔'' اس جملہ کا زبان سے نکلنا تھا کہ وہ آواز بند ہوگئی، اور پھر کبھی سنائی نہیں دی۔ کیا ٹھکانا ہے اس تصرف کا جو زندوں سے گذر کر برزخ تک پہنچا ہوا ہو اور قبر والوں پر بھی مؤثر ہوتا ہو۔ گویا قبر والے برزخ میں بھی ان مربیان دین کے وعظ و پند اور تنبیہ کے شائق اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ سبحان اللہ ایسے ارباب تصرف کی توجہ تام بھلا دنیا والوں پر تو کیوں مؤثر نہ ہوگی، جب کہ ناسوتی زندگی میں دنیا ان کا وطن بھی ہوتی ہے اور ان سے جسمانی قرب واتصال بھی رہتا ہے، اسی لئے دنیا میں ان کا فیضان دوست اور دشمن سب کے لئے یکساں ہوتا ہے، جس کی برکات سے اپنا اور پرایا کوئی بھی محروم نہیں رہ سکتا۔ نسبت باطنی کے یہ روشن آثار اور تصرفات کبھی زبان کے راستے سے نمایاں ہوتے ہیں جیسے وعظ و پند کے الفاظ کی راہ سے قلوب میں اثرات پہنچ جاتے ہیں اور کبھی ہمت باطنی اور توجہ تام کے راستہ سے یہ آثار فیض ظاہر ہوتے ہیں، کبھی نگاہ سے اور کبھی اور کسی ہیئت کذائی سے۔ غرض جیسا موقع ہوتا ہے اسی کے مناسب حال یہ حضرات تصرفات کی صورت اختیار فرماتے ہیں اور نتائج مطلوبہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔

دل جوئی و دل داری:

مجھے یاد ہے کہ ۱۳۴۷ھ میں میں جب پہلے حج سے واپس ہوا تو دارالعلوم کے طلبہ اسٹیشن پر لینے آئے، اس میں اکابر بھی شامل تھے۔ جمعیۃ الطلبہ نے کچھ خوبصورت جھنڈیاں بنا کر ان سے استقبال کیا۔ چونکہ اب تک اپنے بڑوں کے خیر مقدموں اور بالخصوص عبادۃ حج سے واپسی کے وقت یہ رسمی صورت نظر سے نہیں گذری تھی اس لئے طلبہ کی محبت کے باوجود یہ روش اس وقت کے ماحول میں دل پر شاق گذری اور بھاری محسوس ہوئی۔ دل میں آرہا تھا کہ ان رسمیات سے انہیں روکوں، میری اس کیفیت کو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (جو اپنی بزرگانہ شفقت سے خود بھی اسٹیشن پر تشریف لائے تھے) اپنی فراست باطنی سے محسوس فرمالیا اور انہیں یہ خیال گذرا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ (احقر) اس ناگواری کا اظہار اس موقع پر کر جائے اور اس کا اثر طلبہ اور ان کے حوصلوں پر بھی برا پڑے اور ساتھ ہی یہ برا اثر لوٹ کر خود اس پر (احقر) پر بھی پڑے۔ میں حضرت ممدوح کی اس بزرگانہ شفقت و خیر خواہی اور ساتھ ہی دانائی کی کیفیت کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ کس خوبی اور خوبصورتی سے حضرت نے مجھے اس ناگوار صورت سے بچالیا۔ طلبہ سے تو یہ فرمایا کہ ''تم مسجد میں چلو ہم وہیں آتے ہیں، وہ تو ادھر گئے اور ادھر حضرت مفتی صاحب نے میرے پاس پہنچ کر اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ''بھائی یہ محبت سے آئے ہیں دو چار کلمات شکریہ کے ان کے سامنے کہہ دینا، ان کا دل بڑھ جائے گا۔ اس وقت مجھے اپنی غلطی پر تنبہ ہوا، چنانچہ مسجد پہنچ کر حضرت ممدوح کی موجودگی میں، باوجود یہ کہ بولنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ مگر میں نے تعمیلاً للارشاد طلبہ کے سامنے تشکر کے جملے کہے۔ جس پر طلبہ بھی خوش ہوگئے اور جس برے اثر کے پڑنے کا مجھ پر

حضرت کو احتمال تھا میں بھی اس سے بچ گیا اس بچاؤ اور سلجھاؤ پر جو حضرت ممدوح کو خوشی ہوئی جو محسوس ہو رہی تھی وہ بھی بیان سے باہر ہے، انہیں خوشی اس کی تھی کہ ان سب چھوٹوں کی بات بن گئی اور کسی کے لئے بھی ناگواری کی صورت پیش نہیں آئی۔

اللہ اکبر اپنے چھوٹوں کی دلداری ان کے تحفظ کی رعایت اور ان کی بات رکھنے کا خیال ان اکابر کا ایک طبعی حال تھا، جس میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نمایاں اور ممتاز تھے۔

حضرت ممدوح کی مربیانہ شان صرف اپنے چھوٹوں اور متوسلین و مسترشدین ہی تک محدود نہ تھی بلکہ اپنے ہم عصروں اور پیر بھائیوں پر بھی اس کے اثرات نمایاں ہوتے تھے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کراچوی، حضرت مفتی اعظم کے پیر بھائی تھے جو حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ان کے خلفاء مجازین میں سے تھے صاحب تصرف بزرگ تھے۔ دیوبند تشریف لاتے اور حضرت مفتی اعظم کے پاس قیام کرتے تھے ایک مرتبہ دیوبند آئے، دارالعلوم کے قریب ایک دودھ والے کی دوکان تھی جس سے ان ممدوح کا کچھ معاملہ ہوا۔ اس سلسلہ میں دوکاندار نے ایک دن بد معاملگی کے ساتھ مولانا سے کچھ بدکلامی کی اور ناموزوں کلمات کہے، جس پر مولانا کو غصہ آ گیا صاحب تصرف تھے، اس کی دوکان پر تیز نگاہ ڈالی تو اس کی دوکان کے سارا سامان الٹ پلٹ ہو گیا، کچھ برتن گر گرا گئے کچھ ٹوٹ گئے، اور ساری دوکان الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی۔ جس سے دوکاندار تو ہیبت زدہ ہو کر دم بخود رہ گئے، اور مولانا دوکان کو درہم برہم کر کے قیام گاہ پر چلے آئے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو مولانا محمد ابراہیم کا یہ طرز عمل سخت گراں گذرا۔ اور فرمایا کہ مولانا آپ یہاں کیوں آئے ہیں میرے پاس کیا رکھا ہے ایک طالب علم آدمی ہوں، پڑھنے پڑھانے کا شغل ہے، اور آپ ماشاء اللہ خود صاحب تصرف ہیں پھر آپ کو کہیں آنے جانے کی کیا ضرورت ہے، اور ہم جیسوں کے پاس ٹھہرنے کی آخر حاجت ہی کیا ہے آپ کے پاس سب کچھ موجود ہے یہ باتیں ناگواری کے لہجہ میں فرمائیں۔ گویا فہمائش کی، اور بتلایا کہ اہل اللہ کو تصرف کی طاقت اس لئے نہیں دی جاتی کہ وہ مخلوق خدا سے انتقامی کارروائیاں عمل میں لائیں اور اپنے جذبات سے ان کی تخریب کرتے پھریں، اور اپنے تصرفات کی طاقت دکھاتے پھریں اس پر مولانا ممدوح نادم ہوئے توبہ کی اور یہاں سے جا کر اس دوکاندار سے بھی معافی مانگی حضرت ممدوح کی وفات کی شب میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اور دوسرے بزرگوں کی معیت میں میں بھی حضرت ممدوح کے پاس حاضر ہوا۔ وقت اخیر تھا، مگر حواس بالکل قائم تھے، مجھے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور شفقت سے ہاتھ سر پر رکھ کر پیار کیا اور کچھ دعائیہ کلمات بھی فرمائے جو میں سن اور سمجھ نہیں سکھا۔

مولانا اشتیاق احمد صاحب استاذ کتابت دارالعلوم سے میں نے یہ واقعہ سنا کہ ''مولانا طفیل احمد صاحب نے (جو سلسلۂ نقش بندیہ کے بزرگوں اور دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے ہیں اور آج کل کراچی میں افادہ وافاضہ میں نمایاں کام کر رہے ہیں) فرمایا کہ میں نے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ حضرت ممدوح ایک نہایت ہی پر فضا مقام پر ہیں۔ اور نہایت بشاش، اور بہترین حالات و مقامات میں ہیں۔ حسب عادت اخلاق و شفقت سے ملے اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھے، فرمایا کہ ''یہ وقت حاضری دربار کا ہے، اس وقت ہم کو دیدار

کرایا جاتا ہے، اس وقت مجھ کو وہاں جانا ہے۔'' اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

تصرفات باطنی کے چند واقعات:۔

آپ کے تصرفات بعض اوقات نہایت کھلے کھلے ہوتے تھے جسے صاحب معاملہ واضح طریقہ پر محسوس کر لیتا تھا۔ منشی سعید احمد صاحب کا بیان ہے کہ ''گھر والوں میں سے کوئی بھی کسی قسم کی بے چینی میں مبتلا ہو جاتا، یا کوئی بھی حادثہ پیش آ جاتا اور مبتلا ہو کر اہل خانہ پریشان ہو جاتے، مگر جب بھی حضرت مفتی صاحب کے پاس جا کر اپنی سراسیمگی پیش کی جاتی اور ضیق قلب کا اظہار کیا جاتا تو چند ہی جملوں سے اس درجہ اس کا ازالہ فرما دیتے تھے کہ لوگ جاتے تھے بے چینی لے کر اور واپس ہوتے تھے طمانینت و بشاشت لے کر۔''

مولانا اشتیاق احمد صاحب ممدوح کا بیان ہے کہ میں ایک باطنی حالت میں مبتلا ہوا، اور اگر وہ چند دن رہ جاتی تو میں سخت نقصان اور خسران میں مبتلا ہو جاتا میں اسی حالت میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا، اور اپنی حالت پیش کی۔ فرمایا کہ ''یہ اسم پڑھ لیا کرو'' میں نے عرض کیا کہ حضرت دعاء فرمادیں۔ فرمایا ''دعاء تو کروں ہی گا تم یہ پڑھ لیا کرو۔''

مولانا اشتیاق احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وہ اسم پڑھا، اور میری حالت روبسکون ہوگئی اور وہ تمام کیفیات جو پریشان کن تھیں یکسر زائل ہوگئیں۔

مولانا ظہور احمد صاحب مدرس دار العلوم کا بیان ہے کہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کھلے کھلے تصرفات سے اپنے علاتی بھائی مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانی کی بہت زیادہ دستگیری فرمائی، اور متعدد مہلکوں سے انہیں اپنے تصرفات سے سنبھالا اور بچایا۔ دیوبند میں ایک زمانہ میں ایک فتنہ جسے شعبدہ کہنا چاہئے احیاء موتی کا پیش آیا۔ بعض متصوفین نے مردہ پرندوں کو بظاہر زندہ کرنے کی نمائش کی، جس میں مولوی صاحب ممدوح بھی مبتلا ہو گئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو معلوم ہوا تو اس صنعت گری کا پردہ چاک فرمایا۔ اور مولوی صاحب موصوف کو اس مہلکہ سے بچایا۔ جس سے ان کی حالت سنبھل گئی۔

بہرحال اس قسم کے تصرفات کبھی کسی دنیوی معاملہ میں ظاہر ہوتے، کبھی الجھے ہوئے مقامات سے نکال لے جانے کے سلسلہ میں صادر ہوتے، اور کبھی مدارج باطنی طے کرانے کے باب میں ظہور پذیر ہوتے اور بکثرت پیش آتے تھے دار العلوم کے مختلف اطراف کے طلبہ اور کارکنوں میں بکثرت لوگ حضرت ممدوح کے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر صفاء قلب کی دولت کماتے تھے، اور اس طرح آپ کا سلسلہ اطراف ہندوستان میں پھیلا۔

غرض علم و عمل اور حال و مقال میں حضرت ممدوح کی ہستی، اکابر دار العلوم میں ایک مایہ ناز ہستی تھی۔ اگر ان اکابر کی زندگی میں یہ خیال رہتا کہ یہ ہستیاں ایک دن ہم سے چھین لی جانے والی ہیں اور اس خیال سے ان کے حالات قلم بند کرنے کی طرف دھیان دیا جاتا تو ان بزرگوں کے قدم قدم پر استقامت و کرامت کی اتنی وارداتیں تھیں کہ ہم لوگ ان سے صفحے کے صفحے رنگ لیتے، اور ایسے نادرۂ روزگار واقعات ہزاروں قلمبند کر لیتے لیکن انحضرات کی موجودگی میں کبھی یہ

تصور ہی نہیں آتا تھا کہ ایک دن یہ نہیں ہوں گے اور ہم اس وقت کف افسوس ملتے رہ جائیں گے کہ ہم نے ان کے علمی اور عملی اسوؤں کو کیوں نہ قلم بند کرلیا کہ ان کا نقش قدم قدم پر ساتھ دیتا۔

یہ چند واقعات جو قلم اٹھا کر بے ساختگی سے لکھ دیئے گئے ہیں نہ سوانح ہیں نا تاریخ، صرف ایک تذکرہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو دلوں کی تسلی کے طور پر سپرد قلم کردیئے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ کوئی باخبر اور باہمت ان پر اضافہ کرکے اس شیریں ذکر کو اور ذرا طویل کردے کہ ذکر محبوبان الٰہی خود محبوب اور شکر فشاں ہوتا ہے۔

وفات:۔

حضرت ممدوح نے ۱۷۔ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۲۸ء کی شب کے دو بجے داعی اجل کو لبیک کہا، اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ۱۰ بجے دن میں احاطۂ مولسری دارالعلوم میں آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ نے پڑھائی، اور ۱۱ بجے آپ دارالعلوم کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه.

بہرحال آپ کی ذات جامع اوصاف اور جامع علوم تھی، علم میں مزید وسعت وحذاقت اور گہرائی، افتاء کی ساتھ دارالعلوم دیوبند کی طویل تعلیمی خدمت نے پیدا کردی تھی، ذہانت وذکاوت آپ کا خاندانی ورثہ تھی۔ اس لئے فقاہت اور تفقہ فی الدین میں آپ کا سربلند ہونا تعجب خیز نہ تھا اخلاق کی بلندی حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی قدس سرہٗ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کی صحبت ومجلس نشینی اور استفادہ کا ثمرہ تھی۔ اور اس طرح آپ علم وعمل۔ اخلاق وملکات، معرفت وبصیرت، اور فقاہت ودرایت کی بے مثل شخصیتوں میں سے ایک بلند پایہ شخصیت تھے۔ جن سے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کو زینت بخشی گئی۔

حضرت والا کے فتاویٰ کی تعداد:۔

افسوس ہے کہ آپ کے لکھے ہوئے تمام فتاویٰ کا مکمل ریکارڈ ہمیں دستیاب نہیں ہوسکا۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دارالافتاء کی ابتدائی دور میں ریکارڈ اور ذخیرہ رکھنے کا کوئی خاص دستور نہ تھا۔ چنانچہ ۱۳۱۰ھ سے ۲۱۔ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تک بیس سال کا کوئی ریکارڈ دفتر افتاء میں موجود نہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ اس کے بعد نقل فتاویٰ کی طرف توجہ ضرور ہوئی۔ مگر ریکارڈ اور دفتری طور پر ذخیرہ کے تحفظ کی طرف پھر بھی خاص توجہ نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۴۶ء تک کی درمیانی مدت میں بعض سال کے رجسٹر نقول فتاویٰ دستیاب نہیں ہوتے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ عالم وجود ہی میں نہیں آئے یا محفوظ نہیں رہے، اور ایسا کیوں ہوا؟ البتہ ان بعض سنین کے علاوہ سنہ ۳۰ھ سے ۴۶ھ تک حضرت مفتی اعظم کے تحریر فرمودہ فتاویٰ کا جو مکمل ریکارڈ دفتر افتاء میں محفوظ ہے اس میں ۳۷۵۶۱ کی تعداد۔ (۱) میں فتاویٰ بتفصیل ذیل مرقوم ہیں۔

---

(۱) یہ تعداد مستفتی حضرات کے اعتبار سے ہی یعنی اتنے لفافے اور کارڈ موصول ہوئے، باقی کوئی لفافہ یا کارڈ ایسا نہیں ہوتا جس میں متعدد سوالات نہ ہوتے ہوں الا ماشاءاللہ۔ اگر اوسطاً ہر لفافہ میں تین سوالات بھی مان لئے جائیں تو یہ تعداد ایک لاکھ بارہ ہزار چھ سو تراسی ہوجاتی ہے۔ (مرتب)

تفصیل فتاویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

از ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تا ۸۔ رجب ۱۳۴۶ھ ۱۵ سال ۸ ماہ

سنہ	تعداد فتاوی	سنہ	تعداد فتاوی	سنہ	تعداد فتاوی
از ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تا آخر	۳۰۲	۱۳۳۶ھ	۲۱۲۶	۱۳۴۲ھ	۳۲۰۱
۱۳۳۰ھ	۱۷۱۹	۱۳۳۷ھ	۲۸۶۳	۱۳۴۳ھ تا ۱۳ ذیقعدہ	۲۸۸۶
از ۱۴ رجب تا ختم ۱۳۳۲ھ	۸۴۵	۱۳۳۸ھ	۲۳۴۸	از ۲ صفر ۱۳۴۴ھ تا آخر سال	۱۰۷۰
۱۳۳۳ھ	۲۰۶۷	۱۳۳۹ھ	۲۹۹۸	۱۳۴۵ھ	۳۶۳۶
۱۳۳۴ھ	۱۹۴۳	۱۳۴۰ھ	۲۹۵۰	۱۳۴۶ھ ۸ رجب تک	۱۷۲۱
۱۳۳۵ھ	۱۹۹۴	۱۳۴۱ھ	۲۸۹۲	میزان	۳۷۵۶۱

حضرت مرحوم کے یہ صرف پندرہ سالہ فتاویٰ کی تعداد ہے جو بذیل ریکارڈ محفوظ ہے، افسوس ہے کہ ۲۲ سالہ خدمت کا ذخیرہ سطح کاغذ پر نہیں ملتا۔ اگر اسی تناسب سے جو نقشۂ بالا سے واضح ہے چالیس سال کا ایک سرسری اندازہ لگایا جائے تو کم وبیش ایک لاکھ اٹھارہ ہزار فتاویٰ ہونے چاہئیں جو حضرتؒ کے قلم مبارک سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہوئے ہیں۔ اور ایک جلیل القدر مفتی کے فضائل ومناقب کے لئے یہ کہہ دینا کافی فضیلت اور ممتاز منقبت ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ اٹھارہ ہزار مقبول فتاویٰ سے عالم اسلامی کے ایمان واسلام کے تحفظ کی خدمت کی جن میں سینکڑوں فتاویٰ محاکے اور فیصلے کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

ترتیب فتاویٰ:۔

فتاویٰ کا یہ بے نظیر مجموعہ اور مسائل فقہیہ کا یہ بے مثال ذخیرہ بطون اوراق میں محبوس اور عام نگاہوں سے اوجھل تھا۔ ان فتاویٰ سے صرف مستفتیوں ہی نے اپنے اپنے وقت میں فائدہ اٹھایا دوسرے طالبوں کی ان تک رسائی کی کوئی صورت نہ تھی اور اس طرح پر نفع محدود اور خاص ہو کر رہ گیا تھا۔ جذبات کے درجہ میں کئی بار تڑپ پیدا ہوئی کہ اس انمول ذخیرے اور دارالعلوم کی اس باقیات صالحات کو عام نگاہوں کے سامنے لایا جائے، لیکن اسباب مساعد نہ ہوئے۔ بالآخر ۱۳۶۷ھ میں لکھنؤ کے ایک سفر کے دوران میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر "الفرقان"، لکھنؤ وممبر مجلس شوریٰ دارالعلوم کی اتفاقی معیت ریل میں ہوگئی اور ممدوح نے حسن اتفاق سے اسی تڑپ کا اظہار فرمایا جو احقر کے دل میں پہلے سے موجزن تھی۔ دو رائیں مجتمع ہونے سے قدرتی طور پر اصل رائے اور جذبے میں قوت پیدا ہوگئی۔ احقر نے اسی تفصیل سے یہ رائے بطور استشارہ اس دور کے شیخ الافتاء حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم کے سامنے رکھی۔ آپ نے نہ

صرف اس رائے سے اتفاق ہی فرمایا بلکہ اسے ایک الہامی تجویز بتلا کر میری کافی حوصلہ افزائی فرمائی جس سے قوت رائے کے ساتھ اس بارہ میں عزم عمل بھی پیدا ہوگیا اور احقر نے ایک باضابطہ تجویز دارالافتاء میں بھیج کر ترتیب فتاویٰ کا کام شروع کرادیا۔

الحمدللہ کہ تھوڑی ہی مدت کے بعد ترتیب فتاویٰ کا ایک معتد بہ ذخیرہ بطور نمونہ احقر کے سامنے لے آیا گیا۔ عمل کا ایک نمونہ سامنے آجانے پر احقر نے اس خیال کو مجلس شوریٰ دارالعلوم کے سامنے رکھا، مجلس نے کافی حوصلہ افزائی کے ساتھ طے کیا کہ اس ذخیرۂ فتاویٰ کی مزید ترتیب اور تفصیل کے لئے ایک مستقل شعبہ ترتیب فتاویٰ قائم کیا جائے اور ایک مستقل مرتب فتاویٰ کی منظوری دی۔ اس دور میں کئی مرتب فتاویٰ یکے بعد دیگرے رکھے جاتے رہے اور کام جاری رہا۔ بالآخر اس سلسلہ کی انتہا جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب زید مجدہ پر ہوئی اور انہوں نے غیر معمولی جانفشانی اور تندھی سے لگ کر ترتیب فتاویٰ کا کام حسن اسلوب سے انجام دینا شروع کیا جو آج اپنی مرتب صورت میں ناظرین کے سامنے موجود ہے اور ہم اس کی طباعت واشاعت کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اور انشاء اللہ باقساط وحصص (متعدد جلدوں میں) یہ نورانی ذخیرہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے رہیں گے۔

سلسلہ ترتیب میں مرتبوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن میں ناقلوں کی غلط نویسی سب سے بڑی مشکل اور سخت ترین مصیبت ہے جس کا حل کافی محنت طلب ہوتا ہے۔ مگر چونکہ مرتبین خود علماء وفضلاء ہیں اور ایک علمی جماعت کی نگرانی میں ترتیب کا کام انجام دیا جارہا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ ان تمام مشکلات پر انشاء اللہ عبور حاصل کرلیا جائے گا۔ کام اپنے راستہ پر آکر بعون الٰہی چل پڑا ہے جس نے اپنا راستہ خود نکال لیا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد فتاویٰ کا یہ پورا ذخیرہ منصۂ شہود پر آجائے گا۔ اور جس طرح فتاویٰ عالمگیری نے قدیم ہندوستان کے قانون میں جگہ پالی تھی اسی طرح امید ہے کہ فتاویٰ دارالعلوم ہندوستان جدید کے قانون زندگی میں روح بن کر دوڑ جائے گا۔ کیونکہ اس میں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق احکام کا ذخیرہ جمع شدہ موجود ہے۔

فتاویٰ کا نفع عام کرنے کے لئے ابواب وفصول کی ترتیب قائم کرکے ہر ہر مسئلہ کو متعلقہ باب اور فصل میں رکھ دیا گیا ہے تاکہ استخراج احکام کے وقت طالبوں کو دشواری پیش نہ آئے اور عوام وخواص اس سے یکساں فائدہ حاصل کرسکیں، البتہ مکررات حذف کردیئے گئے ہیں۔

فتاویٰ سے منتفع ہونے والے حضرات سے استدعاء ہے کہ اس ناکارۂ خلائق اور مرتبین فتاویٰ اور منتظمین کو اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ وباللہ التوفیق۔

احقر عباداللہ محمد طیب غفرلہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ ۵۔ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مدظلہ مرتب فتاویٰ دارالعلوم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ موجودہ دور علم وفن، تحقیق وتدقیق اور اکتشافات جدیدہ کے میدان میں بہت آگے نکل چکا ہے، مگر ساتھ ہی اس کے اظہار میں بھی ذرہ برابر تذبذب نہیں ہے کہ دنیا میں اس ''نظام حیات'' سے بہت دور جاپڑی ہے جوانسانوں کوانسانیت بخشتا ہے۔اورانسانی مجد وشرف سے ہم آغوش کرتا ہے۔

یہ درست ہے کہ انسانی دماغ نے فضا کومحکوم بنالیا اورزمین کا سینہ چیر کراس کے خزانے نکال لایا، یہ بھی واقعہ ہے کہ نئی ایجادات نے دنیا کی آنکھیں خیرہ کرڈالیں، اورانسانی جدوجہدا پنے شباب پر پہنچ چکی لیکن اسی کے ساتھ اس کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت نہ اخلاق واعمال کی پاکیزگی باقی رہی، اور نہ عقائد ومعاملات کی پختگی، نہ دلوں میں اخلاص وللّٰہیت کی روشنی رہی، اور نہ سینوں میں امانت ودیانت کی جلوہ گری، مختصر یہ کہ انسان سب کچھ ہے مگر آدمیت سے کوسوں دور ہے۔

دین اسلام اوراس کے اغراض ومقاصد:۔

ہرشخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام خدا کا آخری اورمکمل ترین دین ہے، جس کی تکمیل کا اعلان قرآن مقدس میں موجود ہے، یہ روئے زمین پر آیا ہی اس لئے ہے کہ پوری کائنات کواس خدائی نظام پر چلائے اوران گوشوں کواجاگر کرے، جوانسانوں کوفضل وکمال، شرف وکرمت، یکجہتی ویگانگت اوراخوت ومحبت کی لازوال دولت سے مالا مال کردے اوراس کے ساتھ ہی انسان انسانیت اوراس کے تقاضوں سے ایک لمحہ کے لئے الگ تھلگ نہ ہونے پائے، جواس کا سب سے نمایاں طرۂ امتیاز ہے۔

رب العالمین نے اس عظیم الشان ''نظام حیات'' کی بقاء کے لئے قرآن مقدس جیسی کتاب نازل کی اور قیامت تک کے لئے اس کی حفاظت کا اعلان کیا، پھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کوایک پاک باز وبرگزیدہ رسول اور معصوم معلم کائنات بنا کرمبعوث فرمایا، اورختم نبوت کے تاج سے سرفراز کیا تاکہ پورے اطمینان کے ساتھ آپ کی تعلیم وتبیین، تزکیہ وتطہیراورآپ کے پیش کردہ نشان راہ پرایمان لایا جائے۔اوراپنی زندگی کامحوروم رکز بنالیا جائے، اوراس طرح انسان اس منزل مقصود تک پہنچ جائے جواس کی تخلیق کا منشاء ہے۔

اسلامی نظام حیات پر عمل عہد صحابہ میں:

عہد صحابہ تک یہ نظام، فکر ونظر سے بڑھ کر عمل اور ہر حرکت وسکون میں جاری وساری تھا، آفتاب نبوت گور و پوش ہو چکا تھا۔ مگر اس کی گرمی سے سینے اسی طرح معمور تھے۔ جمال نبوی آنکھوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ لیکن جام ہائے دیدار نبوی نے جو نشہ پیدا کر دیا تھا اس میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، بلکہ کیف ومستی کا وہی عالم تھا، جدھر دیکھئے، اور جہاں دیکھئے وہی حوروں کی سی پاکیزہ دلی اور فرشتوں کا سا تقدس، جانوں کی قربانی دی جاسکتی تھی لیکن شعبہ جات ایمان کی شاخوں میں کسی شاخ کی پژمردگی ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں برداشت نہیں تھی۔

صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے اعمال واقوال کے چلتے پھرتے مجسمے تھے، ان کی کوئی ادا اسوۂ نبوی کے خلاف نہ تھی، اور سچ پوچھئے تو کتاب وسنت کی یہ ایسی دل فروز شمعیں تھیں جن سے پوری آبادی بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔

ضرورت تدوین فقہ:

مگر جس جس طرح انسان ترقی کرتا گیا، اس کی ضرورتیں بڑھتی اور پھیلتی گئیں، پھر اسلامی حکومتوں کے بڑھتے ہوئے حدود نے نئے نئے مسائل سامنے لا کھڑے کئے، ادھر مزاجوں میں بڑی تیزی سے انقلاب آ چکا تھا۔ اور وہ رات دن پھیلتا جا رہا تھا، سوز وگداز اور سادہ دلی وسادہ زندگی جو صحابہ کرامؓ کا شیوۂ خاص تھا، ختم ہوتا جا رہا تھا۔ ایران وروم اور دوسرے عجمی ممالک کی سہل پسندی طبیعتوں میں مرکوز ہوتی جا رہی تھی، اس لئے حالات کا تقاضا ہوا کہ کتاب وسنت کی تعلیمات ایک نئے انداز سے مرتب ہوں۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال تلاش کئے جائیں اور دین کا سارا ذخیرہ سامنے رکھ کر "نظام حیات" کی ترتیب ایسے جاذب نظر اور دل کش انداز میں ہو کہ جسے عالم وجاہل، ذہین وغبی، عربی وعجمی اور شہری وبدوی ہر ایک بآسانی سمجھ لے، اور جو مسائل صراحۃً کتاب وسنت اور اقوال صحابہ میں موجود نہیں ہیں۔ علماء کے باہمی غور وفکر اور بحث وتمحیص سے مستنبط ہوں۔ تاکہ آنے والی نسلیں پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے پائیں۔ اور کتاب وسنت کی روشنی میں تیز گامی سے چل سکیں اور ساتھ ہی ان کی عجلت پسند اور سہل طلب طبیعتیں تلاش وتجسس کی مشقت سے محفوظ رہ جائیں۔

تدوین فقہ اور امام ابوحنیفہؒ:

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام ایک ہمہ گیر، وسیع اور دائمی "نظام حیات" ہے اور اس نے اپنی اس امتیازی شان ہمہ گیری اور دوامی حیثیت کی بقاء کی خاطر اپنے اندر ایسی لچک اور گنجائش رکھی ہے کہ ہر دور میں اور ہر جگہ انسانی ضروریات کا ساتھ دے سکے اور کسی منزل پر اپنے پیرو کی رہبری سے قاصر نہ رہے۔

چنانچہ علماء ربانیین نے اس ضرورت کا احساس کیا اور اس کے لئے باضابطہ سب سے پہلے سراج الامت حضرت امام ابوحنیفہؒ آمادہ ہوئے اور آپ نے اپنے عہد کے علماء کرام کی ایک ایسی معقول تعداد جمع کی جس میں ہر علم وفن کے ماہرین شریک تھے، اور جو اپنے علم وفن میں بصیرت ومہارت کے ساتھ ساتھ زہد واتقاء، خداترسی وفرض شناسی، اور دوسرے اوصاف سے بھی متصف تھے۔

خود امام ابو حنیفہؒ جنہیں اس مجلس علماء کے صدر کی حیثیت حاصل تھی، ان سارے کمالات وفضائل کے جامع تھے جن کی ایسے اہم دینی کام میں ضرورت ہوتی ہے، اس زمانہ کا کوئی ایسا دینی مکتب فکر نہیں تھا، جس سے آپ نے بیدار مغزی کے ساتھ استفادہ نہ کیا ہو، ہزاروں محدثین وشیوخ کے فیض یافتہ تھے کم وبیش چار ہزار تابعین علماء ومشائخ سے آپ نے علم حاصل کیا تھا۔

شرف تابعیت:

پھر خود آپ کو بھی تابعی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ بعض روایات کے مطابق جس زمانہ میں آپ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے، بہت سے صحابہ کرامؓ وہاں موجود تھے، اور اس میں تو کسی کو بھی شبہ نہیں ہے کہ بعض صحابہ کو آپ نے دیکھا تھا، اور بہت سے صحابہ کرام مختلف شہروں میں اس وقت بقید حیات تھے۔

اما روایته الا نس وادارکه لجماعة من الصحابة بالسن فصحیحان لا شک فیهما. (الخیرات الحسان ص ۲۵)

ان کا یعنی امام ابو حنیفہ کا حضرت انسؓ سے روایت کرنا، اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کا زمانہ پانا دونوں باتیں صحیح ہیں اور شک وشبہ سے پاک۔

امتیازی شان:

یہ شرف ایسا تھا کہ جس میں کوئی ہم عصر آپ کا سہیم وشریک نہ تھا، بلکہ یہ امتیازی شان اس وقت صرف آپ کو ہی حاصل تھی۔

وفی فتاویٰ شیخ الا سلام ابن حجر انه ادرک جماعة من الصحابة کانوا ابالکوفة بعد مولده بها سنة ثما نین فهو من طبقة التابعین ولم یثبت ذلک لا حد من ائمة الا مصار المعاصرین کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرة و الثوری بالکوفة وما لک بالمدینة الشریفه واللیث بن سعد بمصر. (الخیرات الحسان ص ۲۳)

شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں صراحت ہے کہ انہوں نے (یعنی امام ابو حنیفہؒ) نے ان صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو پایا تھا جو ۸۰ھ میں آپ کی پیدائش کے بعد کوفہ میں زندہ سلامت تھی، اور اسی وجہ سے آپ کا شمار تابعین میں ہے یہ شرف ایسا ہے جو آپ کے معاصرین میں سے کسی کو حاصل نہیں، جیسے شام میں اوزاعی، بصرہ میں حماد، کوفہ میں امام ثوری، مدینہ میں امام مالک، اور مصر میں لیث بن سعد (ان میں سے کسی کو تابعی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے)

امام اعظم کی حیثیت:

ائمۂ اربعہ جن کے مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں ان میں امام ابو حنیفہؒ اپنے علم وفضل اور سن وسال میں

سب سے مقدم تھے اور بالواسطہ یا بلا واسطہ بقیہ تمام ائمہ آپ کے فیض یافتہ تھے۔

الا من اشتهرت مذا هبهم...... هم اربعة(۱) ابو حنيفة الكوفه، و مالک واحمد والشافعی . واولهم الاول ويعاصره الثانی . وقيل روى الاول من الثانی . وقيل بل الثانی تلميذ للاول، والثالث تلميذ للرابع والرابع تلميذ للثانی ولبعض تلامذة الاول (مقدمه الفوائد البهيه ص ۷)

جن کے مذاہب نے شہرت حاصل کی، وہ چار امام ہیں۔ (۱) امام ابوحنیفہؒ کوفی، (۲) امام مالکؒ، (۳) امام احمد (۴) اور امام شافعیؒ۔ ان چاروں میں سے پہلے (یعنی امام ابوحنیفہؒ) مقدم ہیں اور دوسرے آپ کے ہم عصر ہیں یعنی امام مالکؒ۔ اور بعضوں نے کہا پہلے (امام ابوحنیفہؒ) نے دوسرے (امام مالکؒ) سے روایت کی، اور بعضوں کا بیان ہے کہ دوسرے (امام مالکؒ) پہلے (امام ابوحنیفہؒ) کے شاگرد ہیں۔ اور تیسرے (امام احمدؒ) چوتھے (امام شافعیؒ) کے شاگرد ہیں اور چوتھے (امام شافعیؒ) دوسرے (امام مالکؒ) اور پہلے (امام ابوحنیفہؒ) کے بعض تلامذہ کے شاگرد ہیں۔

اس کا ماحصل یہ ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ ان چاروں میں مقدم ہیں اور ان چاروں میں سے آپ کے ہم عصر صرف امام مالکؒ ہیں جو آپ سے پندرہ سال چھوٹے تھے، پھر بعض علماء تاریخ کے بیان کے مطابق امام مالکؒ آپ کے شاگردوں میں ہیں، اور یہ بات عقل میں آتی بھی ہے، اس لئے کہ یہ عمر میں آپ سے کم تھے۔ اور اس میں تو قطعاً شبہ ہی نہیں کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے اور امام محمدؒ وغیرہ کے شاگرد ہیں، اور دنیا جانتی ہے کہ امام محمدؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید تھے اور بعض علماء کے قول کے مطابق امام مالکؒ بھی۔ رہ گئے امام احمدؒ یہ امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ بھی امام اعظمؒ سے جا کر ملا، اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ، امام اعظمؒ سے عمر میں بہت چھوٹے ہیں، اور ان کی پیدائش آپ کی وفات کے بعد ہے۔ ان میں سے پہلے امام اعظمؒ سے ستر سال چھوٹے ہیں اور دوسرے چوراسی سال۔

امام اعظمؒ کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے جو ان بقیہ تینوں ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ دوسری طرف آپ ان میں سب سے بڑے ہیں۔

ملا علی قاریؒ آپ کے انہی فضائل و مناقب کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں۔

الحاصل ان التابعين افضل الا مة بعد الصحابة ......فنعتقدان الا مام الا عظم والهمام الاقدم ابو حنيفة افضل الا ئمة المجتهدين واكمل الفقهاء في علوم الدين ثم الا مام مالکؒ، فانه من اتباع التابعين . ثم الا مام الشافعیؒ لكونه تلميذ الا مام مالک بل تلميذ الا مام محمدؒ . ثم الا مام احمد بن حنبلؒ فانه كا لتلميذ للشافعیؒ (شرح فقه اكبر ص ۱۴۶)

حاصل یہ ہے کہ تابعین کا درجہ صحابہ کرامؓ کے بعد امت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم، ہمام اقدم ابوحنیفہؒ کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے۔ اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند و اکمل ہیں۔ آپ کے بعد امام مالکؒ کا درجہ ہے جو تبع تابعین کی صف میں ہیں۔ پھر امام شافعیؒ کا۔ اس لئے کہ آپ امام مالکؒ بلکہ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں۔ پھر امام احمد کا جو امام شافعیؒ کے شاگرد کے درجے میں ہیں (شرح فقہ اکبر ص ۱۴۶)

(۱) امام ابوحنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، امام مالکؒ ۹۵ھ میں، امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں اور امام احمدؒ ۱۶۴ھ میں اس کا ماحصل یہ ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کے پندرہ سال بعد امام مالک پیدا ہوئے اور ستر سال بعد امام شافعیؒ اور چوراسی سال بعد امام احمدؒ (اکمال فی اسماء الرجال)

ماہرین علم وفن کی جماعت:۔

اس مختصر تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ صدر مجلس اپنے محاسن ومناقب میں، بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے کتاب وسنت اور لغت ومحاورات کے ان ماہرین علماء ربانیین کے ساتھ مل کر اسلامی نظام کے دفعات مرتب کئے، اور اصول وفروع کا نقشہ تیار کیا، اور اس طرح کہ اس علمی ودینی پارلیمنٹ میں سبھوں نے وسعت نظری کے ساتھ ایک ایک مسئلہ پر غور کیا، اور بحث ومباحثہ، تحقیق وجستجو کی ضرورت پیش آئی، تو اس سے بھی گریز نہیں کیا۔

تدوین فقہ میں احتیاط:۔

کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کا پورا ذخیرہ سامنے رکھا تا کہ کوئی توشہ نظروں سے اوجھل نہ رہنے پائے، اور ہر طرح چھان پھٹک کر جچے تلے جملوں میں اسے قلم بند کیا، اور اس دیدہ ریزی، غور وفکر، اخلاص وللّٰہیت اور فضل وکمال کے ساتھ فقہ کا وجود عمل میں آیا، جو ہر جہت سے مہذب ومرتب اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔

طریقہ تدوین:۔

جن علمائے قائمین بالحق کی مجلس میں استنباط واستخراج مسائل کا یہ مہتم بالشان کام انجام پایا، ان کی تعداد سینکڑوں سے بڑھ کر ہزار تک تھی، ان میں چالیس ۴۰ علماء خصوصی صلاحیتوں کے مالک تھے، اور مختلف علم وفن کے ماہرین شمار کئے جاتے تھے۔(۱)

روی الا مام ابو جعفر الشیر ماذی عن شقیق البلخی ، انه یقول کان الا مام ابو حنیفقمن اورع الناس واعبد الناس واکرم الناس واکثر هم احتیاطا فی الدین و ابعدهم عن القول بالرائی فی دین الله عزوجل. کان لا یضع مسئلة فی العلم حتی یجمع اصحابه علیها ویعقد علیها مجلسا فاذا اتفق اصحابه کلهم علی موافقتها للشریعه قال لا بی یوسف او غیره ضعهافی فی الباب الفلانی اه (رد المحتار ص ۶۲ ج ۱)

امام ابوجعفر الشیر ماذی شقیق بلخی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ لوگوں میں سب سے بڑھ کر پرہیز گار، عبادت گذار، کریم النفس اور دین کے باب میں محتاط تھے، آپ اللہ تعالیٰ کے دین میں ذاتی رائے کے اظہار سے کوسوں دور تھے کسی علمی مسئلہ کی اس وقت تک تفریع نہیں کرتے جب تک تمام احباب کو جمع کر کے اس پر بحث نہ کر لیتے۔ جب سارے علماء شریعت کے اس مسئلہ میں متفق ہو جاتے، تو کہیں جا کر امام ابو یوسف سے یا ان کے سوا کسی اور سے فرماتے کہ اسے فلاں باب میں داخل کرلو۔

(۱)ونقل عن مسند الخوارزمی ان الامام اجتمع معه الف من اصحابه اجلهم وافضلهم اربعون قد بلغوا الاجتهاد فقر بهم وادناهم (رد المحتار ص ۶۲ ج ۱)
ان چالیس علماء کے حالات کے لئے (جو خصوصی طور پر مجلس تدوین فقہ میں شریک تھے) دیکھئے مقدمہ انوار الباری مؤلفہ مولانا احمد رضا صاحب۔۱۲ ظفیر۔

ایک ایک مسئلہ پر بحث:۔
امام شعرانیؒ نے بھی امام صاحبؒ کے اس طرز استنباط کا تذکرہ کیا ہے اور تقریباً کم وبیش انہی الفاظ کے ساتھ، چنانچہ علامہ شامیؒ نے بھی لکھا ہے۔

وکذا فی المیزان للامام الشعرانی قدس سرہ (ایضاً)
امام شعرانیؒ کی کتاب "المیزان" میں ایسا ہی ہے۔
پھر علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں۔

فکان اذا وقعت واقعة شاورهم وناظر هم وحاورهم وسألهم فيسمع ما عند هم من الاخبار و الآثار ويقول ما عنده ويناظر هم شهرا او اكثر حتى يستقر اخر الاقوال فيثبته ابو يوسف حتى اثبت الاصول على هذا المنهاج شورى لا انه تفرد بذلك (ایضاً)

جب کوئی واقعہ (مسئلہ) آ پڑتا تو امام ابوحنیفہؒ اپنے تمام اصحاب علم وفن سے مشورہ بحث ومباحثہ، اور تبادلۂ خیالات کرتے۔ پہلے ان سے فرماتے کہ جو کچھ اُن کے پاس حدیث اور اقوال صحابہ کا ذخیرہ ہے وہ پیش کریں، پھر خود اپنا حدیثی ذخیرہ سامنے رکھتے اور اس کے بعد ایک ماہ یا اس سے زیادہ اس مسئلہ پر بحث کرتے، تا آنکہ آخری بات طے پاتی اور امام ابو یوسف اسے قلم بند کرتے۔ اس طرح شورائی طریقہ پر سارے اصول منضبط ہوئے۔ ایسا نہیں ہوا کہ تنہا کبھی کوئی بات کہی ہو۔

کتاب وسنت کی حیثیت:۔
"اخبار وآثار" کے الفاظ بتارہے ہیں کہ پہلے ان علماء کے پاس کتاب وسنت کا جو ذخیرہ ہوتا تھا، وہ سنایا جاتا تھا، پھر صدر مجلس کے علم میں کتاب وسنت کا جو خزانہ محفوظ ہوتا، وہ پیش ہوتا۔ اور ان تمام مرحلوں کے بعد ان کی روشنی میں ہر شخص پیش آمدہ مسئلہ پر بحث کرتا اور اپنی رائے دیتا، دوسرے اس پر مختلف پہلو سے اعتراض اور اشکالات پیدا کرتے، پھر اشکالات کا ہر ایک اپنے فہم کے مطابق مگر کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیتا، خود امام ابوحنیفہ بھی اس بحث ومباحثہ میں حصہ لیتے، اور جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ایک ایک مسئلہ پر مہینوں بحث جاری رہتی، جب ہر پہلو سے اطمینان حاصل کرلیا جاتا، تو اسے نپے تلے الفاظ میں درج رجسٹر کیا جاتا۔
خود سوچیئے اگر تنہا کسی ایک کی بات ہوتی تو غلطی کا احتمال تھا، مگر یہاں چالیس چالیس۔ جید ماہر فن علماء ہوں اور پوری سنجیدگی اور دیانت داری سے ہفتوں اور مہینوں تک ایک ایک اصل پر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اقوال صحابہؓ کی روشنی میں بحث وتمحیص ہو، غلطی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

انسانی غلطی کا تدارک:۔
لیکن بہرحال تھے یہ سارے علماء ربانیین انسان ہی، اس لئے ممکن تھا کہ کہیں کسی مسئلہ میں لغزش رہ گئی ہو، یا

آیات واحادیث سے استنباط واستخراج میں چوک ہوگئی ہو اس لئے صدر مجلس نے ضروری سمجھا کہ باایں ہمہ حزم واحتیاط اور کدو کاوش، انسانی بھول چوک اور محدود نظری سے صرف نظر کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ چنانچہ اعلان کر دیا کہ اگر کسی مستنبط مسئلہ کا کتاب وسنت کے خلاف ہونا ثابت ہو جائے تو ہر مسلمان کو کامل اختیار، بلکہ اس کا فریضہ ہے کہ وہ اسے ترک کردے اور صراحتاً حدیث سے جو مسئلہ جس طرح ثابت ہوتا ہے، اسی پر عمل کرے۔

فقد صح عن ابی حنیفة انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی وقد حکی ذلک الامام عبد البرعن ابی حنیفة وغیره من الائمة ونقله ایضا الا مام الشعرانی. (عقود رسم المفتی ص ۱۷)

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ سے بالکل درست ہے آپ نے فرمایا ''جب حدیث صحت کو پہنچ جائے تو پھر میرا مذہب وہی حدیث ہے۔'' اسے امام عبدالبر اور دوسرے ائمہ دین نے امام ابوحنیفہؒ کے باب میں بیان کیا ہے اور امام شعرانی نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

امام اعظمؒ کا اعلان:۔

صاحب ہدایہ سے مختلف حضرات نے ان کی یہ روایت نقل کی ہے، جو روضۃ العلماء زندوسیہ کی باب فضل صحابہ میں ہے۔

سئل ابو حنیفةؒ اذا قلت قولا وکتاب الله یخالفه قال اترکوا قولی بکتاب الله.

فقیل اذا کان خبر الرسول صلی الله علیه وسلم یخالفه، قال اترکوا قولی بخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفه قال اترکوا قولی بقول الصحابة رضی الله عنه (عقد الجید للشاه ولی الله ص ۵۳)

امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے کسی قول کی کتاب اللہ سے مخالفت ہوتی ہو تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے آپ نے فرمایا ''کتاب اللہ کے مقابلہ میں میرا قول ترک کردو'' کہا گیا اگر حدیث رسول ﷺ سے اس کی مخالفت ہوتی ہو تو؟ فرمایا ''آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں میرا قول چھوڑ دو'' کہا گیا اور اگر ایسا ہی قول صحابہؓ اس کے خلاف پڑے تو؟ فرمایا ''قول صحابہؓ کے مقابلہ میں بھی میرا قول چھوڑ دو''، یعنی میرے قول کی وقعت اس وقت کچھ نہیں جب وہ ان میں سے کسی کے بھی خلاف ثابت ہو۔

بات بالکل درست ہے کہ دراصل جو جدید ترتیب مسائل کی ہورہی تھی، یہ کتاب وسنت اور اقوال صحابہؓ کی روشنی ہی میں تو ہو رہی تھی، اس طرز جدید کا منشا صرف یہی تو تھا کہ امت کے سامنے زمانہ حال کے مطابق مسائل سہل اسلوب میں آجائیں، اس لئے کہ زمانہ کی رفتار کا جو رخ تھا، وہ بتا رہا تھا کہ انسانی مزاج سہل طلب بنتا جا رہا ہے، اگر اس وقت توجہ نہیں دی گئی تو آگے چل کر دشواری بڑھتی ہی چلی جائے گی۔

دلائل پر بنیاد:۔

امام ابوحنیفہؒ نے اسی پر بس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے تلامذہ اور اصحاب کو حکم دے رکھا تھا کہ تم خواہ مخواہ کسی ایک بات

پر جم نہ جانا، بلکہ اگر کسی مسئلہ میں کوئی وزنی اور قابل اعتماد دلیل شرعی مل جائے تو پھر اس کو اختیار کرنا، اور اسی کا دوسروں کو حکم دینا، اس لئے کہ مقصد کتاب وسنت اور اقوال صحابہ پر عمل ہے، اپنی بات پر ضد اور اپنے فہم کی اشاعت پیش نظر نہیں ہے۔

فاعلم ان ابا حنيفةؒ من شدة احتياطه وعلمه بان الا ختلاف من اثار الرحمة قال لاصحابه ان توجه لكم دليل فقولوا به (عقود رسم المفتي ص ١٦)

غایت احتیاط اور اس یقین کی وجہ سے کہ اختلاف آثار رحمت سے ہے امام ابوحنیفہؒ نے اپنے اصحاب سے فرمادیا تھا کہ "اگر کوئی دلیل تم کو مل جاوے تو پھر اسی پر عمل کرو اور اسی کا حکم دو۔"

بعد والوں کی احتیاط:۔

چنانچہ آپ کے تلامذہ واصحاب اور بعد والوں نے اس قول کی اہمیت محسوس کی، اور جب کبھی اور جہاں کہیں کسی مسئلہ کے اندر دلائل و براہین کی روشنی میں شبہ پیدا ہوا اسے ترک کردیا، اور کتاب وسنت کے دائرہ میں جو دوسری صحیح صورت نظر آئی، اس پر عمل کیا۔

وقديتفق لهم ان يخا لفوا اصحاب المذهب لد لائل واسباب ظهرت لهم (رد المحتار ج ا ص)

اور کبھی کبھی دلائل و براہین کے پیش نظر اصحاب مذہب کی مخالفت بھی ان لوگوں نے کی ہے۔

ضد سے اجتناب کی بکثرت مثالیں:۔

یہ تو آپ کے اصحاب وتلامذہ کا حال تھا کہ انہوں نے بیسیوں مسئلہ میں آپ سے دلائل اور اپنے فہم کی بنیاد پر اختلاف کیا، اور اسی پر ان کا عمل رہا دوسری طرف خود امام اعظمؒ کا حال یہ تھا کہ اگر کسی طے کردہ مسئلہ کے خلاف کوئی دوسری رائے کتاب وسنت کی روشنی میں وزنی معلوم ہوئی، اور کتاب وسنت سے قریب تر، تو آپ نے اس طے کردہ مسئلہ کو ترک کردیا اور اس سے رجوع کر کے دوسری صورت کے قائل ہو گئے، ایک دو نہیں بیسیوں مسائل ایسے ہیں جن سے آپ کا رجوع ثابت ہے۔ جن لوگوں نے دقت نظر سے فقہ کا مطالعہ کیا ہے ان کی نگاہوں سے یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں۔

کتاب وسنت کے مقابلہ میں رائے کی شدید مذمت:۔

یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ امام ابوحنیفہؒ اس رائے کی مذمت کرتے تھے جو کتاب وسنت سے مستفاد نہ ہو، بلکہ اسے ضلالت سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔

وقدروى الشيخ محى الدين فى الفتوحات المكية بسنده الى الامام ابى حنيفة رضى الله عنه انه كان يقول اياكم والقول فى دين الله تعالىٰ بالرائے وعليكم باتباع السنة فمن خرج عنها ضل (كتاب الميزان للشعرانى ج ا ص ٥٠).

فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین نے مسلسل ابو حنیفہؒ تک اپنی سند بیان کرنے کے بعد ان کا یہ قول نقل کیا ہے، کہ امام صاحبؒ فرماتے تھے "اللہ تعالی کے دین میں محض رائے کی بنیاد پر حکم کرنے سے بچو، اور اپنے اوپر سنت کی پیروی ضروری کرلو، اس لئے کہ جو اس سے خارج ہوا، وہ گمراہ ہوگیا"

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب تک شریعت میں کسی بات کا ثبوت نہ مل جائے اسے زبان پر لانا بھی گناہ ہے۔

وکان یقول لا ینبغی لا حد ان یقول قولا حتی یعلم ان شریعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقبلہ (کتاب المیزان للشعرانی ج ۱ ص ۵۱)

امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے "جب تک یہ یقین نہ ہوجائے کہ یہ بات شریعت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے کسی کے لئے اس کا زبان پر لانا درست نہیں ہے۔"

استنباط مسائل اور اس کے لئے اہتمام:۔

جو مسائل صراحتاً کتاب وسنت اور اقوال صحابہ میں نہیں ملتے ان کے لئے پوری مجلس طلب کرتے بحث وتمحیص سے کام لیتے، اور جب تک کوئی چیز باہمی اتفاق سے طے نہ ہوجاتی، اطمینان خاطر نہ ہوتا، امام شعرانیؒ لکھتے ہیں۔

وکان یجمع العلماء فی کل مسئلة لم یجدھا صریحة فی الکتاب والسنة ویعمل بما یتفقون علیہ فیھا. (کتاب المیزان للشعرانی ج ۱ ص ۵۱)

جو مسئلہ کتاب وسنت میں صراحتاً نہیں ملتا، اس کے لئے تمام علماء کو جمع کرتے اور جس پر سبھوں کا اتفاق ہوتا، عمل فرماتے۔

ایسا ہی استنباط واستخراج کے موقع پر کیا کرتے، علماء عصر سے مشورہ اور ان کا اتفاق ضروری سمجھتے تھے تنہا ہرگز اس طرح کا کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔

وکذلک یفعل اذا استنبط حکما فلا یکتبہ حتی یجمع علیہ علماء عصرہ فان رضوہ قال لابی یوسف اکتبہ. (ایضاً)

جب کبھی کسی حکم کا استنباط مقصود ہوتا، تو اس وقت تک اسے ضبط تحریر میں نہیں لاتے جب تک تمام علماء کو جمع کر کے مشورہ نہ کر لیتے اگر سب اس سے متفق ہوتے اور پسند کرتے تو امام ابو یوسف سے فرماتے "اسے لکھ لو۔"

اصحاب الرائے کا حاصل:۔

علماء نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو جو "صاحب الرائے" قرار دیا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی ذاتی یا من مانی رائے ہوا کرتی تھی، اس لئے کہ آپ پڑھ چکے کہ امام صاحبؒ ایسی رائے کو گمراہی فرمایا کرتے تھے، لہذا اگر کسی نے ایسا کہا ہے یا سمجھا ہے تو اس نے کھلی ہوئی غلطی کا ارتکاب کیا ہے خواہ وہ بڑے سے بڑا محدث ہی کیوں نہ ہو۔

امام موصوف اور آپ کے اصحاب اس سے بالکل بری ہیں، ابن حجر مکی شافعیؒ نے درست لکھا ہے۔

اعلم انه يتعين عليك ان لا تفهم من اقوال العلماء عن ابی حنيفة واصحابه انهم اصحاب الرای علی سنة رسول الله صلی الله عليه وسلم وعلی قول اصحابه لا نهم براء من ذلک (الخيرات الحسان ص ۲۹)

خوب یقین کرلو کہ علماء کے اقوال کی وجہ سے ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب سنت رسول اللہ اور اقوال صحابہ کے مقابلہ میں ''اصحاب الرائے'' کی حیثیت رکھتے تھے اس لئے کہ یہ حضرات اس سے بالکلیہ بری ہیں۔

تدوین فقہ میں ترتیب:۔

آگے دلائل کے طور پر لکھتے ہیں کہ امام صاحبؒ اور آپ کے اصحاب کا طرز فکر اور استنباط واستخراج کیا تھا، اور آپ کس اصول پر گامزن تھے، فرماتے ہیں۔

فقد جاء عن ابی حنيفة من طرق كثيرة ما ملخصه انه اولا يأ خذ بما فی القران فان لم يجد فبا لسنة ، فان لم يجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما كان اقرب الی القران او السنة من اقوالهم ولم يخرج عنهم فان لم يجد لاحد منهم قولا ، لم يا خذ بقول احد من التابعين . بل يجتهد كما اجتهدوا . (الخيرات الحسان ص ۲۹)

امام ابوحنیفہؒ کے متعلق کثرت طرق سے جو بات ثابت شدہ حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ آپ پہلے قرآن اختیار کرتے، اگر قرآن میں وہ چیز نہیں ملتی تو سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے اور اگر سنت میں بھی کوئی چیز نہیں ملتی تو پھر قول صحابہ اختیار کرتے، اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہوتا تو ان میں جو کتاب وسنت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا اسے قبول کرتے اور اس حد سے باہر نہ جاتے اور اگر صحابہؓ کا بھی کوئی قول نہیں ملتا تو تابعین میں سے کسی کا قول اختیار نہیں کرتے بلکہ خود اجتہاد کرتے جیسا کہ دوسرے لوگ کرتے۔

تدوین فقہ میں اولیت کا شرف:۔

امت میں ترتیب فقہ اور مسائل کے استنباط واستخراج میں آپ کو اولیت کا شرف حاصل ہے، اس سے پہلے عام طور پر لوگوں کا دارومدار حافظہ پر تھا امام مالکؒ بھی اس سلسلہ میں آپ کے خوشہ چیں ہیں، ابن حجر شافعیؒ نقل کرتے ہیں۔

انه اول من دون علم الفقه ورتبه ابو اباو كتبا علی نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالک فی مؤطاه ومن قبله انما كانوا يعتمدون علی حفظهم . (الخيرات الحسان ص ۳۱)

امام ابوحنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور اسے اس طرح باب وفصل وار مرتب کیا، جس طرح

آج اس کی مرتب شکل پائی جاتی ہے۔امام مالک نے اپنی مؤطا میں آپ کی پیروی کی ہے،امام ابوحنیفہؒ سے پہلے لوگوں کا اعتماد حافظہ پر ہوا کرتا تھا۔

امام اعظمؒ اور آپ کے اصحاب پہلے محدث پھر فقیہ:۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب پہلے محدث پھر فقیہ تھے۔اس لئے کہ جس زمانہ میں احادیث کے مجموعے پائے نہیں جاتے تھے،بغیر علم حدیث کے مسائل کا استخراج کہاں سے ہوسکتا تھا''فقہ حنفی'' کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ جس سے ساری دنیا اور بعد کے مجتہدین نے اپنے زمانہ میں استفادہ کیا،بغیر حدیث کے کہاں سے آ گیا،اور آج اس کے سارے مسائل واصول کس طرح حدیث کے مطابق ہوگئے،لہذا ماننا پڑے گا کہ''فقہ حنفی'' کتاب وسنت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے،ابن حجر شافعیؒ نے لکھا ہے۔

مر انه اخذ عن اربعة الا ف شيخ من ائمة التابعين و غيرهم ومن ثم ذكره الذ هبى وغيره فى طبقات الحفاظ من المحدثين(ايضا ص ٢٦)

یہ بات گذر چکی کہ امام ابوحنیفہؒ نے چار ہزار ائمۂ تابعین اور دوسرے شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا اور یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے محدثین کے طبقۂ حفاظ میں آپ کا شمار کیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ذوق حدیث (۱) ان کی ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے،جوانہوں نے لکھی ہیں ،کتاب الآ ثار،کتاب الخراج،کتاب الردعلی سیر الاوزاعی،کتاب الحج،موطا امام محمد،اور دوسری کتابیں عام طور پر ملتی ہیں،ان کو لے کر پڑھا جائے اور ان کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جائے۔

آج بھی فقہ حنفی کا کوئی طالب العلم اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک ایک ایک مسئلہ حنفی کی تحقیق کتاب وسنت کی روشنی میں نہیں کر لیتا۔

غلط پروپیگنڈا:۔

یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ان حضرات کو حدیث نبوی ﷺ سے اتنا شغف نہیں تھا جتنا فقہ سے،اور نہ یہ کہنا بجا ہے کہ ان حضرات کی تمام تر توجہ آیات اور احادیث سے مسائل واحکام کے استنباط واستخراج پر مذکور تھی اور تدوین وجمع احادیث سے ان کو کوئی دلچسپی نہ تھی،بلکہ بات صرف اس قدر ہے کہ تدوین فقہ جس کی طرف اب تک کسی نے توجہ نہیں دی تھی انہوں نے اس کی ضرورت محسوس کی اور اجتماعی طور پر پوری محنت کے ساتھ یہ کام شروع کر دیا، وجہ ظاہر ہے کہ استنباط

---

(۱) امام علاؤالدین الطرابلسی نے اپنی کتاب معین الحکام میں نقل کیا ہے۔ **فان ابا يوسف صاحب حديث حتى روى انه قال احفظ عشرين الف حديث من المنسوخ فاذاكان يحفظ من المنسوخ هذا القدر فما ظنك بالناسخ وكان صاحب فقه و معنى** (ص۳۰) جس کا ماحصل یہ ہے کہ امام ابو یوسف محدث تھے۔اور بعض روایت کے مطابق خود امام موصوف کا بیان ہے کہ''مجھے منسوخ حدیثیں بیس ہزار یاد ہیں۔'' اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ناسخ حدیثیں کتنی ہزار یاد ہوں گی۔اسی طرح امام محمدؒ کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ آپ کو احادیث کی معرفت حاصل تھی،فقیہ اور ذہین تو تھے ہی۔محمد صاحب قریحۃ **يعرف احوال الناس وعاد اتهم وصاحب فقه و معنى ولهذا اقل رجوعه فى المسائل وكان مقدما فى معرفة اللغة وله معرفة بالا حاديث ايضا** (ایضا)

اور امام اعظمؒ ہر چیز میں بڑھے ہوئے تھے و ابو حنیفۃ کا ن مقد مافی ذلک کله ۱۲ ظفیر.

مسائل واحکام اس وقت کا سب سے اہم کام تھا اور یہ سب کے بس کی بات بھی نہ تھی۔ کیونکہ اس میں بڑے غور وفکر اور فہم و بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے باقی تدوین حدیث کا کام تو یہ عہد نبوی سے ہوتا آ رہا تھا، اور اس وقت بھی بطور خود ہر شخص کو اس سے دلچسپی تھی، جس کا بڑا ثبوت خود امام اعظمؒ کی ''جامع المسانید'' ہے اور پھر پہلی صدی ہجری کے ختم پر جب کہ صحابہ کرامؓ روپوش ہوئے ابھی دس ۱۰ بیس ۲۰ سال بھی نہ گذرے تھے۔

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ جمع حدیث میں اہم کام اسناد اور رواۃ پر نظر ہے، اور سچ پوچھئے تو یہی معیار ہے، امام اعظمؒ کے دور میں جس وقت تابعین کا بڑا طبقہ بقید حیات تھا، اسناد و رواۃ کی اس بحث کی گنجائش ہی کہاں تھی جو بعد میں ہوئی، صحابہؓ کے متعلق یہ مسلم ہے کہ الصحابة کلهم عدول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل ہیں۔ رہ گئے تابعین تو یہ موجود ہی تھے۔

پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ جب فقہ کی تدوین آیات واحادیث سے ہی ہو رہی تھی، تو ان چیزوں سے عدم توجہ کا موقع بھی کیا تھا، اس لئے کہ اس کام میں پہلے احادیث کی ہی ضرورت پڑتی ہے۔

ابن حجر مکی شافعیؒ نے لکھا ہے کہ جس طرح صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ سے باوجود جلالت علم اور آنحضرت ﷺ کے اقربیت کی احادیث کا وہ ذخیرہ مروی نہیں ہے، جو دوسرے چھوٹے بڑے صحابہ کرامؓ سے کہ یہ حضرات عامۃ المسلمین اور اسلام کے مصالح اور احکام میں اس طرح منہمک تھے کہ ان کو روایت کی طرف وہ توجہ نہ رہی جو اور لوگوں کو تھی، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ حضرات احادیث سے شغف نہیں رکھتے تھے۔

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب، فقہ کی ترتیب اور استنباط و استخراج کے اشتغال کی وجہ سے اگر احادیث کی روایت میں نمایاں نظر نہیں آتے، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ حضرات نے حدیث کی دولت سے وافر حصہ نہیں پایا تھا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

ولا جل اشتغاله بهذا الاهم لم يظهر حديثه في الخارج كما ان ابا بكر و عمر رضى الله عنهما لما اشتغلا لمصالح المسلمين العامة لم يظهر عنهما من رواته الاحاديث مثل ما ظهر عمن دونهما حتى صغار الصحابة رضوان الله عليهم و كذلك مالك والشافعي لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عمن تفرغ للرواية كابى زرعة وابن معين. (الخيرات الحسان ص ٦٢)

امام ابوحنیفہؒ حدیث و قرآن سے چونکہ مسائل کے استنباط و استخراج میں منہمک تھے جو برا اہم کام تھا اس وجہ سے آپ کی خدمت حدیث نمایاں نہ ہوسکی اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مصالح عامہ سے متعلقہ امور میں اشتغال کی وجہ سے روایت حدیث میں وہ نمایاں مقام نہیں حاصل کر سکے جو دوسرے چھوٹے بڑے صحابہؓ کرام کو حاصل رہا۔ اور یہی حال امام مالکؒ و شافعیؒ کا ہے کہ ان کی خدمت حدیث ان لوگوں کی طرح نمایاں نہیں جو اسی کام کے ہو کر رہ گئے تھے، جیسے ابوزرعہ اور ابن معین۔

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ امام صاحبؒ اور آپ کے اصحابؒ نے احادیث کے ساتھ بھی اپنے دور کے مذاق کے مطابق وہی شغف رکھا جو رکھنا چاہئے تھا۔

تدوین فقہ اور مسائل کا پھیلاؤ:۔

فقہ کا جو کام امام اعظمؒ کی زیر نگرانی انجام پایا تھا وہ ضرورت اور تقاضائے وقت کے ساتھ پھیلتا اور بڑھتا ہی گیا کسی منزل پر جا کر رکا نہیں ، اور یہی ہونا بھی چاہئے تھا، کیونکہ انسانی ضرورتیں نئی نئی شکلیں اختیار کرتی رہیں اور نئی ایجادات اور جدت پسندی کے ساتھ مسائل ابھرتے رہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت یوں ہی جاری رہے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ فقہ کی حدیث میں بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من یرد اللہ به خیر ایفقهه فی الدین . انما انا قاسم و اللہ یعطی متفق علیه .(مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۲)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرمالیتا ہے دین میں اسے بصیرت عطا کر دیتا ہے اور میرا کام تو بس تقسیم کر دینا ہے۔ حقیقت میں عطاو بخشش خدا کا کام ہے۔

اس حدیث میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ فقاہت اور استنباط واستخراج میں بصیرت فیضان الٰہی ہے، انسانی عمل کو اس میں دخل نہیں ،قدرت کی طرف سے یہ فیضان ان بندوں پر ہوتا ہے جسے وہ نوازنا چاہتا ہے۔

فقہ کی برکت:۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول الثقلین ﷺ نے فرمایا۔

فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد رواه الترمذی (مشکوۃ)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

اور چیزوں کے ساتھ اس حدیث میں یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر فقہاء مسائل میں صحیح طور پر رہنمائی نہیں فرماتے تو شیطان کا لشکر انسانوں کو غلط راستہ پر ڈال دیتا اور گمراہی کے جہنم میں لا کھڑا کرتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیطان جس قدر فقیہ سے گھبراتا ہے، عبادت گذار سے نہیں

اس وقت صرف اشارہ کرنا مقصد ہے، تفصیل میں جانا نہیں۔

فتویٰ اور اس کی اہمیت:۔

فقہ اور دین کے وہ پیش آمدہ مسائل جو دریافت کرنے والوں اور سائلین کے جواب میں بتائے گئے یا اس سادہ انداز پر مرتب ہوئے وہ ''فتاویٰ'' کے قالب میں جلوہ گر ہوئے، اور اس سلسلہ نے انسانی ضرورتوں کا پورا پورا ساتھ دیا، کتاب وسنت اور فقہ سے مستنبط اس مفید وجدید شکل نے عام مسلمانوں کو تحقیق وجستجو کی ایک صبر آزما مصیبت سے بچالیا، فتاوی کا یہ پھیلاؤ انسانی ضرورتوں اور سوالات کے ساتھ بڑھتا گیا انسانی زندگی کی مختلف شعبہ جات سے متعلق مسائل جس جس طرح پیدا ہوتے گئے، کتاب وسنت اور فقہ سے ان مستنبط مسائل کے ذخیرہ میں بھی اضافہ ہوتا گیا، کسی مرحلہ پر جمود پیدا نہیں ہوا، چنانچہ آج انسانی زندگی سے متعلق کوئی ایسا سوال نہیں ہے جس کا جواب مفتی آپ کو فراہم کر کے نہ دے سکے۔

تنگ نظری کا الزام:۔

جن لوگوں نے اپنی کم علمی اور وسعت مطالعہ کی کمی کی وجہ سے علماء دین پر جمود اور تنگ نظری کا الزام لگایا ہے وہ بڑی حد تک معذور ہیں۔ البتہ قابل صد ملامت وہ حاسدین ہیں، جو از راہ کینہ پروری ایسی باتیں کہتے ہیں، ہر دور کے فتاویٰ کی کتابیں مختلف زبانوں میں چھپی ہوئی ملتی ہیں ان میں ہر دور کے نئے مسائل بھی درج ہیں اور ان کے جوابات بھی ،ان کتابوں سے بڑھ کر ثبوت میں اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

فقہ وفتاویٰ ایسا فن ہے، جس سے کسی کو بھی مفر نہیں ہے اس لئے کہ انسانی زندگی میں جس قدر واسطہ اس فن اور اس کے اصول وجزئیات سے پڑتا ہے، اور جس قدر آئے دن کے مسائل کا جواب یہاں ملتا ہے کہیں اور سے ممکن نہیں ہے۔

تاریخ فتاویٰ:۔

''فتاویٰ'' کی تاریخ بہت قدیم اور اس کی نسبت بہت اونچی ہے، اس لئے کہ کوئی بھی مسلمان ہو، خواہ وہ ولی ہو، قطب ہو، محدث ہو، مفسر ہو، مؤرخ ہو، غرض جو بھی ہو، وہ اپنی معلومات میں ''مفتی'' کا محتاج ہے بغیر اس کی کد وکاوش اور تحقیق وجواب مسئلہ کا حل آسان نہیں ہے۔ کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں کسی مرحلہ پر کوئی ایسا سوال سامنے نہیں آیا جس میں فقہ وفتاویٰ کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔

ایک شخص اپنے کو مسلمان بھی کہے، یعنی وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات کا پابند بھی ہو اور اسے دینی مسائل اور اس کی صحیح صورت سے بے پروائی بھی ہو، غیر ممکن ہے، عبادات ومعاملات، اور اخلاق واعمال میں سینکڑوں مواقع ایسے آتے ہیں، جہاں اسے رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور وہ ان کٹھن مواقع میں یقینی طور پر فقہ وفتاویٰ اور فقہائے کرام و مفتیان عظام کی رہبری کا محتاج ہوتا ہے، ہر شخص کو اپنی منہمک زندگی میں اس قدر مہلت کہاں ہے کہ وہ یکسر قرآن و حدیث کا غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کرے اور دقت کے وقت پیش آمدہ مشکل مسئلہ کا حل تلاش کر لے۔

فقہ وفتویٰ کے لئے مخصوص جماعت اور اس کی وجہ:۔

اس سے انکار نہیں ہے کہ مسائل واحکام کا سارا ذخیرہ دراصل ''کتاب وسنت'' ہی ہے لیکن اتنی بات تو ہر صاحب عقل وخرد تسلیم کرے گا، کہ حدیث وقرآن کے اندر ایک خاص انداز میں حقائق واحکام پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسری طرف یہ بھی مسلم ہے کہ عموماً ہر شخص کو ہر زمانہ میں حالات یکساں پیش نہیں آتے بلکہ مختلف ڈھنگ سے صورت حال سامنے آتی ہے، سبھوں میں یہ فہم وبصیرت کہاں ہے جو کلام اللہ اور سنت نبوی سے اپنے حالات کے مطابق ہر ہر جزئیہ کا جواب حاصل کر لے، اور وہ جواب بالکل صحیح بھی ہو، اگر گنے چنے کچھ افراد اس طرح کے نکلیں بھی ،تو کوئی ضروری نہیں کہ انہیں کتاب وسنت میں مہارت بھی ہو اور وہ اپنے اندر ان تمام شرائط کو پاتے ہوں جو ایک صاحب نظر مفتی کے لئے ضروری ہے۔ اور اگر ان تمام اوصاف کے جامع بھی ہوں، تو ان کو اتنی مہلت کہاں'' کہ اس عظیم الشان ذخیرہ سے

مفید مطلب آیت وحدیث فوراً تلاش کرلیں، اور اس طرح کہ وہ آیت وحدیث دوسری آیتوں اور احادیث سے متعارض بھی نہ ہوں، اس لئے عقل کا بھی تقاضا ہے کہ قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والی ایک معتمد جماعت مسائل ضرور یہ مستنبط کر کے یکجا کرتی رہے، تاکہ امت کے عام افراد، اپنے دن رات کے پیش آمدہ مسائل کے اندر کہیں الجھاؤ میں گرفتار نہ ہونے پائیں۔ اور بلاشبہ اور بلا مبالغہ انہی مستنبط احکام ومسائل کا نام فقہ وفتویٰ ہے۔

مفتیان کرام کی جماعت جن کو فقہ سے مناسبت تامہ ہوتی ہے ہر زمانہ میں پائی گئی، اور عوام وخواص ہر ایک کا اس جماعت کی طرف رجوع عام رہا، اور یہ اپنے علمی رسوخ، خداداد صلاحیت اور مخصوص فہم کی وجہ سے اس کام میں ممتاز اور نمایاں رہی، اور اسے رات دن اسی کام کے ساتھ اشتغال رہا۔

دین کے مخصوص خدام:۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ علماء کرام کے دو طبقے مخصوص طور پر دین کی اس طرح کی خدمت میں نمایاں اور پیش پیش رہے۔

ایک محدثین کا...... جس کا مشغلہ احادیث نبوی کی حفاظت وصیانت رہا، یعنی اس طبقہ کو احادیث نبوی کی روایات اور ان کے بیان وضبط کا اہتمام رہا۔ اور انہوں نے اسناد والفاظ حدیث پر گہری نظر رکھی۔

دوسرا طبقہ فقہاء امت کا۔ جنہوں نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے مسائل واحکام کا استنباط واستخراج کیا اور الفاظ حدیث سے زیادہ معانی حدیث اور اس سلسلہ کے اصول وقواعد پر ان کی نظر مرکوز رہی۔

ملت اسلامیہ کے پہلے مفتی:۔

مفتیوں کا تعلق اسی دوسرے طبقہ سے ہے، اور اس امت کے سب سے پہلے مفتی اعظم خود رسول الثقلین ﷺ کی ذات بابرکت ہے، اور یہ دولت آپ تک رب العزت کی طرف سے پہنچی، قرآن پاک میں افتاء کا لفظ خود رب العالمین کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ویستفتونک فی النسآء قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم فی الکتاب. (النساء. ۱۹)

اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں، اور وہ آیات بھی جو قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

کلالہ کے سلسلہ میں آیت نازل ہوئی۔

یستفتونک ، قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ.

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتے ہیں۔

آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ان آیتوں میں ''افتاء'' کی نسبت خود رب العزت جل مجدہٗ کی طرف کی گئی ہے، جس سے اس منصب کی جلالت شان کا اندازہ ہوتا ہے، اور یقیناً یہ نسبت اس شعبہ کی اہمیت وافضلیت کی سب سے بڑی

سند ہے، یہیں سے یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو عالم دین اس عظیم الشان منصب پر فائز ہوتا ہے، اس کی ذمہ داری کس درجہ اہم ہے، اور اسے کس بلندی کا حامل ہونا چاہئے۔

یہ بتایا جا چکا کہ اس منصب عظیم پر سب سے پہلے اس امت میں رسول اکرم ﷺ فائز ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کی ذمہ داری کی وجہ سے عصمت کی بیش بہا دولت سے نوازا تھا، تاکہ دین کے سلسلہ میں آپ جو حکم فرمائیں وہ انسان غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ ہو، چنانچہ صحابہ کرامؓ اور دوسرے لوگ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے اور اپنے پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں حکم دریافت کرتے، اور آپ ان تمام کو جوابات سے شادکام فرماتے، ان جوابات وسوالات کا بڑا ذخیرہ آج بھی کتب حدیث میں محفوظ ہے، بہت سے علماء کرام نے اس حصہ کو علیحدہ بھی جمع کرنے کی سعی کی ہے۔

آنحضرت سے سوالات اور جوابات کے لئے حضرت جبرائیلؑ کی حاضری:۔

کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسے سوالات بھی آنحضرت ﷺ سے ہوئے جس کا جواب آپ کو معلوم نہیں تھا۔ چنانچہ آپ نے توقف فرمایا، پھر فوراً جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے، آپ نے ان کے سامنے سوال پیش کر کے جواب طلب کیا، مگر روح الامین بھی بول اٹھے کہ اس سوال کے جواب میں میرا حال آپ جیسا ہی ہے اور پھر کہنے لگے "آپ انتظار فرمائیں، میں ابھی رب ذوالجلال کی بارگاہ سے جواب لے کر حاضر ہوتا ہوں۔"

چنانچہ حضرت ابوامامہ صحابیؓ کا بیان ہے کہ "ایک مرتبہ ایک یہودی عالم خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، اور اس نے آپ سے پوچھا ای البقاع خیر؟ کون سا خطہ ارض بہتر ہے؟ یہ سن کر آنحضرت خاموش ہو گئے اور فرمایا میری یہ خاموشی اس وقت تک ہے جب تک روح الامین تشریف نہ لے آئیں، اتنے میں فوراً حضرت جبرائیل خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا، اور دریافت کیا، اس کا جواب کیا دیا جائے؟ حضرت جبرائیل نے آپ کے سوال کے جواب میں عرض کیا۔

ما المسئول عنها باعلم من السائل ولكن اسئال ربى تبارك وتعالىٰ . (مشكوٰة باب المساجد ص ۷۱)

جس سے پوچھا جارہا ہے وہ اس مسئلہ میں پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا، لیکن میں پروردگار عالم بزرگ و برتر سے پوچھتا ہوں۔

یہ کہہ کر حضرت جبرائیلؑ روانہ ہو گئے، پھر تھوڑی دیر بعد تشریف لے آئے، اور کہنے لگے، آج میں رب العزت سے اس قدر قریب ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا، آپ نے پوچھا۔ اس کی نوعیت کیا تھی، کہا "میرے اور میرے رب کے درمیان صرف ۷۰۰۰۰ ستر ہزار نوری پردے پڑے ہوئے تھے۔" پھر جو سوال کیا گیا تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا جواب نقل کیا، کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔

شر البقاع اسواقها . وخير البقاع مساجدها رواه ابن حبان فى صحيحه عن ابن عمر (ايضاً)

زمین کا بدترین حصہ اس کے بازار ہیں، اور بہترین حصہ اس کی مسجدیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سوال کا جواب پہلے سے آنحضرت ﷺ کو معلوم نہیں ہوتا تھا، لیکن جواب بحیثیت رسول آپ کے ذمہ ضروری تھا۔ لہذا آپ کبھی حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ جواب معلوم کرتے اور پھر سائل کو جواب مرحمت فرمایا کرتے تھے۔

عجلت پسندی سے اجتناب اور بڑے کی طرف رجوع :۔

ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کے ضمن میں طیبیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ۔

ان من استفتی عن مسئلہ لا یعلمھا فعلیہ ان لا یجعل فی الا فتاء ولا یستنکف عن الاستفتاء عمن ھوا علم ولا یبادر الی الا جتھا دما لم یضطر الیہ فان ذلک من سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وسنۃ جبریلؑ ۔

جس مفتی سے کوئی ایسا مسئلہ دریافت کیا جائے جس کا جواب وہ جانتا نہیں ہے تو اس کا فرض ہے کہ نہ وہ فتویٰ دینے میں عجلت کرے، اور نہ اپنے سے بڑے عالم سے پوچھنے میں شرمائے اور جب تک بالکل اضطرار کی سی کیفیت پیش نہ آجائے اجتہاد کی ہمت نہ کرے، کیونکہ آنحضرت ﷺ اور حضرت جبرائیلؑ کا طریقہ یہی تھا۔

گویا مفتی کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ اولاً نص کی تلاش کرے، اور اس سلسلہ میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہونے دے، اگر اسے کوئی نص نہ مل سکے تو کسی بڑے عالم یا مفتی سے دریافت کرلے، پوچھنے میں ننگ و عار سے کام نہ لے اور جب تک قابل اطمینان طور پر جواب مل نہ جائے، بغیر علم صحیح جو جی میں آئے جواب دینے کی کوشش نہ کرے اور یہ کہ مسائل میں اجتہاد اس وقت کیا جائے، جب صراحتاً کوئی آیت، یا حدیث یا کوئی قول صحابہ نہ مل سکے۔

آنحضرت ﷺ کے فتاویٰ کی حیثیت :۔

کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے فتاویٰ کی حیثیت اسی قدر اونچی ہے جس قدر آپ کی ذات اقدس اونچی تھی، اور بلند سے بلندتر ہونی ہی چاہئے کہ خاتم النبیین تھے اور عصمت کی دولت سے نوازے ہوئے، یہ ایک اصولی بات ہے کہ جواب کی جامعیت و کاملیت اور اس کے الفاظ کا جچا تلا ہونا جواب دینے والے کی علمی لیاقت اور اس کے منصب کے مطابق ہی ہوا کرتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جوابات کی حیثیت ''جوامع الکلم'' اور ''فصل خطاب'' کی ہے جس سے سرتابی کا خیال بھی ایک مسلمان کے لئے گناہ عظیم ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ ورسولہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلاً O (النساء ۸)

پھر اگر تم کسی امر میں اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف حوالہ کیا کرو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ طریقہ سب سے بہتر ہے اور اس کا انجام خوش تر ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد منصب افتاء پر صحابہؓ:۔

آنحضرت ﷺ کے بعد اس عظیم الشان منصب پر آپ کے وہ جلیل القدر، صاحب بصیرت صحابہ کرام فائز ہوئے، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

رضی اللہ عنهم ورضو اعنه (توبہ. ۱۳)

اللہ تعالیٰ ان سے راضی وخوش ہوئے، اور یہ اللہ تعالیٰ سے خوش اور راضی ہیں۔

اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اصحابی کا لنجوم بایھم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہؓ)

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے جن کی تم اقتداء کروگے ہدایت یاب ہوگے۔

اور جنہیں کتاب وسنت کا فہم خصوصی حاصل تھا، اور جن کے باب میں امت کا فیصلہ ہے۔

الین الامة قلو با، واعمتها علما، واقلها تکلفا. واحسنها بیانا، واصدقها، ایمانا واعمها نصیحة واقر بها. الی اللہ وسیلة (اعلام الموقعین ج ا ص ۵)

(صحابہ کرامؓ) امت میں سب سے زیادہ نرم دل سب سے زیادہ گہرے علم والے، سب سے کم تکلف والے، اور حسن بیان میں سب سے بڑھ کر ہیں، اسی طرح ایمان میں سب سے زیادہ سچے، خیر خواہی میں سب سے آگے، اور باعتبار وسیلہ اللہ سے قریب تر ہیں۔

صاحب فتویٰ صحابہ کرامؓ کی تعداد:۔

صحابہ کرام باہمی فہم وفراست اور ذہانت وذکاوت میں مختلف تھے، ان میں جو صاحب فتویٰ تھے ان کی تعداد کے متعلق حافظ ابن القیمؒ کا بیان ہے کہ وہ کچھ اوپر ایک سو تیس ۱۳۰ ہیں جن میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں۔ ان کچھ اوپر ایک سو تیس ۱۳۰ میں سات کا مکثرین میں شمار کیا گیا ہے، یہ وہ بزرگوار ہیں جن کے فتاویٰ کتب حدیث میں بکثرت منقول ہیں، اور کہا گیا ہے کہ اگر ان تمام حضرات کے فتاویٰ یکجا کئے جائیں تو ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ کی تعداد اتنی ہو کہ اس کی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں، بلکہ حافظ ابن القیمؒ نے لکھا ہے کہ ابوبکر بن موسیٰ بن مامون نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتاویٰ کو جمع کیا تو اس کے بیس ۲۰ جزو ہوئے۔ ان سات کے نام یہ ہیں۔

حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔

صحابہؓ کے بعد فتاویٰ:۔

پھر ان حضرات اور دوسرے صحابہ کرام کے ذریعہ دینی علوم نے نشوونما پائی اور اس طرح چراغ سے چراغ جلتا چلا گیا، یہ سلسلہ الحمدللہ کسی منزل پر پہنچ کر رکا نہیں بلکہ اب تک مسلسل چلا جارہا ہے۔ اور یقین کامل ہے کہ تاقیامت یونہی جاری رہے گا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین، تابعین کے بعد تبع تابعین، پھر بعد کے علماء وفقہاء نے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔

فقہ حنفی:۔

فقہ حنفی یوں تو تمام تر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہؓ سے مستفاد ہے مگر سلسلۂ اسناد اس کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ پر جا کر منتہی ہوتا ہے، جو اولین ایمان لانے والوں میں ہیں، اور ان کے علاوہ ان صحابہ کرامؓ سے بھی ملتا ہے جن کے شاگردوں سے امام اعظمؒ نے استفادہ کیا جن کی تعداد کم وبیش چار ہزار ۴۰۰۰ مؤرخین نے لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ مسعودؓ کے باب میں آنحضرت ﷺ نے ایک موقع سے ارشاد فرمایا۔ جو فقہ حنفی کے مورث اعلیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

رضیت لا متی مارضی لھا ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ (اکمال)

میں نے اپنی امت کے لئے ان چیزوں کو پسند کیا جنہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے پسند کیا۔

اور امام نوویؒ نے اپنی کتاب ''التقریب'' میں حضرت مسروقؒ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

انتھی علم الصحابة الی ستة عمرؓ وعلیؓ وابیؓ و زیدؓ وابی الدرداء و ابن مسعودؓ. ثم انتھی علم الستة الیٰ علیؓ وعبداللہ بن مسعودؓ (رد المحتار ج ۱ ص ۴۶)

صحابہ کرام کے علوم چھ پر آکر ختم ہوئے حضرت عمرؓ علیؓ، ابیؓ، زیدؓ، ابوالدرداءؓ، اور حضرت عبداللہؓ ابن مسعودؓ۔ پھر ان چھ ۶ کا علم دو ۲ میں سمٹ آیا حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (المتوفی ۳۲ھ) اور دوسرے صحابہ سے کتاب وسنت کی تعلیم حضرت علقمہؒ نے حاصل کی، جن کی پیدائش حیات نبوی ﷺ میں ہی ہو چکی تھی۔ اور آپ کے علاوہ انہوں نے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، اور حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی خصوصی طور پر تعلیم پائی تھی، حضرت علقمہؒ سے حضرت ابراہیم النخعی (المتوفی ۹۶ھ) نے اور حضرت ابراہیم النخعی سے حماد بن مسلم الکوفی (المتوفی ۱۲۰ھ) نے تعلیم پائی۔ اور حماد بن مسلم الکوفیؒ سے امام ابوحنیفہؒ (المتولد ۸۰ھ والمتوفی ۱۵۰ھ) نے، امام ابوحنیفہؒ سے امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ، اور دوسرے سینکڑوں علماء ومشائخ نے علم حاصل کیا اور پھر اس طرح یہ ''فقہ حنفی'' پورے عالم میں پھیل گیا اور بقول ملاعلی قاریؒ دوتہائی مسلمان اس فقہ پر عمل کرنے والے نظر آنے لگے اور اب تک آرہے ہیں۔

دارالافتاء دارالعلوم :۔

اور سچ پوچھئے تو یہی سلسلہ چل کر ہمارے اس دور تک پہنچا ہے، یوں دوسرے سلسلے بھی اس میں آ کر ملے ہیں جس کا سب سے بڑا مرکز اس وقت عالم اسلام میں دارالعلوم دیوبند ہے، جہاں کتاب وسنت اور فقہ و فتاویٰ کی تعلیم کا ایک خاص اسلوب اور مخصوص معیار ہے، اور جسے اس وقت بحمد اللہ بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اور جہاں اس وقت ہندوستان، پاکستان افغانستان برما، ملایا، افریقہ، انڈونیشیا، نیپال اور دوسرے ممالک کے طلبائے دین حاضر ہوتے ہیں اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے ہیں۔

افتاء کی اہمیت :۔

افتاء ایک اہم ذمہ داری ہے، اور یہی وجہ تھی کہ اسلاف اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے احتراز کرتے تھے، اور جن کو وہ اپنے سے علم وعمل میں برتر سمجھتے تھے، ان کے سر یہ ذمہ داری ڈالنا چاہتے تھے، پھر اس باب میں ان کا یہ حال تھا کہ اگر مسئلہ مستفسرہ کی صحیح صورت معلوم ہوتی، بلاتکلف بتا دیتے، اور اگر معلوم نہ ہوتی، تو صفائی سے کہہ دیتے ہمیں یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے، کسی اور سے پوچھ لیا جائے، کھینچ تان اور تکلف وتصنع کو کسی حال میں پسند نہیں کرتے تھے۔

افتاء کے لئے علم وفہم :۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص پوچھنے والے کے ہر سوال کا جواب بے سمجھے بوجھے دینے لگے وہ "پاگل" ہے، الفاظ یہ ہیں۔

ان من افتی الناس فی کل ما یسأ لونه عنه لمجنون (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲)

جو شخص لوگوں کے تمام سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار بیٹھا رہے وہ "پاگل" ہے۔

حضرت سعید بن سحنون کا بیان ہے۔

اجرأ الناس علی الفتیا اقلهم علما (ایضاً)

فتوے پر بڑا بے باک وہ ہوتا ہے، جو کم علم ہوتا ہے۔

حافظ ابن القیم اس طرح کے تمام بیانات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

الجراء علی الفتیاتکون من قلة العلم ومن غرارته وسعة فاذا قل علمه افتی عن کل ما یسئل عنه بغیر علم (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲)

فتوے پر جری ہونا قلت علم، ناتجربہ کاری اور بھولے پن کی دلیل ہے، کیونکہ جب آدمی کا علم کمتر ہوتا ہے تو وہ ہر سوال کا جواب دیتا ہے بغیر جانے بوجھے۔

مفتی کا فریضہ:۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کو اپنی اس ذمہ داری کا احساس ہوگا، استفتاؤں کے جوابات دینے یا لکھنے میں پوری بصیرت سے کام لے گا، اور سوچ سمجھ کر جواب دے گا۔ معلوم نہ ہوگا، کہہ دے گا "دوسرے علماء سے تحقیق کر لی جائے" اور جسے ذمہ داری کا پورا احساس نہ ہوگا، اور جو صرف اپنے مفتی ہونے کا رعب قائم رکھنا چاہے گا اس کے پیش نظر صرف یہ بات ہوگی کہ میری زبان کسی سائل کے سوال پر بند نہ ہو، اور کہیں سے کسی کو پتہ نہ چل سکے کہ کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جن کا جواب میں نہیں دے سکتا، اور یہ طے شدہ بات ہے کہ ایسا سوچنے والا جاہل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس سلسلہ میں قیمتی ہدایت فرمائی ہے اور ہدایت بھی مدلل، فرماتے ہیں۔

یا یہا الناس من علم شیئا فلیقل به ومن لم یعلم فلیقل الله اعلم فان من العلم ان تقول لما لا تعلم الله اعلم ، قال الله تعالیٰ لنبیه قل ما اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین متفق علیه .(مشکوٰۃ کتاب العلم)

اے لوگوں جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو، اسے چاہیئے کہ وہ اسے بیان کرے۔ اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہت جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں ہوں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

خوف خدا:۔

لیکن دراصل مفتی وہی ہے جو جواب دیتے وقت اپنے دل میں خوف خدا کا پورا احساس رکھتا ہو، اور جو جواب دے خوب دیکھ بھال کر، تا کہ اس کی اپنی دانست میں کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے مفتی اس حدیث کو ہر وقت پیش نظر رکھے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

من قال علی مالم اقل فلیتبوأ بیتا فی جهنم ومن افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه، رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ کتاب العلم)

جو شخص میرے خلاف وہ بات کہے جو میں نے کہی نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے اور جو مفتی بغیر علم کسی مسئلہ کا جواب دے گا اس کا گناہ اسی مفتی پر ہوگا۔

غور وفکر:۔

اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی کل جاهل سأل عالما عن مسئلة فافتاه العالم بجواب باطل فعمل السائل بها لم یعلم بطلانها فاثمه علی المفتی ان قصر فی اجتهاده. (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۴۶)

یعنی اگر کوئی جاہل کسی عالم سے کوئی مسئلہ دریافت کرے اور وہ عالم غلط جواب دے، پس سوال کرنے والا اس غلط جواب پر اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے عمل کرے تو اس کا گناہ اور وبال مفتی پر ہے اگر اس کی طرف سے صحیح جواب کی تلاش میں کوتاہی ہوئی ہے۔

اور اصولاً ذمہ داری مفتی ہی پر ہے ، کیونکہ اس کی غلطی بہت نقصان دہ ہے، فتویٰ عام ہوتا ہے، صرف سائل تک اس کا حکم محدود نہیں ہوتا، بلکہ جسے بھی مسئلہ کی یہی مخصوص صورت پیش آئے گی مسئلہ کی اسی صورت پر عمل کرے گا، جو مفتی نے جواب میں لکھا ہے۔

مستفتی کا فریضہ:۔

اس حدیث میں بعض لوگوں نے دوسرے ''افتی'' کو ''استفتی'' کے معنی میں لکھا ہے، اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ گناہ مستفتی پر ہوگا، کہ اس نے بغیر جانے بوجھے ایسے شخص سے دریافت کیا جو اس کا اہل نہیں تھا۔

قال الا شرف وزین العرب یجوزان یکون افتی الثانی بمعنی استفتیٰ وافتی الا ول معرو فا ای کان اثمه علےٰ من استفتاه فانه جعله فی معرض الا فتاء بغیر علم (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۴۵)

اشرف اور زین العرب نے کہا کہ یہ بھی درست ہے کہ دوسرا لفظ ''افتی''، ''استفتی'' کے معنی میں ہو اور پہلا افتی معنی معروف میں، اور مطلب یہ ہو کہ اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا، جس نے پوچھا ہے۔ اس لئے کہ اس نے بغیر جانے بوجھے اسے مفتی بنالیا۔

مفتی و مستفتی دونوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس باب میں احتیاط سے کام لے، مستفتی کو چاہئے وہ دیکھ لے کہ جس سے مسئلہ دریافت کر رہا ہے، وہ اس منصب کے لائق ہے بھی یا نہیں، ابن سیرینؒ نے دینی علوم کے سلسلہ میں فرمایا ہے۔

قال ان هذا العلم دین فانظر واعمن تاخذون دینکم رواه مسلم (مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۷)

کہا کہ یہ علم دین ہے، لہذا خوب اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ تم کس شخص سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔

نالائق مفتی اسلام کی نظر میں:۔

اور مفتی کا فریضہ ہے کہ اگر وہ اس منصب کے لائق نہیں ہے تو پھر ہرگز افتاء کی جرأت نہ کرے، ورنہ وہ گنہگار ہوگا، اور سخت مجرم، اور جس صاحب اقتدار نے اسے اس منصب پر فائز کیا ہے وہ بھی گناہ گار ہوگا، ابن القیمؒ نے لکھا ہے۔

من افتیٰ الناس ولیس باهل للفتویٰ فهو اثم عاص ، ومن اقره من ولاة الا مور علی ذلک فهو اثم ایضا (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۶)

جو نااہل ہونے کے باوجود لوگوں کو فتویٰ دینے لگے وہ گناہ گار اور نافرمان ہے اور ذمہ داروں میں سے جو ایسے شخص کو اس عہدہ پر رہنے دے وہ بھی گناہ گار ہے۔

نااہل مفتی اور حکومت وقت کا فریضہ:۔

ابن الجوزیؒ اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ صاحب اقتدار کا فرض ہے کہ وہ ایسے نااہل مفتی کو کار افتاء سے سختی کے ساتھ روک دے، اس لئے کہ اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی راستہ نہ جانتا ہو، اور پھر قافلہ کی رہنمائی پر مامور کر دیا جائے یا خود ہو جائے، یا اس ڈاکٹر و طبیب کی طرح، جسے خبر نہیں کہ مرض کیا ہے اور علاج شروع کر دے، حدیث میں ایسے طبیب کو علاج سے منع کیا گیا ہے اور اسلامی قانون میں ایسا معالج مجرم ہے یہی حال اس نااہل مفتی کا ہے، ابن ماجہ میں مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

من افتی بفتیا بغیر علم کا ن اثم ذلک علی الذی افتاہ (اعلام الموقعین ص ۲۵۶ ج ۲)

جو شخص بغیر علم فتویٰ دے گا، اس کا گناہ اس پر ہوگا جو فتویٰ دے رہا ہے، یعنی مفتی گنہگار ہوگا۔

علامات قیامت میں:۔

صحیحین میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

ان اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ عن صدور الرجال ولکن یقبض العلم بقبض العلماء فاذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا متفق علیہ .(مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۳)

اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں ختم کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے اسے زبردستی کھینچ لے گا، بلکہ علم علماء کے اٹھ جانے سے ختم ہوگا۔ جب کوئی عالم باقی نہ بچے گا تو اس وقت لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنائیں گے، چنانچہ ان سے لوگ سوال کریں گے اور وہ بلا علم فتویٰ صادر کریں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

بغیر علم فتویٰ:۔

یعنی جب مفتی و قاضی جاہل کو بنایا جائے گا تو پھر اس سے سوائے گمراہی و بربادی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ابن القیمؒ نے ابوالفرج کے حوالہ سے اس اثر مرفوع کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

من افتی الناس بغیر علم لعنۃ ملائکۃ السماء وملائکۃ الا رض (اعلام الموفقین ج ۲ ص ۲۵۶)

جو شخص بغیر علمی بصیرت کے کار افتاء انجام دیتا ہے اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت برساتے ہیں۔

امام مالکؒ کا فرمان:۔

امام مالکؒ نے بڑی اچھی بات فرمائی ہے کہ جس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اسے چاہئے کہ جواب سے پہلے اپنے آپ کو جنت و دوزخ پر پیش کرے اور سوچ لے کہ آخرت میں اسے چھٹکارا کیونکر حاصل ہوگا۔

امام مالکؒ اور فتویٰ :۔

خود امام مالکؒ کا اپنا حال یہ تھا کہ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، آپ نے جواب میں فرمایا، مجھے یہ بات معلوم نہیں، وہ کہنے لگا اتنا ذرا سا مسئلہ ہے، اور ایسا فرماتے ہیں، یہ سن کر آپ بہت غصہ ہوئے اور فرمایا۔

لیس فی العلم شئی خفیف اما سمعت قول اللہ عزوجل . انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً فالعلم کله ثقیل الخ (اعلام ص ۲۵۷ ج ۲)

علم میں کوئی چیز ہلکی نہیں ہوا کرتی، کیا تم نے یہ آیت کبھی نہیں سنی ہے۔ انا سنلقی الخ البتہ ہم ڈالیں گے تم پر ایک بھاری بات، لہذا علم سارا کا سارا بھاری ہے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔

ماافتیت حتی شهد لی سبعون انی اهل لذلک (ایضا)

میں نے اس وقت تک فتویٰ کی جرأت نہیں کی جب تک ۷۰ اکابر نے میری اہلیت کی شہادت نہیں دی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول :۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے کو فتویٰ کے لئے پیش کر دیا، اس نے ایک امر عظیم کو اٹھالیا، جب تک ضرورت مجبور نہ کر دے اس منصب پر فائز ہونے کی جرأت نہ کرے۔

سعید بن المسیبؒ :۔

سعید بن المسیبؒ جیسا آدمی جب فتویٰ دینے چلتا تو ان کی زبان پر یہ کلمات ہوتے۔

اللهم سلمنی وسلم منی (اعلام ج ۲ ص ۲۵۷)

اے اللہ مجھے خود سلامت رکھنا کہ غلطی نہ ہونے پائے اور مجھ سے محفوظ رکھنا کہ دوسرے میری وجہ سے غلطی میں نہ مبتلا ہوں۔

قاسم بن محمدؒ کا جواب :۔

قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے کسی نے کوئی بات دریافت کی، آپ نے جواب دیا مجھے یہ مسئلہ اچھی طرح معلوم نہیں ہے، اس شخص نے کہا "میں تو آپ کے سوا کسی کو اس منصب کے لائق جانتا ہی نہیں، اسی لئے آپ کے پاس آیا۔" حضرت قاسم بن محمدؒ نے فرمایا۔

لاتنظروا لی طول لحیتی وکثرة الناس حولی (ایضا)

میری لمبی داڑھی اور میرے اردگرد لوگوں کی بھیڑ پر مت جا۔

یہ اور اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالحین منصب افتاء کے سلسلہ میں

بڑا اہتمام کیا کرتے تھے اور ان میں اس منصب پر وہی فائز ہونے کی ہمت کرتا، جو علوم دینیہ میں ہر طرح باکمال ہوتا۔

مفتی کے لئے شرائط:۔

اسی اہمیت کے پیش نظر امام احمدؒ بن حنبل فرماتے ہیں۔

'' مسند افتاء پر وہی بیٹھنے کی جرأت کرے جو وجوہ قرآن، اسانید صحیحہ اور سنن نبوی ﷺ سے پورے طور پر واقف ہو۔''

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔

لا یجوز الفتیا الا لرجل عالم بالکتاب والسنة (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۲)

فتویٰ دینا جائز نہیں ہے مگر اس شخص کے لئے جو کتاب وسنت کا عالم ہو۔

موجودہ دور اور کار افتاء:۔

مفتی کے لئے جن شرائط کا ہونا ضروری ہے، ان سارے اوصاف سے پورے طور پر متصف انسان کا ملنا آج کل مشکل ہے، لیکن موجودہ دور میں جب کہ کتب احادیث وفقہ مدون ومرتب ہوکر شائع ہوچکی ہیں۔ اور حافظہ کا حال بھی پہلا جیسا باقی نہیں رہا جو کبھی تھا کہ ایک عالم کو کئی کئی لاکھ حدیثیں یاد ہوا کرتی تھیں، لہذا اب دیکھا جائے گا کہ جن لوگوں کو فقہ وحدیث سے شغف ہے، کتاب وسنت میں دادرست حاصل ہے اور مطالعہ وکتب بینی کا ذوق سلیم حاصل ہے، اور ساتھ ہی اس نے علوم دینیہ باضابطہ علمائے دین سے سبقاً سبقاً حاصل کیا ہے، تو ان میں سے ان لوگوں کو یہ خدمت سپرد کی جائے گی، جو مسائل شرعیہ میں دقیق نظر رکھتے ہیں، اس لئے کہ اب موجود اصطلاح میں یہی فقیہ کہے جاتے ہیں۔

ان الفقیه من یدقق النظر فی المسائل وان علم ثلاث مسائل بادلتها (رد المحتار ج ۱ ص ۳۵)

فقیہ وہ ہے جو مسائل شرعیہ میں دقیق نظر رکھتا ہو خواہ اسے تین ہی مسئلے دلائل کے ساتھ کیوں نہ معلوم ہوں۔

علامہ ابن عابدینؒ نے صاحب التحریر کی تعریف کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے۔

وذکر فی التحریر ان الشائع اطلاقه علی من یحفظ الفروع مطلقا ای سواء کانت بدلائلها اولا. (ایضا)

''تحریر'' میں مذکور ہے کہ عام طور سے (فقیہ) کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جسے جزئی مسائل یاد ہوں خواہ دلائل کے ساتھ خواہ بغیر دلائل۔

فقیہ اور اجتہاد:۔

بات یہ ہے کہ فقہ کی جو اصولیین نے تعریف کی ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ فقیہ کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے۔

واصطلاحا عن الا صوليين العلم باحكام الشريعة الفرعيةالمكتسب من ادلتها التفصيلية (الدر المختار على حاشيه ردالمحتار ص ۳۴ ج ۱)

علماء اصول فقہ کی اصطلاح میں فقہ ان احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو کہتے ہیں جو تفصیلی دلائل سے حاصل ہوئے ہوں۔

چنانچہ البحرالرائق میں ہے۔

فالحاصل ان الفقه فى الا صول علم الا حكام من دلائلها كما تقدم فليس الفقيه الا المجتهد عندهم (رد المحتار ج ۱ ص ۳۵)

حاصل یہ ہے کہ اصول فقہ میں فقہ نام ہے دلائل کی ساتھ احکام شرعیہ کے جاننے کا جیسا کہ گذرا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک سوائے مجتہد کے کوئی فقیہ نہیں ہے۔

غیر مجتہد فقیہ:۔

باقی مقلد کو جو آج کل فقیہ کہا جاتا ہے، اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

واطلاقه على المقلد الحافظ للمسائل مجاز (ايضا)

فقیہ کا اطلاق اس مقلد پر جو مسائل یاد رکھتا ہے بطور مجاز ہے۔

فقہاء فقہ کی تعریف میں دلائل کی قید نہیں لگاتے۔

وعند الفقهاء حفظ الفروع واقله ثلاث (درمختار)

فقہاء کے نزدیک فروع کے یاد رکھنے کا نام فقہ ہے جس کا کمتر درجہ تین مسئلے ہیں۔

افتاء کے لئے اجتہاد کی شرط:۔

اس قدر مسلم ہے کہ اصولیین نے فقہ کی جو تعریف لکھی ہے، اس کے مطابق فقیہ اور مفتی دونوں کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہوتا ہے، فقیہ کے متعلق تو آپ پڑھ چکے مفتی کے سلسلہ میں ابن الھمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

وقد استقررأ ى الا صوليين على ان المفتى هو المجتهد فاما غير المجتهد ممن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفت (ردالمحتار ج ۱ ص ۶۴)

اصولیین کی رائے طے پا چکی ہے کہ مفتی وہی ہے جو مجتہد ہو، باقی وہ غیر مجتہد شخص جو مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہے مفتی نہیں ہے۔

پھر آگے چل کر انہوں نے اس کی صراحت کر دی ہے کہ موجودہ مقلد علماء کا فتویٰ دراصل فتویٰ نہیں، نقل فتویٰ ہے۔

فعرف ان مايكون فى زماننا من فتوىٰ الموجودين ليس بفتوى بل هو نقل كلام المفتى

یأخذبه المستفتی (رد المحتار ج ا ص ۶۴)

پس معلوم ہوا کہ ہمارے موجودہ علماء کا فتویٰ حقیقتاً فتویٰ نہیں بلکہ مفتی کے کلام کی نقل ہے، تاکہ مستفتی اسے اختیار کر کے عمل کرے۔

موجودہ دور میں کار افتاء:۔

جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہمارے اس زمانہ میں کار افتاء انجام دینے والے علماء مجازاً مفتی کہے جاتے ہیں، لیکن اس زمانہ میں بھی ایسے علماء کے لئے فقہ میں پوری بصیرت ضروری ہے اور باضابطہ تحصیل علم دین بھی۔ علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں۔

وقدرأیت فی فتاویٰ العلامه ابن حجر سئل فی شخص یقر أ ویطالع فی الکتب الفقهیة بنفسه ولم یکن له شیخ ویفتی ویعتمد علی مطالعة الکتب فهل یجوز له ذلک ام لا . فاجاب بقوله لا یجوز له الا فتاء بوجه من الوجوه لانه عامی جاهل لا یدری ما یقول ، بل الذی یاخذ العلم عن المشائخ المعتبرین .(عقود رسم المفتی ص ۸)

میں نے علامہ ابن حجرؒ کے فتاویٰ میں یہ بات دیکھی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو کتب فقہ پڑھتا ہے اور خود سے مطالعہ کرتا ہے کوئی اس کا استاذ نہیں ہے اور وہ اپنے مطالعہ کتب کے اعتماد پر افتاء کا کام کرتا ہے، تو کیا یہ اس کے لئے درست ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ کسی طرح بھی اس کے لئے کار افتاء درست نہیں ہے اس لئے کہ وہ درحقیقت جاہل وعامی ہے اسے خود معلوم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے بلکہ فتویٰ دینا ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے مستند علماء ومشائخ سے علم حاصل کیا ہے۔

معتمد علماء کی صحبت:۔

اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوگئی کہ صرف مطالعہ وکتب بینی سے خواہ معلومات کتنی ہی کیوں نہ ہو جائیں کسی درجہ میں قابل اعتماد نہیں ہے۔ بلکہ وہ عامی جاہل کے درجہ میں ہے۔ قابل اعتماد ہونے کے لئے ضروری یہ ہے کہ اس نے علوم دینیہ معتمد علماء دین سے باضابطہ حاصل کئے ہوں، اور صاحب بصیرت ہو، چند کتابوں کا پڑھ لینا کافی نہیں ہے، چنانچہ آگے مذکور ہے۔

لا یجوز له ان یفتی من کتاب ولا من کتابین . بل قال النوویؒ ولا من عشرة فان العشرة والعشرین قد یعتمد ون کلهم علی مقالة ضعیفة فی المذهب فلا یجوز تقلیدهم فیها (عقود رسم المفتی ص ۸)

ایسے شخص کے لئے ایک دو کتاب سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے بلکہ امام نوویؒ کا قول ہے "دس بیس سے بھی نہیں، اس لئے کہ کبھی یہ کل کے کل مذہب کے باب میں ایک کمزور بات پر اعتماد کر لیتے ہیں، لہٰذا ان کی تقلید درست

نہیں ہے۔

افتاء کے لئے ضروری شرائط:۔

جسے فقہ میں بصیرت تامہ حاصل ہو، اورفتویٰ کی صلاحیت ہو، وہ البتہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ مندرجہ شرائط کا بغور مطالعہ کیا جائے، لکھتے ہیں۔

بخلاف الماهر الذى اخذ العلم عن اهله و صارت له فيه ملكة نفسا نية فانه يميز الصحيح من غيره ويعلم المسائل وما يتعلق بها على الوجه المعتمد به فهذا هو الذى يفتى الناس و يصلح ان يكون واسطة بينهم وبين الله تعالىٰ. (ايضاً)

البتہ ایسا ماہر فتویٰ دے سکتا ہے جس نے لائق و فائق اور اہل علم سے اخذ علم کیا ہواور اسے خود اس فن میں مہارت تامہ اور ملکۂ راسخہ اس طرح حاصل ہو چکا ہو کہ وہ صحیح کو غیر صحیح سے متمیز کر سکے اور مسائل اور اس کے متعلقات سے قابل اعتماد طور پر واقف ہو، یہ البتہ ایسا شخص ہے جو لوگوں کو فتویٰ دے سکتا ہے، اور اس لائق ہے کہ یہ بندوں اور خدا کے درمیان واسطہ بن سکے۔

ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہونا:۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہو اور قواعد شرع کی صحیح معرفت رکھتا ہو۔

فان المتقدمين شرطوا فى المفتى الا جتهاد و هذا مفقود فى زماننا فلا اقل من ان يشترط فيه معرفة المسائل بشرو طها وقيودها التى كثيرا ما يسقطو نها ولا يصرحون بها اعتمادا على فهم المتفقه (عقود رسم المفتى ص ۴۰)

متقدمین نے مفتی کے لئے اجتہاد کی شرط بیان کی تھی جو ہمارے اس دور میں مفقود ہے، لہذا اب کم سے کم اتنی شرط تو ضرور لگائی جائے گی کہ وہ مسائل کی معرفت ان تمام قیود وشروط کے ساتھ رکھتا ہو جنہیں بسا اوقات مصنفین اس اعتماد پر چھوڑ دیتے ہیں اور صراحت نہیں کرتے، کہ فقیہ ان کو سمجھ لے گا۔

زمانہ کے عرف وعادت سے واقفیت:۔

زمانہ کے عرف اور اہل زمانہ کے احوال سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

و كذا لا بد له من معرفته عرف زمانه و احوال اهله (ايضا)

اور ایسا ہی مفتی کے لئے عرف زمانہ کی معرفت اور اپنے دور کے لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

ماہر فقہ کی شاگردی:۔

کسی قابل اعتماد ماہر فقیہ و مفتی کے پاس رہ کر اس نے فتویٰ نویسی کا سلیقہ باضابطہ سیکھا ہو۔

والتخرج فی ذلک علی استاذ ماھرو لذا قال فی اخر منیة المفتی لو ان الرجل حفظ جمیع کتب اصحابنا لا بد ان یتلمذ للفتویٰ حتی یھتدی الیه. (ایضاً)

اور وہ کسی ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہو اور اسی وجہ سے منیۃ المفتی کے اخیر میں صراحت ہے کہ گو وہ شخص ائمہ احناف کی تمام کتابیں یاد کر چکا ہو لیکن پھر بھی اس کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ فتویٰ کے لئے اس نے تلمذ اختیار کیا ہو اور اس کی راہیں معلوم کر چکا ہو۔

اس کی وجہ لکھتے ہیں۔

لان کثیرا من المسائل یجاب عنه علی عادات اهل الزمان فیما لا یخالف الشریعة (ایضاً)

اس لئے کہ بہت سے مسائل کا جواب اہل زمانہ کی عادات کے لحاظ سے دیا جاتا ہے، جن میں شریعت کی مخالفت کا شائبہ نہ ہو۔

عرف زمانہ کی رعایت:۔

عرف زمانہ کی رعایت مفتی و قاضی کے لئے ضروری قرار دی گئی ہے۔

وفی القنیة لیس للمفتی ولا للقاضی ان یحکما علی ظاهر المذهب و یترکا العرف. وهذا صریح فیما قلنا ان المفتی لا یفتی بخلاف عرف زمانه . (عقود رسم المفتی ص ۴۰)

قنیہ میں ہے کہ مفتی اور قاضی کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ عرف زمانہ سے صرف نظر کر کے صرف ظاہر مذہب پر فیصلہ دیں۔

اس سے صراحتاً یہ بھی ثابت ہوا کہ مفتی اپنے عرف زمانہ کے خلاف فتویٰ نہ دے، جیسا کہ ہم نے کہا تھا۔

عرف کی تبدیلی سے مفتی کو واقف ہونا چاہئے۔

فللمفتی اتباع عرفه الحادث فی الالفاظ العرفیة (ایضاً)

مفتی کو چاہئے کہ وہ رسم و رواج زمانہ کی اپنے الفاظ عرفیہ میں رعایت کرے۔

احوال زمانہ سے واقفیت کی قید اور اس کی وجہ:۔

مفتی کے لئے عرف زمانہ اور احوال کے علم کی قید کیوں لگائی گئی ہے، لکھتے ہیں۔

ظهر لک ان جمود المفتی اوالقاضی علی ظاهر المنقول مع ترک العرف والقرائن الواضحة والجهل باحوال الناس یلزم منه تضییع حقوق کثیرة وظلم خلق کثیرین (ایضاً ص ۴۱)

جو کچھ عرض کیا گیا اس سے آپ پر یہ بات عیاں ہو چکی ہوگی کہ اگر مفتی اور قاضی نے عرف عام اور قرائن

واضحہ کو ترک کر دیا اور لوگوں کے حالات سے بے خبر رہا اور ظاہر پر جمار یا تو پھر یقین کر لینا چاہئے کہ اس طرح بہت سے حقوق ضائع کرنا اور بہتیرے لوگوں پر ظلم کرنا لازم آئے گا۔

چنانچہ اسی وجہ سے لکھا ہے۔

فلابد للمفتی ...... من معرفة احوال الناس وقد قالوا من جهل باهل زمانه فهو جاهل (ایضاً)

لہذا مفتی کے لئے لوگوں کے احوال کی معرفت ضروری ہے اور اہل علم کا فیصلہ ہے کہ جس نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو نہ جانا وہ جاہل ہے۔

مناقب کردری میں مذکور ہے کہ امام محمد رنگریزوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے معاملات کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرتے، اور ان میں جو رواج ہوتا اس کا پتہ لگاتے۔

اغلاط سے محفوظ ہونا:۔

مفتی کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس سے غلطیاں بہت کم واقع ہوں، ورنہ وہ لائق افتا نہیں ہوسکتا ہے۔

ولا یصیر اهلا للفتویٰ ما لم یعر صوابه اکثر من خطأ ہ لا ن الصواب متیٰ کثر فقد غلب ولا عبرة فی المغلوب بمقابلة الغالب فان امور الشرع مبنیة علی الا عم الا غلب کذا فی الولوالجیة (عقود رسم المفتی ص ۲۲)

اس وقت تک مسند افتا، پر بیٹھنے کے لائق کوئی مفتی نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی درستی اس کی غلطیوں سے بڑھی ہوئی نہ ہو، اس لئے کہ اکثر جواب کی صحت غلبہ کی حیثیت میں ہے اور غالب کے مقابلہ میں مغلوب کا کوئی اعتبار نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ شرعی امور کا دارومدار عموم اور اغلب پر ہی ہے۔

جو کچھ عرض کیا گیا اس سے اتنی بات واضح ہو کر سامنے آ گئی ہوگی کہ اہل علم میں اس منصب پر وہی حضرات فائز کئے جائیں، اور فائز ہوں جن میں علمی استعداد اس درجہ کی ہو کہ وہ اس اہم کام (۱) کو حسن وخوبی کے ساتھ سنبھال سکیں، اب تک علمی استعداد پر بحث ہو رہی تھی، دوسرے اوصاف بعد میں آ رہے ہیں۔

نااہل مفتی کی تعزیر:۔

لیکن اگر کوئی مفتی بننے کا اہل نہیں ہے اور وہ بن گیا ہے تو اس کی تعزیر ضروری ہے، اس سلسلہ میں کوئی رو رعایت نہیں ہونی چاہئے، اس لئے کہ مفتی بظاہر بندوں اور خدا کے درمیان واسطہ ہوتا ہے، اس لئے اگر ایسے اشخاص کو نہیں روکا گیا تو مفاسد کے دروازے کھل جائیں گے اور مخلوق خدا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گی۔

---

(۱) مفتی کے لئے صرف بالغ ہونے کی شرط ہے جیسا کہ آ رہا ہے کسی مخصوص عمر کی قید نہیں کہ مثلاً وہ اس عمر کا ہو یا بوڑھا ہو تو اس کو ترجیح ہوگی، ولا یعتبر السن و لا کثرة العدد لان الا صغر الواحد قد یوفق للصواب فی حادثة مالا یوفق الا کبرو الجماعة الخ (معین الحکام ص ۳۰) پھر عبداللہ بن عباسؓ کا واقعہ نقل کیا ہے ۱۲ ظفیر۔

واما غیره فیلزمه اذا تسور هذا المنصب الشریف التعزیر البلیغ والزجرا لشدید الزاجر ذلک لا مثاله عن هذا الامر الا مر القبیح یؤدی الی المفاسد لا تحصی(عقود رسم المفتی ص ۸)

جو افتاء کے لائق نہ ہو اور اس منصب عظیم پر آ دھمکے اس کی تعزیر شدت کے ساتھ لازم ہے اور ایسی سختی ایسے لوگوں کے ساتھ ہونی چاہئے کہ پھر وہ اس طرح کی جرأت نہ کرسکیں، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو بے انتہا مفاسد کے دروازے کھل جائیں گے۔

ابن خلدون کی صراحت:۔

ابن خلدون نے بھی لکھا ہے کہ دینی حکومت کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ منصب افتاء پر اس کے لائق اور قابل تر آدمی کو تلاش کر کے فائز کرے، اور جو شخص اس کے لائق نہ ہو، اور یہ کام انجام دے رہا ہو، اسے سختی کے ساتھ منع کردے۔

اماالفتیا فللحلیفة تفحص اهل العلم و التدریس ورد الفتیا الی من هو اهل لها واعانة علی ذلک ومنع من لیس اهل لها و زجره لا نها من مصالح المسلمین فی ادیانهم فتجب علیه مراعاتها لئلا یتعرض لذلک من لیس له باهل فیضل الناس. (مقدمه ابن الخلدون ص ۱۶۵)

فتویٰ کے لئے خلیفۂ وقت کا فریضہ ہے کہ صاحب درس وتدریس اور ذی علم کی تلاش کرے اور افتاء کا کام ایسے شخص کے سپرد کردے جو اس خدمت کے لائق ہو، اور پھر اس کی مدد بھی کی جانی چاہئے، اور جو اہل نہ ہو، اسے روکنا چاہئے اور سختی کے ساتھ علیحدہ رکھنا چاہئے اس لئے کہ یہ ایک اہم دینی ذمہ داری ہے، اگر عہدہ کی رعایت نہ ہوئی تو نااہل لوگ آجائیں گے اور لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیں گے۔

لائق ترین کی جستجو:۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ ایسے نااہل کو روک دیا جانا ہی ضرروری ہے جو باعث گمراہی ہو، حافظ ابن قیمؒ نے اس سلسلہ میں اپنے شیخ علامہ ابن تیمیہ کا واقعہ نقل کیا ہے، کہ وہ نااہل کی مسند افتاء پر بیٹھنے سے سخت نکیر کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اسے قطعاً اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہر معمولی سے معمولی کام پر احتساب ہو اور اس قدر اہم کام پر احتساب کی ضرورت محسوس نہ کی جائے۔ (۱) طحطاویؒ نے عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے۔

وعلی ولی الا مران یبحث عمن یصلح للفتوی ویمنع من لا یصلح (طحطاوی علی الدر ص ۱۷۵ ج۳)

گورنر کا فرض ہے کہ وہ فتویٰ کے لائق ترین افراد کو تلاش کرے اور جو اس منصب کے لائق نہ ہو، اسے منع کردے۔

پیش آمدہ مسائل وواقعات کے حکم بیان کرنے کا نام اصطلاح میں فتویٰ رکھا جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی

---

(۱) دیکھئے اعلام الموقعین ص ۲۵۶ ج ۲۔

شخص علوم دینیہ بالخصوص احکام فروع واصول میں مہارت نہ رکھتا ہو، تو خود سوچئے وہ کس مرض کی دوا بن سکتا ہے علمی استعداد و مہارت کے ساتھ کچھ اور اوصاف ہیں جن کا ایک مفتی میں پایا جانا بے حد ضروری ہے، تا کہ وہ اپنی ذمہ داری حسن وخوبی کے ساتھ ادا کر سکے۔

پانچ خوبیاں:۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جب تک کسی میں پانچ چیزیں نہ ہوں، مسند افتاء کو زینت بخشنے کی جرأت نہ کرے۔(۱) نیت صالحہ (۲) حلم ووقار (۳) مسائل میں بصیرت اور ان پر ثابت قدمی کی شان (۴) بقدر ضرورت ذرائع معاش (۵) لوگوں کے احوال کی معرفت۔

نیت صالحہ:۔

نیت صالحہ تو اس لئے ضروری ہے کہ ہر کام کی جان اور روح دراصل یہی پاک نیت ہے، جب تک نیت میں پاکیزگی اور اخلاص نہ ہو، کام میں برکت نہیں ہو سکتی، اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول اور قابل اجر ہوگا۔ پھر ایسا جواب نور الٰہی سے خالی ہوگا اور خصوصی برکت سے محروم، حدیث نبوی ﷺ ہے **انما الا عمال بالنیات.**

حلم ووقار:۔

حلم ووقار ہر اہل علم کے لئے از بس ضروری ہے کہ اس سے خود اس کی ذات کی بھی رونق ہے اور اس کے علم وعمل کی بھی، اور مفتی کے لئے خصوصی طور پر اس لئے کہ وہ اپنے منصب پر ایک دینی شعبہ کا ذمہ دار ہے، اور عوام وخواص کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

بصیرت ومہارت:۔

علم میں بصیرت اور اپنی بصیرت پر اعتماد اگر نہ ہوگا تو پھر وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کر سکے گا۔ اور دوسرے ان کی اس تجویز کردہ اور بتائی ہوئی صورت پر یقین کے ساتھ کس طرح عمل پیرا ہو سکیں گے۔

ذرائع معاش:۔

بقدر ضرورت ذرائع معاش کی قید غالباً اس لئے لگائی ہے کہ وہ عوام کی نگاہوں میں ہلکا نہ ہو جائے۔ اور کسی کو اس کی جرأت نہ ہو کہ وہ مفتی کو حرص ولالچ میں ڈالنے کی بات سوچ بھی سکے۔

احوال اہل زمانہ سے واقفیت :۔

اسی طرح لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی ضروری ہے، جس کی طرف اوپر بھی اشارہ گذر چکا ہے کہ اس واقفیت کی وجہ سے وہ سوالات کو صحیح طور پر سمجھ سکے گا اور پھر صحیح جواب دے سکے گا۔

بلند کرداری اور عفت :۔

مفتی کا بلند کردار، عفت مآب، کامل العقل اور صاحب صلاح وتقویٰ ہونا بھی ضروری ہے، صاحب درمختار نے قاضی کی بحث میں جہاں اس کے اوصاف گنائے ہیں مفتی کے لئے بھی ان اوصاف کی نشان دہی کی ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل تمام اوصاف وخصائل کا پایا جانا ضروری ہے۔

وینبغی ان یکون موثوقا به فی عفافه وعقله وصلاحه وفهمه وعلمه بالسنة والا ثار و وجود الفقه والاجتهاد شرط الاولویة لتعذره علی انه خلو الزمن عنه عند الا کثر و مثله فیما ذکر المفتی (الدر المختار علی رد المحتار باب القضاء ص ۱۷۵ ج ۴)

اور ضروری ہے کہ وہ (قاضی) اپنی پارسائی، عقل وفہم صلاح وتقویٰ، اور سنت وآثار اور فقہ کے علوم میں قابل اعتماد ہو، رہا اجتہاد تو یہ صرف اولویت کی شرط ہے، کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک ہر زمانہ میں اس کا پایا جانا دشوار ہے، اور اسی طرح ان تمام اوصاف مذکورہ کا مفتی میں پایا جانا بھی ضروری ہے۔

بردباری اور نرم خوئی :۔

ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔

ویجب ان یکون المفتی حلیما رزینا لین القول منبسط الوجه (ایضاً)

اور واجب ہے کہ مفتی بردبار، سنجیدہ ومتین، شیریں مقال اور خندہ جبیں ہو۔

دینداری :۔

مفتی کا دیندار اور خداترس ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ فاسق مسند افتاء کے لائق نہیں ہے، اور نہ اسے اس کا حق حاصل ہے، فقہاء نے صراحت کردی ہے کہ فاسق نہ مفتی ہوسکتا ہے اور نہ ایسے شخص سے استفتاء ہی درست ہے۔

والفاسق لا یصلح مفتیا لان الفتویٰ من امور الدین والفاسق لا یقبل قوله فی الدیانات (الیٰ قوله) وظاهر مافی التحریر انه لا یحل استفتاء ه اتفاقا. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۴ ص ۴۱۸)

فاسق مفتی نہیں ہوسکتا، وجہ یہ ہے کہ فتویٰ دینی امور میں سے ہے اور دیانات میں فاسق کا قول قابل قبول نہیں ہوا کرتا ہے، کتاب التحریر میں جو کچھ ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ فاسق سے مسئلہ دریافت کرنا بالاتفاق درست نہیں ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ مسائل شرعیہ میں خشیت الٰہی اور طاعت خداوندی فیضان الٰہی کا موجب ہوا کرتی

ہے،(۱) جو لوگ معصیت میں مبتلا ہیں اگر وہ اس کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اسی حال میں فقہ کے دقائق اور مسئلہ کی روح کو پالیں گے تو یہ ان کا محض خواب وخیال ہے واقعہ سے اسے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔

اسلام اور عقل وفہم:۔

ساتھ ہی مفتی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ مسلمان، صاحب عقل وفہم، اور بیدار دماغ ہو، اس پر غفلت اور سہو ونسیان کا غلبہ نہ ہو،

ولا خلاف فی اشتراط اسلامه وعقله وشرط بعضهم تيقظه (ايضاً)

مفتی کے لئے اسلام وعقل کی شرط میں کسی کا اختلاف نہیں، بلکہ بعض علماء نے اس کے لئے بیدار دماغ ہونا بھی شرط قرار دیا ہے۔

دور اندیشی اور بیدار دماغی:۔

ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں کہ اس دور میں تیقظ کی شرط لازم ہے

قلت وهذ االشرط لازم فی زماننا...... والحاصل ان من غفلته المفتی يلزم ضرر عظيم فی هذا الزمان (رد المحتار ج ۴ ص ۲۱۸)

میں کہتا ہوں کہ بے دار مغز ہونے کی شرط ہمارے اس زمانہ میں لازم ہے، کیونکہ مفتی کی غفلت اور بے پرواہی سے اس دور میں بڑا نقصان لازم آئے گا۔

بالغ وعادل:۔

مفتی بالغ بھی ہو اور عادل بھی۔

قال فی البحر فشرط المفتی اسلامه وعد الته والزم منهما بلو غه وعقله فيرد فتویٰ الفاسق و الكافر وغيره المكلف. (طحطاوی علی الدر المختار ج۳ص ۱۷۵

بحر الرائق میں ہے کہ مفتی کے لئے جو شرائط ہیں، ان میں اس کا مسلم ہونا اور عادل ہونا بھی ہے اور ان دونوں شرطوں سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ بالغ وعاقل بھی ہو۔ لہٰذا فاسق، کافر اور غیر مکلّف کا فتویٰ رد کر دیا جائے گا۔

پسندیدہ ضروری اوصاف:۔

علامہ طحطاویؒ نے عالمگیری سے نقل کیا ہے کہ مفتی میں مندرجہ ذیل اوصاف بھی ہونے چاہئیں۔

''استفتاء کے کاغذات وہ احترام کے ساتھ لے، اسے پہلے بار بار غور سے پڑھے۔ تاکہ سوال کی صحیح صورت

---

(۱) ارشاد نبوی ہے " ما زهد عبد فی الدنيا الا انبت الله الحكمة فی قلبه وانطق بها لسا نه وبصر عيب الدنيا وداء ها ودواء ها واخرجه سالما الی دار السلام رواه البيهقی فی شعب الا يمان "(مشكوة كتاب الرقاق ص ۴۴۳)

اس کے سامنے کھل کر اور متعین ہو کر آ جائے، کاغذات استفتاء کی بے حرمتی نہ کرے کہ یہ آداب افتاء کے خلاف ہے اگر کبھی جواب میں غلطی واقع ہو جائے تو معلوم ہونے پر اس سے فوراً رجوع کرے، ضد وہٹ کے ذریعہ اپنی اس غلطی کو صحیح باور کرانے کی فکر نہ کرے، اور رجوع میں ننگ وعار محسوس نہ کرے، فتویٰ کی تحقیق میں تساہل سے کام نہ لے کہ ایسا کرنا مفتی کے لئے حرام ہے غرض فاسد کی وجہ سے حیلوں کو کام میں نہ لائے، جس وقت مزاج میں اعتدال نہ ہو، جواب تحریر نہ کرے، بلکہ صرف اعتدال کے وقت جواب لکھے، جواب لکھنے کے معاملہ میں کسی کی رورعایت ہرگز نہ ہو، جس ترتیب سے اس کے پاس استفتے آئیں اسی ترتیب سے جواب دے اس سلسلہ میں اغنیاء، امراء اور دوست واحباب اور خویش واقارب کی ایسی رعایت نہ کرے جس سے دوسروں کی حق تلفی ہو۔ اس باب میں چاہئے کہ اس کے یہاں امیر وغریب اور شاہ وگدا، یکساں ہوں اور کسی بھی مستفتی سے کوئی اجرت نہیں قبول کرنی چاہئے کہ یہ اس منصب کے شایان شان نہیں ہے۔"

مسائل پر عبور اور قواعد کا علم:۔

ان سب سے بڑھ کر یہ کہ مفتی اپنے امام کے مسائل پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کے قواعد واسالیب سے اچھی طرح واقف ہو۔

ویشترط ان یحفظ مسائل امامه ویعرف قواعد و اسالیبه.(طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷۵ ج ۳)

اور مفتی کے لئے اس کی بھی شرط ہے کہ اسے اپنے امام کے مسائل از بر ہوں۔ اور وہ اس کے قواعد اور اسالیب میں مہارت رکھتا ہو۔

بات لمبی ہوتی جارہی ہے کہنا صرف یہ ہے کہ مفتی کی ذات وصفات کے لئے کچھ شرائط، کچھ فرائض اور کچھ حقوق وآداب ہیں جن کا لحاظ بڑی حد تک مفتی کا فریضہ ہے، یوں ہمارے یہاں یہ مسئلہ مصرح ہے کہ اگر کسی مفتی سے جواب میں تھوڑی بہت غلطی واقع ہو جائے تو اسے افتاء سے فوراً معزول نہیں کر دیا جائے گا۔

وذکر فی الملتقط اذا کان صوابه اکثر من خطأ ه حل له ان یفتی وان لم یکن من اهل الاجتهاد (ایضاً ج ۱۷۶ ج ۳)

ملتقط میں مذکور ہے کہ اگر مفتی کی درستی اس کی خطاءُ اور غلطی پر غالب ہو تو اس کے لئے فتویٰ دینا درست ہے، گو وہ مجتہدین میں سے نہ ہو۔

دماغی توازن:۔

گو چاہئے یہی کہ جن کو مسائل کا استحضار حاصل نہ ہو، یا اس کی دماغی ساخت ہی ٹیڑھی واقع ہو، یا اپنے کسی مرض کی وجہ سے اس فریضہ کو ادا نہ کر سکے تو وہ اس طرح کی ذمہ داری ہرگز قبول نہ کرے، اس لئے کہ جواب کے لئے جس طرح ظاہری ہیئت اچھی ہونی چاہئے، دماغی توازن کا برقرار رہنا بھی بے حد ضروری ہے، حد یہ ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ

زیادہ مسرت اور حاجات بشریہ کے غلبہ کے وقت بھی فتویٰ نہ دیا کرے کہ یہ چیزیں اطمینان قلب اور دماغی توازن کو کھودینے والی ہیں۔(۱)

ظاہری ہیئت:۔

ظاہری ہیئت کے سلسلہ میں امام ابو یوسف کا یہ واقعہ کتابوں میں درج ہے۔

وعن ابی یوسف رحمۃ اللہ انہ اذا استفتی فی مسئلۃ استوی وارتدی وتعمم ثم افتی تعظیما لامر الافتاء (الطحطاوی ص ۱۷۵ ج ۳)

امام ابو یوسفؒ کے متعلق روایت ہے کہ جب ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ یکسو ہو کر سیدھے بیٹھتے، لباس زیب تن کرتے، عمامہ باندھتے، پھر جواب دیتے، اور آپ یہ سارا اہتمام افتاء کی عظمت کی وجہ سے کرتے۔

شگفتہ مزاجی:۔

مفتی کو متواضع، نرم خو، اور شگفتہ مزاج ہونا چاہئے تندخوئی اور درشت مزاجی اس کے لئے سخت عیب ہے۔

ینبغی للمفتی ان یکون متواضعا، لینا ولا یکون جبار اعنیدا ولا فظا غلیظ القلب لان اللہ تعالیٰ قال فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم الخ .(بستان الفقیہ ابی اللیث باب من یصلح لہ الفتویٰ ص ۱۴)

مفتی کو متواضع اور نرم خو ہونا چاہئے، سخت کینہ پرور اور درشت خو اور سخت دل نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے اوصاف میں نرم خوئی کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اسے سراہا ہے۔

جو ضرورت مند ضرورت لے کر مفتی کی خدمت میں حاضر ہو تو اسے چاہئے کہ اگر کوئی معقول عذر نہیں ہے تو اس کی ضرورت پوری کرے، اور اس کی حاجت برآری کر کے مستحق ثواب ہو، اور اپنا فریضہ ادا کرے۔

قال الفقیہ ینبغی لمن جعل نفسہ مفتیا او قولی شیئا من امور المسلمین وجعل وجہ الناس الیہ ان لا یردھم قبل ان یقضی حوائجھم الا من عذر ویستعمل فیہ الرفق والحلم. (ایضاً)

جو شخص مفتی ہو یا مسلمانوں کے کسی اور شعبہ کا ذمہ دار ہو اور لوگوں کا اس کی طرف رجوع عام ہو تو اسے چاہئے کہ اگر کوئی عذر نہیں ہے تو ان کی حاجت روائی کرے واپس نہ کرے اور اس میں بوقت عذر رفق وملاطفت کا برتاؤ کرے۔

یقین واعتماد:۔

مفتی جب جواب دینے کا ارادہ کرے، تو دیکھ لے کہ وہ جو جواب دے رہا ہے، اسے خود اس پر یقین ہے یا نہیں،

(۱) دیکھئے طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۷۵ ج ۳ ۔ ۱۲)

اگر یقین ہے اور اسی کو راجح سمجھتا ہے، تب تو جواب تحریر کرے، یا بتائے، ورنہ اٹکل پچو جواب دینے کی ہرگز جرأت نہ کرے، یا اسی طرح جب خود اسے اعتماد نہ ہو، تو دوسروں کو وہ جواب نہ دے۔

فالمفروض على المفتي والقاضي التبثت في الجواب وعدم المجازفة فيهما خوفا من الافتراء على الله تعالىٰ بتحريم حلال وضده (عقو درسم المفتي ص ۵)

پس مفتی اور قاضی کا فرض ہے کہ جو کچھ جواب دے رہا ہے اس پر وہ پورا یقین رکھتا ہو، اٹکل پچو بات نہ کرتا ہو، تاکہ اس افتراء کا خطرہ باقی نہ رہے کہ کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دے گا۔

عدم تثبت کی صورت میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ وہ کیا سے کیا لکھ جائے، ہوسکتا ہے حرام کو حلال لکھ جائے یا حلال کو حرام، اس لئے ایسی صورت میں افتاء سے پرہیز ہی ضروری ہے۔

قول راجح پر فتویٰ:۔

پھر جواب میں اس قول کو اختیار کرے جو علمائے مذہب کے نزدیک راجح ہو، مرجوح کو ہرگز اختیار نہ کرے مگر یہ کہ کوئی ایسی خاص وجہ ہو، اور دلائل کی روشنی میں یہی راجح نظر آئے۔

ا ن الواجب على من ارادان يعمل لنفسه او يفتي غيره ان يتبع القول الذى رجحه علماء مذهبه فلا يجوز له العمل اوالافتاء بالمرجوح الا فى بعض المواضع وقد نقلوا الاجماع على ذلك (ايضاً ص ۳)

جو شخص خود عمل کا ارادہ کرے یا غیر کو حکم بتائے دونوں صورتوں میں اس پر واجب ہے کہ اس قول کی پیروی کرے، جسے علمائے مذہب نے راجح قرار دیا ہے، لہذا مرجوح پر عمل یا فتویٰ دینا درست نہیں ہے، بجز چند خاص مواضع کے فقہاء نے اسی اصل پر اجماع نقل کیا ہے۔

ابن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے۔

وكلام القرافى دال على ان المجتهد والمقلد لا يحل لهما الحكم والافتاء بغير الراجح لانه اتباع للهوى وهو حرام اجماعا (ايضاً)

قرافی کا کلام بتاتا ہے کہ غیر راجح پر فتویٰ دینا، یا فیصلہ کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے، خواہ وہ مجتہد ہو، یا مقلد، کیونکہ اس وقت خواہش نفس کی پیروی ہوگی جو بالاتفاق حرام ہے۔

مختصر یہ کہ اگر صاحب نظر اور صاحب بصیرت ہے تو دلائل اور اس کی قوت پر نظر کر کے راجح پہلو پر عمل کرے اور فتویٰ دے، اور اگر مسائل میں بصیرت تامہ حاصل نہیں ہے تو اپنے علماء مذہب کے قول پر عمل کرے۔

اما الحكم والفتيا بما هو مرجوح فخلاف الاجماع (عقود رسم المفتي ص: ۳)

صاحب قول کے متعلق معلومات

پھر جس مجتہد کے قول پر فتویٰ دے اس کے متعلق معلوم ہونا چاہئے کہ روایت میں اس کا کیا درجہ ہے

لابدللمفتی المقلد ان یعلم حال من یفتی بقوله ...... بل معرفته فی الروایة ودرجة فی الدرایة وطبقة (ایضا)

مفتی مقلد جس کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے، اس کے متعلق مفتی کو یہ علم ہونا ضروری ہے کہ روایت ودرایت میں اس کا کیا درجہ ہے اور یہ کس طبقہ میں داخل ہے۔

خواہشات سے اجتناب

ہر حال میں خواہشات نفس، لالچ اور اس طرح کے دوسرے رذائل سے فتویٰ دینے کے وقت مفتی کا بچنا ضروری ہے اس لئے کہ ان جذبات کی پیروی حرام ہے۔

ویحرم اتباع الهوىٰ والتشهی والمیل الی المال الذی هوالداهیة الکبریٰ والمصیبة العظمیٰ، فان ذلک امر عظیم لایتجاسر علیه الاکل جاهل شقی. (ایضا ص:۵)

خواہشات نفس کی پیروی، میلان نفس، اور مال ودنیا طلبی کا رجحان حرام ہے جو سب سے بڑی مصیبت اور سب سے بڑی ہلاکت ہے، یہ ایسا خطرناک اقدام ہے جس کی جسارت جاہل بدبخت کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرسکتا ہے۔

ناجائز حیلے

جو حیلے حرام اور مکروہ ہوں مفتی کے لئے ان کا اختیار کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح ان رخصتوں کی تلاش میں پڑنا بھی جن سے غلط طور پر کچھ لوگ استفادہ کے خواہاں ہوں۔

حافظ ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

لایجوز للمفتی تتبع الحیل المحرمة والمکروهة ولا تتبع الرخص لمن اراد نفعه فان تتبع ذلک فسق وحرام استفتاءہ (اعلام الموقعین ج:۲ ص:۲۵۸)

حرام اور ناجائز حیلوں کی تلاش وجستجو مفتی کیلئے درست نہیں ہے، اسی طرح ایسے شخص کیلئے رخصتوں کی جستجو میں پڑنا بھی جائز نہیں ہے جو ناجائز نفع اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہو، کیونکہ یہ فسق ہے اور اس طرح کا استفتاء حرام ہے۔

طحطاوی میں ہے:۔

ویحرم التساهل فی الفتوی واتباع الحیل ان فسدت الاغراض (طحطاوی علی الدر المختار ج:۳ ص:۱۷۵)

فتویٰ میں تساہل اور حیلوں کی پیروی جب اغراض فاسدہ کے پیش نظر ہو حرام ہے۔

جائز حیلے

البتہ وہ شرعی حیلے جن پر عمل فقہائے امت نے جائز قرار دیا ہے اور اس میں کوئی شرعی مفسدہ نہیں ہے، ان کے ساتھ فتویٰ دینا درست ہے۔ حافظ ابن القیمؒ رقمطراز ہیں:-

فان حسن قصده فی حیلة جائزة لاشبهة فیها ولا مفسدة لتخلیص المستفتی بها من حرج جاز ذلک بل استحب، وقد ارشد الله تعالیٰ نبیه ایوب علیه السلام الی التخلص من الحنث بان یاخذ بیده ضغثا فیضرب به المرأة ضربة واحدة وارشد النبی ﷺ بلالا الی بیع التمر بدراهم ثم یشتری بالدراهم تمرا آخر. اعدام الموقعین ص۲۵۶ ج ۲

اگر کوئی جائز حیلہ اچھے ارادہ سے اختیار کرے جس میں نہ کوئی شبہ ہو، نہ مفسدہ بلکہ منشاء مستفتی کو تنگی سے نکالنا ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ مستحب، خود اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی حنث (قسم توڑنے کے گناہ) سے بچاو کیلئے رہنمائی فرمائی تھی اور بتایا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لے لیں اور اس سے اپنی اہلیہ کو ایک مرتبہ ماریں، اور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ سے بتایا کہ وہ کھجور دراہم کے بدلے بیچ دیں اور پھر ان دراہم سے دوسری کھجور خرید لیں۔

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں آداب افتاء کا تذکرہ بھی آ گیا، اب سرسری طور پر ایسی چند ضروری چیزوں کا ذکر بھی ضروری ہے جن کا تعلق باب افتاء میں متعلقہ مسائل سے ہے۔

سہل پہلو اور رخصت پر فتویٰ

جو چیزیں بغیر کراہت جائز ہیں، اور شریعت میں ان کے لئے رخصت ہے، مفتی کو چاہئے عوام کے لئے ایسے سہل پہلو کو اختیار کرے اور اس پر فتویٰ دے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:-

وفی عمدة الاحکام من کشف البزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسرا علی العوام مثل التوضی بماء الحمام والصلوة فی الاماکن الطاهرة بدون المصلی .الخ (عقدالجید ص: ۴۳)

کشف البزدوی کے حوالہ سے عمدۃ الاحکام میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مفتی کیلئے مستحب ہے کہ عوام کی آسانی کی غرض سے رخصتوں پر فتویٰ دے جیسے حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک جگہوں میں بغیر جائے نماز کے نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن جو لوگ محتاط اور خواص ہیں ان کے لئے عزیمت پر ہی عمل بہتر ہے۔

ولا یلیق ذلک باهل العزلة بل الاخذ بالاحتیاط والعمل بالعزیمة اولیٰ بهم. (ایضا)

یہ رخصت گوشہ نشینوں کے مناسب نہیں بلکہ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ یہ احتیاط کو اختیار کریں اور عزیمت پر عمل کریں۔

مفتی کو یہ بھی چاہیئے کہ لوگوں کو ایسی بات کا فتویٰ دے، جو ان کے حق میں زیادہ آسان ہو بالخصوص کمزوروں کے لئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

ینبغی للمفتی ان یاخذ بالایسر فی حق غیرہ خصوصا فی حق الضعفاء لقولہ علیہ السلام لابی موسی الاشعری ومعاذ حین بعثھما الی الیمن یسرا ولا تعسرا۔

مناسب یہ ہے کہ مفتی ایسا قول اختیار کرے جو دوسروں کے حق میں خصوصا کمزوروں کے حق میں آسان تر ہو، اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کیا تو ارشاد فرمایا ''تم دونوں آسانی کرنا اور تنگی نہ کرنا۔''

مفتی کے اختیارات اور فضائل

مفتی مناسب جانے، تو اس کے لئے درست ہے کہ سائل نے جتنا پوچھا ہے وہ اس سے زیادہ بتادے، ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

یجوز للمفتی ان یجیب السائل باکثر مماسالہ عنہ............... وقد ترجم البخاری علی ذلک فی صحیحہ فقال باب من اجاب السائل باکثر مماسأل عنہ ثم ذکر حدیث ابن عمرؓ (اعلام الموقعین ج: ۲ ص: ۲۳۳)

یہ جائز ہے کہ مفتی سائل کو اس کے سوال سے زیادہ مسائل بتائے، امام بخاریؒ نے اس عنوان کا ایک باب قائم کیا ''باب اس بات میں کہ سوال کرنے والے کو اس سے زیادہ جواب دے جتنا اس نے پوچھا'' پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ذکر کی ہے۔

اگر کوئی جواب ایسا ہو، جس میں اندیشہ ہو کہ مستفتی کا ذہن غلطی کی طرف جاسکتا ہے تو اس پر متنبہ کردے۔

افتی المفتی للسائل بشئ ینبغی لہ ان ینبھہ علی وجہ الاحتراز مما قد یذھب الیہ الوھم منہ من خلاف الصواب۔ (ایضا ج: ۲ ص: ۳۳)

کسی مسئلہ کا مفتی نے جواب لکھا اور اس میں اندیشہ ہے، کہ سائل کا ذہن درستی کی مخالف سمت میں جاسکتا ہے تو مفتی کو چاہئے کہ اس غلطی سے بچنے پر متنبہ کردے۔

حتی الامکان جو حکم بیان کیا جائے اس کی دلیل کا بیان کردینا بہتر ہے تاکہ مستفتی کو سکون قلب حاصل ہو جائے

ینبغی للمفتی ان یذکر دلیل الحکم وماخذہ ماامکنہ من ذلک (ایضا)

حتی الامکان مفتی کو چاہیئے کہ حکم کی دلیل اور اس کا ماخذ بیان کردے۔

جواب کافی وشافی ہو، اشکال وتذبذب میں ڈالنے والا نہ ہو، چنانچہ علماء نے لکھا ہے۔

لایجوز للمفتی تخییر السائل والقاءہ فی الاشکال والحیرۃ بل علیہ ان یبین بیانا مزیلا للاشکال ...... کافیا فی حصول المقصود۔ (اعلام الموقعین ج: ۲ ص: ۲۴۱)

یہ درست نہیں ہے کہ مفتی سائل کو اختیار دیدے اور اس طرح اسے مشکلات میں ڈالدے، بلکہ اس کا فریضہ یہ ہے کہ اس طرح مسئلہ کو کھول کر بیان کردے کہ کوئی اشکال باقی نہ رہ سکے اور وہ جواب مقصود کے لئے کافی ووافی ہو۔
اگر کوئی مسئلہ تفصیل طلب ہو، تو ایسی صورت میں اسے مجمل نہیں بیان کرنا چاہئے، اعلام الموقعین میں ہے۔

لیس للمفتی ای یطلق الجواب فی مسئلۃ فیھا تفصیل .(ایضا ج:۲ ص:۲۴۵)

تفصیل طلب مسئلہ میں یہ جائز نہیں ہے کہ مفتی اجمالی جواب دے۔

اگر اس کے پاس کوئی قابل وثوق دیندار عالم ہو اور مسئلہ اہم ہو تو اس سے مشورہ کرے۔

وان کان عندہ من یثق بعلمہ ودینہ فینبغی لہ ان یشاورہ.(ایضاج:۲ ص ۱۷۲)

اگر کوئی قابل وثوق عالم باعمل موجود ہو تو اس سے مشورہ کرے۔

مفتی کو چاہیئے کہ جواب لکھتے وقت اپنا قلب خدا کی طرف پھیر لے اور محتاج محض بن کر خدا کے آگے اپنے کو ڈالدے اور بکثرت دعا کرے۔

وحقیق بالمفتی ان یکثر الدعاء بالحدیث الصحیح(ایضا)

مفتی بکثرت دعاء ماثورہ پڑھتا رہے۔

اور فقہاء نے لکھا ہے کہ مفتی کو چاہئے کہ وہ جب استفتاء کا جواب لکھ چکے تو اس کے اخیر میں لکھے "واللہ اعلم" اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ اور عقائد سے متعلق مسئلہ ہو تو لکھے "واللہ الموفق" (اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے والا ہے)

علامہ طحطاویؒ لکھتے ہیں:-

ینبغی ان یکتب عقب جوابہ واللہ اعلم وقیل یکتب فی العقائد واللہ الموفق.(طحطاوی علی الدرج:۱ ص:۴۹)

اپنے جواب کے ختم پر "واللہ اعلم" لکھنا مناسب ہے اور عقائد سے متعلق مسئلہ ہو تو کہا گیا ہے کہ "واللہ الموفق" لکھے۔

استدلال

استدلال کا ذکر فتویٰ میں اس کا حسن وجمال ہے، اس لئے اس کے نقل کرنے میں کوتاہی نہ کرے، ابن القیمؒ لکھتے ہیں:-

عاب بعض الناس ذکرالاستدلال فی الفتویٰ وھذاالعیب اولی بالمعیب بل جمال الفتوی(ایضا)

بعض لوگوں نے استدلال کو فتویٰ میں معیوب قرار دیا ہے حالانکہ ایسا کہنا خود عیب قرار دینے والے کیلئے معیوب ہے، اس لئے کہ دلیل کا اظہار فتویٰ کا حسن وجمال ہے۔

حوالہ جات

آج کل حوالہ کا طریقہ یہ ہے کہ جس مستند کتاب سے مسئلہ لیا گیا ہے اس کی عبارت نقل کردے اور اس کے

صفحات وباب کا حوالہ دیدے۔

مستند کتابوں کا حوالہ

اس سلسلہ میں طحطاویؒ اور دوسرے علماء صراحت کرتے ہیں کہ سند نہ ہونے کی صورت میں متداول مستند کتاب سے مسئلہ اخذ کیا گیا ہو۔

وطريق نقله احد من امرين، اما ان يكون له سند فيه او يأخذه كتاب معروف تداولته الايدى من كتب الامام محمد بن الحسن ونحوها من التصانيف المشهورة لانه بمنزلة الخبر المتواتر او المشهور (طحطاوى على الدر المختار ج: ١ ص: ٤٩)

نقل کے دو طریقے ہیں، ان میں سے کوئی ایک ہو یا مسئلہ میں مسلسل اس کے پاس سند ہو، یا ایسی مشہور ومعروف کتاب سے لیا گیا ہو، جو علماء میں مقبول رائج ہو جیسے امام محمدؒ کی تصانیف مشہورہ، یا ان جیسی دوسری کتابیں، اس لئے کہ یہ بھی خبر متواتر و مشہور کے درجہ کی چیز ہے۔

اور کوئی شبہ نہیں کہ اس سلسلہ میں آج کل دوسری ہی صورت اسلم اور محکم ہے اور اسی پر موجودہ مفتیوں کا عمل بھی ہے کہ وہ حکم کرنے کے بعد کسی معتمد (١) کتاب کی عبارت نقل کر دیتے ہیں، اور کوشش کرتے ہیں کہ جس حد تک صریح جزئیہ مل جائے اچھا ہے۔

شامی متاخرین کی کتابوں میں

ہمارے اس دور میں ردالمختار لابن عابدین شامی سب سے زیادہ مقبول و مشہور کتاب ہے، اس لئے کہ اس میں مستند کتب فقہ کا سارا ذخیرہ پوری خوبی سے یکجا جمع کر دیا گیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ عالم ربانی حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کے سامنے بیشتر یہی کتاب رہتی تھی۔

صراحت نقل کی جائے

بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو مسئلہ بیان کیا جائے، اس کا ایسا حوالہ نقل کیا جائے جس میں کوئی گنجلک نہ ہو اور مفتی کو چاہیئے کہ وہ بجائے قواعد وضوابط سے مسئلہ اخذ کرنے کے صراحت نقل کرے اور اسی سے فتویٰ دے۔ شرح حموی میں ہے۔

---

(١) امام محمدؒ کی کتابوں سے نقل در نقل ہوتے ہوئے جو قابل اعتماد کتابیں علماء میں مقبول ہیں ان کا حوالہ بھی درست ہے، اما الاعتماد على كتب الفقه الصحيحة الموثوق بها فقد اتفق العلماء فى هذه العصر على جواز الاعتماد عليها لان الثقة قد حصلت بها كما تحصل بالرواية (معین الحکام ص: ٣١)

البتہ غیر مشہور کتابوں سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے وعلى هذا تحرم الفتيا من الكتب الغريبة التى لم تشتهر حتى تتظافر عليها الخواطر ويعلم صحة مافيها۔ (ایضاً ص: ٣٢)

اسی طرح ان کتابوں سے بھی فتویٰ دینا درست نہیں ہے جو نئی تصنیفات میں شمار کی جاتی ہیں اور جن میں معتبر کتابوں کے حوالے سے مسئلہ نہ اخذ کیا گیا ہے۔ وكذالك الكتب الحديثة التصنيف اذا لم يشتهر عز وما فيها من المنقول الى الكتب المشهورة الخ۔ (ایضاً) ظفیر

لما ذکر...... فی الفوائد الزینیة انه لایحل الافتاء من القواعد والضوابط وانما علی المفتی حکایة النقل الصریح کما صرحوا به شرح حموی علی الاشباه والنظائر ص: ۱۲۱)

فوائد زینیہ میں مذکور ہے کہ قواعد وضوابط سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے بلکہ مفتی کا فریضہ ہے کہ وہ نقل صریح کی حکایات کرے جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے

مفتی اور قیاس واجتہاد

لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر زمانہ کے مفتی کے سامنے کچھ مسائل ایسے ضرور آتے ہیں جو کتابوں میں صراحتاً مذکور نہیں ہوتے، ایسی حالت میں اس مفتی پر مسئلہ کا اخذ اصول وقواعد سے ضروری ہوتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر کام چل ہی نہیں سکتا اس لئے مفتی کے لئے ایسے مواقع میں اس کی اجازت ہر زمانہ میں ہوگی، اور اسی وجہ سے مفتی کے لئے جہاں بہت سارے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور امام کے اصول اور اسالیب سے مناسبت تامہ رکھتا ہو (جیسا کہ پہلے گذر چکا) تاکہ بوقت ضرورت ان نئے مسائل کا جواب فراہم کرسکے، جس کی صراحت امام اور اصحاب امام وغیرہم سے منقول نہ ہو، اور یہی وجہ ہے کہ مفتی کے لئے فقیہ النفس، صاحب حسن تصرف اور سلیم الذہن ہونا بھی شرط قرار دیا گیا ہے۔ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے۔

وینبغی ان یکون متنزها عن خوارم المروة فقیه النفس،سلیم الذهن، حسن التصرف.(طحطاوی ج:۳ص:۱۷۵)

لائق یہ ہے کہ مفتی خوارم مروت سے منزہ ہو، اور ساتھ ہی فقیہ النفس، سلیم الذہن اور حسن تصرف کے اوصاف سے متصف ہو۔

ان اوصاف کا جو حامل ہوگا وہ مقلد ہونے کے باوجود اصول وضوابط اور کتاب وسنت کی روشنی میں نئے مسائل کا بآسانی جواب دے سکے گا، اور تاریخ گواہ ہے کہ اب تک یہی ہوتا آیا ہے۔

مصلحت کو ترجیح

اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں دو صحیح اقوال ہوں، تو مفتی اپنی صواب دید اور مصلحت وقت کے پیش نظر کسی بھی قول پر فتویٰ دے سکتا ہے۔ صاحب الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں۔

المفتی انما یفتی بما یقع عنده من المصلحة کما فی مهر البزازیة.

(الاشباه والنظائر ص:۳۱۸)

مفتی بلاشبہ اس مصلحت پر فتویٰ دیتا ہے جسے وہ مناسب جانتا ہے جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ کے باب المہر میں ہے اس پر حموی لکھتے ہیں:-

لعل المراد بالمفتی هنا المجتهد اماالمقلد فلا یفتی الا بالصحیح سواء کان فیه المصلحة للمستفتی اولا ویجوز ان یراد به المقلد ان کان فی المسئلة قولان مصححان فانه مخیر فی الفتوی بکل واحد منهما فیختار مافیه المصلحة منهما هکذا ظهر لی.(شرح حموی ص:۳۱۸)

شاید یہاں مصلحت میں مفتی سے مراد مجتہد ہے، اس لئے کہ جو مقلد ہے وہ تو صرف صحیح نقل پر فتوی دے گا خواہ وہ مستفتی کی مصلحت کے مطابق ہو یا نہ، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں مفتی مقلد ہی مراد ہو اور اس کی صورت یہ ہو کہ اگر کسی مسئلہ میں دو صحیح قول ملتے ہیں، تو اسے اختیار ہے کہ ان دو میں سے جسے مصلحت کے مطابق پائے اس پر فتویٰ دے ایسا ہی میری سمجھ میں آیا۔

• قاضی اور مفتی میں فرق

باتیں لکھنے کی بہت ہیں مگر طوالت کے خوف سے نظر انداز کی جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ صرف اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے، انشاء اللہ جو کچھ سرسری طور پر لکھ دیا گیا ہے وہی کافی ہوگا، اور اندازہ ہو گیا ہوگا کہ افتاء کا کام کس قدر اہم اور ذمہ دارانہ ہے، اصول قضا میں صراحت ہے۔

ولافرق بين المفتي والقاضي الا ان المفتي مخبر والقاضي ملزم به .

(عقود ص: ۳ و در مختار)

مفتی اور قاضی میں اس کے سوا کچھ فرق نہیں ہے کہ مفتی مسئلہ بتانے والا ہوتا ہے اور قاضی اسے منوانے والا۔

مفتی کا مقام

اس سے معلوم ہوا کہ مفتی اپنی ذمہ داری میں قاضی سے بڑھا ہوا ہے، کم نہیں ہے، اس لئے فقہاء نے جہاں قاضی کے عالم وجاہل ہونے کی بحث کی ہے وہاں اس کی بھی صراحت ہے کہ قاضی مفتی کے فتوی پر فیصلہ کرسکتا ہے، اگر اس نے قضاء کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہو، اس لئے کہ مفتی کا منصب دراصل دیانت کی بنیاد پر فتویٰ دینا ہے۔

في ايمان البزازية المفتي يفتي بالديانة والقاضي يقضي بالظاهر (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ج: ۴ ص: ۴۲۴)

فتاویٰ بزازیہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ مفتی دیانت پر فتوی دیتا ہے اور قاضی ظاہر حال پر فیصلہ کرتا ہے۔

البتہ مفتی اور قاضی میں یہ فرق ضرور ہے کہ مفتی صرف حکم بتانے کا ذمہ دار ہے، اب مستفتی پر موقوف ہے کہ وہ عمل کرے یا نہ کرے، مفتی اسے مجبور نہیں کرسکتا، پھر سوال کرنے والا جیسا سوال کرے گا مفتی اسی کو پیش نظر رکھ کر جواب لکھ دیگا، یا زبانی بتادے گا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مفتی چوکنا اور دور اندیش ہو، ایسا نہ ہو کہ مستفتی کے سامنے قبل از وقت صورت مسئلہ بیان کردے، اور وہ اس کے مطابق سوال ڈھال لائے لیکن ہر حال میں بحث ومباحثہ اور تفتیش وتجسس صرف قاضی کے سر ہے مفتی کے ذمہ نہیں۔

عورت مسند افتاء پر بیٹھ سکتی ہے

اسی وجہ سے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ افتاء اخرس (گونگا) کیلئے بھی درست ہے جس طرح یہ ضروری نہیں

ہے کہ مفتی مرد ہی ہو، عورت نہ ہو، یا آزاد ہو غلام نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ بولنے والا ہی ہو، گونگا نہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے:۔

لاحرية ولا ذكورة ولا نطق فيصح افتاء الاخرس (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج: ۴ص: ۴۱۹)

مفتی ہونے کے لئے نہ آزاد ہونے کی شرط ہے نہ مرد ہونے کی اور نہ صاحب نطق ہونے کی، لہذا گونگے کا فتویٰ دینا درست ہوگا۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ افتاء کے فرائض عورتیں، غلام اور گونگے بھی انجام دے سکتے ہیں، اگر ان میں وہ تمام شرائط ومحاسن جمع ہیں جو ایک مفتی کے لئے ضروری ہیں، اور جن کا اجمالی تذکرہ اوپر گذر چکا۔

ہندوستان میں کار افتاء

ہندوستان میں عرصہ ہوا کہ مسلمانی حکومتیں ختم ہو چکیں، اور اسی کے ساتھ جو کچھ بچا کھچا اسلامی نظام رائج تھا وہ بھی جاتا رہا، انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں دینی مدارس ومراکز کو جس طرح برباد کیا وہ ایک دل گداز اور لمبی تاریخ ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے ان علماء کرام کو، جنہوں نے پرائیوٹ طور پر اسلامی نظام کی یادگار کو کسی نہ کسی شکل میں باقی رکھا، خواہ وہ کتابوں اور فتاویٰ کی ہی شکل میں کیوں نہ ہو۔

شاہ عبدالعزیز اور مولانا فرنگی

انگریزی دور حکومت میں جن علماء نے افتاء کے فرائض ذاتی طور پر انجام دیئے ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کا نام نامی ہے جن کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاوی عزیزیہ کے نام سے چھپا ہوا ہے۔

ان نامی گرامی علماء میں حضرت مولانا عبدالحئیؒ فرنگی محلی لکھنؤ (المتوفی ۱۲ھ) کی ذات بھی ہے جن کے فتاویٰ کا ایک عمدہ مجموعہ طبع ہو کر ایک عرصہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا مجموعہ فتاویٰ گراں قدر معلومات کا بیش قیمت خزانہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند

انگریزی دور حکومت میں جب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز پوری قوت سے اپنے چنگل یہاں جما چکا تھا، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) نے اپنے چند ساتھیوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ مل کر ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو ایک دینی ادارہ کی "مدرسہ اسلامی عربی" کے نام سے داغ بیل ڈالی، جس نے تھوڑے ہی دنوں میں دارالعلوم (ایک اسلامی یونیورسٹی) کی حیثیت اختیار کر لی اور اس اسلامی ودینی یونیورسٹی میں جہاں دوسرے شعبہ جات قائم

ہوئے ''دار الافتاء'' کا قیام بھی عمل میں آیا۔

کار افتاء اور دار العلوم

ابتداء میں استفتاء بانی دار العلوم حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ کی خدمت اقدس میں آتے رہے، اور پھر عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ) کی خدمت بابرکت میں، حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ پر چونکہ ولایت غالب تھی اس لئے آپ کی تاکید تھی کہ سوالات عارف باللہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں پیش کئے جائیں اس لئے کہ آپ فقیہ النفس عالم باعمل تھے۔

کچھ دنوں امام ربانی حضرت نانوتویؒ نے یہ خدمت افتاء اپنے استاذ زادے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ (المتوفی ۱۳۰۲ھ) سے بھی لی، خود امام ربانی خدمت افتاء سے عموماً احتراز فرماتے تھے۔

عرصہ تک دار العلوم دیوبند میں باضابطہ ''دار الافتاء'' قائم نہ ہو سکا۔ ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۰۹ھ تک یہ کام دار العلوم کے اساتذہ کرام ہی انجام دیتے رہے۔ ۱۳۰۱ھ میں شوریٰ نے ایک تجویز کے ذریعہ اس کام کے لئے حضرت مولانا یعقوب صاحب صدر مدرس کو بڑی حد تک اسباق سے فارغ کر دیا، صرف چند اسباق آپ کے ذمہ رہنے دئے جیسا کہ اس سن کی روئداد صفحہ ۱۰۴ سے ظاہر ہے، گویا حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب صدر مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی بھی تھے۔ ۱۳۰۲ھ میں آپ کا وصال ہو گیا، اس کے بعد یہ کام مختلف لوگوں سے لیا گیا، مگر یہ سب حضرات مدرسین ہی تھے، ۱۳۰۴ھ میں دار الافتاء کی ضرورت قیام کا اشتہار دیدیا گیا۔ اور اس شعبہ کی اہمیت جتائی گئی نیز اس سلسلہ میں کہا گیا تھا کہ اگر باضابطہ اس کا نظم ہو گیا تو ایک دن جدید عالمگیری کا وجود عمل میں آسکتا ہے، لیکن ۱۳۰۹ھ تک باضابطہ اس کے قیام کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی۔

دار الافتاء کا قیام

۲۷ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو قدوۃ السالکین حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی میرٹھ مدرسہ سے بلا کر نائب مہتمم کے عہدہ پر فائز کئے گئے، ڈیڑھ سال سے زیادہ آپ اس عہدہ پر برقرار رہے، مگر دوسرے ہی سال اراکین مجلس شوریٰ نے ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو سرپرست مدرسہ ہذا حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں لکھا کہ مہتمم مدرسہ کو نائب کی ضرورت نہیں ہے اس لئے تحریر فرمایا جائے کہ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے کیا کام لیا جائے پھر خط ختم کر کے اخیر میں یہ بھی لکھا کہ مفتی مقرر نہ ہونے کی وجہ سے مستفتیوں کو جواب دیر میں ملتا ہے، جس سے ان کا حرج(۱) ہوتا ہے۔

۹ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو حضرت گنگوہیؒ کا یہ جواب موصول ہوا کہ

> ''بندہ کے نزدیک مولوی عزیز الرحمٰن صاحب کو اہتمام سے جدا کر کے افتاء مدرسہ و اسباق طلبہ دیئے جاویں اور اعانت مدرسین کی کریں، اور لاریب جواب فتویٰ دیر میں ملنے سے بسبب عدم فرصتی

(۱) رجسٹر نقل تجاویز شوریٰ ۱۳۱۰

مدرسین کے مدرسہ کو بدنامی ہے، اور کام افتاء کا ایسا نہیں ہے کہ باوجود شغل درس کے اس کو کر سکے۔''
(نقل خط حضرت گنگوہیؒ از رجسٹر نقل تجاویز شوریٰ ص۔ ۱۰۲)

۱۳۱۰ھ کی روئداد صفحہ ۲ پر اس کی صراحت موجود ہے کہ مفتی صاحبؒ نیابت اہتمام سے علیحدہ کر کے خدمت افتاء اور شرح ملا جامی سے نیچے کے دو ایک سبق پر مقرر کر دیئے گئے۔

مفتی عزیز الرحمٰن اور افتاء

۱۳۱۰ھ سے مسلسل رجب ۱۳۴۶ھ تک اس عہدۂ افتاء پر عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ فائز رہے مگر اس طرح کہ ۱۳۳۲ھ تک آپ کو کوئی نقل نویس نہیں دیا گیا۔ گو آپ نے طلبہ سے ۱۳۲۹ھ سے نقل فتاویٰ کا کام شروع کرا دیا تھا، اس وجہ سے ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۲ھ تک کے نقل فتاویٰ میں مختلف خط ملتے ہیں، اور بڑی حد تک ناصاف، ۱۳۳۳ھ میں آپ کے رفیق کار کی حیثیت سے مولانا قاضی مسعود احمد صاحب مدظلہ کا تقرر عمل میں آیا جن کی ذمہ داری سوالات و جوابات کی نقل تھی، چنانچہ اس وقت سے رجسٹر صاف لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ قاضی صاحب موصوف ۱۳۴۶ھ سے نائب مفتی بنا دیئے گئے۔

مختصر یہ کہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ رجب ۱۳۴۶ھ تک تنہا مفتی کی حیثیت سے رہے مگر اس چھتیس سالہ دور افتاء میں نقول صرف ۲۹ھ سے ملتے ہیں اس سے پہلے اٹھارہ سال کے فتاویٰ کی نقلیں موجود نہیں ہیں۔

دار العلوم سے متعلق دوسرے فتاویٰ

اس طرح یہ کہنا گو درست ہے کہ دار العلوم کے فتاویٰ کی ابتداء ''فتاویٰ رشیدیہ'' سے ہوتی ہے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے بھی چونکہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی زیر تربیت ۱۳۰۱ھ سے پہلے دار العلوم ہی میں افتاء کا کام شروع کر دیا تھا پھر اسی دار العلوم کے فرزند بھی تھے اور بعد میں سرپرست بھی اس لئے ''امداد الفتاویٰ'' بھی دراصل اسی سلسلہ کی کڑی ہے، اور یہ بھی اسی عظیم الشان دینی ادارہ کا فیضان ہے۔

اسی طرح فقیہ الامت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ بھی دار العلوم ہی کے تلمیذ رشید تھے اور برابر مجلس شوریٰ کے رکن خصوصی بھی رہے، اس لئے آپ کی خدمت افتاء بھی اسی دار العلوم کی ایک شاخ ہے۔ آپ کے فتاویٰ گو مرتب ہو کر اب تک شائع نہیں ہوئے ہیں مگر ان کی تعداد بھی کافی ہوگی۔

لیکن دار العلوم کے احاطہ میں بیٹھ کر یہاں کے شعبہ دار الافتاء کی مہر سے جو فتاویٰ ملک و بیرون ملک میں بھیجے گئے اس کی ابتداء رئیس المفتیین حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ سے ہوئی اور یہی فتاویٰ ''فتاویٰ دار العلوم'' کے نام سے مشہور ہیں اور اس وقت یہی آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

ترتیب فتاویٰ

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ کی مجلس انتظامیہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ نے اپنی ایک عرض داشت کے ساتھ ترتیب فتاویٰ کی تجویز پیش کی، مجلس کے بیدار دماغ اراکین نے بخوشی پہلے عارضی طور پر اس کی منظوری دی اور اس طرح یہ کام ۸ جمادی الاولی ۱۳۷۴ھ سے شروع کردیا گیا۔[1] بعد میں اراکین شوریٰ نے مستقل منظوری دی اور یہ کام باقی رکھا گیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی طے ہوا کہ فتاویٰ مدلل ومکمل آئیں اور یہ کہ وہ ہر طرح دارالعلوم کے شایان شان ہوں۔

۴ ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ کی مجلس عاملہ نے ایک تجویز کے ذریعہ یہ کام خاکسار کی طرف منتقل کردیا اور اس طرح وسط ذیقعدہ ۷۶ھ سے یہ اہم ذمہ داری خاکسار کو قبول کرنی پڑی، ۱۳۷۸ھ میں آکر سرسری ترتیب کا کام ۱۳۴۶ھ تک مکمل ہوگیا، جو عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ قدس سرہ کے دور افتاء کا آخری سال ہے۔ مستفتی حضرات کے نام کے اعتبار سے جو نمبرات ڈالے گئے ہیں خاکسار کے زمانہ ترتیب کی تعداد بتیس ہزار چھ سو اٹھائیس ہے، اور خاکسار سے پہلے دو تین سال تک اس کام کو جو دوسرے حضرات [2] نے انجام دیا تھا ان کی تعداد کم وبیش پانچ ہزار ہے، دونوں کو ملانے کے بعد یہ تعداد کم وبیش اڑتیس ہزار ہوجاتی ہے اس کا ماحصل یہ ہوا کہ ۱۳۲۹ھ سے لے کر رجب ۱۳۴۶ھ تک محفوظ رجسٹر کے مطابق اڑتیس ہزار افراد نے ''دارالافتاء'' میں سوالات بھیجے اور جوابات حاصل کئے اور یہ صرف درج رجسٹر تعداد ہے ان کے علاوہ کچھ حضرات ایسے بھی ہوں گے کہ غلطی کی وجہ سے ان کے فتاویٰ درج رجسٹر ہونے سے رہ گئے ہوں گے اور درمیان میں کچھ رجسٹر غائب بھی ہیں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ایک مستفتی کئی کئی سوالات اپنے کاغذ استفتاء میں لکھتے ہیں۔ اگر اوسطاً تین سوالات ہر مستفتی کے مان لئے جائیں تو اس طرح اصل مسائل کی تعداد تین گنی ہوکر سوا لاکھ کے لگ بھگ ہوجاتی ہے، اور یہ تعداد صرف پندرہ سولہ سال کی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے اس سے پہلے بھی اکیس بائیس سال خدمت افتاء انجام دی ہے، جس زمانہ کی نقلیں موجود نہیں ہیں اگر اتنی ہی تعداد اس دور کی بھی فرض کرلی جائے اور یقیناً کم وبیش اسی قدر تعداد رہی ہوگی تو اس طرح صرف حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فتاویٰ کی تعداد کم وبیش ڈھائی تین لاکھ ہوجاتی ہے۔

ترتیب میں بعض ضروری امور کا لحاظ

درج رجسٹر فتاویٰ میں ایک بڑی مقدار ان فتاویٰ کی ہے جن کی مکمل نقل موجود نہیں ہے صرف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ فلاں چیز سے متعلق سوالات آئے جن کے جوابات بھیجے گئے پھر ترتیب کے وقت حسب ہدایت شوریٰ وہ مسائل حذف کردیئے گئے جو مکرر تھے اس طرح زیر نظر مجموعے میں فتاویٰ کا بڑا حصہ نہ آسکا اور مکررات لانے کا کوئی خاص فائدہ بھی نہ تھا البتہ اگر کسی مسئلہ کی نوعیت میں کوئی نمایاں فرق محسوس کیا گیا ہے اسے دوبارہ بھی لے لیا گیا ہے۔

نقول فتاویٰ تاریخ وار درج رجسٹر ہیں، ان میں کوئی ترتیب نہیں ہے مرتب نے باب فصل قائم کیا ہے پہلے ہر کتاب الگ کی گئی، مثلاً ''کتاب الطہارۃ'' ''کتاب الصلوٰۃ'' ''کتاب الزکوٰۃ'' ''کتاب الصوم'' ''کتاب الحج''

[1] دیکھئے رجسٹر دارالافتاء نقول احکامات ۱۳۷۴ھ۔ [2] ان میں ہمارے نائب مفتی مولانا جمیل الرحمٰن صاحب سیوہاروی بھی ہیں آپ نے ایک سال خدمت انجام دی ۱۲ مرتب

''کتاب النکاح'' وغیرہ وغیرہ۔ پھر ہر کتاب میں مختلف ابواب قائم کئے گئے جیسے کتاب الطہارت میں ''باب الوضوء'' ''باب الغسل'' ''باب المیاہ'' ''باب التیمم'' وغیرہ وغیرہ۔ پھر ہر باب میں فصلیں قائم کی گئیں۔ مثلاً باب الوضوء میں مندرجہ ذیل فصلیں قائم کرنی پڑیں۔ فصل اول فرائض وضو، فصل ثانی سنن وضو، فصل ثالث مستحبات وضو، فصل رابع مکروہات وضو، فصل خامس نواقض وضو۔

اکثر مسائل ایسے تھے جن کا حوالہ درج نہیں تھا، مرتب نے حاشیہ پر ان تمام مسائل کے حوالہ جات نقل کئے اور ہر حوالہ مع نام کتاب وباب وصفحہ نقل کیا، تا کہ رجوع کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے کچھ مسائل ایسے تھے کہ ان میں حوالجات ڈھونڈھ کر نکالے اور مع باب ونمبر صفحہ حاشیہ پر درج کئے اگر جواب میں حدیث کا کوئی جملہ آ گیا ہے تو اسے بھی کتب حدیث میں تلاش کیا، اور حاشیہ پر اس کا حوالہ بھی درج کیا، یہی صورت قرآنی آیات کے سلسلہ میں اختیار کی گئی۔ ناقل کی غلطی سے اگر حوالہ کی عبارت میں کوئی غلطی ہوگئی تھی تو اصل سے ملا کر اس کی تصحیح کا فریضہ بھی انجام دیا گیا ہے اسی طرح اگر کسی تاریخی واقعہ کا ذکر جواب میں آیا ہے تو اس کا حوالہ بھی درج کیا گیا ہے۔

ایمان وعقائد سے متعلق جو جوابات ہیں یا تفسیر وحدیث سے ان کے لئے الگ الگ عنوانات قائم کئے گئے، اسی طرح بدعات ومحدثات کو ایک الگ باب میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سوالات کے ساتھ جو پتے تاریخ اور نمبرات تھے حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کے مشورے سے اصل کتاب میں وہ سب حذف کر دیئے گئے، کہ ان کی اب قطعاً ضرورت نہیں تھی، مسودے میں البتہ یہ ساری چیزیں رکھی گئی ہیں تا کہ کبھی مقابلہ کی نوبت آئے تو آسانی سے یہ کام انجام پذیر ہو سکے، البتہ اب مکررات کے حذف کے بعد جو مسائل کتاب میں باقی رہ گئے ہیں ان پر مسلسل نمبرات ڈال دیئے گئے تا کہ کتاب میں جتنے مسائل آ سکیں ان کی تعداد معلوم ہو سکے۔

یہ پہلی جلد کتاب الطہارت کی ہے، ان میں مسائل کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے۔ اولاً عوام طہارت کے مسائل پوچھتے بھی کم ہیں، اور ان میں کوئی الجھاؤ بھی نہیں ہے، ثانیاً مکررات کی تعداد زیادہ تھی، اور ان میں باہم کوئی خاص فرق بھی نہیں تھا، اس لئے وہ حذف کر دیئے گئے لیکن اگر سارے مسائل من وعن نقل ہو جاتے تو ایسی کئی جلدیں ہو جاتیں، البتہ کتاب الصلوٰۃ میں مکررات کے حذف کے باوجود بھی مسائل کی تعداد بہت زیادہ ہے اور انشاء اللہ وہ جلد کتاب الطہارت سے کئی گنا زیادہ ضخامت کی حامل ہوگی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کا طرز افتاء

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت مفتی علام قدس سرہ ایک طرف عارف باللہ صاف باطن تھے، اور دوسری طرف علوم دینیہ فقہیہ میں رسوخ تامہ اور ملکہ راسخہ کے مالک تھے، آپ کے دور افتاء کے کم وبیش سوا لاکھ مسائل جن کے جوابات آپ کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں، انہیں خاکسار نے بار بار بغور پڑھا ہے، اور مختلف نقطۂ نظر سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ کا انداز فکر سلجھا ہوا، صاف ستھرا، اور پختہ تھا، کہیں کسی مسئلہ میں آپ تذبذب کی راہ اختیار نہیں کرتے، بلکہ مسائل کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں، اور جو جوابات تحریر فرماتے ہیں وہ ہر پہلو سے ٹھوس اور مکمل ہیں کمال یہ ہے کہ دماغ وحافظہ

کبھی خیانت نہیں کرتا، ذہن جب جاتا ہے تو صحت ہی کی طرف، یہی وجہ ہے کہ جوابات بے جا طول اور تکلیف دہ اختصار سے پاک ہیں، انداز بیان سلیس اور جامع، معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی آسانی کی ساتھ آپ کا جواب سمجھ لیتا ہے۔ کسی کو کوئی الجھن پیش نہیں آتی۔

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کا کمال یہ ہے کہ عرف زمانہ سے کبھی صرف نظر نہیں کرتے بلکہ اس پر گہری نظر رکھتے ہیں، اگر کسی مسئلہ کے دو مختلف مفتیٰ بہ پہلو ہیں، تو ایسے موقع پر آپ سہل پہلو کو اختیار کرتے ہیں اور اسی پر فتویٰ دیتے ہیں ایسی صورت ہرگز اختیار نہیں کرتے، جو عوام کے لئے مشکلات پیدا کرنے والی ہو، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ آپ نے کنویں کی پاکی کے سلسلہ میں تین سو ڈول نکالنے والی صورت پر فتویٰ دیا ہے، اسی طرح غیر ممالک سے تجارت میں بینک کا سود جو مجبوراً ادا کرنا پڑتا ہے اور اس کے بغیر تجارت ممکن نہیں اسے اصل قیمت میں داخل کر کے تجارت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، حرام قرار دیکر مسلمانوں کو اس طرح کی تجارت سے محروم نہیں کیا۔

اسی طرح ان کارخانوں میں جن کے اندر عام داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی، جمعہ کی نماز کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، دوسرے لوگوں کی طرح "اذن عام" کے پیش نظر عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیتے، بلکہ ثابت کرتے ہیں کہ داخلہ ممنوع ہونے کی وجہ دوسری ہے، پھر جب تعداد جمعہ پر عمل ہے تو اذن عام کی شرط کی کوئی خاص اہمیت نہیں رہ جاتی، اور شامی کی لمبی عبارت حوالہ میں درج کرتے ہیں۔

آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ سوال پڑھ کر پہلے سائل کی حیثیت ذہن میں قائم کرتے ہیں اور پھر اسی کے مطابق جواب تحریر فرماتے ہیں ایک ہی طرح کے متعدد سوالات میں آپ پڑھیں گے کہ کوئی مختصر ہے جسمیں صرف حکم بیان کر دیا گیا ہے اور کوئی مفصل جس میں پوری علمی بحث ہے اور حدیث وفقہ کے متعدد حوالے، یہ فرق محض اس وجہ سے ہے کہ سائلین کے درجے مختلف ہیں عوام کے لئے حکم بتا دینا ہی کافی ہے، مگر علماء کے لئے دلائل کا فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔

اسی طرح فتویٰ ہمیشہ مفتیٰ بہ قول پر دیا کرتے تھے، بڑے سے بڑا عالم بھی اس کے خلاف اپنا رجحان ظاہر کرتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرتے، جیسے تشہد میں "اشارہ بالسبابہ" کا مسئلہ اس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات میں عدم جواز لکھا ہے، مگر اسے آپ تسلیم نہیں کرتے اور مجدد صاحب قدس سرہ کے قول کی توجیہ کرتے ہیں، یا بعض سوال میں کوئی مستفتی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نام لے کر لکھتا ہے کہ انہوں نے ایسا لکھا ہے، آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں، یا اسی طرح تراویح میں ابن الہمامؒ کے رجحان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

اگر کوئی کسی حکم کی علت دریافت کرتا ہے اور وہ عوام میں سے ہے تو اسے صرف اتنا لکھ کر خاموش کر دیتے ہیں کہ خدا و رسول کا ایسا ہی حکم ہے (۱) لیکن اگر کوئی عالم پوچھتا ہے تو اسے علمی انداز میں حکم کی روح سمجھانے کی سعی کرتے ہیں۔

یہی حال حوالہ کا ہے کہ اگر وہ عام مشہور مسئلہ ہے یا کوئی عامی شخص پوچھتا ہے تو حوالہ نہیں درج کرتے، ورنہ جگہ

---

(۱) اس طرح کے بعض جوابات کے نیچے مرتب نے علت کا اضافہ کر دیا ہے تا کہ ناظرین مستفید ہو سکیں۔ ۱۲ مرتب۔

جگہ حوالہ بھی درج کرتے ہیں، اکثر آپ کے پیش نظر درمختار اور شامی ہے، مرتب نے بھی اسی وجہ سے بکثرت انہیں کتابوں کا حوالہ دیا ہے کیونکہ اکثر جوابات میں لکھتے ہیں کہ درمختار یا شامی میں ایسا ہے

مرتب کا اعتراف کم علمی

اخیر میں اس قدر عرض کر دینا اور ضروری ہے کہ خاکسار مرتب نے اپنی محنت کی حد تک کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی ہے یوں اس کی کم مائیگی ظاہر ہے، حوالہ جات میں حتی الوسع صریح جزئیہ نقل کرنے کی جد وجہد کی گئی ہے، الا ماشاء اللہ مرتب نے بہت کوشش کی کہ اس کے حوالہ جات پر کوئی دوسرا فقیہ نظر ڈال لے، تاکہ اگر کہیں کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے۔ مگر افسوس اس وقت یہ کام نہ ہو سکا۔ یوں بعض علماء دارالعلوم نے سرسری طور پر نظر ڈالی ہے۔

بہرحال جو لوگ اس سے استفادہ کریں انہیں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو مرتب فتاویٰ کو اس سے ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ مرتب بھی بہرحال انسان ہی ہے اس لئے غلطیوں کا امکان ہے۔

الہ العالمین تو خوب جانتا ہے کہ تیرا یہ حقیر بندہ ان تمام اسلحہ سے خالی ہے جن کی آج کی دنیا میں قدر و قیمت ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ تیری ذات پر اعتماد و توکل کی پونجی کے سوا اس کے پاس کچھ ہے بھی نہیں۔ صرف اسی پونجی کے بھروسہ پر اس نے اتنے اہم کام کی ذمہ داری قبول کی ہے، تیری امداد و اعانت نہ ہوتی تو اس کی اس خدمت میں کوتاہیوں اور خامیوں کے سوا کیا ہوتا۔

رب العالمین! تو نے جب محض اپنے فضل و کرم سے بغیر طلب اتنے عظیم الشان علمی کام پر لگا دیا ہے تو اس عظیم المرتبت فتاویٰ کی جو خدمت خاکسار سے متعلق ہے اسے بھی دارالعلوم جیسے ادارہ کے شایان شان بنا دے اگرچہ یہ درست ہے کہ مفتی ایک عارف باللہ بزرگ ہیں اور مرتب ایک سراپا گناہ گار انسان، مگر ذرہ میں آفتاب کی سی چمک تیری قدرت سے بعید نہیں۔

پروردگار عالم! یہ حقیر خدمت قبول فرمالے اور اسے ہمارے لئے زاد آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنا دے، آمین یارب العالمین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم. و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین. والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۲۵ رجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و علی الہ و اصحابہ اجمعین

کتاب الطھارۃ

الباب الاول فی الوضوء

فصل اول فرائض وضوء

سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے؟:۔

(سوال ۱) سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے؟ مقدار ربع راس کے، یا مقدار تین انگلی کے۔

(جواب) علامہ شامی (۱) نے لکھا ہے کہ معتبر روایت فرضیت مسح ربع راس کی ہے، کما قال فی شرح قولہ ومسح ربع (الراس) واعلم فی مقدار فرض المسح روایات اشھرھا مافی المتن الثا نیۃ مقدار النا صیۃ واختارھا القدوری وفی الھدایۃ وھی الربع والتحقیق انھا اقل منہ الثالثۃ مقدار ثلثۃ اصابع رواھا ھشام عن الا مام الی ان قال والحاصل ان المعتمد روایۃ الربع وعلیھا مشی المتا خرون کابن الھمام وتلمیذہ ابن امیر حاج وصاحب النھر والبحرو المقدسی والمصنف والشرہ نبلا لی وغیرھم .(۲)

داڑھی گنجان اور ہلکی دونوں کا حکم ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ اور داڑھی کے لئے علیحدہ پانی کب لیا جائے گا:۔

(سوال ۲) وضو میں داڑھی کے واسطے علیحدہ تین دفعہ پانی لینا کب ضروری ہے، اور کب نہیں، کیا گنجان داڑھی اور ہلکی کا ایک ہی حکم ہے؟

(جواب) درمختار کا یہ مضمون ہے کہ جمیع لحیہ کا غسل فرض ہے لیکن لٹکی ہوئی کا دھونا اور مسح کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے اور لحیہ خفیفہ جس میں جلد نظر آوے اس کے ماتحت کا دھونا ضروری ہے۔(۳) اور جس کا دھونا فرض ہے اس میں تثلیث سنت

---

(۱) آپ کا نام محمد امین ہے مگر مشہور ''ابن عابدین'' کے ساتھ ہیں، آپ کے حاشیہ کا نام (رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار) ہے مگر عوام میں شامی کے نام سے مشہور ہے، حضرت مفتی علام نے جہاں لکھا ہے کہ شامی میں یہ ہے اس سے مراد یہی ردالمحتار ہے ۱۲

(۲) ردالمحتار کتاب الطھارۃ فرائض وضو ج ا ص ۹۲ ط.س.ج ا ص ۹۹" کتاب رد المحتار "مختلف مطابع میں چھپی ہے، اور ہر ایک کے صفحات الگ ہیں، اسی وجہ سے باب اور فصل کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، زیر نظر فتاوی میں جس مطبوعہ ردالمختار کے صفحات کا حوالہ ہے، وہ دارالخلافۃ العثمانیۃ'' کے ''مطبع عثمانیہ کی چھپی ہوئی ہے، اگر آپ کو صفحات نکالنے ہوں تو مذکورہ مطبع کی چھپی ہوئی'' ردالمختار سامنے رکھئے۔ حضرت مفتی اعظمؒ نے بھی بعض جگہ صفحات لکھے ہیں مگر وہ مطبع مجتبائی دہلی کی مطبوعہ نسخہ کے ہیں اس لئے وہاں بھی حاشیہ پر مطبع عثمانیہ کے صفحات نقل کردیئے گئے، تاکہ ہمواری باقی رہے۔ ھوالموفق والمعین۔ طالب دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

(۳) غسل جمیع اللحیۃ فرض یعنی عملیاایضا الخ ثم لاخلاف ان المسترسل لا یجب غسلہ ولا مسحہ بل یسن . وان الخفیفۃ التی تری بشرتھا یجب غسل ماتحتھا الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار فرائض الو ضو ج ا ص ۹۳ ط.س.ج ا ص ۱۰۰) ظفیر.

ہے(۱)

(داڑھی چونکہ چہرہ میں داخل ہے، اس لئے اسے اسی پانی سے دھویا جائے گا، جو چہرہ کے لئے لیا جائے گا۔ مثلاً پہلی دفعہ دونوں چلّو میں پانی لیں گے اور پورا چہرہ مع داڑھی دھوئیں گے، پھر دوبارہ دونوں چلّو میں پانی لیں گے، اور پورا چہرہ داڑھی سمیت دھوئیں گے، اسی طرح تیسری مرتبہ، داڑھی کے لئے آلگ پانی اس وقت لیں گے جب خلال کریں گے، اور وہ بھی ایک مرتبہ (۲) ظفیر)

کیا گھنی داڑھی کے بال وضو میں دھونا فرض ہے؟:۔

(سوال ۳) وضو میں گھنی داڑھی کے بالوں کا دھونا فرض ہے، یا مستحب، اور جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا فقط بالوں کا مسح کرلیا جائے؟

(جواب) درمختار میں ہے وغسل جمیع اللحیة فرض یعنی عملیاً ایضا علی المذهب المفتی به المرجوع الیه وما عداهذه الروایة مرجوع عنه کما فی البدائع الخ (در مختار) قوله وما عداهذه الروایة ای من روایة مسح الکل اوا لربع او الثلث او ما یلاقی البشرة او غسل الربع اوالثلث الخ .شامی(۳)

(اس سے معلوم ہوا کہ کل داڑھی کا دھونا فرض ہے مسح کرنا کافی نہیں، اور گھنی داڑھی ہو تو نیچے جلد تک پانی کا پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ البتہ ہلکی ہو تو ضروری ہے، درمختار میں ہے ثم لا خلاف ان المسترسل لا یجب غسله ومسحه بل یسن وان الخفیفة التی تری بشر تها یجب غسل ما تحتها کذا فی النهر وفی البر هان یجب غسل بشرة لم یسترها الشعر کحا جب و شارب الخ(۴) قاضی خان میں ہے ولا یجب ایصال الماء الی منابت الشعر الا ان یکون الشعر قلیلا یبد و المنا بت الخ ظفیر.)

پاؤں کا دھونا فرض ہے شیعوں کا قول صحیح نہیں:۔

(سوال ۴) شیعہ کہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں کا دھونا نہیں، بلکہ مسح ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

(جواب) وضو اور تیمّم دونوں منصوص حکم ہیں ہر ایک کی تشریح قرآن شریف میں مذکور ہے، اس میں قیاسات عقلیہ کو

---

(۱) وتکرار الغسل الی الثلث سنة ایضا لموا ظبة علیه الصلوۃ والسلام علیه الخ (غنیة المستملی سنن الوضوء ص ۲۵) ظفیر غنیة المستملی یہ "کبیری" اور "شرح منیہ" کے نام سے مشہور ہے یہ شیخ ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے یہ بھی مختلف مطابع میں چھپی ہے، زیر نظر فتاویٰ میں صفحات کا حوالہ فخر المطابع لکھنؤ کے مطبوعہ نسخہ کا ہے ۱۲ ظفیر۔

(۲) وتحلیل اللحیة الغیر المحرم بعد التثلیث (درمختار) ای اتثلیث غسل الوجه امداد الخ روی ابو داؤد عن انس کان صلی الله علیه وسلم اذا توضأ اخذ کفا من ماء تحت حنکه فخلل به لحیته وقال بهذا امرنی ربی (ردالمحتار کتاب الطهارة، سنن وضوء ص ۲۰۹ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۱۷)

(۳) ردالمحتار کتاب الطهارة بحث وضوء جلد اول ص ۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۱۰۰ . ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فرائض الوضوء ص ۹۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۰۰ ...... ۱۰۱ . ۱۲ ظفیر.

گنجائش نہیں۔(۱)

(لہٰذا وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مسح جو شیعوں کا قول ہے ہرگز درست نہیں ہے ظفیر)

پیر کا دھونا وضو میں فرض ہے:۔

(سوال ۵) آیا وضو میں پیر کا مسح فرض ہے اور دھونا سنت ہے۔ یہ ازالۃ الخفاص ۴۵۹ میں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) وضو میں پیروں کا دھونا فرض ہے اور نص قطعی وارجلکم سے ثابت ہے مسح اس صورت میں ہے کہ پیروں میں موزے پہنے ہوں، بشرائط المذکورۃ فی کتب الفقہ.(۲)

ازالۃ الخفاء کو دیکھا گیا اس میں یہ مضمون کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ نے جس صفحہ کا حوالہ دیا ہے اس صفحہ تک کتاب مذکور کے دونوں مقصد نہیں پہنچے، کیوں کہ مقصد اول کے کل صفحات ۳۳۶ ہیں اور مقصد ثانی کے کل صفحات ۲۸۴ ہیں۔ شاید آپ نے ترجمہ دیکھا ہو، اصل کتاب جو فارسی میں ہے نہیں دیکھی۔

فصل ثانی سنن وضوء

وضو میں دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے جائیں:۔

(سوال ۱/۶) وضو میں دونوں ہاتھ ایک مرتبہ پہلے دھوتے ہیں، پھر تین مرتبہ پانی بہاتے ہیں۔ درست ہے یا کہ تین ہی مرتبہ پانی بہانا چاہئے اور دھونا نہیں چاہئے۔ یعنی چوتھی مرتبہ ہوگیا کیونکہ تین مرتبہ سے زیادہ منع ہے۔

پانی ہاتھ پر انگلی کی طرف سے بہائے یا کہنی کی طرف سے:۔

(سوال ۲/۷) بعض شخص بائیں ہاتھ پر پانی کہنی کی طرف سے بہاتے ہیں یہ درست ہے یا مکروہ، یا بدعت؟

انگلیوں میں خلال کس وقت کرنا چاہئے:۔

(سوال ۳/۸) خلال انگلیوں میں وقت ضوء کے کرتے ہیں، وہ دھوتے وقت چاہئے۔ یا بعد دھونے کے؟

(جواب)(۱) تین مرتبہ دھونا چاہئے یہی سنت ہے، باقی تر کرنے کے لئے ایک بار ہاتھ پھیرنا اس میں کچھ حرج نہیں ہے،

---

(۱) اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجو هكم الآية ففرض الطهارة غسل الا عضاء الثلثة ومسح الرأ س هداية كتابة الطهارة ج ا ص ۲۹ وقد ثبت فی الصحيحين من رواية عبدالله بن عمر وابی هريرةؓ ان رسول الله صلی الله عليه وسلم رأ قوما تو ضأ وا وعقا بهم تلوح لم يمسها الماء فقال ويل للعقاب من النار الخ وعن عطا ماعلمت ان احدا من اصحاب رسول الله صلی الله عليه وسلم مسح علی القد مين فهذا اجماع من الصحابة علی وجوب الغسل وهو يؤ يده الا حاديث الصحيحة فلا عبر ة بمن جوز المسح علی القدمين من الشيعة و من شذ (غنية المستملی ص ۱۵ و ص ۱۶ ظفير

(۲) اركا ن الوضؤ اربعة الخ غسل الوجه الخ وغسل اليدين الخ والرجلين البا ديتين السليمتين فان المجرو حتين المستورتين بالخف وظيفتهما المسح الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فرائض الوضؤ ص ۸۶ ج ا (ص ۹۱ ج ا .ط.س. ج ا ص ۹۳.....۹۵.....۹۸) ظفير.

بلکہ اچھا ہے، تا کہ تین مرتبہ پوری طرح پانی بہہ جاوے۔(۱)

(۲) درست ہے (۲) (مگر مسنون طریقہ یہ ہے کہ انگلی کی طرف سے دھونا شروع کرے۔ ظفیر)

(۳) دھوتے وقت کرے یا بعد میں ہر طرح درست ہے۔ (۳) فقط۔

بغیر ناک میں پانی ڈالے ہوئے وضوء درست ہے مگر خلاف سنت:۔

(سوال ۹) وضو کے اندر اگر کوئی شخص منہ میں یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا تو وضو ہوا یا نہیں۔

(جواب) وضو ہو گیا مگر ترک سنت ہوا۔ (۴) فقط۔

وضو اور غسل میں پانی کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۱۰) وضو اور غسل کے بارہ میں پانی کی مقدار کے لئے مد اور صاع وغیرہ جو وارد ہے اس سے کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) مد اور صاع جو وضو اور غسل میں وارد ہے وہ تحدید نہیں ہے اس لئے کمی زیادتی جائز ہے۔ (۵) فقط۔

کانسی اور پیتل کی لوٹے سے وضو جائز ہے:۔

(سوال ۱۱) کانسی یا پیتل کے لوٹے سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب) درست ہے۔ (۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) وتثليث الغسل المستوعب ولا عبرة للغرفات ولو اكتفى بمرة ان اعتاد اثم والا لا ، ولو زاد لطمانينة القلب او لقصد الوضوء على الوضوء لا باس به وحديث فقد تعدى محمول على الاعتقاد (درمختار) قوله ولو زاد الخ اشار الى ان الزيادةمثل النقصان فى المنع عنها بلا عذر (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضو ج ا ص ۱۱۰ ط.س. ج ا ص ۱۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر عذر تین مرتبہ سے زیادہ ہاتھ کا دھونا منع ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ومن السنن البداية عن رؤس الا صابع فى اليدين والر جلين كذا فى فتح القدير (عالمگرى كشورى فصل ثالث مستحبات وضو ص ۷ ج ۱) ظفير. (۳) وتخليل اصابع اليدين بالتشبيک والرجلين بخضريده اليسرى (درمختار) وفيه عن الظهيرية ان التخليل انما يكون بعد التثليث لانه سنة التثليث (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن وضوء ج ا ص ۱۰۹ ط.س. ج ا ص ۱۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ خلال تین مرتبہ جب دھو چکے تو بعد میں کرے ۱۲ ظفیر۔

(۴) وغسل الفم اى استيعابه ولذا عبر با لغسل او للاختصار بمياه ثلثة والا نف ببلوغ الماء المارن بمياه وهما سنتان مؤكدتان الخ والمبالغة فيهما بالغرغرة ومجاوزة المارن لغير الصائم (درمختار) قوله وهما سنتان مؤكدتان فلو تر كهما اثم على الصحيح الخ (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضوء ص ۱۰۷ ج ۱ و ج ۱ ص ۱۰۸ ط.س. ج ا ص ۱۱۵) ظفير.

(۵) ثم يفيض الماء على كل بد نه ثلاثا مستوعبا من الماء المعهود فى الشرع للوضوء والغسل وهو ثما نية ارطال وقيل المقصود عدم الا سراف وفى الجواهر لا اسراف فى الماء الجارى لانه غير مضيع (درمختار) وقيل المقصود الا صوب حذف قيل لما فى الحلية انه نقل غير واحد اجماع المسلمين على ان ما يجزئ فى الوضؤ والغسل غير مقدر بمقدار وما فى ظاهر الرواية من ان ادنى ما يكفى فى الغسل صاع وفى الوضوء مد للحديث المتفق عليه الخ ليس بتقدير لا زم بل هو بيان ادنى القدر المسنون اه قال فى البحر حتى من اسبغ بدون ذلک اجزأ ه و ان لم يكفه زاد عليه لان طباع الناس واحوالهم مختلفة كذا فى البدائع...... (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الغسل ص ۱۴۵ ج ۱ ط.س. ج ا ص ۱۵۸) ظفير.

(۶) ويكره الا كل فى نحاس او صفر والا فضل الخزف (درمختار) وفى الجوهرة اما الآ نية من غير الفضة والذهب فلاباس بالا كل والشرب فيها والا نتفاع بها كالحديد والسفر والنحاس و الرصاص والخشب والطين اه فتنبه (ردالمحتار كتاب الحظر والا باحة ص ۳۰۰ ج ۵ ط.س. ج ۶ ص ۳۴۳) ظفير.

کسی مجبوری کی وجہ سے وضو میں کلی نہ کرنا درست ہے:۔

(سوال ۱۲)ایک شخص اگر کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے خون نکلتا ہے کچھ عرصہ کے بعد بند ہو جاتا ہے، تب وہ وضو ختم کرتا ہے۔ چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر وہ کلی نہ کرے اور نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب)ایسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے، بدون کلی کے نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

مسواک کس وقت کی جائے:۔

(سوال ۱۳)مسواک کس وقت کرنی چاہئے۔ قبل دوپہر یا بعد۔ چونکہ مسواک سے بو زائل ہو جاتی ہے۔ وہ حق تعالیٰ کو پسند ہے۔

(جواب)حنفیہ کے نزدیک رمضان شریف میں بھی ہر ایک وضو میں مسواک مستحب ہے۔(۲) روزہ میں بعد زوال کے ظہر اور عصر میں بھی مستحب ہے کیونکہ وہ خلوف جو حق تعالیٰ کو پسند ہے بعد مسواک کے بھی رہتا ہے۔(۳)

طریقہ مسح سر:۔

(سوال ۱۴)ایک ہاتھ سے مسح کرنا کیسا ہے؟

(جواب)مسح میں طریقہ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے۔(۴) لیکن اگر ایک ہاتھ سے کرے گا تو مسح ادا ہو جائے گا، مگر طریقہ سنت کے موافق نہ ہوگا۔(۵) فقط۔

مسواک کی مقدار کیا ہے:۔

(سوال ۱۵)مسواک کی مقدار کیا ہے؟

(جواب)درمختار میں ہے کہ مسواک کی مقدار میں ایک بالشت ہونا مستحب ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ دراصل اس کی کچھ تحدید نہیں ہے، جس قدر بھی کارآمد ہو سکے کافی ہے البتہ علماء نے ابتداءً یک بالشت ہونا پسندیدہ کہا ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱)وغسل الفم الخ بمیاه ثلثة والانف بمیاه وهما سنتان مؤكدتان (درمختار) فلو تركها اثم على الصحيح سراج قال في الحلية لعله محمول على ما اذا جعل الترك عادة له من غير عذر (ردالمحتار سنن وضوء ط.س. ج ا ص ۱۱۳)

(۲)والسواک سنة مؤكدة عند المضمضة وقبل قبلها وهو للوضوء عندنا (درمختار) اى سنة للوضوء (ردالمحتار قبيل مطلب في منافع السواک ص۱۰۵ ج ا ط.س. ج ا ص۱۱۳)ظفير. (۳)ولا باس بالسواک الرطب بالغداة والعشى للصائم لقوله صلى الله عليه وسلم خير خلال الصائم السواک من غير فصل وقال الشافعي يكره بالعشى لما فيه من ازالة الاثر المحمود وهو الخلوف فشابه دم الشهيد قلنا هو اثر العبادة والا ليق به الا خفاء بخلاف دم الشهيد لانه اثر الظلم (هدايه باب ما يوجب القضاء ج ا ص۲۰۳)ظفير. (۴)ومنها مسح كل الراس مرة والاظهر انه يضع كفيه واصابعه على مقدم راسه ويمدهما الى قفاه على وجه يستوعب جميع الرأس (عالمگيرى الفصل الثانى فى الوضو ص ۷ ج ۱)

(۵)ومسح كل رأسه مرة مستوعبة فلو تركه وداوم عليه اثم (درمختار) والا ظهر ان يضع كفيه واصابعه على مقدم راسه ويمدهما الى القفا على وجه يستوعب جميع الرأس (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضو ص ۱۱۲ ج ا ط.س. ج ا ص ۱۲۰) ولو كان فى كفه بلل فمسح به اجزاه (عالمگيرى كشورى ص ۴ ج ۱)ظفير (۶)ثم المستحب ان يكون السواک من شجرة الخ وان يكون طول شبر فى غلظ الخنصر (غنية المستملى ص ۳۲) والسواک الخ وكونه لينا مستويا بلا عقد فى غلظ الخنصر وطول شبر الخ ولا يزاد على الشبر الخ (درمختار) قوله طول شبر الظاهر انه فى ابتداء استعماله فلا يضر نقصه بعد ذلک بالقطع منه لتسوية تامل وهل المراد شبر المستعمل او المعتاد الظاهر الثانى لانه محل الاطلاق غالبا (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضو ج ا ص ۱۰۶ و ج ا ص ۱۰۷ ط.س. ج ا ص ۱۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ بالشت سے کم ہو تو ہو بالشت سے زیادہ بھی ہونا اچھا نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفير.

جماعت ہو رہی ہو تب بھی کامل وضو کرے یا سنن چھوڑ دے:۔

(سوال ۱۶) جماعت قریب ختم تو فرائض وضو ادا کر کے شریک ہونا بہتر ہے یا تمام سنن کو ادا کر کے تنہا نماز پڑھے۔

(جواب) سنن وضو کا پورا کرنا ضروری ہے اگرچہ جماعت ختم ہو جائے۔(۱) فقط۔

وضو میں تقاطر کا شرط ہونا:۔

(سوال ۱۷) وضو کی صحت کے لئے تقاطر شرط ہے۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ اگر لمعہ رہ جاوے تو صرف تر کرنا کافی ہوتا ہے، پس اتنے عضو میں تقاطر نہ ہوا اس بنا پر وضو نہ ہونا چاہئے۔ ایسے ہی غسل ہے۔

(جواب) ایک عضو میں نقل بلہ وضو میں درست لکھا ہے۔ اور غسل میں تمام بدن میں نقل بلہ صحیح ہے اور تقاطر کو اس میں شرط کیا ہے۔ وصح نقل بلة عضو الى عضو اخر فيه بشرط التقاطر . صرح به فى فتح القدير قوله الى عضو اخر الخ مفاده انه لو اتحد العضو صح فى الوضوء ايضاً(۲) اور شرط تقاطر سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی تقاطر شرط ہے۔ فقط۔

فصل ثالث مستحبات وآداب وضوء

وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پوچھنا جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۸) وضو کر کے رومال سے بدن سکھانا درست ہے یا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب ریش کا پانی زمین پر گرتا ہے تو فرشتوں کو اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب) اعضائے وضو کو رومال سے پوچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ درمختار میں ہے ومن الآداب تعاهد موقيه و كعبيه الخ والتمسح بمنديل (۳) الخ اور شامی نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پوچھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے، اور منہ کا پوچھنا بھی درست ہے اور ریش کا بھی۔ اور اگر نہ پونچھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔(۴) اور یہ قول کہ ریش کا پانی گرنے سے فرشتوں کو اس کے اٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے، بے اصل ہے۔

ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۱۹) ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسبغوا الوضوء رواه مسلم (مشكوة باب سنن الوضوء فصل اول) اى اتموه باتيان جميع فرائضه وسننه او اكملوا واجباته (مرقاة ص ۳۱۰ ج ۱) ظفير.

(۲) ردالمحتار كتاب الطهارة ابحاث الغسل ص ۱۴۷ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۴۹. ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش. ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب فى التمسح بمنديل ص ۱۲۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۱ ۱۲ ظفير. (۴) وانما وقع الخلاف فى الكراهة ففى الخانية ولا باس للمتوضى والمغتسل روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يفعله ومنهم من كره ذلك ومنهم من كرهه للمتوضى دون المغتسل والصحيح ما قلنا الا انه ينبغى ان لا يبالغ ولا يستقصى فيبقى اثر الوضؤ على اعضائه (ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب فى التمسح بمنديل ص ۱۲۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۱) ظفير.

(جواب) درست ہے مگر خلاف سنت ہے بلا ضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے۔(۱) فقط

گردن کا مسح:۔

(سوال ۲۰) گردن پر مسح کرنے کے وقت جو انگلیاں کھینچ لیتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟

(جواب) گردن کا مسح انگلیوں کی پشت کو کھینچ کر جیسا کہ معروف ہے درست ہے۔(۲) فقط۔

چہرہ کا دھونا ایک ہاتھ سے ہے یا دونوں ہاتھ سے:۔

(سوال ۲۱) شستن وجہ در وضو بدو دست باید یا بیک دست؟

(جواب) شستن وجہ در وضو بدو دست باید، اگر عذرے نہ باشد۔ کما یظہر من قولہ ومستحب الخ التیا من فی الیدین والرجلین لا الا ذنین والخدین الخ درمختار قولہ لا الا ذنین فیمسحھما معاً ان امکنہ الخ شامی قولہ التیا من . ای البدء بالیمین الخ شامی .(۳) فقط۔

ہاتھ کا دھونا کس طرف سے شروع کیا جائے:۔

(سوال ۲۲) وضو میں انگلیوں سے پانی کہنیوں تک لے جائے یا کہنیوں سے انگلیوں کی طرف گرے؟

(جواب) احادیث سے زیادہ راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہنیوں سے انگلیوں کی طرف کو پانی گرے، باقی جائز دونوں طرح ہے۔(۴) فقط۔

ہاتھوں کے دھونے میں ابتداء کس طرف سے کی جائے:۔

(سوال ۲۳) زید کہتا ہے کہ وضو میں غسل یدین کی ابتداء اصابع سے کرے کہ مرفق کی طرف پانی جائے۔ جیسا کہ قرآن میں الی المرافق ہے اور عمر کہتا ہے کہ حدیث میں ادر ار الماء علی المرفق آیا ہے، لہذا مرفق پر پانے ڈالے کہ اصابع کی طرف جائے یبدأ من الا صابع آیا ہے یا من المرافق آیا ہے۔

(جواب) دونوں طرح درست ہے لیکن احادیث سے مرفق سے اصابع کی طرف پانی آنا معلوم

---

(۱) قال ابن عباس دخل علی علی وقد اھرق الماء فد عا بوضؤ بنحوہ وفیہ ثم تمضمض واستنشر ثم ادخل یدیہ فی الانا جمیعا فاخذبھماحفنۃ من ما ء فضر ب بھا علی وجھہ الحدیث (جمع الفوائد صفۃ الوضوء ص ۳۵ ج ۱)ظفیر.
(۲) ومستحبہ التیا من الخ ومسح الرقبۃ بظھر یدیہ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار و مستحبات وضؤ ج ۱ ص ۱۱۵ .ط.س. ج ۱ ص ۱۲۳ ...... ۱۲۴)ظفیر. (۳) ردالمحتار کتاب الطھارت مستحبات وضو ص ۱۱۵ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۲۴ قال ابن عباس اتحبون ان اریکم کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتو ضاء فدعا باناء فیہ فاغترف غرفۃ بیدہ الیمنی فتمضمض واستنشق ثم اخذ اخری فجمع بھا یدیہ ثم غسل وجھہ الخ (جمع الفوائد صفۃ الوضوء ص ۳۶ ج ۱)ظفیر. (۴) کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکی مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ دھونا انگلیوں کے سروں سے شروع کیا جائے ومن السنن البدایۃ من رئوس الا صابع فی الیدین والرجلین کذافی فتح القدیر وھکذا فی المحیط (عالمگیری کشوری الفصل الثالث فی المستحبات ص ۷ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۸) والبدٔ باعلی الوجہ واطراف الا صابع و مقدم الرأس وقد منا ان الا خیرین سنۃ (ردالمحتار کتاب الطھارت مطلب فی تیمم مندوبات الوضوء ط.س. ج ۱ ص ۱۲۴)ظفیر.

ہوتا ہے(۱)

مقدار ماءِ وضوء:۔

(سوال ۲۴) وضو کے لئے کتنا پانی لینا چاہئے، پانچ سیر پانی لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) وضو ایک مد پانی سے ہو سکتی ہے حدیث شریف میں ایسا ہی آیا ہے، غایت یہ کہ دو ڈیڑھ مد یعنی سوا سیر ڈیڑھ سیر پانی ہو۔ (۲) اور اسراف کرنا وضو میں مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔

فصل رابع نواقض وضوء

انفلات ریح والے کی نیند ناقض وضوء ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵) اگر کسی کو خروج ریاح کا مرض ہو تو اس کے حق میں نوم ناقض وضوء ہے یا نہیں؟

(جواب) انفلات ریح والے کی نوم ناقض وضوء ہے یا نہیں۔ اس میں دو قول ہیں، شامی نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ ناقض وضوء نہیں۔ (۴) فقط

آنکھ سے پانی گرنا ناقض وضوء ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۶) عام کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ آنکھ اٹھی ہو، یا اس میں کوئی ضرب لگنے سے مٹی وغیرہ پڑ جانے سے یا آنکھ میں درد پیدا ہو جانے سے، یعنی ہمہ صورتوں میں جب درد پیدا ہونے سے پانی جاوے گا تو وہ نجس ہے اور ناقض وضوء ہے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کا فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں ص ۲۷ پر عدم ناقض وضوء مرقوم ہے آنکھ دکھنے میں جو پانی نکلتا ہے پاک ہے، اگرچہ بعض نے ناپاک کہہ دیا۔ لیکن خلاف تحقیق ہے۔

(جواب) آنکھ دکھنے میں جو پانی نکلتا ہے اس میں تحقیقی قول وہی ہے جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ نے ارقام فرمایا ہے، اس مسئلہ کی بحث درمختار وشامی ج ۱ ص ۱۳۷ میں اس طرح کی ہے کہ صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے کہ وہ

---

(۱) ومن السنن البداية من رؤس الا صابع فی اليدين والرجلين كذا فی فتح القدير وهكذا فی المحيط (عالمگیری کشوری مستحبات وضوء ص ۷ ج ۱ ط. ماجدیه ۱ ص ۸) ایسی حدیث جس میں صراحت ہو کہ مرفق سے انگلی کی طرف پانی بہائے نہیں مل سکی، قرآن کے الفاظ الی المرافق اور الی الکعبین سے فقہاء کی تائید ہوتی ہے والله اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) عن انس قال كان النبی صلی الله عليه وسلم يتوضأ بالمد ويغسل بالصاع الى خمسة امداد متفق عليه (مشكوة باب الغسل ص ۴۸. (۳) ومكروهه لطم الوجه او غيره بالماء تنزيها والتقتير والا سراف ومنه الزيادة على الثلث فيه تحريما ولو بماء النهر والمملوك له (الدر المختار) قوله والا سراف ای بان يستعمل منه فوق الحاجة الشرعية الخ وقال فی البدائع انه الصحيح حتى لو زاد اونقص واعتقدان الثلاث سنة لا يلحقه الوعيدو قد منا انه صريح فی عدم كراهة ذلک يعنی كراهة تحريم(ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب فی تعريف المكروه ص ۱۲۲ ج ۱)ظفير.

(۴) وينقضه نوم (درمختار)اقول ينبغی ان يكون عينيه نا قضا اتفاقا فيمن فيه انفلات ريح اذا مالا يخلو عنه النائم لو تحقق وجوده لم ينقض فالمتوهم اولی نهر قلت فيه نظرو الا حسن مافی فتاوی ابن الشلبی حيث قال سئلت عن شخص به انفلات ريح هل ينقض وضوءه بالنوم فاجبت بعدم النقض بناء علی ما هو الصحيح من ان النوم نفسه ليس بنا قض وانما النا قض ما يخرج وما ذهب الى ان النوم نفسه ناقض لزم النقض (ردالمحتار نوا قض الوضو ص ۱۳۰ ج ۱ و ص ۱۳۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۱)ظفير صديقی.

پانی نجس اور ناقض وضو ہے عبارت اس کی یہ ہے فدمع من بعینیه رمداوعمش ناقض الخ ۔(۱) اس پر علامہ شامی نے امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ نقل کی ہے کہ ایسی صورت میں وضوء کا امر استحباباً ہے وجوباً نہیں ہے جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ وہ پانی ناقض وضو نہیں ہے ۔ عبارت شامی کی یہ ہے قوله ناقض الخ قال فی المنیة وعن محمد رحمه الله اذا کان فی عینه رمد وتسیل الدموع منها امره بالوضؤ لوقت کل صلاة لا نی اخاف ان یکون ما یسیل منها صدید افیکون صاحب العذر اه (۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ وہ ناقض وضو نہیں ۔ اور یہ موافق قواعد شرعیہ کے ہے یہی راجح ہے ۔(۳) فقط ۔

قطرہ باہر نہ نکلے، اندر نظر آئے، تو وضو ٹوٹا یا نہیں :۔

(سوال ۲۷) جس شخص کو قطرہ آتا ہے، اگر سوراخ کے اندر قطرہ نظر آتا ہو تو وضو باقی رہے گا یا نہ ۔

(جواب) وضو باقی رہے گا، جب تک باہر کی طرف یعنی منہ پر ظاہر نہ ہوگا وضو نہ ٹوٹے گا ۔(۴)

گھٹنا اور دوسرے ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا :۔

(سوال ۲۸) (۱/۲۸) مشہور ہے کہ گھٹنا کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کون کون عورت کے کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے ۔

(۲۹) (۲/۲۸) ستر کے دیکھنے یا ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہ ۔

(جواب) یہ مشہور غلط ہے ۔ کسی عورت (ستر) کے کھلنے سے وضو نہیں جاتا ۔(۵)

(۲) وضو نہیں ٹوٹتا (۶) فقط ۔

کون سی نیند وضو توڑنے والی ہے :۔

(سوال ۳۰) مطلق نوم ناقض وضو ہے یا کسی خاص حالت میں ؟

---

(۱) الدر المختار علي هامش رد المحتار كتاب الطهارة نواقض الو ضوء ص ۱۳۷ ج ۱ .ط.س. ج ا ص۱۴۷.....۱۴۸. ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار كتاب الطهارة نواقض الوضو ء ص ۱۳۷ ج ۱ .ط.س. ج ا ص۱۴۸ .ظفیر.

(۳) قال فی الفتح هذا التعليل يقتضى انه امرا ستحباب فان الشک والا حتمال لا يوجب الحكم بالنقض اذا ليقين لا يزول بالشک نعم اذا علم باخبار الا طباء او بعلامات تغلب ظن المبتلى يجب انه اه الخ وقداستدرک فی البحر علی ما فی الفتح بقوله لكن صرح فی السراج بانه صاحب عذر فكان للايجاب ويشهد له قول المجتبى ينتقض وضوئه (ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ .ط.س. ج ا ص۱۴۸) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اختلاف کی بنیاد پانی پر ہے کہ وہ مرض کی وجہ سے آرہا ہے اور وہ پیپ ہے، یا یوں ہی آرہا ہے ۱۲ والله اعلم محمد ظفير الدين غفرله.

(۴) كما ينقض لوحشا الخليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لو القطنة عالية او محاذية وان متسفلة عنه لا ينقض الخ وابتل الطرف الداخل لا ينقض (الدر المختار علي هامش ردالمحتار كتاب الطهارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۸ .ط.س. ج ا ص۱۴۸) ظفیر. (۵) ستر کھلنا نواقض وضو میں نہیں ہے، اس لئے کسی نے اس جزئیہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے ۱۲ ظفیر.

(۶) لا ينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ندبا وامرأة وامرد الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة نواقض الوضوء ص ۱۳۶ ج ۱ .ط.س. ج ا ص۱۴۷) ظفیر.

(جواب) نوم جو ناقض وضو ہے وہ ہے جو لیٹ کر ہو، بیٹھے ہوئے اگر سو جائے۔ یا سجدہ میں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔(۱)

خون تھوک پر غالب ہو تو ناقض وضو ہے :۔

(سوال ۳۱) ایک شخص وضو کرتے وقت اگر مسواک کرتا ہے تو منہ وغیرہ دھونے کے بعد تک اس کے دانتوں سے خون آتا رہتا ہے، آیا وضو دوبارہ کرے یا نہ۔

(جواب) ایسی حالت میں وضو دوبارہ کرنا چاہئے۔(۲)

سرمہ کی تیزی یا اس کی سلائی کی چوٹ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں :۔

(سوال ۳۲) سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی آنکھ سے نکلتا ہے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) ناقض وضو نہیں ہے۔(۳)

عورت کی چھاتی سے دودھ نکلنا ناقض وضو نہیں :۔

(سوال ۳۳) عورت کا دودھ پستان سے نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) ناقض وضو نہیں۔ وینقضه خروج کل خارج نجس منه .(۴) پس جو چیز نجس نہیں خروج اس کا ناقض وضو نہیں۔

جو رطوبت باہر نہ آئے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں :۔

(سوال ۳۴) بواسیر کی پھنسی بعد مواد نکلنے کے مثل داد کے ہو جاویں اور ان کے اندر رطوبت ہو مگر سائل نہ ہو البتہ اٹھتے بیٹھتے کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو رطوبت زخم سے باہر نہ بہے اور سائل نہ ہو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۵) کذا فی کتب الفقه اور کپڑا ابھی ناپاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ فقہاء لکھتے ہیں مالیس بحدث لیس بنجس (۶) پس جو صورت آپ نے تحریر فرمائی

---

(۱) ینقضه حکما نوم یزل مسکة ای قوته الما سکة بحیث تزول مقعدته من الا رض وهو نوم علی احدجنبیه او ورکیه او قفاه او وجهه (درمختار) ان النوم فی الصلوة قائما او قاعدا او ساجدا لایکون حدثا سواء غلبه النوم او تعمده الخ (ردالمحتار تحت مطلب نوم من به انفلات ریح ص ۱۳۱ ج ۱ . ط.س.ج ۱ ص ۱۴۱)ظفیر. (۲) وینقضه دم مائع من جوف او فم غلب علی بزاق حکما للغالب او ساواه احتیاطا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوضوص ۱۲۸ ج ۱ . ط.س.ج ۱ ص ۱۳۸ ظفیر. (۳) کما لا ینقض لو خرج من اذنه ونحوها کعینه وثدیه ...... قیح ونحوه کصدید و ماء سرة وعین لا بوجع . وان خرج به ای بوجع نقض لا نه دلیل الجرح فد مع من بعینیه رمداو عمش نا قض فان استمر صار ذاعذر (درمختار قوله لا بوجع تقیید لعدم النقض بخروج ذلک الخ (ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض وضو ص ۱۳۷ ج ۱ . ط.س.ج ۱ ص ۱۴۷) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضوء ص ۱۲۴ ج ۱ . ط.س.ج ۱ ص ۱۳۴ . ۱۲ ظفیر. (۵) وینقضه خروج کل خارج نجس منه الخ الی ما یطهر الخ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور وفی غیر هما عین السیلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکه لسال نقض والا لا کما لو سال فی باطن عین او جرح الخ (درمختار) وفی السراج عن الینا بیع الدم السائل علی الجراحة اذا لم یتجاوز وقال بعضهم هو طاهر حتی لو صلی رجل بجنبه واصابه من اکثر من قدر الدرهم جازت صلوته وبهذا اخذا لکرخی وهو الا ظهر الخ (ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ، ص ۱۳۴ ج ۱ . ط.س.ج ۱ ص ۱۳۴)ظفیر.

(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۰ . ۱۲ ظفیر

ہے اس میں نہ وضوٹوٹتا ہے، نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ فقط۔

زخم کے دبنے سے جو مواد نکلے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں:۔

(سوال ۳۵) زخم ایسے موقع پر ہے کہ نشست و برخاست سے دبتا ہے جو رطوبت دبنے کی وجہ سے نکلے وہ ناقض وضو ہوگی یا نہ؟ قصداً دبانے یا بلا قصد دبنے میں کچھ فرق ہے یا نہ؟

(جواب) دبنے یا دبانے سے اگر رطوبت سائلہ نکلے جو کہ موقع زخم سے باہر بہہ جاوے تو وضوٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکل کر زخم میں ہی رہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ الغرض بلا قصد دب جانا یا قصداً دبانا برابر ہے۔ اگر خود دب کر بہنے والی رطوبت باہر نکل آوے جو دبا کر نکالی جاوے اور بہے زخم سے باہر تک تو وضوٹوٹ جاوے گا۔(۱) فقط۔

نماز جنازہ والے وضو سے فرض نماز:۔

(سوال ۳۶) نماز جنازہ جس وضو سے ادا کی جائے اس سے دوسری فرض نمازیں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جس وضو سے نماز جنازہ ادا کی جاوے اس وضو سے دوسری نماز فرض پڑھ سکتے ہیں۔(۲) فقط۔

گھٹنا اور ران وضو میں کھل جائے تو وضو ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۳۷) اگر وضو میں بلا عذر زانو کھول دے اور ران تک کپڑا رکھے تو وضو ہوگا یا نہیں؟

(جواب) فی الشامی فالرکبۃ من العورۃ الخ (۳) پس معلوم ہوا کہ رکبہ عورت ہے ستر اس کا نماز میں ضروری ہے اور وضو میں کھلنا اس کا موجب فساد وضو نہیں ہے کما ہو ظاہر فقط۔

روئی کی وجہ سے قطرۂ پیشاب باہر نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۳۸) متوضی نے بخوف قطرہ احلیل میں پنبہ دیا، بعدہ نماز میں یا خارج صلوٰۃ قطرہ کا نزول مثانہ سے ہوا مگر بوجہ پنبہ بیروں نہیں نکلا، تو اس صورت میں وضو باطل ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر مثانہ سے قطرہ خارج ہوا اور باہر نہیں نکلا اور روئی کے باہر کے حصہ پر کوئی اثر تری کا نہیں آیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر روئی کے بیرونی حصہ پر اثر تری کا آ گیا تو وضوٹوٹ جاوے گا۔ کذا فی الدر المختار.(۴)

---

(۱) وینقضہ خروج نجس منہ الی ما یطہر الخ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظہور اوفی غیر ہما عین السیلان ولو بالقوۃ لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکہ سال نقض والا لا (درمختار) عین السیلان اختلف فی تفسیرہ ففی المحیط عن ابی یوسف ان یعلو او ینحدر وعن محمد اذا انتفخ علی رأس الجرح وصار اکثر من راسہ نقض والصحیح لا ینقض قال فی الفتح بعد نقلہ ذلک وفی الدرایۃ جعل قول محمد اصح ومختار السرخسی الاول وھو اولیٰ اقول وکذا صححہ قاضی خان وغیرہ (ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴) ظفیر.

(۲) اس لئے کہ جب وضو باقی ہے، تو اس سے جتنی چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے وضو شرط ہے۔ ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوۃ مطلب فی ستر العورۃ ص ۳۷۵ جلد نمبر ۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴. ۱۲ ظفیر.

(۴) کما ینقض لو حشا احلیلہ بقطنہ وابتل الطرف الظاہر الخ وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضو ص ۱۳۸ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۴۸) معلوم ہوا کہ پیشاب کا مثانہ سے صرف چلنا ناقض وضو نہیں ہے بلکہ عضو سے باہر آنا شرط ہے۔ ۱۲ ظفیر.

خون نکل کر بہہ جائے تو وضوٹوٹ جاتا ہے:۔

(سوال ۳۹) کہتے ہیں کہ خون نکلنے اور بہنے سے وضونہیں ٹوٹتا، یہ حدیث سے ثابت ہے اور امام اعظمؒ کے مذہب میں وضوٹوٹ جاتا ہے۔اس کا استدلال کہاں سے ثابت ہے؟

(جواب) اس کا استدلال آیۃ اودمًا مسفوحًا سے ہے۔(۱) فقط۔

عورت کو چھونا ناقض وضو ہے یا نہیں:۔

(سوال ۴۰) میاں بیوی بحالت وضوایک دوسرے کے جسم پر مس کریں تو وضو قائم رہتا ہے یا نہیں جب کہ کپڑا بھی حائل نہ ہو۔

(جواب) مباشرت فاحشہ جو بتماس الفرجین بلا حائل کے ہو ناقض وضو ہے۔(۲) فقط۔(ہاتھ وغیرہ سے جسم کا چھونا البتہ ناقض وضونہیں۔(۳) ظفیر)

قطرہ باہر آیا تو وضوٹوٹ گیا ورنہ نہیں:۔

(سوال ۴۱) خطیب کو خطبہ پڑھتے وقت شک ہوا کہ مجھ کو قطرہ اتر آیا، بعد خطبہ اس نے آلۂ تناسل کو ہاتھ سے چھوا تو کچھ تری معلوم نہیں ہوئی تو اس نے وضونہیں کیا اور اسی شک کی حالت میں نماز جمعہ پڑھادی، بعد نماز جمعہ اس نے آلۂ تناسل کو دبایا اور تھن کی طرح سے دوہا تو ذرا سی تری معلوم ہوئی۔تو اب لوگوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں امام کی اور مقتدیوں کی نماز ہوگئی، کیونکہ شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور یہاں تو قطرہ کے باہر آنے کا شبہ بھی نہیں ہے، کیونکہ اس نے ہاتھ سے دیکھ لیا کہ تری نہ تھی، اور بعد میں جب کہ دبانے سے تری باہر نکلی تو اس سے معلوم ہوا کہ قطرہ اوپر ہی رک رہا تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ قطرہ جب تک باہر ظاہر نہ ہو اس وقت تک وضونہیں جاتا۔ کما فی الدر المختار ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور الخ(۴) وفیه ایضاً وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض الخ فقط۔(۵)

---

(۱) المعانی الناقضة للوضوء کل ما یخرج من السبیلین الخ والدم والقیح اذ خرجا الخ ولنا قوله علیه السلام الوضوء من دم سائل الخ (هدایه) اخرجه الدار قطنی ووجه الاستدلال ان مثل هذا الترکیب یفهم منه الوجوب کما فی قوله صلی الله علیه وسلم فی خمس من الابل شاة ولا خلاف فی فرضیته وقوله علیه السلام انما الماء من الماء ولا خلاف فی وجوب الغسل بسبب خروج المنی فکان معناه توضؤ وامن کل دم سال من البدن وانما عبر عنه بلفظ الخبر لکونه اکد فی الدلالة علی الوجوب کانه ام فامتثل امره فاخبر عن ذلک وهو آیة کونه واجبا فان الامرا ذا کان ممن لا یکذب فی کلامه یعبر عنه مطلوبه بلفظ الخبر تاکید اللطب لان فی ترکه تکذیبا له وهو ممن لا یکذب علی ما عرف فی موضعه ، فان قیل سلمنا لکن یجوز ان یکون المراد الوضوء اللغوی قلنا ذاک مجاز شرعی ولا تترک الحقیقة الشرعیة فی کلام الشارع بلا دلیل (عنایه علی هامش فتح القدیر ص ۳۵ ج ۱) ظفیر. ہدایہ کی شروح اربعہ مصری بھی مختلف مطابع میں چھپی ہیں، خاکسار نے عنایہ، کفایہ، اور فتح القدیر کا اگر کہیں حوالہ دیا ہے تو اس میں صفحات "مطبعہ میمنہ" مصر کی چھپی ہوئی کے ہیں ۱۲ ظفیر الدین غفرلہ۔

(۲) وینقضه خروج نجس الخ ومباشرة فاحشة بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار للجانبین المباشر والمباشر ولو بلا بلل علی المعتمد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۶ . ط.س. ج ۱ ص ۱۳۶) ظفیر.

(۳) لا ینقضه مس ذکر الخ وامرأة وامرد (ایضاً .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۵ .ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴ . ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۵ . ط.س. ج ۱ ص ۱۳۶ . ۱۲ ظفیر.

قطرہ کا اثر احلیل کی روئی پر:۔

(سوال ۴۲) ایک شخص احلیل میں احتیاطاً کئی تہ روئی کی رکھتا ہے اور وہ روئی پیشاب میں تر ہے اگر باہر کی جانب سیلانی معلوم ہو تو وضو رہے گا یا نہیں اور اس روئی میں مقدار درہم کا لحاظ ہوگا یا نہیں باعتبار طول وعرض کے۔

(جواب) اگر تری باہر کی سطح پر آ جائے گی تو وضو ٹوٹے گا اور اگر تری باہر نہ آئی تو وضو باقی ہے اور نماز صحیح ہے اور اس میں مقدار درہم کا لحاظ نہیں۔(۱) فقط۔

بچہ کا حالت نماز میں دودھ پینا:۔

(سوال ۴۳) نمبر از نے نماز خواند و پسرش آمدہ در تشہد شیر نوشید۔ ضرورت تجدید نماز و تجدید وضو واجب گردد یا نہ۔

(۴۴) نمبر ۳ زنے وضو نمود فرزندش را شیر نوشانید تجدید وضو واجب گردد یا نہ۔

(جواب) دریں صورت وضو منقوض نہ شود لعدم خروج النجس۔ و نماز فاسد شود لحصول الا رضاع ۔ كذا فى الدر المختار قال فى الدر المختار فى مفسدات الصلوة او مص ثديها ثلاثاًالخ وقال فى ردالمحتار وفى المحيط ان خرج اللبن فسدت لانه.يكون ار ضاعا والا فلا ولم يقيده بعدد وصححه فى المعراج حليه وبحر (۲)

وجواب سوال سوم (۳) ہم ازیں ظاہر شد کہ وضو آن زن منقوض نہ شود۔ لعدم خروج النجس۔ کذا فی کتب الفقہ۔(۳)

حالت وضو میں عورت پر شہوت سے نظر ڈالنا ناقض وضو نہیں:۔

(سوال ۴۵) جو شخص باوضو ہو اور اس کی نظر شہوت سے کسی عورت پر پڑ جاوے اس کا وضو رہے گا یا نہیں۔

(جواب) نظر بالشہوت سے اگر خروج مذی وغیرہ نہ ہوا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔(۴) فقط۔

اثنائے وضو میں حدث ہو جائے تو از سر نو وضو کرے:۔

(سوال ۴۶) ماقولكم رحمكم الله فى انه رجل يتو ضاء وقد احدث فى اثناء الوضوء مثلا احدث بعد غسل اليدين وقبل المسح وغسل الرجلين فهل يجب عليه استيناف الو ضوء ام لا؟

(جواب) يجب عليه استيناف الوضو ً لان الحدث مناف للطهارة وخروج الريح نا قض للطهارة

---

(۱) لو عشا احليله بقطنة وابتل الطرف الطاهر هذا لو القطنة عالية اومحاذيةلر اس الا حليل وان منسغله عنه لا ينقض وكذا الحكم فى الدبر و الفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لا ينقض ولو سقطت فان رطبة انتقض والا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۸ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۸)ظفير.(۲) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها جلد اول ص ۵۸۷ .ط.س.ج ۱ ص ۶۲۸ .۱۲ ظفير.(۳) وينقضه خروج كل خارج نجس منه الخ لا ينقض لو خرج من اذنه ونحوها كعينه وثديه قيح و نحوه كصد يدوماء وسرة وعين (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضؤ ج ۱ ص ۱۳۷ .ط.س.ج ۱ ص ۱۳۶) دودھ نجس نہیں ہے لہذا اس کا نکلنا ناقض وضو نہیں ہوا، والله اعلم ۱۲ ظفير.
(۴) لا ينقضه مس ذكر الخ وامرأ ة وامرد الخ.(الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الو ضؤ ج ۱ ص ۱۳۶ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۷)ظفير.

الحاصلة فان النواقض كما تنقض الطهارة الكاملة تنقض الطهارة النا قصه ايضاً او نقول ان المتوضى لما غسل اليدين فقد حصل طهارة اليدين وهكذا الى اخره فلما عرض ا لنا قض ابطل ما سبقه من الطهارة فلذا يجب عليه الا ستيناف. (۱)فقط۔

مرض کی وجہ سے دوا پر پانی بہالینا کافی ہے:۔

(سوال ۴۷) ایک شخص کے ہاتھ پاؤں پھٹے اس نے موم پگھلا کر لگایا اور وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اس کی وضو اور نماز ہوئی یانہیں؟

(جواب) اس کی وضو اور نماز ہوگئی۔(۲)

درد کی وجہ سے آنکھ سے پانی آنا ناقض وضو ہے:۔

(سوال ۴۸) آنکھوں سے جو پانی درد کے ساتھ برآمد ہو وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وان خرج به اى بوجع نقض الخ (۳) یعنی درد کے ساتھ آنکھوں سے پانی نکلنا ناقض وضو ہے۔فقط۔

بعد وضو پانی سے استنجاء پاک کرنے سے وضو کو لوٹا لینا اچھا ہے:۔

(سوال ۴۹) بعد وضو اگر یاد آوے کہ چھوٹا یا بڑا استنجاء پاک کرنا ہے تو پاک کرنے کے بعد وضو سابقہ باقی رہ سکتا ہے یا جدید وضو کی ضرورت ہے؟

(جواب) بہتر یہ ہے کہ پھر وضو کرے تا کہ اختلاف سے نکل جاوے۔(۴)فقط۔

بلغم کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۰) شخصے از مدت چار سال بعارضۂ سرفہ مبتلا است پس بخروج بلغم کہ ہیچ خون دراں نیست وضو شکستہ میشود یا نہ؟

(جواب) ازخروج بلغم مذکور وضو نمی شکند کما ہو مصرح بہ فی کتب الفقہ۔ (۵)فقط۔

---

(۱)وسببها الحدث فى الحكمية وهو وصف شرعى يحل فى الا عضاء يزيل الطهارة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة ج ا ص۷۹)ظفير.

(۲)فى اعضائه شقاق غسله ان قدرو الا مسحه والا تركه ولو بيده ولا يقدر على الماء تيمم (درمختار) ولو كان فى رجله فجعل فيه الدواء يكفيه امرار الماء فوقه ولا يكفيه المسح (ردالمحتار كتاب الطهارة فروع فرائض وضو ج ا ص ۹۵ .ط.س.ج ا ص ۱۰۲) کبیری میں صراحت ہے کہ اگر پانی پہنچانا نقصان دہ نہ ہوتو اس طرح پانی بہالینا کافی نہ ہوگا اور نہ اس طرح وضو جائز ہوگا ہاں اگر پانی پہنچانے میں نقصان ہو تو البتہ جائز ہے واذا كان برجله شقاق فجعل فيه الشحم اوا لمرهم ان كان لا يضره ايصال الماء لايجوز غسله و وضوئه وان كان يضره يجوز اذا امر الماء على ظاهر ذالک (غنية المستملى ص ۴۹ ظفير.

(۳)الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضو ج ا ص ۱۳۷ط.س.ج ا ص۱۴۷ . ۱۲ ظفير.

(۴)لا ينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ند باو امرأ ة وامر د لكن يندا ب للخروج من الخلاف لا سيما للامام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء مطلب فى ندب مراعاة الخلاف ص ۱۳۶ ج ا .ط.س.ج ا ص۱۴۷)ظفير.

(۵)لا ينقضه قى ء من بلغم المعتمد اصلاً(الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۸ ج ا .ط.س.ج ا ص۱۳۸)ظفير.

جنابت والے وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے:۔

(سوال ۵۱) غسل جنابت کے لئے جو وضو کیا جاتا ہے اسی وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

اثنائے وضو میں حدث ہو جائے تو پھر شروع سے وضو کرے:۔

(سوال ۵۲) جس کا وضو نصف یا ثلث تک ہو چکا یا فقط پاؤں دھونا باقی ہے۔ پس اس کو حدث ہوا۔ کیا از سر نو وضو کرنا پڑے گا یا باقی عضو کو دھونا کافی ہوگا؟

(جواب) از سر نو وضو کرنا لازم ہے۔ لان الطهارة فرض بعد الحدث اذا قام الى الصلوٰة كما قال تعالىٰ يآيها الذين امنوآ اذا قمتم الى الصلوٰة فاغسلوا الآية اى وانتم محد ثون . (۲) فقط۔

شک سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۳) ایک شخص کو بعد وضو کے شک ہوتا ہے کہ ریح نکلی یا نہیں، اور کبھی اس کو خروج ریح کا احساس نہیں ہوتا تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

(جواب) شک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۳) فقط۔

چار زانوں سونے سے وضو نہیں جاتا:۔

(سوال ۵۴) چار زانو سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) نہیں ٹوٹتا۔ (۴) فقط۔

حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۵) حقہ پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ فقط

ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔

(سوال ۵۶) ستر کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم لا يتوضأ بعد الغسل رواه الترمذى (مشكوة باب الغسل ص ۴۸) لا يتوضأ بعد الغسل اى اكتفاء بوضوءه الاول فى الغسل وهو سنة (مرقاة ص ۳۳۸ ج ۱) ظفير.

(۲) اذا قمتم الى الصلوة الخ وتقديره وانتم محدثون كذا عن ابن عباس الخ (غنية المستملى ص ۱۴) ظفير.

(۳) وشك بالحدث او بالعكس اخذ باليقين (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۴۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰) ومن شك فى الحدث فهو على وضوئه (عالمگيرى كشورى ص ۱۲ ج ۱ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۳) ظفير. (۴) وان نام متربعا لاينقض الوضوء وكذا لو نام متوركا بان يبسط قدميه من جانب و يلصق اليتيه بالارض كذ فى الخلاصة (عالمگيرى كشورى نواقض الوضوء ص ۱۱ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۲) ظفير.

(جواب) نہیں ٹوٹتا۔(۱) فقط۔

آنکھ کے پانی کا حکم:۔

(سوال ۵۷) بہشتی زیور حصہ اول نواقض وضو کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر آنکھیں اٹھی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر آنکھیں نہ آئی ہوں، اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، آگے چل کر بطور قاعدہ کلیہ درج ہے کہ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے، ایسی صورت میں جب بچوں کی آنکھیں دکھتی ہیں اور ان کی آنکھوں کا پانی اکثر ماں وغیرہ کے کپڑوں کو تر کر دیتا ہے، کیا اس کپڑے سے بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس مسئلہ میں ایک یہ ہے جو بہشتی زیور میں منقول ہے اور قاعدہ مذکورہ بھی صحیح ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ آنکھیں دکھنے والے کی آنکھ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں ہے اور اس صورت میں وہ نجس بھی نہ ہوگا، حسب قاعدہ مذکورہ شامی میں منیہ سے منقول ہے وعن محمد رحمة الله عليه اذا كان فى عينيه رمدٌ و تسيل الدموع منها المره بالوضوء لوقت كل صلوة لا نى اخاف ان يكون ما يسيل منها صديداً فيكون صاحب العذر ا ه قال فى الفتح وهذا التعليل يقتضى انه امر استحباب فان الشك و الا حتمال لا يوجب الحكم بالنقض اذا ليقين لا يزول بالشك الخ شامى.(۲) پس اس تحقیق کی بناء پر وہ پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے جب تک متغیر نہ ہو مثلاً اس میں سرخی وغیرہ نہ ہو بلکہ صاف پانی ہو تو وہ ناقض وضو نہ ہوگا اور نجس بھی نہ ہوگا۔ فقط۔

چت لیٹنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۵۸) کیا چت لیٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(جواب) وضو نہیں ٹوٹتا۔(۳) فقط۔

برہنہ غسل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(سوال ۵۹) بعض لوگ کہتے ہیں چھپے ہوئے غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنے سے غسل کی وضو رہ سکتی ہے اور بلا چھپے غسل خانہ میں وضو نہیں رہتی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وضو دونوں حالت میں باقی رہے گا۔ فقط۔

---

(۱) ستر کا کھلنا نواقض وضو میں داخل نہیں ہے کیونکہ ستر کا چھپانا وضو کے لئے شرط نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔

(۲) ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۸. ۱۲ ظفير.

(۳) وان لا يزيل مسكته لا ينقض وان تعمده فى الصلوة او غيرها الخ او متوركا الخ بان يبسط قدميه من جانب و يلصق اليتيه بالا رض (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۱) وان نام متر بعالا ينقض الوضو و كذا لونام متور كابان يبسط قدميه من جانب ويلصق اليتيه بالا رض كذا فى الخلاصه (عالمگيرى كشورى نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۱ .ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۳) ظفير.

نابالغ سے لواطت کرے اور انزال نہ ہو تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں:۔

(سوال ۶۰) علم الفقہ جلد اول ص ۸۸ مصنفہ مولانا عبدالشکور لکھنوی میں ہے۔ ''اگر کسے یا نابالغ فعل ناجائز یعنی لواطت کرد و منی از وخارج نہ شد ازاں وضو نہ شکند، بشرطیکہ آں نابالغ بایں قدر صغیر نباشد کہ وقت دخول مشترک حصہ وخاص حصہ آں بصورت واحد گردد۔ ایں مسئلہ صحیح است یانہ۔

(جواب) جواب مسئلہ مذکورہ ہمیں است کہ از علم الفقہ نقل کردہ شدہ کما فی الدر المختار ولا عند وطی بھیمة او میتة او صغیرة غیر مشتھاة بان تصیر مغضاة بالوطی وان غابت الحشفة ولا ینتقض الوضوء فلا یلزم الا غسل الذکر الخ(۱) فقط۔

فضلات آنحضرت ﷺ اور نواقض وضو:۔

(سوال ۶۱) زید کہتا ہے کہ فضلات یعنی بول و براز وریم وخون آنحضرت ﷺ طاہر تھے۔ آپ کے حق میں ناقض وغسل کچھ نہ تھے آپ کا وضو وغسل تعلیماً للامت تھا۔ عمر اس کے مخالف ہے۔

(جواب) شامی میں منقول ہے صحح بعض ائمة الشافعیة طھارة بوله صلی اللہ علیه وسلم وسائر فضلاته وبه قال ابو حنیفةؒ کما نقله فی مواھب اللدنیه عن شرح البخاری للعینی(۲) الخ وایضا فیه من نواقض الوضوء عن القھستانی لا نقض من الا نبیاء علیھم الصلوٰة والسلام ومقتضاه التعمیم فی کل النواقض لکن نقل ط عن شرح الشفاء لملا علی قاری الا جماع علی انه صلی اللہ علیه وسلم فی نواقض الوضوء کالامة الا ماصح من استثناء النوم الخ.(۳) ان روایات سے معلوم ہوا کہ راجح قول بول براز ودیگر فضلات آنحضرت ﷺ کے بارہ میں طہارت کا ہے اور نواقض وضو وموجبات غسل میں آنحضرت ﷺ مثل تمام امت کے ہیں اور اس پر اجماع ہے مگر نوم میں کہ نوم سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور یہ جملہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے کہ نوم انبیاء کرام علیہم السلام ناقض وضو نہیں ہے کذا فی الدر المختار۔(۴) فقط۔

وضو کرتے ہوئے ریح کو دبا لے تو وضو ہو جائے گا:۔

(سوال ۶۲) اگر کوئی آدمی وضو کر رہا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے اور ہوا نکلنے لگی، اس نے روک لیا، تو وضو باقی رہی اور نماز ہوئی، یا نہیں؟

(جواب) اگر ریح کو روک لیا اور خارج نہ ہونے دیا تو وضو باقی ہے (۵) اور نماز صحیح ہے

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المختارابحاث الغسل ص ۱۵۴ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۶۶ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الانجاس مطلب فی طھارة بوله صلی اللہ علیه وسلم ج ۱ ص ۲۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۸ . ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار نواقض الوضوء مطلب نوم الانبیاء غیر ناقض ج ۱ ص ۱۳۳ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۳ . ۱۲ ظفیر.
(۴) والعة لا ینقض کنوم الا نبیاء علیھم الصلوٰة والسلام (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار نواقض الوضوء مطلب نوم الا نبیاء غیر ناقض ص ۱۳۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۴۳) ظفیر. (۵) اس لئے کہ ریح نکل جانا ناقض وضو ہے وخروج ریح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۶ .ط.س.ج ۱ ص ۱۳۶) ظفیر.

(۱) درمختار فقط۔

بحالت مراقبہ چارزانو سونا ناقض وضو نہیں :۔

(سوال ۶۳) بحالت مراقبہ یا ذِردِ اوْرَادا گر استغراق ہوجائے یا غلبۂ نوم ہو اور کسی چیز سے سہارا دے کر نہ بیٹھے تو اس صوُرت میں تجدید وضو کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں تجدید وضو کی ضرورت نہیں۔(۲) فقط۔

ستر غلیظ کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا :۔

(سوال ۶۴) عورت غلیظہ کو مس کرنے سے تجدید وضو کی ضرورت ہے یا اسی وضو سے نماز صحیح ہے۔

(جواب) اس صورت میں تجدید وضو کی ضرورت نہیں ہے اور اسی وضو سے نماز صحیح ہے۔(۳) فقط۔

ریح سے طہارت ضروری نہیں اس کی وجہ :۔

(سوال ۶۵) ریح کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بلا طہارت دوبارہ وضو جائز ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) استنجاء وطہارت کی ضرورت خروج ریح میں اس وجہ سے نہیں ہے کہ بدن ملوث نجاست سے نہیں ہوتا خروج ریح صرف حکمی نجاست ہے اور اس کو حدث اصغر کہتے ہیں اس میں صرف وضو کافی ہے۔(۴) فقط۔

اثنائے وضو میں اعضاء کا خشک کرتے جانا کیسا ہے :۔

(سوال ۶۶/ ۱) جو شخص بلا عذر یا بوعذر مرض فالج اپنے ہر ایک عضو کو مکمل طور پر دھو کر قبل اختتام وضو دھلے ہوئے اعضاء کو کسی کپڑے سے پونچھ لیتا ہے اور قبل اختتام وضو اس کے بعض اعضاء خشک ہوجاتے ہیں آیا ایسے شخص کا وضو کامل تصور ہوگا یا ناقص اور ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں، ایسی وضو سے نماز ہوگی یا نہیں؟

اعضائے وضو کا کوئی حصہ خشک رہ جائے تو وضو ہوا یا نہیں :۔

(سوال ۶۷/ ۲) دوران وضو میں اگر کوئی حصہ کسی عضو کا خشک رہ جاوے اور اس پر پانی نہ پہنچے تو وضو یہ درست ہے یا نہیں

---

(۱) وکذا یکرہ الخ وعند مد افعة الا خبثین اوا حد ھما الریح (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۵۱ .ط.س. ج ۱ ص ۶۴۸) ظفیر. (۲) ولو نام قاعدا یتمایل فسقط فلا نقض بہ یفتی کنا عس یفھم اکثر ما قیل عندہ والعتہ لا ینقض کنوم الا نبیاء (درمختار) قولہ کنا عس ای اذا کان غیر متمکن الخ وفی الخانیة النعاس لا ینقض الو ضؤ (ردالمحتار نو اقض الوضوء مطلب نوم الا نبیاء غیر ناقض ج ۱ ص ۱۳۲ .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۳) وان نام متربعا لا ینتقض الو ضوء (عالمگیری مصری نواقض وضوء ج ۱ ص ۱۲ .ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۲) (۳) لا ینقضہ مس ذکر لکن یغسل یدہ ندبا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار نواقض الو ضوء ج ۱ ص ۱۳۶ .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷) ظفیر. (۴) وقیل سببھا الحدث فی الحکمیة وھو وصف شرعی یحل فی الا عضاء یزیل الطھارۃ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الطھارۃ ص ۷۹ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۸۵) وینقضہ خروج نجس الخ وخروج غیر نجس مثل ریح (درمختار) قولہ مثل ریح فانھا تنفقض لا نھا منبعثہ عن محل النجاسة لا لان عینھا نجسة لان الصحیح ان عینھا طاھرۃ حتی لو لبس سرا ویل مبتلة او ابتل من الیتیہ الموضع الذی تمر بہ الریح فخرج الریح لا یتنجس الخ (رد المحتار نواقض الوضو ص ۱۲۶ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴) معلوم ہوا خود ریح نجس نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے طہارت کی ضرورت پیش آئے ۱۲ ظفیر.

اور اگر دھلنے اور تر ہو جانے کے بعد خود بخود خشک ہو جائے تو کیا اس پر دوبارہ پانی پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) عذر کی وجہ سے ایسا کرنا جائز بلا کراہت ہے اور وضو اس کا کامل ہے اور نماز اس سے درست ہے اور بلا عذر ایسا کرنا البتہ خلاف سنت ہے نماز پھر بھی اس وضو سے صحیح ہے (۱) کذا فی الدر المختار۔

(۲) اس صورت میں وضو درست نہیں ہے، ضروری ہے کہ جس حصہ عضو پر پانی نہیں پہنچا اور وہ خشک رہ گیا اس پر پانی بہادے پھر وضو صحیح ہو جاوے گا۔ (۲) اور اگر کوئی عضو یا حصہ دھلنے اور تر ہونے کے بعد خشک ہو گیا تو اس سے وضو میں کچھ خلل نہیں آیا وضو صحیح ہے۔ (۳) فقط۔

خروج ریح جس میں آواز اور بدبو نہ ہو، اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۶۸) جس ریح میں آواز اور بدبو نہ ہو، وہ وضو کو توڑتی ہے یا نہیں۔ اگر ایسی صورت ہر رکعت میں پیش آئے تو کیا کرنا چاہئے۔ اور ایسے عذر والے کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر یقین خروج ریح کا ہو، خواہ آواز ہو یا نہ ہو، اور وہ شخص معذور نہ ہو، تو وضو پھر کرنا چاہئے، اور اگر محض شک ہو اور اختلاج سا ہو تو وضو نہیں گیا، نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

قہقہہ سے نماز جنازہ ٹوٹنے اور وضو نہ ٹوٹنے کی کیا وجہ ہے:۔

(سوال ۶۹) اگر با وضو شخص خارج نماز سے قہقہہ مار کر ہنسے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر نماز میں قہقہہ مار کر ہنسے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز جنازہ میں قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز ٹوٹتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کی کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) قیاس عقلی یہ ہے کہ قہقہہ سے وضو بالکل نہ ٹوٹے، لیکن رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو گیا، کہ آپ نے ایک شخص کو قہقہہ کرنے کی وجہ سے اعادۂ وضو ونماز کا حکم فرمایا ہے، اس لئے اس حکم کا ماننا مسلمان پر ضروری ہو گیا، اگرچہ اس کے ناقص فہم میں اس کی حکمت نہ آوے، لیکن چونکہ یہ حکم قیاس ظاہری کے خلاف ہے، اس لئے جس موقع پر وارد ہوا ہے اسی پر رکھا جائے گا، دوسرے مواقع پر نقض وضو کا حکم نہ کیا جائے گا اگرچہ ان میں قہقہہ کرنا بہ نسبت اس کے زیادہ قبیح ہو۔ مثلاً نماز جنازہ میں قہقہہ کرنا یہی قاعدہ ہے اصول کا کہ جو حکم قیاسی نہیں ہوتا اس کو اپنے موقع سے متجاوز نہیں کرتے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) والو لاء غسل المتاخر او مسحه قبل جفاف الاول بلا عذر حتى لو فنى ماءه فمضى لطلبه لا بأس به (الدر المختار على هامش ردالمحتار سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۱۲۲) ظفير.

(۲) ان بقى من موضع الوضوء قدر رأس ابرة اولزق باهل ظفره طين يابس اور طب لم يجز (عالمگيرى مصرى ص ۴ ج ۱. ط. ماجديه ج ۱ ص ۴) (۳) ومنها الموالاة وهى التتابع وحده ان لا يجف الماء على العضو قبل ان يغسل ما بعده فى زمان معتدل ولا اعتبار بشدة الحرو الرياح ولا شدة البرد ويعتبر ايضا استواء حالة المتوضى كذا فى الجوهرة النيره (عالمگيرى فصل ثانى سنن وضو ج ۱ ص ۸. ط. ماجديه ج ص ۸) ظفير. (۴) وينقضه خروج نجس الخ وخروج غير نجس مثل ريح الخ من دبر الخ ولو خرج ريح من الدبر وهو يعلم انه لم يكن من الاعلى فهو اختلاج فلا ينقض (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۶. ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴) ظفير. (۵) المعانى الناقضه للوضؤ الخ القهقهة فى صلوٰة ذات ركوع وسجود والقياس انها لا تنقض الخ وبمثله يترك القياس والاثر ورد فى صلوٰة مطلقة فيقتصر عليها (هدايه فصل فى نواقض الوضوء ج ۱ ص ۳۵ و ج ۱ ص ۳۶) فلا يتعدى الى صلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة وصلوٰة الصبى الخ (حاشيه هدايه ج ۱ ص ۳۶) ہدایہ بھی ہندوستان کے مختلف مطابع نے چھاپی ہیں، خاک سار نے صفحات کا حوالہ مطبوعہ یوسفی سے کیا ہے ۱۲ ظفیر۔

خون بغیر سیلان ناقض وضو نہیں :۔

(سوال ۷۰) داد ہو یا ناسور، یا آبلہ، یا زخم جو کچھ اس میں سے خارج ہو گا اس کی دو حالت ہیں، یاد بایا جاوے یا خود نکلے ہر دو حالت میں اگر قوت سیلان نہیں ہے تو ناقض وضو ہے یا نہیں اور خاص امر استفسار طلب یہ ہے کہ جب قوت سیلان نہیں ہے اور جگہ نہیں چھوڑی جیسے بعض اقسام داد میں رطوبت او پر رہتی ہے یا گا ہے گا ہے نکل کر وہیں رہتی ہے، یہ رطوبت اگر خود نکلی ہو تو ناقض وضو ہے یا نہیں ۔اور اگر کسی ہاتھ یا کپڑے کو لگ جاوے تو وضو رہے گا یا نہیں اور وہ کپڑا یا ہاتھ نجس ہو گا یا نہ۔

(جواب) مدار نقض وضو سیلان پر ہے اگر چہ بالقوہ ہو کما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکہ لسال نقض والا لا الخ .(۱) درمختار، اور خارج اور مخرج برابر ہیں یعنی خود نکلنے والا اور دبا کر نکلنے والا برابر ہیں والمخرج والخارج سیان الخ (۲) درمختار۔ پس جب کہ سیلان نہ پایا گیا نہ بالفعل نا بالقوہ تو وضو نہ ٹوٹے گی اور وہ رطوبت جو غیر سائل زخم کے منہ پر ہے نجس بھی نہیں ہے۔ لانہ ما لیس بحدث لیس بنجس (۳) کما صرح بہ الفقہاء یعنی جس رطوبت سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ ناپاک نہیں ہے، پس زخم کے اوپر کپڑا لگنے سے جو رطوبت کپڑے کو لگ جائے اس سے کپڑا ابھی ناپاک نہ ہو گا۔ فقط۔

وضو کا یقین ہو تو شبہ کی وجہ سے وضو ضروری نہیں :۔

(سوال ۷۱) کسی شخص کا وضو ہے وہ کھیلنے گیا۔ بعد کھیل کے اسے اچھی طرح معلوم نہیں ہے اور خیال نہیں ہے کہ میرا وضو ہے، کیا اس کو دوسرا وضو کرنا چاہئے۔

(جواب) اگر یہ اچھی طرح یاد ہے کہ وضو ہے تو نماز پڑھ لے وضوء جدید کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر کر لیوے تو اچھا ہے اور ثواب زیادہ ہے۔ (۴)

بستہ خون ناک سے آنے والا ناقض وضو نہیں :۔

(سوال ۷۲) اکثر زکام میں بلغم میں یا فضلہ ناک میں بستہ خون کا ریشہ آ جاتا ہے، یہ بستہ خون ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) بستہ خون جو ناک وغیرہ سے آوے ناقض وضو نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۵ ج ۱ .ط. . ج ۱ ص ۱۳۵ . ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۷ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۶ . ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۰ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰ . ۱۲ ظفیر.
(۴) ولو ایقن بالطہارة وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ولو تیقنہما وشک فی السابق فہو متطہر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار قبیل ابحاث الغسل ص ۱۳۹ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰)ظفیر.
(۵) واما العلق النازل من الرأس فغیر ناقض (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ،ص ۱۲۷ ج ۱ .ط.س. ج ؛ ص ۱۳۷) الرجل اذا استنشر فخرج من انفہ علی قدر العدسة لا ینقض الو ضؤ کذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۱ .ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۱)ظفیر.

وضوءِ جنازہ سے وقتی فرض نماز پڑھ سکتے ہیں:۔

(سوال ۷۳) حنفی جنازہ کی نماز کے لئے وضو کرے تو اس سے فرض وقتی یا قضاء پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جنازہ کی نماز کے لئے جو وضو کیا جاوے اس سے فرض وقتی وقضاء نماز پڑھنا(۱) درست ہے۔

برہنہ غسل کرنے کے بعد اسی وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے:۔

(سوال ۷۴) اگر وضو کر کے برہنہ غسل کرے، غسل خانہ یا صحن میں تو اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر برہنہ غسل کیا تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے۔(۲) ستر عورت الگ فرض ہے، جب غیر تنہائی میں غسل کرے۔ فقط۔

شرم گاہ کا دیکھنا ناقض وضو نہیں:۔

(سوال ۷۵) باوضو شخص نے ایک برہنہ شخص کی شرم گاہ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی نظر نیچی کر لی تو اس کا وضو ٹوٹا یا نہیں۔ اسی طرح اگر باوضو نے اپنی شرم گاہ کو دیکھ لیا تو اس کو وضو ٹوٹا یا نہیں؟

(جواب) دونوں صورتوں میں وضو اس کا نہیں ٹوٹا۔(۳) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ وضو باقی ہے، ایک وضو سے کئی نماز پڑھنا درست ہے، ۱۲ ظفیر۔

(۲) برہنہ ہونا ناقض وضو نہیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) لا ینقضہ مس ذکر لکن یغسل یدہ ندبا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۶ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۷) مس ذکرہ او ذکر غیرہ لیس بحدث عندنا کذا فی الزاد (عالمگیری کشوری نواقض وضو ج ۱ ص ۱۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

الباب الثانی فی الغسل
فصل اول فرائض غسل

غسل میں غرارہ فرض ہے یا کلی:۔

(سوال ۷۶) غسل میں کلی فرض ہے یا غرارہ۔ زید کہتا ہے کہ غسل میں غرارہ فرض ہے، عمر کہتا ہے کہ کلی فرض ہے؟

(جواب) غسل میں کلی کرنا فرض ہے اس طرح کہ تمام منہ میں پانی پہنچ جائے۔ اور غرغرہ کرنا سنت ہے غیر صائم کے لئے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ وغسل الفم ای استیعابه الخ والمبالغة فیهما بالغر غرة ومجاوز المارن لغیر الصائم لا حتمال الفساد الخ / (۱) فقط۔

منہ کے اندر وظاہر کے حدود کیا ہیں:۔

(سوال ۷۷) جو کوا زبان سے پرے ہے وہ غسل میں ظاہر کا حکم رکھتا ہے، یا اندر کا اور منہ کا ظاہر حکم کہاں تک ہے، جس کا دھونا فرض ہے؟

(جواب) غسل میں منہ کے اندر اس حد تک دھونا فرض ہے جو کہ وضو میں مسنون ہے جس کو کلی یعنی مضمضہ کہتے ہیں اور منہ اٹھا کر غرغرہ کرنا یہ سنت ہے فرض نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وسننه کسننه .(۲) پس کوا جو زبان سے پرے ہے۔ اس کو دھونا غسل میں فرض نہیں ہے، فرض اس قدر ہے جس پر اطلاق مضمضہ کا آتا ہے۔ یعنی جب کہ پانی منہ میں کلی کے لئے لیویں تو جہاں تک سر جھکائے ہوئے بدون غرغرہ کے پانی پہنچ سکے وہ فرض ہے۔ الغرض کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا جو کہ وضو میں سنت ہے، غسل میں فرض ہے۔ (۳) فقط۔

غسل کے کچھ پہلے والا غرغرہ کافی ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۷۸) ایک شخص کو احتلام ہوا، اس نے غرغرہ کر کے کھانا کھالیا تو ابتداء میں غرغرہ کرنے سے فرض ادا ہوگیا یا نہ؟

(جواب) وہ غرغرہ جو کھانے سے پہلے کرلیا کافی ہوگیا۔ اگر دوبارہ وقت غسل کے غرغرہ نہ کرے تو کچھ حرج نہیں ہے اور غرغرہ غسل میں فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے اگر غرغرہ نہ کرے منہ بھر کر کلی کرے تب بھی کافی ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار سنن الو ضوء ج ۱ ص ۱۰۷ ...... ۱۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۱۱۵ غسل کے فرائض کے سلسلہ میں صاحب درمختار کے الفاظ یہ ہیں'' وفرض الغسل الخ غسل کل فمه ویکفی الشرب عبا لان المج لیس بشرط فی الا صح (درمختار) عبر عن المضمضه والا ستنشاق بالغسل لا فادة الاستیعاب اوللا ختصار کما قدمه فی الوضوء (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ و ص ۱۴۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱ ...... ۱۵۲)ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۴ ج ۱ .۱۲ ظفیر.
(۳) وفرض الغسل الخ غسل کل فمه وانفه حتی ما تحت الدثان وباقی بدنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱ ...... ۱۵۲ وحد المضمضة استیعاب الماء جمیع الفم وحد الا ستنشاق ان یصل الماء الی المارن کذا فی الخلاصة (عالمگیری کشوری باب الوضو فصل ثانی ص ۵ ج ۱ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۶)ظفیر. (۴) الجنب اذا شرب الماء ولم یمجه لم یضره ویجزیه عن المضمضة اذا اصاب جمیع فمه (عالمگیری کشوری فرائض وضو ج ۱ ص ۱۲ .طماجدیه ج ۱ ص ۱۳)ظفیر.

ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا کتنی مرتبہ فرض ہے:۔

(سوال ۷۹) غسل میں غرغرہ اور ناک میں پانی ڈالنا کے مرتبہ فرض ہے۔

(جواب) ایک ایک مضمضہ واستنشاق فرض ہے اور باقی سنت ہے۔ (۱)

غسل میں تمام بدن دھونا فرض ہے اس کے بغیر غسل نہیں ہوتا:۔

(سوال ۸۰) زوجات کشمیر رواج مقرر نمودہ اند کہ در غسل جنابت اندام زیر ناف بشویند و بالائے ناف نشویند ایں غسل جائز ست یا نہ۔

(جواب) در غسل جنابت شستن تمام بدن ورسانیدن آب بہمہ اعضاء وتمام اندام ضرور است، بدون آن غسل جائز نباشد۔ (۲) فقط۔

عورت کے لئے بال کی جڑ میں پانی پہنچانا ضروری ہے:۔

(سوال ۸۱) بحالت جنابت کس وقت میں عورت گلے سے نہا سکتی ہے، سنا ہے کہ بخیال بگڑنے سنگار کے گلے سے نہا سکتی ہے۔

(جواب) مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ سر پر سے پانی ڈالے اور تمام بدن پر پانی بہاوے۔ صرف عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر اس کے سر کے بال کی مینڈھیاں گندھی ہوئی ہوں تو ان کا کھولنا ضروری نہیں بلکہ جڑوں میں بالوں کی پانی پہنچا دینا کافی ہے، یعنی اس طرح کرے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ہاتھ سے دباوے کہ پانی جڑوں میں پہنچ جاوے۔ (۳) فقط۔

تالاب میں غسل:۔

(سوال ۸۲) تالاب میں نہاتے ہیں جہاں بہت سے ہندو لوگوں کے ساتھ نہانا ہوتا ہے، اور ان کے بدن اور کپڑے کی چھینٹیں بھی لگتی ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں غسل جائز ہے ناپاکی کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ (۴) فقط۔

جنابت میں غسل کی حکمت:۔

(سوال ۸۳) ایک ہندو نے اعتراضاً مجھ سے کہا کہ اہل اسلام اندھا دھند عبادت کرتے ہیں، اور تحقیق سے کوئی واسطہ

---

(۱) وفرض الغسل الخ غسل کل فمه ویکفی الشرب عبا لان المج لیس بشرط فی الا صح (الدر المختار علی ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱......۱۵۲) وسننه کسن الوضوء سوی الترتیب الخ (ایضاً ص ۱۴۴ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.

(۲) وفرض الغسل المضمصة والا ستنشاق وغسل سائر البدن (هدایه فصل فی الغسل ص ۳۶ ج ۱) ظفیر.

(۳) ولیس علی المرأة ان تنقض ضفائر ها فی الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر (هدایه فصل فی الغسل ج ۱ ص ۳۷) ظفیر.

(۴) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر مطبوعه نول کشور لکهنؤ القاعدة الثالثة) ظفیر.

نہیں، مثلاً منی کے انزال سے لازم نہیں آتا کہ تمام جسم کا غسل کیا جائے، بلکہ صرف عضو تناسل کی تطہیر سے انسان پاک ہوجاتا ہے، اگر تمام بدن ناپاک ہوجاتا ہے تو کس طرح۔

(جواب ۲) یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں (۱) کہ ان کو ہر ایک اہل اسلام بھی نہیں پہنچتا، چہ جائے کہ ہندو۔ پس اس بحث میں نہ پڑنا چاہئے، اور زبانی تو کچھ اس کے متعلق کہا بھی جاسکتا ہے، تحریر میں اس تفصیل کو لانے کی فرصت نہیں ہے۔ (حاشیہ میں اشارہ کردیا گیا ہے۔ ظفیر) فقط۔

غسل کے مضمضہ و استنشاق کو پہلے کرلیا جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۸۴) غسل جنابت میں جو تین فرض ہیں، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا، تمام بدن پر پانی بہانا، تو اول کے دو فرضوں کو وضو کے ساتھ کرلینا کافی ہے یا دوبارہ کرنا چاہئے۔

(جواب) غسل سے پہلے جو وضو کیا جاوے اس میں کلی غرغرہ اور ناک میں پانی دینا کافی ہے فرض ادا ہوجاتا ہے، دوبارہ کلی کرنے اور ناک میں پانی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

چھالی اٹک جائے تو اس کے ساتھ غسل ہوجاتا ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۵) ڈاڑھ کے درمیانی سوراخ میں اگر چھالی اٹک جاوے تو بغیر نکالے غسل جنابت درست ہوگا یا نہیں۔

(جواب) صحیح ہے اگر آسانی سے نکل سکتا ہو تو نکال دینا چاہئے۔ (۳) فقط۔

غسل میں دانت کی میخوں کا حکم:۔

(سوال ۸۶/۱) جو شخص اپنے دانتوں میں چاندی یا سونے کی میخیں جڑوا لیتے ہیں، آیا غسل کے وقت وہاں پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کا غسل صحیح ہوجائے گا یا جنابت باقی رہے گی۔

---

(۱) اما المسئلة الا ولیٰ وھی ایجاب الشارع صلی اللہ علیه وسلم الغسل من المنی دون البول فھذا من اعظم محاسن الشریعة وما اشتملت علیه الرحمة والحکمة والمصلحة فان المنی یخرج من جمیع البدن ولھذا اسماہ اللہ سبحانه سلالة لا نه یسل من جمیع البدن الخ وایضا فان الا غتسال من خروج المنی من انفع شئی للبدن والقلب والروح بل جمیع الا رواح القائمة بالبدن فانھا تقویٰ بالا غتسال والغسل علیه ما تحلل منه بخروج المنی وھذا امر یعرف بالحس و ایضا فان الجنابة توجب ثقلا کسلا والغسل یحدث له نشاطا وخفة ولھذا قال ابو زرالخ لما اغتسل من الجنابة کا نما القیت عنی جبلا الخ وقد صرح افاضل و الا طباء بان الا غتسال بعد الجماع یعید او البدن قوته ویخلف علیه ما تحلل عنه وانه من انفع شئی لبدن والروح وترکه مضر (اعلام الموقعین مطبوعه اشرف المطابع دھلی ج ۱ ص ۱۷۰) معلوم ہوتا ہے کہ منی چونکہ بدن کے تمام حصوں سے سمٹ کر خارج ہوتی ہے، پھر یہ کہ نہانے سے بدن کی ضائع شدہ قوت کی تلافی ہوجاتی ہے اس لئے اسلام نے تمام جسم کو دھونا یعنی غسل کو ضروری قرار دیا ۱۲ ظفیر۔

(۲) الجنب اذا شرب الماء ولم یمجه لم یضرہ یجزیه عن المضمضة اذا اصاب جمیع فمه (عالمگیری کشوری باب ثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۲۔ ط۔م۔ ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

(۳) ولو کان سنه مجو فا فبقی فیه اوبین اسنانه طعام او درن رطب فی انفه ثم غسله علی الا صح کذا فی الزاھدی والاحتیاط ان یخرج الطعام عن تجویفه ویجری الماء علیه ھکذا فی فتح القدیر (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الغسل ص ۱۳ ج ۱۔ ط۔م۔ ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

غسل میں چاندی کے تار جو دانت میں ہیں:۔

(سوال ۸۷/۲) بعض فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر دانتوں کو چاندی کے تار سے بوجہ ہلنے کے باندھ لیا جاوے تو جائز ہے، اس صورت میں بھی اگر تار کے نیچے پانی نہ پہنچے گا تو غسل درست ہوگا یا نہیں؟

عارضی دانت کا غسل میں نکالنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۸۸/۳) جو لوگ عارضی دانت لگوالیا کرتے ہیں آیا غسل کے وقت ان کا اتارنا ضروری ہے یا بدون اتارنے کے ان کا غسل درست ہوگا؟

(جواب) (۱) اگر پانی اندر پہنچ جاوے تو غسل صحیح ہے اور اگر پانی اندر نہ پہنچے تو شارح منیہ کی تحقیق یہ ہے کہ غسل صحیح نہ ہوگا، لہذا بلا ضرورت میخیں نہ لگانی چاہئیں وقیل ان صلبا منع وهو الا صح الخ درمختار .(۱)

(۲) اگر دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے چاندی سونے کا تار باندھا تو اس میں غسل صحیح ہے، کیونکہ یہ بوجہ ضرورت کے ہے۔(۲)

(۳) ان کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے غسل صحیح ہو جاوے گا، اور اگر علیحدہ کر کے غسل کرے تو یہ احوط ہے۔

حالت روزہ میں غسل جنابت میں کلی کرے یا غرغرہ:۔

(سوال ۸۹) روزہ میں اگر نہانے کی ضرورت ہو تو غرغرہ کرے یا نہیں؟

(جواب) غرغرہ نہ کرے صرف کلی اچھی طرح کرے۔(۳) فقط۔

ناپاکی تمام بدن میں لگ جائے تو غسل شرعی ضروری نہیں نجاست دور کرنا کافی ہے:۔

(سوال ۹۰) درمختار میں ہے کہ تمام بدن ناپاک ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے وہ غسل مثل جنابت کے ہے یا نہ۔ یعنی (دلک ملنا) مشروط ہے یا فقط پانی پہنچانا فرض ہے۔

(جواب) وہ غسل ایسا ہے جیسا کہ ناپاک چیز یا ناپاک عضو کو دھویا جاتا ہے۔ یعنی تین دفعہ پانی بہانا چاہئے۔(۴) فقط۔

جو دانت گر گیا اور اسے اٹھا کر تار سے جما دیا، غسل جنابت میں کیا کوئی حرج ہے:۔

(سوال ۹۱) ایک شخص کا دانت گر گیا جس کو اٹھا کر اسی جگہ کسی تار سے یا دھاگہ سے جما دیا ہے اس صورت میں غسل

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۳ ج ۱ ص ۱۲ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۴ ظفیر.

(۲) والصرام والصباغ مافی ظفر هما یمنع تمام الاغتسال وقیل کل ذلک یجز یهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستشناه عن قواعد الشرع کذا فی الظهیریه (عالمگیری الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۳ ط.م. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر.

(۳) وغسل الفم ای استیعابه الخ والمبالغةبالغرغرة ومجا وزة المارن لغیر الصائم لا حتمال الفساد (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار وسنن الوضوء ص ۱۰۷ ج ۱ و ص ۱۰۸ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر.

(۴) والنجاسة ضربتان مرئیة وغیره مرئیة فما کان منها مر ئیا فطهارتها بزوال عینها الخ وما لیس بمرئی فطهارته ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل انه قد طهر الخ وانما قدر بالثلث (هدایه باب الانجاس ج ۱ ص ۷۴) ظفیر.

جنابت میں تو کچھ حرج نہیں ہے؟

(جواب) ٹوٹے ہوئے دانت کو خواہ تار سے باندھے یا دھاگہ سے غسل میں کچھ حرج نہیں ہوگا۔ غسل میں مضمضہ کر لینا کافی ہے۔ دانتوں کی جڑ میں پانی پہنچانا مقصود اور ضروری نہیں ہے اور جس امر میں حرج ہو وہ شرعاً معاف ہے۔(۱) فقط۔

کیا جماع کے بعد جب تک پیشاب نہ کرے پاک نہ ہوگا:۔

(سوال ۹۲) سنا ہے کہ صحبت کرنے کے بعد جب تک پیشاب نہ کرے گا پاک نہ ہوگا۔

(جواب) یہ غلط مشہور ہے(۲) فقط۔

غسل جنابت میں عورت کو چوٹی کا کھولنا ضروری ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۳) جب کہ مرد کو بعد وطی کے غسل تمام بدن کا اور سر کے بال جڑ تک تر کرنے ضروری ہیں تو عورت کو جب کہ اس کے سر کے بال بہت لمبے اور گندھے ہوئے ہوں کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) عورت کے سر کے بال اگر گندھے ہوئے ہیں اور مینڈھیاں گندھی ہوئی ہیں تو ان کو کھولنا اور تمام بالوں کا تر کرنا غسل میں ضروری نہیں ہے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا دینا کافی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو دبادے کہ جڑ میں پانی پہنچ جاوے اور اگر بال کھلے ہوئے ہیں تو تمام بالوں کا تر کرنا ضروری ہے۔(۳) فقط۔

وضو اور غسل کی حالت میں منہ کے اندر کوئی ریزہ ہو اور نہ نکالے تو غسل درست ہے یا نہیں:۔

(سوال ۹۴) اگر کسی کے منہ میں پان کا ریزہ یا سپاری کا ٹکڑا ہو، اور وضو و غسل کے وقت اس کو نہ نکالے تو وضو اور غسل درست ہوگا یا نہیں؟

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔(۴) (اور یہ وضو اور غسل درست ہے۔ ظفیر)

---

(۱) والصرام والصباغ مافی ظفر هما یمنع تما م الا غتسال وقیل کل ذلک یجزیهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع کذا فی الظهیریة (عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الغسل ج ا ص ۱۲ .ط. ماجدیه ج ا ص ۱۳) ظفیر. (۲) صحبت کرنے کے بعد غسل کرنا البتہ فرض ہے، پیشاب کرنے پر پاکی کا دارو مدار نہیں ہے " وفرض الغسل عند خرورج منی من العضو الخ وعند ایلاج حشفة (الدر المختار علی هامش رد المحتا را بحاث الغسل ج ا ص ۱۴۸ .ط.س. ج ا ص ۱۶۱) ظفیر. (۳) وکفی بل اصل ضفیر تها ای شعر المرأ ة المضفور للحرج اما المنقوض فیفرض غسل کله اتفاقا ولو لم یبتل اصلها یجب نقضها مطلقا هو الصحیح ولو ضرها غسل راسها ترکته (درمختار) قوله اتفاقا کذا فی شرح المنیة وفیه نظر لان فی المسئله ثلاثة اقوال کما فی البحر والحلیة الا ول الا کتفاء بالوضو الی الا صول ولو منقوضا وظاهر الذخیرة انه ظاهر المذهب ویدل علیه طاهرالاحادیث طاهرحدیث الواردة فی هذا الباب الثانی التفصیل المذکور ومشی علیه جماعة منهم صاحب المحیط والبدائع والکافی الثالث وجوب بل الذوائب مع العصر وصححه وتمام تحقیق هذه الا قوال فی الحلیة ومال فیهااخر الی ترجیح القول الثانی وهو ظاهرالمتون ((ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۲ ج ا .ط.س. ج ا ص ۱۵۴) ظفیر. (۴) ولو کان سنه مجو فا فبقی فیه اوبین اسنانه طعام اودرن رطب فی انفه ثم غسله علی الا صح کذا فی الذا هدی والا حتیاط ان یخرج الطعام عن تجریفه ویجری الماء علیه هکذا فی فتح القدیر عالمگیری کشوری فرائض وضو ص ۱۲ ج ا .ط. ماجدیه ج ا ص ۱۳) ظفیر.

دانت کی کیل غسل کی لئے مانع نہیں :۔

(سوال ۹۵) اگر دانتوں کی کیلوں کو اوپر سے رگڑ الیوے۔ آیا جو سوراخوں میں کیل کا سرا گھستا ہے وہ تو نکل نہیں سکتا۔ آیا اس طرح سے غسل درست ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو حصہ کیل کا دانت کے اندر داخل ہے، اور وہ نہیں نکل سکتا وہ مانع غسل سے نہ ہوگا اور غسل ہو جاوے گا بوجہ مجبوری کے۔(۱) فقط۔

غسل خانے کی دیواروں پر جو چھینٹیں پڑتی ہیں اس سے غسل میں نقص نہیں ہوتا :۔

(سوال ۹۶) غسل کرتے وقت جو چھینٹیں غسل خانہ کی دیوار پر پڑتی ہیں اس سے غسل میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) غسل ہوگیا کچھ خرابی نہیں رہی (۲) وہم نہ کیا جاوے۔ فقط۔

فصل ثانی سنن غسل

طریقہ غسل کیا ہے :۔

(سوال ۹۷/۱) غسل کا طریقہ موافق شریعت جو ہو مطلع فرما کر مشکور وممنون فرمائیں؟

جنابت کی وجہ سے غسل کیوں ضروری ہے :۔

(سوال ۹۸/۲) آدمی حلال ہے یا حرام۔ اگر حلال ہے تو اس کو پاک ہونے کی کوئی ضرورت نہیں وہ خود پاک ہے اور اگر حرام ہے تو حرام کی نماز کیوں جائز ہے؟

(جواب) (۱) طریقہ غسل جنابت وغیرہ کا یہ ہے کہ اول ہاتھوں کو دھوئے اور بدن پر اگر نجاست ہو اس کو دور کرے، پھر پورا وضو کرے۔ پھر تمام بدن پر تین بار پانی بہادے اس طرح کہ اول داہنے مونڈھے پر پھر بائیں مونڈھے پر، پھر سر پر تین بار پانی بہادے اور شارح نے فرمایا کہ اول سر پر تین بار پانی ڈالے، پھر باقی بدن پر تین بار پانی بہادے۔ الغرض تمام بدن پر تین دفعہ پانی بہاوے، تاکہ غسل بطریق سنت ادا ہو جاوے۔ (۳)

---

(۱) والصرام والصباغ ما فی ظفر هما یمنع تمام الا غتسال وقیل کل ذلک یجزیهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع کذا فی الظهریة (عالمگیری الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۳ ظ. ماجدیه ج ۱ ص ۱۳) ظفیر.

(۲) فقہاء نے لکھا ہے المشقه تجلب التیسیر ۔ پھر لکھا ہے واعلم ان اسباب التخفیف فی العباد ات و غیرها سبعة ان میں چھٹا سبب عسر وعموم بلوی کو شمار کیا ہے اور اس قسم کے تحت جزئیات میں جوامر قابل درگذر ہے غسل خانہ کی دیوار کو بھی لکھا ہے و کذا الحمام اذا اهریق فیه النجاسات فعرق حیطانها و کوتها وتقا طر منه (الاشباه والنظائر ص ۹۸) ظفیر مفتاحی.

(۳) وسنة الغسل ان یقدم الوضؤ علیه کوضؤ الصلوٰة الخ وان یزیل النجاسة الحقیقیة کا لمنی ونحوه عن بدنه ان کانت الخ ثم یصب الماء علی رأسه و سائر جسده ثلاثا کما فی الصحیحین عن حدیث ابن عباس قال قالت میمونةؓ وضعت للنبی صلی الله علیه وسلم غسلا فسترته بثوب فصب علی یدیه فغسلهما ثم ادخل یمینه فی الاناء فافرغ بها علی فرجه ثم غسله بشماله ثم ضرب بشماله الارض فد لکها دلکا شدید اثم غسلها فمضمض واستنشق وغسل وجهه وذراعیه ثم افرغ علی رأسه ثلاث حثیات ملاء کفیه ثم غسل سائر جسده ثم تنحی فغسل قدمیه فناولته ثوبا فلم یأخذه فانطلق وهو ینفض یدیه . ثم کیفیة الصب قال شمس الائمة الحلوانی یفیض علی منکبه الایمن ثلثا ثم الایسر الخ قیل یبدأ بالرأس ثم بالایمن ثم بالیسر وهو ظاهر المتن والهدایة وغیرها وظاهر الحدیث (غنیة المستملی بحث غسل ص ۴۵، ۴۹، ۴۸) ظفیر

(۲) آدمی جنابت وغیرہ کی وجہ سے ناپاک ہوجاتا ہے، اور غسل کرنے سے پاک ہوجاتا ہے پس غسل کرے تاکہ نماز صحیح ہو۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غسل جنابت میں بسم اللہ پڑھنی درست ہے یا نہیں :۔

(سوال ۹۹) غسل جنابت یا احتلام کے وقت شروع میں بسم اللہ وغیرہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ہر غسل کے لئے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔(۲)

غسل میں نیت بھول جائے تو غسل ہوگا یا نہیں :۔

(سوال ۱۰۰) عمر کو غسل کی حاجت ہے، اس نے تمام شرائط ادا کئے لیکن نیت غسل کی بھول گیا ہے، کپڑے پہننے کے بعد یاد آنے پر کہتا ہے کہ میرا غسل درست ہوا۔ عمر کا قول صحیح ہے یا نہ؟

(جواب) قول عمر صحیح ہے اس صورت میں غسل ہوگیا، کیونکہ وضو اور غسل میں ہمارے نزدیک نیت فرض نہیں ہے سنت ہے، اور ترک سنت سے صحت میں کچھ شبہ نہیں ہے کذافی کتب الفقہ فقط۔(۳)

پانی کی مقدار غسل اور وضو میں کیا ہے :۔

(سوال ۱۰۱) مقدار پانی برائے غسل ووضو کیا ہے؟

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک صاع پانی سے سوا صاع تک غسل فرماتے تھے اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے۔ یعنی ادنیٰ مقدار کفایت کی یہ ہے،(۴) اور شامی نے حلیہ سے نقل کیا ہے کہ اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں ہے، جس قدر پانی سے وضو اور غسل ہوسکے درست ہے، لیکن اسراف نہ ہو۔(۵) فقط۔

---

(۱) والمعانی المو جبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأ ة حالة النوم والیقظة الخ والتقاء الختانین من غیر انزال الخ والحیض وکذا النفاس الخ (هدایه فصل فی الغسل ص ۳۷ ج ۱) ظفیر.

(۲) وسننه کسنن الوضؤ سوی التر تیب وادابه کا دابه (درمختار) قوله کسنن الوضؤ ای من البداء ة بالنیة والتسمیة والسواک والتخلیل والدلک والو لاء (ردالمحتار مطلب سنن الغسل ج ۱ ص ۱۴۴ . ط.س. ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.

(۳) وسننه (ای الغسل) کسنن الوضو سوی الترتیب الخ (درمختار) کسنن الوضو ای من البداء ة بالنیة والتسمیة (ردالمحتار ابحاث الغسل مطلب سنن الغسل ص ۱۴۴ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.

(۴) عن انس کان النبی صلی الله علیه وسلم یتو ضاء بالمدو ویغتسل بالصاع الی خمس امداد متفق علیه (مشکوٰه باب الغسل ص ۴۸) ظفیر.

(۵) ثم یفیض إلماء علی کل بدن ثلاثا مستو عباً من الماء المعهود فی الشرع للوضؤ والغسل وهو ثمانیة ار طال وقیل المقصود عدم الا سراف وفی الجواهرلا اسراف فی الماء الجاری لا نه غیر صنیع (درمختار. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۸) قوله وقیل المقصود الخ الا صوب حذف قیل لمافی الحلیة انه نقل غیرو احدا جماع المسلمین علی ان مایجزی فی الوضؤ والغسل غیر مقدر بمقدار وما فی ظاهر الروایة من ان ادنی مایکفی فی الغسل صاع وفی الوضؤ مد للحدیث المتفق علیه کان النبی صلی الله علیه وسلم یتو ضاء بالمدو یغتسل بالصاع الی خمسة امداد لیس بتقدیرلازم بل هو بیان ادنی القدرالمسنون اه قال فی البحر حتی ان من اسبغ بدون ذلک اجز أ ه وان لم یکفه زاد علیه لان طباع الناس واحوالهم مختلفة کذا فی البدائع (ردالمحتار مطلب سنن الغسل ص ۱۴۷ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۵۸) ظفیر.

فصل ثالث۔ مستحبات وآداب غسل

چہار دیواری میں ننگے غسل کرنا کیسا ہے۔

(سوال ۱۰۲) جبکہ غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں اور چھت پٹی ہوئی نہیں تو اس میں برہنہ غسل کرے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں کہ بے پردگی کہیں سے نہیں ہوتی تو اس میں برہنہ ہو کر نہانا درست ہے، اگر چہ چھت پٹی ہوئی نہ ہو مگر اولیٰ یہ ہے کہ ننگا ہو کر نہ نہائے۔(۱) الا بضرورة.

غسل کی چھینٹ گھڑے پر پڑے تو پانی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۰۳) بعد طہارت مقام نجس اور بعد وضو کے غسل کرتے وقت جو چھینٹ غسل کی گھڑے کے پانی میں پڑے اس سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس میں احتیاط کرنی چاہئے۔ تھوڑی بہت چھینٹوں سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔(۲) فقط۔

میدان یا دریا و تالاب میں ننگے ہو کر نہانا درست ہے، یا نہیں:۔

(سوال ۱۰۴) میدان میں یا ندی و تالاب پر برہنہ غسل کرنا درست ہے یا تہبند باندھ کر۔ اور تہبند گھٹنوں سے اونچا رہے یا نیچا، اور ران دیکھنے سے غسل میں کچھ خلل آتا ہے یا نہ، اور غسل کے وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) تنہا مکان میں برہنہ بھی غسل کرنا درست ہے، (۳) اور جہاں آدمی ہوں وہاں گھٹنوں سے نیچا تہبند باندھ کر غسل کرے (۴) اور ران وغیرہ دیکھنے سے غسل میں کچھ خلل نہیں آتا۔ (۵) اور غسل کے وضو سے نماز درست ہے۔

بند مکان میں ننگے نہانا درست ہے:۔

(سوال ۱۰۵) بند مکان میں بلا تہبند غسل کرنا درست ہے یا نہ؟

(جواب) ایسے موقع میں برہنہ غسل درست ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد لا حتمال بدو العورة حال الا غتسال الخ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ حی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر رواہ ابو داؤد الخ بل ذکر فی جواز الکشف فی الخلوة فی القنیة اختلافا فقال تجرد فی بیت الحمام الصغیر لعصرازارہ او لحلق العانة یأثم وقیل یجوز فی مدة یسیرة وقیل لا بأس بہ وقیل لا یجوز ان یتجرد للغسل الخ (غنیة المستملی ص ۴۹ وص ۵۰) ظفیر. (۲) وعفی دم سمک الخ وانتضاء غسالة لا تظهر مواقع قطر ها فی الا ناء عفو (درمختار) وفی الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لایمکنہ الا متناع عنہ ما دام فی علاجہ لا ینجسہ لعموم البلوی الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۰ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۲ ...... ۳۲۵) ظفیر.

(۳) وقیل یجوز ان یتجرد للغسل وتجردزوجة للجماع ایضا اذا کان البیت صغیرا (غنیب المستملی ص ۵۰) ظفیر.

(۴) فلا یجوز کشف العورة عند من لا یجوز نظرہ الیها (غنیة المستملی ص ۴۹) وهی ای العورة للرجل تحت سرتہ الی ما تحت رکبتہ (درمختار) فالرکبة من العورة ..... لحدیث علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرکبة من العورة (ردالمحتار باب شروط الصلوة مطلب فی ستر العورة ص ۳۷۵ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

(۵) وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد لا حتمال بدء العورة حال الا غتسال اواللبس (غنیة المستملی ص ۴۹) ظفیر.

(۶) وقیل یجوز ان یتجرد للغسل (غنیة المستملی ص ۵۰) وحکی فی القنیة اقوالا فی تجردہ للاغتسال منفردا منها انہ یکرہ ومنها انہ یعذر انشاء اللہ ومنها لا بأس بہ ومنها یجوز فی المدة الیسیرة ومنها یجوز فی بیت الحمام الصغیر. (ردالمحتار باب شروط الصلوة مطلب فی ستر العورة ص ۳۷۵ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفیر.

فصل رابع ۔ موجبات غسل

کپڑے کے ساتھ دخول سے غسل ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۶) مرد کا حشفہ عورت کے عضو مخصوص میں داخل ہونے سے غسل فرض ہوتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے ۔ اگر دونوں کپڑے پہنے ہوں اور مندرجہ بالا صورت پیش آئے تو دونوں پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ دونوں غسل کریں ۔ درمختار میں ہے الا حوط الوجوب الخ .(۱) فقط ۔

جاگتے ہوئے منی نکلے تو بھی غسل ہے

(سوال ۱۰۷) اگر جاگتے میں منی نکل جائے تو غسل کرنا چاہئے یا نہ ۔

(جواب) منی اگر جاگتے میں نکلے تب بھی غسل کرنا واجب ہے ۔ (۲) فقط ۔

جماع کے بعد فوراً غسل ضروری نہیں

(سوال ۱۰۸) بعض حضرات بعد از جماع فوراً غسل کا حکم دیتے ہیں جس میں احتمال بیماری کا ہے، کیا شرعی حکم ایسا ہی ہے؟

(جواب) یہ بہتر ہے لیکن اگر کچھ تاخیر کرے تو کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے ۔ (۳) فقط ۔

سپاری کا کچھ حصہ داخل ہو تو عورت پر غسل ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۹) اگر مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری کا حصہ پاؤ یا نصف یا تہائی حصہ فرج میں داخل ہو جاوے اور جوش کے ساتھ منی نکل کر فرج میں داخل ہو جاوے ۔ اس صورت میں عورت پر بھی غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(جواب) عورت پر غسل واجب نہیں ۔ (۴) فقط ۔

منی کو روک لیا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۰) مجھ کو چند روز سے بدخوابی زیادہ ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ عادت بھی ہو گئی ہے کہ احتلام کو روک لیتا ہوں، بعض مرتبہ تو قطرہ وغیرہ کچھ نہیں نکلتا اور بعض وقت ایک آدھ قطرہ نکل آتا ہے ۔ مجھ کو بعض وقت یہ شبہ ہوتا ہے کہ قطرہ کو دکر

---

(۱) اولج حشفة او قدرها ملفوفة بخرقة ان وجد لذة الجماع وجب الغسل والا لا ، على الا صح، والا حوط الوجوب (درمختار) اى وجوب الغسل فى الوجهين، بحر ، وسراج الخ (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۲ و ج ۱ ص ۱۵۳ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۴) ظفير.

(۲) وفرض الغسل عند خروج منى من العضو (ايضاً ج ۱ ص ۱۴۸ .ط.س.ج ۱ ص ۱۵۹) ظفير.

(۳) عن ابن عمر قال ذكر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم انه تصيبه الجنابة من الليل . له رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ واغسل ذكرك ثم لم متفق عليه (مشكوٰة باب مخالطة الجنب وما يباح له ص ۴۹) ظفير.

(۴) وفرض الغسل الخ عند ايلاج حشفة هى ما فوق الختان الخ او ايلاج قدرها من مقطوعها ولو لم يبق منه قدرها قال فى الا شباه لم يتعلق به حكم ولم اره (در مختار) قوله هى ما فوق الختان كذا فى القاموس و زاد الزيلعى من راس الذكر فى حاشية نوح افندى هى راس الذكر الى الختان الخ (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ وج ۱ ص ۱۵۰ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۱) ظفير.

شہوت کے ساتھ نکلا، اور بعض وقت کو ذکر شہوت کے ساتھ نہ نکلنے کا یقین ہوتا ہے، قطرہ بعض مرتبہ چونٹی کے برابر بعض مرتبہ ذرا بڑا، بعض مرتبہ چھوٹا ہوتا ہے، بعض مرتبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ احتلام کو روک دینے کے بعد بلا شہوت بھی ایک دو قطرہ آ جاتا ہے، ایسی حالت میں غسل فرض ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس صورت میں قطرہ آدھ قطرہ نکلنے کا یقین ہو اس صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے، اور جس صورت میں خروج قطرہ وغیرہ کا بالکل نہ ہو، اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا، اور احتلام کو روک لینے کے بعد بلا شہوت اگر قطرہ نکل آوے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ اس میں غسل کو واجب نہیں فرماتے، اور امام اعظم ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ غسل کو واجب فرماتے ہیں اور یہی احوط ہے۔(۱) فقط۔

کپڑا لپیٹ کر جماع سے غسل کی وجہ

(سوال ۱۱۱) عضو تناسل پر کپڑا موٹا لپیٹ کر جماع کرنے سے غسل کیوں واجب نہیں ہوتا، اور یہ فعل شنیع جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اصل یہ ہے کہ فقہاء بعض مسائل اس باب کے لکھتے ہیں جن سے اس باب کا تعلق اور دوسرے احکام اس کے وہاں نہیں لکھتے۔ یہ امور کسی عالم سے زبانی معلوم کر لئے جاویں۔ پس مسئلہ وجوب غسل میں اس سے بحث نہیں کہ یہ فعل جائز ہے یا نہیں جیسا کہ غسل کے احکام میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ احد السبیلین میں غیبوبۃ حشفہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور اس موقعہ پر یہ تصریح نہیں فرماتے کہ یہ فعل ایلاج احد السبیلین جائز ہے یا ناجائز۔ یہ حکم دوسرے باب میں لکھا گیا ہے کہ ایلاج فی الدبر حرام ہے، اسی طرح خرقہ کے ساتھ جماع کرنے کے بارے میں۔ اس باب میں صرف وجوب غسل وعدم وجوب غسل کا حکم لکھنا مقصود ہے اس کے جواز کا حکم لکھنا مقصود نہیں ہے، اس کا حکم دوسری جگہ ہے جو کہ اس باب سے متعلق نہیں ہے اور عدم وجوب غسل خاص اس صورت میں ہے کہ خرقہ ملفوفہ غلیظ ہو کر حرارت ولذت معلوم نہ ہو اور خرقہ رقیق میں جس میں لذت جماع حاصل ہو مجرد دخول سے غسل واجب ہے اور انزال کے ساتھ باتفاق غسل واجب ہے۔ اور خرقہ غلیظہ ہونے کی صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ غسل کیا جاوے (درمختار کی عبارت یہ ہے اولج حشفة ملفوفة بخرقة ان وجد لذة الجماع بان كانت الخرقة رقيقة بحيث يجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والا لا على الا صح والا حوط الوجوب الخ درمختار۔(۲) قوله والالا اى مالم ينزل اور والا حوط الوجوب کی شرح میں شامی میں لکھا ہے وبه قالت الا ئمة الثلاثة الخ وهوظاهر حديث اذاالتقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل الخ شامی۔(۳) فقط۔

---

(۱) وفرض الغسل عندخروج منی الخ منفصل عن مقره الخ بشهوة الخ لانه ليس بشرط عندهما خلافا للثانى ولذاقال وان لم يخرج من راس الذكر بها وشرطه ابو يوسف وبقوله يفتى الخ (درمختار) ولا سيما قد ذكرواان قوله قياس وقولهما استحسان انه الا حوط (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۸ ج ا و ص ۱۴۹ ج ا. ط.س. ج اص ۱۵۹) ظفير.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۲ ج ا. ط.س. ج اص ۱۶۴ . ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ا. ط.س. ج اص ۱۶۴ . ۱۲ ظفير.

عورت کو شہوت سے منی نکلے تو غسل فرض ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۲/۱) عورتوں کو اگر شہوت سے منی نکلے مانند مردوں کے تو ان پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

احتلام سے غسل

(سوال ۱۱۳/۲) عورتوں کو اگر احتلام ہو تو غسل فرض ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) غسل فرض ہے۔(۱)

(۲) غسل فرض ہے۔(۲) فقط۔

انگلی ڈالنے کی وجہ سے غسل نہیں ہے

(سوال ۱۱۴/۱) مرد نے قصداً عورت کی پیشاب گاہ میں انگلی کر دی اس حالت میں عورت کو غسل واجب ہوا یا نہیں؟

اندر دوا ڈالنے سے غسل نہیں

(سوال ۱۱۵/۲) ایک عورت اگر دوسری عورت کو جسم میں دواء پہنچانے یا کوئی خرابی اندرونی دیکھنے کو ہاتھ یا انگلی کرے یا خواہ مخواہ ہی کرے تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(جواب)(۱و۲) اس میں غسل واجب نہیں ہے۔(۳) فقط۔

نابالغ بالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر ہے

(سوال ۱۱۶ الف) اگر نابالغ لڑکا بالغہ سے یا بالغ مرد نابالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر واجب ہوگا؟

(جواب) عورت بالغہ پر غسل واجب ہوگا۔ اگر لڑکا اس قابل ہے کہ جماع کر سکتا ہے قریب البلوغ ہے اور اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس پر غسل واجب ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر جماع کرے بالغ مرد نابالغہ سے تو مرد پر غسل واجب ہے۔ اگر لڑکی مراہقہ قریب البلوغ ہے، اور اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔ یہ مسئلے منیۃ المصلی اور ہدایہ، قدوری وغیرہ میں ہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) المعانی المو جبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة (هدايه فصل فی الغسل ج ۱ ص ۳۷) ظفير غفرله.

(۲) ايضا ۱۲ ظفير.

(۳) ولا (يجب الغسل) عند ادخال اصبع ونحوه كذكر غير آدمی وذكر خنثی وميت وصبی لا يشتهی وما يصنع من نحو خشب فی الدبر او القبل علی المختار . (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۳ ط.س. ج ۱ ص ۱۶۶) البتہ اگر کوئی عورت شدت شہوت کی وجہ سے منی نکالنے کے ارادہ سے شرم گاہ (قبل) میں انگلی کرے، تو غسل واجب ہوگا وفی وجوب الغسل بادخال الا صبع فی القبل او الدبر خلاف والا ولی ان يجب فی القبل اذا قصد الا ستمناه لغلبة الشهوة لان الشهوة فيهن غالبة فيقام مقام المسبب وهو الانزال ، دون الدبر لعدمها (غنية المستملی معروف به كبيری ص ۴۴) ظفير.

(۴) صبی ابن عشر جامع امرأته البالغة عليها الغسل لوجود مرارة الحشفة بعد توجه الخطاب ولا غسل علی الغلام لانعدام الخطاب الا انه يؤ مر به تخلقا كما يو مر بالوضوء والصلوٰة ولو كان الزوج بالغا والزوجة صغيرة تشتهی فالجواب بالعكس (غنية المستملی ص ۴۴ بحث غسل) ظفير.

بعد غسل منی نکلے تو کیا پھر غسل واجب ہے

(سوال ۱۱۶ ب) اگر کسی کی منی رقیق ہو اور وہ بعد پیشاب کرنے کے غسل کرے اور پھر بقیہ منی نکل آوے تو پھر غسل واجب ہوگا یا نہ۔

(جواب) اس بارہ میں شامی میں یہ تفصیل کی ہے کہ بعد بول کے اگر انتشار باقی رہے اور اس انتشار کی حالت میں بقیہ منی نکلے تو غسل دوبارہ لازم ہے اور اگر انتشار نہیں رہا تو غسل واجب نہیں اور وجوب غسل کے لئے انفصال بشہوت شرط ہے۔ اگرچہ خروج بشہوۃ نہ ہو مگر مواقع ضرورت میں خروج بشہوۃ پر فتویٰ ہے جو قول ہے ابو یوسف کا۔ پس ماسواء ضرورت کے انفصال بشہوۃ پر فتویٰ ہے، کذا فی الدر المختار والشامی (۱) وغیرہما فقط۔

دھات آنے سے غسل نہیں

(سوال ۱۱۷) اگر کسی کو دھات آوے تو اس پر غسل واجب ہے کہ نہیں؟

(جواب) دھات سے غسل واجب نہیں۔ (۲) فقط۔

نابالغہ پر وطی سے غسل نہیں مگر غسل کر لینا مستحب ہے

(سوال ۱۱۸) نابالغہ لڑکی سے زنا کیا گیا تو اس پر غسل فرض ہے یا نہ؟

(جواب) نابالغہ پر غسل فرض نہیں ہے مگر غسل کر لینا اچھا ہے۔ (۳) فقط۔

جنابت کے بعد فوراً حائضہ ہوگئی تو غسل بعد ختم حیض ہے

(سوال ۱۱۹) ایک شخص اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا۔ صبح کو اس کی بیوی حائضہ ہوگئی، تو اس کی بیوی پر غسل جنابت فرض ہے یا نہیں؟

---

(۱) وفی الخانیة خرج منی بعد البول وذکره منتشر لزمه الغسل قال فی البحر ومحمله ان وجد الشهوة (درمختار) قوله و محمله ای ما فی الخانیة قال فی البحر ویدل علیه تعلیله فی التجنیس بان فی حالةالا نتشاروجد الخروج والا نفصال جمیعا علی وجه الدفق والشهوة اه عبارة المحیط کما فی الحلیة رجل بال فخرج من ذکره منی ان کان منتشر افعلیه الغسل لان ذلک دلا لة خروجه عن شهوة(ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۹ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۶۱) لانه ای الدفق لیس بشرط عندهما خلافا للثانی ولذا قال وان لم یخرج من راس الذکر بها (ای بشهوة)وشرطه ابو یوسف وبقوله یفتی فی ضیف خاف ریبة واستحی الخ وبقول ابی یوسف نا خذ لانه ایسر علی المسلمین قلت ولا سیما فی الشتاء والسفر (درمختار) فینبغی الافتاء بقوله فی مواضع الضرورة فقط (رد المحتار ایضا .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰) ظفیر.

(۲) لا (ای لا یفرض الغسل) عند مذی او ودی بل الوضؤ منه ومن البول جمیعا علی الظاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۵)ظفیر.

(۳) وعند ایلا ج حشفة ادمی الخ فی احد سبیلی ادمی حی یجا مع مثله علیهما ای الفاعل والمفعول، لو کان مکلفین ولو احدهما مکلفا فعلیه فقط دون المراهق لکن یمنع من الصلوة حتی یغتسل ویو مر به ابن عشر تادیبا (درمختار) وفی القنیة قال محمد وطی صبیة یجا مع مثلها یستحب لها ان تغتسلی کانه لم یر جبرها وتا دیبها علی ذلک (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۹ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۶۱......۱۶۲)ظفیر.

(جواب) غسل جنابت اس پر فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہو کر غسل کرے (۱) فقط۔

زنا اور اغلام وغیرہ سے بھی غسل واجب ہے

(سوال ۱۲۰) اغلام اور زنا اور رنڈی بازی وغیرہ کا غسل واجب ہے یا مستحب؟

(جواب) اس حالت میں غسل واجب ہے (۲) اور جو گناہ کبیرہ اس فعل شنیع سے ہوا اس سے توبہ کرے، اور جنابت خواہ فعل حلال سے ہو خواہ حرام سے غسل کا طریقہ ایک ہی ہے۔ فقط۔

دوا کے لئے شرم گاہ میں انگلی داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا

(سوال ۱۲۱) اگر ادخال اصبع یا اصبعین دو تین مرتبہ دایہ بغرض دوا لگانے کے کرے تو مدخولہ پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ (۳) فقط۔

بغیر شہوت خود اپنی انگلی شرم گاہ میں ڈالے تو اس سے نہ غسل واجب ہوتا ہے اور نہ روزہ جاتا ہے

(سوال ۱۲۲) عورت اگر بغیر شہوت کے فرج میں انگلی ڈالے تو اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں۔ اور حالت روزہ میں ایسا کرنے سے روزہ میں کچھ فرق آوے گا یا نہیں۔

(جواب) نہیں۔ (۴) فقط۔

نیند سے اٹھ کر عضو پر تری دیکھی اور یقین ہے کہ وہ منی نہیں تو غسل واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۳) ایک شخص نیند سے اٹھ کر احلیل ذکر میں تری دیکھتا ہے، اس کو یقین ہے کہ احتلام نہیں ہوا، یا اس کو احتلام یاد نہیں اور یہ مذی کی تری ہے اور اثر منی کا بدن اور کپڑے پر مطلقاً نہیں ہے اس صورت میں غسل واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے منیہ میں بھی مطلقاً اس صورت میں غسل کو واجب نہیں کہا جیسا کہ اس کی عبارت ان کان ذکرہ منتشر اقبل النوم (۵) سے اس کی تفصیل کی ہے جس صورت میں وجوب غسل فرمایا ہے وہ

---

(۱) وفرض الغسل (الیٰ قولہ) عند انقطاع حیض ونفاس الخ ای یجب عندہ (درمختار) ای عند تحقق الا نقطاع ونحوہ والمراد بعدہ (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵) الا جماع علی انہ لا یجب الوضؤ علی المحدث والغسل علی الجنب والحائض والنفساء قبل وجوب الصلوٰۃ اوارادۃ مالا یحل الا بہ کذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری موجبات غسل ص ۱۵ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۶) ظفیر.

(۲) وفرض الغسل عند خروجہ المنی الخ وعند ایلاج حشفۃ ما فوق الختان الخ او ایلاج قدرہا من مقطوعہا الخ فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثلہ علیہما ای الفاعل والمفعول لو کان مکلفین . الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۹ ج ۱ و ص ۱۵۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰ ...... ۱۶۱) ظفیر.

(۳) ولا (یفرض الغسل) عند ادخال اصبع و نحوہ فی الدبر والقبل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۶۶) (۴) ایضاً او ادخل اصبعہ الیابسۃ فیہ ای دبرہ او فرجہا الخ لم یفطر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم وما لا یفسدہ ج ۲ ص ۱۳۵ ط.س. ج ۲ ص ۳۹۷) ظفیر.

(۵) غنیۃ المستملی ص ۴۱ فصل فی الطہارۃ الکبری ۱۲ ظفیر.

وجوب احتیاطاً فرمایا ہے، چنانچہ کبیری کی عبارت جو علیحدہ پرچہ پر منقول ہے اس میں صاف ہے کہ وجوب غسل کی اس میں کوئی دلیل نہیں ہے اور پھر دلائل عدم وجوب غسل بیان فرمائے۔(۱) فقط۔

خواب میں کسی عورت سے جماع کیا مگر انزال نہ ہوا تھا کہ جاگ گیا اور پیشاب کے وقت سفید قطرات آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۴) زید نے خواب میں کسی عورت سے جماع کیا مگر ابھی انزال نہ ہوا تھا کہ زید بیدار ہو گیا جب پیشاب کرنے لگا تو قبل از بول چند قطرے رقیق سفید ذکر سے خارج ہوئے، آیا زید پر غسل واجب ہے یا نہ۔

(۲) عمر کو مرض سرعت انزال یعنی رقت منی لاحق ہے، اگر وہ کسی قسم کا خیال یا تصور کرے یا خواب میں یا بیداری میں اس کا ذکر منتشر ہو جائے تو ذکر سے چند قطرے رقیق سفید نکل آتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بغیر تصور و انتشار قبل از بول چند قطرے رقیق سفید خارج ہوتے ہیں ان تمام حالتوں میں غسل واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں جو کچھ قطرات سفید نکلے وہ مذی ہے۔ جیسا کہ تعریف مذی ماء رقیق ابیض یخرج عند الشهوة شامی. (۲) اس پر صادق آتی ہے لہذا اس پر غسل واجب نہیں ہے اور احتیاطاً کر لیوے تو اچھا ہے۔ (۳) فقط۔

غسل فرض ہونے کی حالت میں لوگوں کے سامنے غسل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۵) بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ اگر کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو ایسی حالت میں مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے غسل کرنا واجب ہے۔ زید کہتا ہے کہ لفظ واجب اصل عربی عبارت میں نہ ہوگا۔ بکر کہتا ہے کہ یہ ترجمہ بالکل درست ہے۔ آپ فیصلہ فرما دیں۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح ہے در مختار میں ایسا ہی ہے عبارت عربی کی یہ ہے علیه غسل وثمه رجال لا يدعه ان رواه والمرأة بين رجال او رجال ونساء تؤخره لا بين نساء. (۴) فقط اس کا ترجمہ اور مطلب وہی ہے جو مولانا نے

---

(۱) وان استيقظ فوجد في احليله بللا لا يدرى المنى حرام مذى ولم يتذكر حلما ينظر ان كان ذكره منتشر اقبل النوم فلا غسل عليه لان الا نتشار سبب لخروج المذى فيحمل عليه وان كان ذكره قبل النوم ساكنا فعليه الغسل للاحتياط المذكور في الخلاصه الخ غنية المستملى ص ۴۱) ظفير. (۲) رد المحتار ابحاث الغسل تحت قوله لا عند مذى ص ۱۵۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵. ۱۲ ظفير. (۳) لا (اى لا يفرض الغسل) عند مذى اوودى بل الوضوء منه ومن البول جميعا (الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۳. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵) ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۵. علامہ شامی نے اس پر جو نوٹ نقل کیا ہے وہ ہر طرح قابل غور ہے لکھتے ہیں" قوله لا يدعه وان رأوه عزاه في القنية الى الوبرى قال في شرح المنية وهو غير مسلم لان ترك المنهى مقدم على فعل الما مور وللغسل خلف وهو التيمم فلا يجوز كشف العورة لاجله عند من لا يجوز نظره اليها بخلاف الختان وتمامه فيه (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۳. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۵) ظفير.
یہ ساری بحث ننگے نہانے کے لئے ہے لیکن اگر تہبند باندھ کر مرد کے سامنے غسل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں فان اريد بقوله" وان رأوه وبقول الا خرو ماجمه سترة " رويته ما سوى العورة فلا كلام وان اريد العورة كما قال البزازى كشف ازاره في الحمام لغسله وعصره لا يا ثم لعدم امكان تطهيره بدونه والا ثم على الناظر غير مسلم لان ترك المنهى قدم الخ (غنية المستملى ص ۴۹) یہاں مجیب علیہ الرحمۃ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ ستر کے علاوہ حصہ لوگ دیکھ رہے ہوں تو تہبند باندھ کر نہانا واجب ہے۔ یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے ننگا نہانا واجب ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر.

لکھا ہے، زید کو جب کہ عربی عبارت کے مفہوم کے سمجھنے کی استعداد نہیں تو اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ لا یدعه کا ترجمہ لفظی تو یہ ہے کہ وہ مرد غسل کو نہ چھوڑے مگر مطلب اس کا یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔ فقط۔

کئی بار جماع کے بعد ایک غسل کافی ہے

(سوال ۱۲۶) جس شخص نے ایک شب میں کئی بار جماع کیا ہو وہ اگر صرف صبح کو ایک ہی غسل کرے تو کافی ہوگا یا نہیں؟

(جواب) ایک غسل کافی ہے۔(۱) فقط۔

حالت جنابت میں جزدان کے ساتھ قرآن چھونا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۷) حالت جنابت میں قرآن شریف کو جزدان کے ساتھ چھو سکتے ہیں یا نہیں اور بے وضو قرآن شریف اور درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جزدان کے ساتھ جنبی قرآن شریف کو چھو سکتا ہے۔(۲) اور بے وضو کو پڑھنا قرآن اور درود شریف کا درست ہے۔(۳) فقط۔

ذکر ہر حالت میں جائز ہے

(سوال ۱۲۸) ایک شخص بلا لحاظ پاکی و ناپاکی کے ہر وقت اٹھتا، بیٹھتا، یا اللہ، یا رحمٰن یا رحیم، یا کریم پڑھا کرتا ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ثواب ہوتا ہے یا نہ۔

(جواب) یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم، یا کریم۔ اٹھتے بیٹھتے پڑھنا اور اس کی عادت کر لینا جائز بلکہ عمدہ اور اولیٰ ہے۔ اور پڑھنے والے کے لئے اجر و ثواب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور وضو سے ہو تو اچھا ہے اور زیادہ ثواب ہے، اور بے وضو بھی درست ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) عن انس قال كان النبی صلی الله عليه وسلم يطوف علی نسائه بغسل واحد رواه مسلم (مشكوٰة باب مخالطة الجنب وما يباح له ص ۴۹)

(۲) ولا يجوز لهم ای للجنب والحائض والنفساء مس المصحف الابغلافه وكذا كل ما فيه اية تامه من لوح اودرهم ونحو ذلک لقوله تعالیٰ لا يمسه الا المطهرون (غنية المستملی ص ۵۲) ظفير.

(۳) ولا تكره قراء ة القران للمحدث ظاهرا ای علی ظهر لسانه حفظا بالاجماع (غنية المستملی ص ۵۷) والو ضوء لمطلق الوكر مندوب وتركه خلاف الاو لیٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۶۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۷۴) ظفير.

(۴) والا فالوضوء لمطلب الذكر مندوب وتركه خلاف الاولی (الدر المختار علی ردالمحتارابحاث الغسل ص ۱۶۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۷۴) ظفير.

الباب الثالث فی المیاہ

فصل اول پاک وناپاک پانی

دہ دردہ سے کم پانی نجاست پڑنے سے ناپاک ہوجاتا ہے

(سوال ۱۲۹) مثلاً قصبہ گودرہ میں شدید خشک سالی کی وجہ سے تالاب وغیرہ خشک ہوگئے، دھوبیوں کو کپڑے دھونے کی سخت دشواری ہے، ایسی حالت میں ایک ندی کے قریب انہوں نے پانچ پانچ گز جھیرا کھود کر کپڑے دھونا شروع کئے اور جس وقت کپڑے سفید ہوگئے تو وہ پانی نکال ڈالا اور دوسرا پانی بھرلیا، پھر وہی کپڑے اس پانی میں پاک کر لئے، اس پانی میں ہر قسم کے کپڑے صاف ہوتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہ پانی پاک ہے یا نہیں، اور اس طرح یہ کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں اور اس پانی کے دھلے ہوئے کپڑوں سے جو نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا یا نہیں؟

(جواب) ٹھہرا ہوا قلیل پانی جو دہ دردہ سے کم ہو نجاست کے واقع ہوجانے سے ناپاک ہوجاتا ہے نجس کپڑا اس میں پاک نہ ہوگا۔ اور اگر ناپاک کپڑا اس میں ڈال دیا جائے گا تو پانی نجس ہوجائے گا۔(۱) دوسرے ناپاک کپڑے اور خود وہ ناپاک کپڑا اس سے پاک نہ ہوگا۔(۲) پچھلی پڑھی ہوئی نمازیں جو اس پانی میں دھلے ہوئے کپڑوں سے پڑھی گئی ہیں جب تک یقین کے ساتھ یہ ثابت نہ ہو کہ ناپاک کپڑا اس پانی میں ڈالا گیا ہے اور اس کے بعد ان نمازیوں کا کپڑا اس ناپاک پانی میں گرا ہے اس وقت تک اعادہ ان پچھلی نمازوں کا لازم نہیں ہے۔ الغرض چونکہ یہ تحقیق اور یقین دشوار ہے اس لئے پچھلی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔(۳) البتہ آئندہ کو احتیاط رکھنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

لید، گوبر سے کھانا پکانا اور پانی گرم کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۰) اگر وضو کے لئے حیوانات مثل بکری گائے بھینس، گھوڑا، اونٹ اور آدمی کے گوبر و پاخانہ وغیرہ سے جلا کر پانی گرم کیا جائے یا روٹی پکائی جائے تو اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ روٹی کھانی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے اس سے وضو و غسل درست ہے اور جو روٹی اس سے پکائی جائے وہ بھی پاک ہے اس کا کھانا درست ہے۔(۴) فقط۔

حوض میں غسل جنابت وغیرہ جائز ہے یا نہیں اور اگر کتا یا خنزیر گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۳۱) حوض کے اندر غسل جنابت یا حیض و نفاس درست ہے یا نہیں۔ اور اگر حوض میں خنزیر یا کتا گر کر مر جائے تو پانی اس کا پاک ہے یا ناپاک؟

---

(۱) وکل ماء (قلیل) وقعت النجاسة فیه لم یجز الوضؤ به قلیلا کانت النجاسة او کثیرا (هدایه باب الماء الخ ج۱ ص ۱۴) ظفیر. (۲) وبول انتضح کرؤس ابر الخ لکن لو وقع فی ماء قلیل نجسه فی الا صح (درمختار) قال فی الحلیة لو وقع هذا الثوب المنتضح علیه البول مثل رؤس الا بر فی الماء القلیل هل ینجس ففی الخلاصة الخ ینجس الخ المختار انه ینجس ان کان اکثر من قدر الدرهم (رد المحتار باب الا نجاس ج۱ ص ۲۹۷ وج۱ ص۲۹۸ .ط.س. ج۱ ص ۳۲۲......۳۲۳) ظفیر (۳) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعده الثالثه ص ۷۵) ظفیر. (۴) لا یکون نجسا ماء قدرو الا لزم نجاسة الخبز فی سائر الا مصار (درمختار) المرادبه العذرة والروث (رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۱ ج۱ .ط.س. ج۱ ص۳۲۶) ظفیر.

جنبی سے غسل کرتے وقت جو پانی گرتا ہے وہ برتن میں پڑے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۲ /۲) اگر کوئی شخص جنابت کا غسل کرے، یا عورت حیض و نفاس کا، اور قطرے برتن کے بیچ میں گریں تو پانی کا کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) دہ دردہ حوض کے اندر یہ سب امور درست ہیں (۱) فقط۔

(۲) اس میں کچھ حرج نہیں پانی پاک ہے، (۲) اور قلیل مستعمل کثیر غیر مستعمل کو مستعمل نہیں بناتا۔ (۳) فقط۔

پانی کا مزہ وغیرہ بدل جائے تو ناپاک ہے

(سوال ۱۳۳ /۱) پانی میں اگر بو یا رنگ اور مزہ بدل جائے تو پاک ہے یا ناپاک ہے؟

دہ دردہ سے کم پانی جس میں ظاہری نجاست واقع نہ ہو پاک ہے

(سوال ۱۳۴ /۲) پانی میں اگر نجاست ظاہری نہ ہو اور پانی دہ دردہ بھی نہ ہو اور گہرائی بھی زیادہ نہ ہو جیسے جنگل میں ڈوک ہوتے ہیں تو پانی پاک ہوگا یا ناپاک ہوگا؟

دہ دردہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے

(سوال ۱۳۵ /۳) دہ دردہ پانی کی کس قدر گہرائی اور عمق ہونی چاہیے؟

(جواب) (۱) نجاست سے اگر پانی کا مزہ یا بو یا رنگ یا ان میں سے دو یا تینوں بدل جائیں تو وہ ناپاک ہے۔ (۴)

(۲) پاک ہے (۵)

(۳) عمق اور گہرائی کی کچھ تحدید نہیں ہے، ہدایہ میں کہا کہ اس قدر گہرا ہونا کافی ہے کہ چلو میں لینے سے زمین نہ کھلنا

---

(۱) وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیه نجس لم یراثره الخ وانت خبیر بان اعتبار العشر اضبط ولا سیما فی حق من لارای له من العوام فلذا افتی به المتأخرون الا علام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۶ ج ۱ و ۱۷۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر. (۲) جنب اغتسل فانتضح من غسله شئی فی انائه لم یفسد علیه الماء (عالمگیری مصری باب المیاه ص ۲۲ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۳) ظفیر قوله وهو طاهر ولو من جنب الخ رواه محمد عن الامام هذه الروایة هی المشهورة عنه واختارها المحققون قالوا علیها الفتوی لا فرق فی ذلک بین الجنب والمحدث واستثنی الجنب فی التنجیس الا ان الاطلاق اولی وعنه التخفیف والتغلیظ ومشائخ العراق نفوا، الخلاف وقالوا انه طاهر عند الکل وقد قال فی المجتبی صحت الروایة عن الکل انه طاهر غیر طهور الخ قوله وهو الظاهر کذا فی الذخیرة ای ظاهر الروایة وممن صرح بان روایة الطهارة ظاهر الروایة وعلیها الفتوی (ردالمحتار باب المیاه ص ۱۸۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۰......۲۰۱) مگر شرط یہ ہے کہ بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست حقیقیہ لگی ہوئی نہ ہو۔ ۱۲ ظفیر.

(۳) اومما ثلا کمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکثر من النصف جازا لتطهیر بالکل والا لا وهذا یعم الملقی والملاقی ففی الفساقی یجوز التوضی مالم یعلم تساوی المستعمل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه مطلب فی مسئله الوضو من الفساقی ج ۱ ص ۱۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر.

(۴) ان الغدیر العظیم کالجاری لا یتنجس الا بالتغیر من غیر فصل هکذا فی فتح القدیر (عالمگیری کشوری باب المیاه ج ۱ ص ۱۶ ط.ماجدیه ج ۱ ۱۸) وبتغیر احد او صافه من لون او طعم او ریح ینجس الکثیر واما القلیل ینجس وان لم یتغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(۵) لا لو تغیر بطول مکث فلو علم نتنه بنجاسة لم یجزو لو شک فالا صل لطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.

چاہئے۔(۱) فقط۔

جس تالاب میں گندہ پانی جمع ہوتا ہو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۳۶) ایک جھیرے میں پانی برساتی ونہری آتا ہے اور برسات میں تمام شہر کا گندہ پانی بھی اس میں جاتا ہے اس پانی میں کپڑے دھونا اور وضو اس سے کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے، وضو کرنا اور کپڑے دھونا اس سے درست ہے۔(۲) فقط۔

وضو کے بقیہ پانی سے استنجا

(سوال ۱۳۷) وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا اور استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب) درست ہے۔ فقط۔

تالاب میں کتا مر کر سوج جائے تو پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۳۸) ایک کچا تالاب جس میں پانی دو کنال ہے ایک کنال جگہ میں پانی کی گہرائی دو فٹ اور دوسرے کنال میں تین فٹ ہے بلکہ کچھ زیادہ، زیادہ پانی کی طرف ایک باؤلا کتا داخل ہوا، اور مر گیا، چند گھنٹہ اس پانی میں رہا پھر نکال لیا گیا مگر سوج گیا۔ لوگ پانی کو استعمال نہیں کرتے، یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر یہ تالاب جس کی گہرائی دو اور تین فٹ بتلائی گئی ہے، پیمائش میں دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لانبا ہو یعنی دس ہاتھ مربع تو کتے کے اس مر جانے سے اور سوج جانے سے یہ تالاب اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک اس پانی میں اس مردار کی بدبو نہ آجائے یا ذائقہ اور رنگ میں فرق نہ آجائے کما فی الدر المختار و کذا یجوز براکد کثیر کذا لک ای وقع فیہ نجس لم یر اثرہ بحر (الیٰ قولہ) وفی النہر وانت خبیر بان اعتبار العشر ضبط لا سیما فی حق من لا رأی (۳) فقط۔

غیر نمازی کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۳۹) جو مؤذن نماز نہ پڑھے اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہ؟

(جواب) اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو درست ہے اور وضو کرنے والوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں (۴) فقط۔

---

(۱) والمعتبر فی العمق ان یکون بحال لا ینحسر بالا غتراف ہو الصحیح (ہدایہ باب الماء ج ۱ ص ۴۲) اذ المعتمد عدم اعتبار العمق وحدہ (درمختار۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۸۷) ظفیر۔

(۲) ان الغدیر العظیم کالجاری لا یتنجس الا بالتغیر (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۶۔ ط۔ ماجدیہ ص ۱۸) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المیاہ ص ۱۷۶ ج ۱۔ ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۹۰۔ ۱۲ ظفیر۔

(۴) بھرنے والے کا اعتبار نہیں خواہ کوئی بھی ہو پانی پاک ہونا چاہئے۔ وتجوز الطہارۃ الحکمیۃ بماء مطلق الخ ظاہر (غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۸۶ باب المیاہ) ظفیر۔

کوئی بدعتی پانی دے دے تو اس سے وضو درست ہے

(سوال ۱۴۰) عشرہ محرم کو تعزیہ کے لئے مشکیں چھڑکواتے ہیں اگر کوئی شخص یہ مشکیں پانی کی مسجد کے سقاوہ میں بھروادے تو اس پانی سے وضو درست ہے یا نہ؟

(جواب) اس پانی سے وضو درست ہے (۱) اور چھڑکوانا اس کا تعزیہ کے لئے درست نہیں ہے (۲) فقط۔

گاؤں کا بڑا گڈھا جس میں غلیظ پانی آ کر جمع ہو پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۴۱) اکثر گاؤں کے قریب گڈھے کھدے ہوئے ہوتے ہیں اس میں برسات کے موسم میں تمام گاؤں کا غلیظ پانی آ کر جمع ہو جاتا ہے اور اتنا پانی نہیں ہوتا کہ جو بہہ کر ادھر ادھر نکل جایا کرے لیکن ہوتے وہ بڑے ہیں کیا وہ ماء جاری کے حکم میں ہیں اور ان میں وضو غسل جائز ہے کہ نہیں؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے اور وضو وغسل اس میں درست ہے۔ (۳) فقط۔

ناپاک پانی سے غسل جائز نہیں

(سوال ۱۴۲) نجس پانی سے غسل جائز نہیں اگر جائز ہے تو کس وقت میں۔ اور نجس پانی سے اگر غسل کرے تو مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) نجس پانی سے غسل واجب نہیں اور وہ غسل معتبر نہ ہوگا، یعنی جنابت سے نہ نکلے گا پس مسجد میں داخل ہونا اور قرآن شریف پڑھنا اس کو درست نہیں۔ درمختار میں ہے یرفع الحدث مطلقاً بماء مطلق ، قال فی الشامی فخرج المقید و الماء المتنجس و الماء المستعمل الخ شامی. (۴)

سرکاری نہر سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۴۳) آج کل جو سرکاری نہر بغرض آب پاشی جاری ہیں اگر ان نہروں میں بلا اجازت سرکار یا ملازم سرکاری کے وضو وغسل کرلے تو جائز ہے یا ناجائز؟

(جواب) وضو اور غسل کے لئے اس نہر سے پانی لینا درست ہے۔

---

(۱) اس لئے کہ پانی پاک ہے یرفع الحدث بماء مطلق هو مايتبادر عند الا طلاق كما ء سماء واودية وعيون وابارو بحار و ثلج مذاب الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ص ١٦٦ ج ١ ط.س. ج ١ ص ١٧٩) ظفير.
(۲) قال النبی صلی الله علیه وسلم ما احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد رواه مسلم (مشکوة باب الا عتصام بالكتاب السنة ص ٢٧) ظفير.
(۳) وكذا يجوز براكد كثير كذلك اى وقع فيه نجس لم يرا ثره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ج ١ ص ١٧٢ ط.س. ج ١ ص ١٧٦) ظفير.
(۴) رد المحتار باب المياه ص ١٦٥ ج ١ و ج ١ ص ١٦٦ ط.س. ج ١ ص ١٧٩. ١٢ ظفير.

اس نہر کا پانی جس میں پاخانہ کی نالی گرتی ہو

(سوال ۱۴۴)قصبہ ہلدوانی میں ایک نہر جاری ہے تمام لوگ اس کا پانی پیتے ہیں لیکن اس نہر میں قصبہ کے چند مکانات کا پانی پاخانہ کا جاتا اور گرتا ہے تو اس نہر کا پانی پینا چاہئے یا نہیں؟

(جواب)پانی اس نہر کا پاک ہے پینا اور وضو کرنا اس سے درست ہے۔(۱)فقط۔

بارش کا بہتا پانی بارش کے وقت تک پاک ہے

(سوال ۱۴۵)بارش کا پانی بوقت بارش سڑکوں کی نالیوں میں ایک گز چوڑائی اور نصف گز کی گہرائی سے گھنٹوں متواتر بہتا ہے جب کہ بارش دو تین گھنٹہ متواتر ہوتی ہے، ایسے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)اسی حالت میں اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔(۲)فقط۔

پاک حقہ کے پانی سے وضو درست ہے

(سوال ۱۴۶)درصورت میسر نہ آنے پانی کے حقہ کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)اگر حقہ پاک ہے تو درست ہے۔(۳)فقط۔

کم پانی میں ہاتھ ڈال کر وضو کرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا

(سوال ۱۴۷)زید میگوید آبے کہ بقدر نصف صاع یا زیادہ یا کم بود وضو کردن ازان باد خال اعضاء جائز است، بسیار کس راہ در حالت واحدہ نا دانستہ نہ نشود تساوی مستعمل بدلیل قول درمختار ففی الفساقی یجوز التوضی مالم یعلم تساوی المستعمل وبدلیل تائید شامی ہمیں را۔ وابو بکر میگوید جائز نیست ازاں آب مذکور وضو کردن بدلیل قول شامی نزد قول درمختار فرع اختلف فی محدث انغمس فی بئر الخ لانه لو كان للاغتسال صار مستعملا اتفاقا الخ وبدلیل قول شرح منیہ در باب انجاس لو اخذ الجنب الماء بفمه لا يبقى طهورا قال قاضی خان هو الصحيح بازمی آرد در حق صبی فان توضأ به ناويا المختار انه يصير مستعملاً دریں ہمہ اقوال۔ قید تساوی نیست واین مفتی بہ است برسم فتوی کہ لفظ اتفاق وصحیح ومختار است دریں چہ تواں دانست

(جواب)درآنجا کہ قید تساوی نوشتہ است آں قول دیگر است وحکم باستعمال کل ماء قول دیگر است، پس مبنیٰ قولین مختلف

---

(۱)ويجوز بجار وقعت فيه نجاسة والجارى هو مايعد جار يا عر فا الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ص ۱۷۳ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۸۷)ظفير.

(۲)المطر مادام يمطر فله حكم الجريان حتى لو اصاب بالعذرات على السطح ثم اصاب ثوبالا يتنجس (عالمگیری کشوری باب المياه ج ۱ ص ۱۵ . ط ماجديه ج ۱ ص ۱۷)ظفير.

(۳)لا اى لا ينجس لو تغير بطول مكث فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز (الدر المختار على هامش رد ه المحتار باب المياه قبيل مطلب فى ان التو ضى من الحوض افضل الخ)ظفير.

است وصحیح ہمیں است کہ اگر ماء مستعمل کم از نصف باشد وضوازاں جائز است۔ (۱) فقط۔

مچھلی کی بیٹ سے حوض ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۱۴۸) اذا وقع فی حوض الکبیر خرء السمک علی کثرۃ فیجوز التوضی بہ ام لا؟ وھل یتنجس منہ الثیاب و الماء ام لا؟

(جواب) لا یتنجس منہ الماء و الثوب ویجوز التوضی بالماء الذی وقع فیہ۔ (۲) فقط۔

وہ تالاب جس میں گندگی تھی وہ بھر کر بہہ گیا۔ تو اس کا پانی پاک ہے

(سوال ۱۴۹) ہمارے گاؤں کا تالاب بارش کے پانی سے بھر گیا ہے مگر اس کے بھرنے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ تالاب بڑا ہے اور اس میں ناپاکی بھری ہوئی ہے، پیشاب و پاخانہ آدمیوں اور جانوروں کا پھر زیادہ بارش سے کھیتوں کا پاک پانی بھی اس تالاب میں گیا۔ مگر تالاب بھر کر باہر نہیں نکلا، اور اب اس تالاب میں کوئی ناپاکی کی صفت نہیں ہے بلکہ پانی صاف ہے آیا یہ پانی پاک ہے یا نہیں اور اس سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟

(جواب) مسئلہ یہ ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ زیادہ پانی جیسا کہ حوض دہ دردہ کا یا ایسی مقدار کے تالاب کا نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس میں صفات نجاست میں سے کوئی ایک صفت نہ آ جائے اور وصف اس کا بدل نہ جاوے، پس جب کہ اس تالاب کا پانی صاف ہے اور اثر نجاست کا اس میں کچھ نہیں معلوم ہوتا تو وہ پانی پاک ہے وضو اور غسل اس سے درست ہے کما فی الدر المختار وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یر اثرہ الخ ای من طعم اولون اوریح شامی۔ (۳) فقط۔

ناپاک پانی میں دوسرا پانی جائے مگر کوئی اثر ناپاکی کا نہ ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۵۰) میں نے پانی کے مسئلہ کے بارے میں جو تحقیق کی اس کا مجھ کو صاف خلاصہ نہیں ملا۔ آپ نے لکھا ہے کہ دہ دردہ پانی میں ناپاکی گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا، جب تک اس میں کوئی صفت نہ بدلے۔ لیکن میں نے یہ جواب نہیں منگایا بلکہ یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی سے ناپاکی ہو، اور اس میں ناپاک پانی بھی جاوے اور پاک بھی، ان سے بھرنے کے بعد کوئی صفت نہیں رہی تو یہ پانی کیسا ہے مثلاً ایک دہ دردہ حوض میں قلیل پانی تھا کہ چلو بھرنے سے زمین کھل جاتی تھی، اتنا پانی بھرا تھا کہ اس میں ناپاکی گر گئی، اب بوجہ قلیل پانی کے ناپاکی گرنے سے ہی ناپاک ہو گیا، پھر اس مین پانی آیا اب دہ دردہ کی مقدار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو گیا اور اس میں ناپاکی کی کوئی صفت بھی نہیں ہے، بلکہ پہلے ہی سے اس میں

---

(۱) کمستعل فبا لا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطہیر بالکل والا لا (درمختار) ای وان لم یکن المطلق اکثر بان کان اقل او مسا ویا لا یجوز (رد المحتار باب المیاہ قبیل مطلب فی مسئلۃ الوضوء عن الفساقی ص ۱۲۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر۔ (۲) ویجوز رفع الحدث بما ذکرو ان مات فیہ ای فی الماء ولو قلیلا غیر دموی الخ ومائی مولد الخ کسمک (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المیاہ ص ۱۷۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر۔
(۳) رد المحتار باب المیاہ ج ۱ ص ۱۷۶ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰۔ ۱۲ ظفیر۔

کوئی صفت نہ تھی۔ اور ناپاک پانی میں پاک آیا ہے اور دہ دردہ ہوگیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک۔

ناپاک کنویں سے پانی نکالا اور وہ بہہ کر جمع ہوا

(سوال ۱۵۰ / ۲) ایک کنواں ناپاک ہوا اس میں سے پانی نکالا وہ پانی دس گز بہہ کر کے وہاں جمع ہوا وہ پاک ہے یا نہ؟

(جواب)(اور۲) درمختار میں ہے ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه وكذا البير والحوض والحمام الخ باب المياه (۱) وفی ردالمحتار للشامی ص ۱۲۶ ج ۱ وكذا ايده سيدی عبد الغنی بما فی عمدة المفتی من ان الماء الجاری يطهر بعضه بعضا وبما فی الفتح وغيره من ان الماء النجس اذا دخل علی ماء الحوض الكبير لا ينجسه ولو كان غالباً علی ماء الحوض .الخ.(۲) اس ثانی روایت سے مسئلہ اولیٰ کا جواب واضح ہوگیا کہ ماءِ نجس حوض کبیر کو نجس نہیں کرتا اور پہلے سے نجس ہونا حوض وتالاب کا بلا تغیر نجاست کے مسلم نہیں ہے اور روایات اول سے مسئلہ ثانیہ کا جواب واضح ہوگیا (کہ وہ پانی پاک ہے۔ظفیر) اور فقہاء نے پانی کے بارے میں سہولت کو اختیار فرمایا ہے اور عموم بلویٰ کا لحاظ کیا ہے قال اللہ تعالیٰ ليس عليكم فی الدين من حرج (۳) اور فقہ کا قاعدہ ہے المشقة تجلب التيسير (۴) اور اليقين لا يزول بالشک۔(۵) الغرض پانی کے معاملہ میں وہم اور شک کو دخل نہ دینا چاہئے جب کسی تالاب یا حوض میں پانی صاف ہے اور متغیر بالنجاست نہیں ہے تو اس کو پاک ہی سمجھا جائے وہم نہ کرنا چاہئے۔فقط۔

ایسا تالاب جو گرمی میں خشک ہوجائے اور لوگ اس میں پاخانہ پیشاب کریں اور بارش میں بھر جائے اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۵۱) ایک کثیر مقدار کا بڑا وسیع تالاب ہے جو بارش کے موسم میں بھر جاتا ہے اور گرمی کے موسم میں خشک ہوجاتا ہے تو لوگ اس میں پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور جانوروں کا گوبر وپیشاب وغیرہ گرتا ہے جس سے سارا تالاب پلید ہوجاتا ہے اور وہ تالاب گاؤں سے قریب ہے، جب بارش برستی ہے تو سارا پانی تالاب میں جاتا ہے اور کھیتوں کا پاک پانی بھی جاتا ہے، لیکن تالاب میں کوئی اثر نجاست کا بھی نہیں معلوم ہوتا اور ایک صفت بھی بدلی ہوئی نہیں معلوم ہوتی، تو پانی اس تالاب کا پاک ہے یا نہیں اور وضو وغیرہ اس سے درست ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وكذا يجوز براكد كثير كذلک ای وقع فيه نجس لم یر أثره ولو فی موضع وقوع المرئية . الخ . اور ردالمختار میں ہے قوله وقع فيه نجس .شمل مالو كان النجس غالباً ولذا قال فی الخلاصة الماء النجس اذا دخل الحوض الكبير لا ينجس الحوض وان كان الماء النجس

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المياه مطلب يطهر الحوض بمجرد الجريان ج ۱ ص ۱۸۰ .ط.س. ج ۱ ص ۱۹۵ . ۱۲ ظفير .(۲) رد المحتار باب المياه مطلب الا صح انه لا يشترط فی الجريان المدد ج ۱ ص ۱۷۴ .ط.س. ج ۱ ص ۱۸۸ . ۱۲ ظفير .(۳) سورة الحج ركوع ۱۷ . ۱۲ ظفير .(۴) الا شباه والنظائر مع شرح حموی القاعدة الرابع ص ۹۵ . ۱۲ ظفير .(۵) الاشباه والنظائر مع شرح حموی القاعدة الثالة ص ۷۵ . ۱۲ ظفير .

غالباً علی ماء الحوض الخ (۱) اور اسی موقع پر علامہ شامی نے آخر میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ ویشهد له مافی سنن ابن ماجة عن جابر رضی الله عنه انتهیت الی غدیر فاذا فیه حمارمیت فکففنا عنه حتی انتهی الینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان الماء لا ینجسه شئی فاستقیناه وارویناوحملنا الخ (۱۲۸ شامی (۲) جلد اول۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ تالاب مذکور کے پانی کو پاک ہی سمجھنا چاہئے اور وضو وغیرہ اس سے درست ہے اور پانی کے بارہ میں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے سہولتیں فرمائی ہیں اور فقہاء نے اس میں عموم بلویٰ کا لحاظ فرمایا ہے اور وسعت فرمائی ہے ایسا ہی رکھنا چاہئے لوگوں پر تنگی نہ کرنی چاہئے۔ خود اپنا اختیار ہے احتیاط کر لیوے۔ لیکن عموماً نجاست کا حکم نہ دیوے، ورنہ تمام تالابوں کو بعد پر ہونے کے بھی نجس کہا جاوے اور اس میں جو کچھ دشواریاں اور دقتیں اور حرج ہے وہ ظاہر ہے، حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لیس علیکم فی الدین من حرج. (۳) فقط۔

حدیث قلتین اور اس کا جواب

(سوال ۱۵۲) کہتے ہیں کہ پانی سب پاک ہے کوئی نجس چیز پڑ جاوے لیکن مزہ اور رنگ نہ بدلے۔ قلتین کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ ماء جاری وغیر جاری کی قید نہیں لگاتے؟

(جواب) پانی کی بحث اور قلتین کی تحقیق کتاب ایضاح الادلہ میں مفصل ہے۔ (۴) اس سے سب شبہات حل ہو جاویں گے۔ (۵) فقط۔

مٹکے میں چھپکلی گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۳) سقاوۂ مسجد میں چھپکلی گر کر مر گئی اس سے نمازی وضو و غسل کرتے رہے، جب پانی میں بدبو پیدا ہوئی تو یہ معاملہ ظاہر ہوا، تو سقاوہ نجس ہے یا نہیں اور مصلیوں نے جو اس درمیان میں نماز پڑھی وہ کافی ہے یا اعادہ کیا جائے۔

(جواب) چھپکلی اگر چھوٹی ہے کہ اس میں خون بہنے والا نہیں ہے جیسا کہ عموماً گھروں میں ہوتی ہے تو اس کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا لہٰذا اعادۂ وضو و نماز وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے فقط۔ (۶)

گوبر لگے ہوئے مشک کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۵۴) جب حمام میں سقے پانی ڈالتے ہیں تو مشک پر جو گوبر، گارہ لگا ہوتا ہے وہ حمام میں جاتا ہے، ہم نے خود دیکھا ہے تو یہ پانی نجس ہے یا نہیں۔ اس سے وضو و غسل درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۲ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۹۱ . ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۲ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۹۱ . ۱۲ ظفیر.
(۳) سورة الحج رکوع ۱۷ . ۱۲ ظفیر. (۴) ایضاح الادله مصنفه شیخ الهند مولانا محمود حسن صاحب ۱۲ ظفیر.
(۵) وفی البدائع عن ابن المدینی لا یثبت حدیث القلتین فبطل الاستدلال به علی المراد غنیة المستملی ص ۹۴ ظفیر.
(۶) وموت مالیس له دم سائل لا ینجس الماء ولا غیره اذا وقع فیه مات اومات ثم وقع فیه (غنیة المستملی ص ۱۶۲) وکالحیة البریة والوزغة لو کبیرة لها دم سائل (رد المحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(جواب) اگر کسی وقت دیکھ لیا جاوے کہ نجاست حمام کے پانی میں ہے تو اس پانی سے وضو و غسل نہ کرنا چاہئے۔ ہمیشہ کو ایسا وہم نہ کیا جاوے۔ (۱) فقط۔

عموم بلویٰ پر فتویٰ اور اس کی حد

(سوال ۱۵۵) عموم بلویٰ کی وجہ سے الماء طهور لا ينجسه شئی پر فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عموم بلویٰ کی حد کیا ہے؟

(جواب) عموم بلویٰ ابتلائے عام کو کہتے ہیں کہ اس سے احتراز دشوار ہو اور اس میں عام لوگوں کو تنگی و حرج واقع ہو اور یہ بھی قاعدہ فقہیہ ہے۔ اليقين لا يزول بالشك (۲) اس لئے مجرد احتمال و وہم سے اور شک کی صورت میں نجاست ماء کا حکم نہ کیا جاوے گا اور عموم بلویٰ کی وجہ سے الماء طهور لا ينجسه شئی (۳) کو معمول بہ بنانا جائز ہے۔ فقط۔

بڑا تالاب جس کا پانی موسم گرما میں گندہ ہو جاتا ہے اور موسم برسات میں بھر جاتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۶) ایک جوہڑ متصل قصبہ جس میں تین اطراف قصبہ کا پانی بارش میں جمع ہو جاتا ہے طول و عرض ۱۰۰ و ۶۰ گز ہے، عمق تین گز ہے، رنگ و بو میں کچھ فرق نہیں البتہ خشک موسم میں جب پانی کم رہتا ہے تو رنگت پانی کی بدل جاتی ہے اور بدبو بھی ہو جاتی ہے وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) جس وقت تک اس تالاب کے پانی میں نجاست کی وجہ سے بدبو وغیرہ نہ ہو اور صاف ہو اس وقت تک وہ پاک ہے۔ (۴) فقط۔

ڈھیکلی کے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۵۷) ڈھیکلی کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جائز ہے۔ فقط۔

جس پانی میں افیون و بھنگ یا چرس مل جائے کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۸) افیون، بھنگ، چرس، تمباکو پاک ہیں یا نجس، جس پانی میں یہ چیزیں مل جاویں اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) لو ادخل الصبی یده فی الاناء ان علم انها طاهرة بان كان معه من يراقبه جاز التوضیٔ بذلک الماء وان علم ان فيها نجاسة لم يجز وان حصل الشک لا يتوضاء به استحسانا الخ ولو توضاء به جاز لا نه لا يتنجس بالشک (غنية المستملی ص ۱۰۱) ظفير. (۲) الا شباه والنظائر مع شرح حموی ص ۷۵. ۱۲ ظفير.
(۳) مشکوة باب المياه ص ۵۱. ۱۲ ظفير. (۴) وكذا يجوز براكد كثير كذلک ای وقع فيه نجس لم يرا ثره ولو فی موضع وقوع به يفتی (الدر المختا علی هامش ردالمحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۷۶. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰ (قوله لم يرا ثره ای من طعم او لون او ريح (ايضا). ط.س. ج ۱ ص ۱۹۱ ظفير.

(جواب) افیون اور بھنگ وغیرہ نجس نہیں ہیں۔ بلکہ انکا کھانا پینا حرام ہے، اور تھوڑی مقدار بغرض تداوی کھانا پینا جائز ہے جو کہ حد سکر کو نہ پہنچے۔ کما فی الشامی ولم یقل احد بنجاسة البنج ونحوه الخ ص ۲۶۱ جلد ۳ فقط۔

جس لوٹے میں مسواک ڈالی جائے اس پانی سے وضو بلا کراہت درست ہے

(سوال ۱۵۹) اگر مسواک کو وضو کرنے کے لوٹے میں ڈال دیں اور منشاء اس کا یہ ہو کہ مسواک تر ہو جائے تو اس پانی سے وضو کرنے میں کچھ کراہت تو نہیں ہے؟

(جواب) اس پانی میں کچھ کراہت نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مسواک پانی سے دھو کر نرم کر لی جاوے لوٹے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

پانی میں پاک چیز مل جائے اور پانی مغلوب ہو جائے تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۶۰) اگر پانی مطلق میں کوئی پاک شے مل جائے اور اس پر غالب ہو جائے، یعنی رنگ اور مزہ بدل جائے تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہ؟

(جواب) پانی میں اگر پاک چیز مل کر پانی مغلوب ہو جائے اور نام پانی کا باقی نہ رہے یا رنگ اور مزہ باقی نہ رہے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ اور تفصیل اس کی درمختار کی اس عبارت میں ہے ولا بماء مغلوب بشئی طاهر الغلبة اما بكمال الا متزاج بتشرب نبات او بطبخ بما لايقصد به التنظيف الخ (درمختار) قوله بما لا يقصد به التنظيف كالمرق وما ء البا قلاء ای الفول فانه يصير مقيداً الخ واحترز عما اذا طبخ فيه ما يقصد به المبا لغة فی النظافة كا لا شنان ونحو ه فانه لا يضر مالم يغلب عليه فيصير كالسويق المخلوط(۲) اور پھر درمختار میں ہے مالم يزل الا سم ای فاذا زال الا سم (لا يجوز به الو ضو والغسل) وان بقی علی اقته.(۳) پھر آگے لکھا ہے ومثله الزعفران اذا خالط الماء وصا ر بحيث يصبغ به فليس بما ء مطلق.(۴) فقط۔

گڈھے وغیرہ کے پانی کا استعمال کیسا ہے؟

(سوال ۱۶۱) جہاں کنویں وغیرہ نہیں ہیں اور پانی جوہڑ وغیرہ سے نہر یا بارش کا بدبودار میسر ہوتا ہے، اس کا پینا اور وضوو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی مذکور جب کہ دہ دردہ یا اس سے زیادہ ہے اور بظاہر اس کا بدبودار ہونا نجاست کی وجہ سے نہیں ہے تو اس پانی

---

(۱) والسواک سنة مؤ كدة الخ بمياه ثلثة (درمختار) بان يبله فی كل مرة (رد المحتار سنن الوضوء ص ۱۰۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۱۳) ظفیر. (۲) رد المحتار باب المياه ص ۱۶۷ ج ۱ و ص ۱۶۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۱.۱۲ ظفیر. (۳) ایضاً ج ۱ ص ۱۶۸ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۱.۱۲ ظفیر.
(۴) ایضاً ط.س. ج ۱ ص ۱۸۱.۱۲ ظفیر.

سے غسل ووضو اور پینا درست ہے۔(۱) فقط۔

تازہ پانی کے ہوتے ہوئے مٹکے کے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۲) جب ہر وقت تازہ اور صاف پانی مل سکتا ہو تو مٹکے کا بدبودار پانی پینا اور وضو وغیرہ کرنا اس سے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی اس کا پاک ہے اور بدبو بسبب نجاست گرنے کے نہیں ہے تو وضو وشرب اس سے درست ہے۔(۲) فقط۔

استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۳) استنجاء کے بعد جو پانی بچے اس سے وضو درست ہے یا نہ؟

(جواب) درست ہے۔(۳) فقط۔

ناپاک تالاب بارش سے بھر گیا تو پاک ہو گیا

(سوال ۱/۱۶۴) تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے بارش ہوئی اور پانی پاک اوپر سے آیا اور ناپاک کو جو ایک کنارے تالاب کے تھا نکال کر دوسرے کنارے تک لے گیا، پھر بکثرت پانی سے بھر گیا، مگر کچھ حصہ پانی کا تالاب سے باہر نہیں نکلا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

شامی کی ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۲/۱۶۵) عبارت شامی مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے بان یدخل من جانب ویخرج من اخر حال دخوله وان قال الخارج قال ابن الشحنه لا نه صار جار یا حقیقة وبخروج بعضه وقع الشک فی بقاء النجاسة الخ ؟

(جواب)(۱) وہ پانی پاک ہو گیا۔

(۲) یہ عبارت شامی کی درمختار کے اس قول کی شرح میں ہے ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه قوله بمجرد جريانه ای بان یدخل من جانب ویخرج من اخر۔(۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے پانی

---

(۱) لا لو تغير بطول مكث فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز ولو شک فالا صل الطهارة (درمختار) قوله لا لو تغير ای لا يتنجس لو تغير (رد المحتار باب المياه ص ۱۷۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر. (۲) اما القليل فينجس ان لم يتغير خلا فالما لک لا لو تغير بطول مكث (درمختار) ای لا ينجس لو تغير (رد المحتار باب المياه ص ۱۷۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر. (۳) وينزل عليكم من السمآء ماءً ليطهر كم به دل بعبارته على كون ماء المطر مطهر او بد لا لة على كون سائر المياه المطلقة مثله مطهرة مالم يعرض لهاعارض يزيل ذلک الحكم عنها (کبیری ص ۸۲) ظفیر. (۴) دیکھئے ردالمحتار مع هامشه ج ۱ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۵ مطلب يطهر الحوض بمجرد الجريان ۱۲ ظفیر.

داخل ہوا اور دوسری طرف سے اسی وقت پانی نکلے اگر چہ نکلنے والا قلیل ہو۔ ابن شحنہ فرماتے ہیں کہ وجہ پاک ہونے کی یہ ہے کہ وہ پانی جاری ہو گیا حقیقۃً اور بعض ناپاک پانی کے نکل جانے سے بقاء نجاست میں شک ہو گیا۔ پس خشک کے ساتھ نجاست کے بقاء کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

فصل ثانی۔ حوض سے متعلق مسائل

جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اس سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۷) یہاں سب لوگ شافعی ہیں اسی وجہ سے اکثر مساجد میں حوضیں دہ دردہ نہیں ہیں، تو حنفی کو ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر شافعی کے پیچھے حنفی کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(جواب) ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے۔(۱) اور شافعی کے پیچھے نماز جائز ہے۔(۲) فقط۔

مسجد کے حوض کا طول و عرض کیا ہونا چاہئے اور اس سلسلہ میں کیا اختلاف ہے

(سوال ۱/۱۶۸) حوض مسجد برائے وضو کتنا لمبا اور کتنا چوڑا، اور کتنا گہرا ہونا چاہئے؟ (۲) اس مسئلہ حوض میں کوئی حدیث آئی ہے یا نہیں؟ (۳) ائمہ اربعہ میں اس بارہ میں کیا اختلاف ہے؟

(جواب) امام شافعیؒ اور مالکؒ وغیرہ کے نزدیک تو اس بارہ میں بہت وسعت ہے وہ تو چھوٹے سے حوض کے پانی کو بھی پاک کہتے ہیں اور وضو و غسل کو اس سے جائز فرماتے ہیں۔ البتہ امام اعظمؒ نے اس بارہ میں زیادہ احتیاط فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ وہ حوض دہ دردہ سے کم نہ ہو یعنی دس گز چوڑا اور دس گز لمبا ہو اور گز شرعی مراد ہے جو آج کل کے گز سے دس گرہ کے قریب ہوتا ہے پس اگر ساڑھے چھ گز یا سات گز عرض و طول حوض کا ہوگا تو وہ دہ دردہ ہے، اس سے وضو و غسل سب جائز ہے۔(۳) اور اس کو صدر الشریعۃ نے حدیث من حفر بیرًا فله حوله اربعون ذراعاً(۴) سے ثابت کیا ہے بہر حال یہ امر متفق علیہ ہے کہ اس قدر بڑا حوض سب ائمہ کے نزدیک پاک ہے، بلکہ دیگر ائمہ تو اس سے کم کو بھی پاک فرماتے ہیں۔ فقط۔

مدّور حوض کا قطر کتنا ہونا چاہئے

(سوال ۱/۱۶۹) وضو کرنے کے لئے دائرہ کی شکل کی حوض کا قطر کم از کم کتنے فٹ ہونا چاہئے۔

---

(۱) کمستعمل فبا لا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطهیر بالکل والا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۶۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) پس معلوم ہوا کہ مستعمل پانی جو قلیل مقدار میں ملتا ہے، اس سے حوض ناپاک نہ ہوگا ۱۲ ظفیر۔

(۲) وکذا تکره خلف امرد الخ ومن ام باجرة وزاد ابن ملک ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعاة لم یکره او عدمها لم یصح وان شک کره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۶ ط.س. ج ۱ ص ۱۶۲) ظفیر۔ (۳) ولا بماء راکدو قع فیه نجس الا اذا کان عشرةاذ رع فی عشرة اذرع لا ینحسر رضه بالغرف فحکمه حکم الماء الجاری الخ وانما قدربه بناء علی قوله علیه السلام من حفر بئرا فله حولها اربعون ذراعا (شرح وقایه کتاب الطهارة ص ۸۶ ج ۱ و ص ۸۷ ج ۱) هذا بحدیث اخرجه احمد من حدیث ابی هریرة وابن ماجه والطبرانی من حدیث عبدالله بن المغفل الخ (عمدة الرعایة حاشیه شرح وقایه ص ۸۷ ج ۱) ظفیر۔

(۴) شرح وقایہ کتاب الطہارۃ ص ۸۷ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر۔

پندرہ فٹ مدور حوض کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۰/۲) پندرہ فٹ اندرونی قطر کے حوض پر جواز حوض دہ دردہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا؟

حوض کی گہرائی کتنی رکھی جائے

(سوال ۱۷۱/۳) حوض کا عمق کس قدر ہونا چاہئے؟

(جواب) (اتا۲) درمختار میں ہے کہ حوض مدور میں دور ۳۶ ذراع اور قطر گیارہ ذراع اور $\frac{1}{5}$ ذراع کافی ہے یعنی سوا گیارہ ذراع کے قریب قطر ہونے سے حوض دہ دردہ ہوجاتا ہے اور ذراع سات قبضہ کا ہوتا ہے جو کہ آج کل کے گز سے تقریباً دس گرہ کا ہوتا ہے، پس آج کل کے گز کے حساب سے قطر حوض مدور کا تقریباً ساڑھے سات گز ہونا چاہئے، جو کہ غالباً ۲۱ فٹ تقریباً ہوگا۔(۱) اور عمق کی کچھ تحدید نہیں ہے اذا لمعتمد عدم اعتبار العمق در مختار .(۲)

جس پائپ سے پانی آئے اگر اسی سے حوض کا پانی نکالا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۲) اگر کسی وضو کے حوض کو بھرنے کے لئے ایک لوہے کا پائپ رہٹ سے لے کر حوض تک زمین میں دبا دیا جائے، اور جب اس حوض کے پانی کو خارج کرنا مطلوب ہو تو اسی پائپ کے ذریعہ سے خارج کیا جائے جو حوض میں وضو کے بعد بچا ہو، تو اس میں کوئی شرعی عیب تو نہیں، یعنی کراہت تو عائد نہیں ہوتی؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے۔(۳) فقط۔

جس حوض کے کھودتے وقت بوسیدہ ہڈی کا شک ہو کیا کیا جائے

(سوال ۱۷۳) دریں دیار چاٹ گام مسجدے است قریب از مدت دوصد وشصت وپنج سال بنام جامع مسجد جاری است ودر اطراف صحن آں مسجد دیوارے سنگین پختہ است گاہ گاہ چوں مصلیان در مسجد نگنجند در صحن ہم صف کنند چند سال شد مسلماناں نصف صحن راا ز فرش سنگین وسقف پختہ شامل مسجد ساختہ اند ومصلیان بآسانی نماز می گزارند، ودر جانب جنوب آن صحن حوضے کلاں ساختہ اند۔ بوقت کندیدن درتہ آں قدرے خاک ممیز از جنس خاک یافتہ شد بعضی گفتند استخوان رمیمہ است، بالآخر آں خاک بجائے دیگر در زیر خاک نہادہ شد۔ آیا دریں حوض وضو کردن درست است یانہ۔ وبر کسے کہ چنیں کار اعظم برائے تائید دین کردہ است طعن وتشنیع کردن بحقارت نظر کردن شرعاً چہ حکم دارد؟

---

(۱) ای فی المربع باربعین وفی المدور بستة وثلاثین وفی المثلث من کل جانب خمسةعشرو ربعا وخمسا بذراع الکر باس ولو له طول لا عرض لکنه یبلغ عشر فی عشر جاز تیسیرا الخ والمختار ذراع الکر باس وهو سبع قبضات فقط الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۷۸ ج ۱ تا ص ۱۸۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۳) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۸۲ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۷ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اتنا گہرا ہو کہ چلو سے پانی اٹھایا جائے تو زمین نہ کھلے، والمعتبر فی العمق ان یکون بحال لا ینحسر بالا غتراف هو الصحیح (هدایه باب المیاه ص ۴۲ ج ۱) العمق وحده اور درمختار کی عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ صرف عمق کا اعتبار نہیں اس کے الفاظ یہ ہیں اذا المعتمد عدم اعتبار (دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۸۲ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۷) ظفیر.

(۳) حوض کا بچا ہوا پانی پاک ہے، اس لئے کہ اگر وہ حوض دہ دردہ نہ ہو تو بھی ماء مستعمل کے تھوڑا بہت گرنے سے ناپاک نہیں ہوا کماء مستعمل فبالاجزاء فان المطلق اک من النصف جاز التطهیر بالکل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۶۸. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر.

(جواب) وضو کردن از اں حوض جائز است واگر ثابت شود کہ آن خاک خاک عظام رمیمہ است تاہم بناء حوض در آن جا صحیح است وقبرستان موقوفہ بودن آں ازیں قدر ثابت نمی شود و بدظنی کردن بر مسلم بانی حوض حرام وناجائز است وفعل خیر مسلمی را محمول بر ریاء وسمعہ کردن از سوءظن بہ مسلم است کہ از نصوص قطعیہ حرام ست قال اللہ تعالیٰ یا یھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (۱) وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی (۲) الخ قال فی الدر المختار کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذابلی وصار توابا. زیلعی. (۳) فقط۔

دہ دردہ حوض میں ناپاک پانی ڈالا جائے تو وضو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۴ / ۱) حوض دہ دردہ میں پانی ایک ہاتھ یا اس سے زائد ہو۔ اگر ایسی حالت میں ناپاک کنویں میں سے پانی نکال کر اس حوض کو بھر دیا جائے تو پاک ہے یا ناپاک۔

دہ دردہ حوض

(سوال ۱۷۵ / ۲) اگر اس قیاس سے کہ حوض دہ دردہ دریا کے حکم میں ہے نجس شے کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا عمل کیا تو کیا کیا جاوے؟

(جواب) (او۲) پاک رہے گا۔ (۴) فقط۔

دہ دردہ سے کم حوض ہو اور بچہ پیشاب کر دے

(سوال ۱۷۶) جو حوض عشر فی عشر سے کم ہو اور عمق اس کا چار پانچ بالشت ہو اگر اس میں کوئی بچہ پیشاب کر دے یا اور کوئی نجاست گر جائے تو وہ مذہب احناف میں پاک ہے یا نہ؟

(جواب) موافق روایت عشر فی عشر کے جو کہ مختار اصحاب متون مرجح عند اہل الترجیح کصاحب الہدایہ وقاضی خاں وغیرہ ہے، حوض مذکور جو دہ دردہ سے کم ہے نجاست کے واقع ہونے سے ناپاک ہو جاوے گا اور عمق کا اعتبار نہیں ہے (یعنی صرف گہرائی کا اعتبار نہیں۔ ظفیر) کما فی الدر المختار اذا المعتمد عدم اعتبار العمق (۵) وفی ردالمحتار ولا یخفی ان المتا خرین الذین افتو بالعشر کصاحب الھدایۃ وقاضی خاں وغیر ھما من اھل الترجیح ھم اعلم بالمذھب منا فعلینا اتبا عھم الخ. (۶) فقط۔

---

(۱) الحجرات ع ۲. ۱۲ ظفیر. (۲) مشکوۃ المصابیح قبیل کتاب الا یمان ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۳۸ ۱۲ ظفیر.
(۴) ولا بماء راکدو قع فیہ نجس الا اذاکان عشرۃ اذرع فی عشرۃ اذرع ولا ینحسر ارضہ بالغرف فحکمہ حکم الماء الجاری (شرح وقایہ کتاب الطہارۃ ص ۸۲ ج ۱) ظفیر. (۵) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المیاہ قبیل مبحث الماء المستعمل ج ۱ ص ۱۸۲ . ط.س. ج ۱ ص ۱۹۷ . العمق کے بعد " وحدہ" کا لفظ بھی ہے ۱۲ ظفیر. (۶) رد المحتار باب المیاہ تحت قولہ لکن فی النہر الخ ص ۱۷۸ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۹۲ . ۱۲ . ظفیر.

ڈھکے ہوئے دہ دردہ حوض میں نجاست گر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۷) اگر حوض دہ دردہ لانبا چوڑا ہوئے اور اوپر چاروں طرف سے ڈھکا ہوا ہووے اور بیچ میں تھوڑا سا کھلا ہوا ہوتو اس حوض کے پانی سے وضودرست ہے یانہیں، اور اگر ایسے حوض میں نجاست گر جائے تو وضودرست ہے یانہیں؟

(جواب) اس حوض کے پانی سے وضودرست ہے، اور اگر چھت اس حوض کے پانی سے ملی ہوئی نہیں ہے تو نجاست کے گرنے سے پانی کا پلید نہ ہوگا اور وضو اس سے جائز ہے۔(۱) فقط۔

جاری حوض کا پانی پاک ہے

(سوال ۱۷۸) ہمارے قصبہ میں ایک چشمہ گرم مثل کنویں کے ہے جو بہت گہرا ہے لیکن پانی اوپر تک رہتا ہے، اس کے گرد تین پختہ حوض بنے ہوئے ہیں جو کہ دہ دردہ سے کم ہیں اور ان تینوں حوضوں میں اصلی چشمہ سے بذریعہ موری جو کہ رات دن جاری رہتی ہے پانی آتا رہتا ہے اور ان تینوں حوضوں سے بھی بذریعہ دوسری موریوں کے ہر وقت پانی باہر نکلتا رہتا ہے۔ ان حوضوں میں ہر وقت تقریباً ایک گز گہرا پانی رہتا ہے اور لمبائی چوڑائی ہر ایک حوض کی مختلف ہے، مگر چھوٹا حوض تقریباً چار گز چوڑا اور پانچ گز لمبا ہے ان تینوں حوضوں کا پانی نہانے اور پینے کے قابل ہے یانہیں؟

(جواب) ان حوضوں کا پانی پاک ہے اور جاری پانی کے حکم میں ہے اور نہانے اور پینے کے قابل ہے۔(۲) فقط۔

حوض کی مقدار

(سوال ۱۷۹) جس حوض کا طول وعرض عموماً چار اور تین گز ہوتا ہے اور گہرائی تقریباً دو گز ہوتی ہے، بسا اوقات اس سے چھوٹے حوض بھی ہوتے ہیں کسی کسی جگہ دو حوض بھی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں پہلے ایک میں کپڑے کو دھو کر دوسرے میں صفائی کی غرض سے ڈال کر نچوڑ لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ اکثر کپڑے نجس اور پلید ہوتے ہیں اور ان کی چھینٹیں اڑ کر دوسرے حوض میں بھی جا پڑتی ہیں اس لئے احتمال ہے کہ تمام پانی شرعاً پلید ہوجاتا ہے۔ اور ایسی حوض میں کپڑا دھونے سے پاک ہوجاتا ہے یانہیں؟

(جواب) حنفیہ کے مذہب کے موافق چھوٹا حوض جو دہ دردہ نہ ہو نجاست گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے، لہذا موافق مذہب حنفیہ کے جس چھوٹے حوض میں نجس کپڑا دھویا گیا اس سے کپڑا پاک نہ ہوگا۔(۳) لیکن عموم بلوی اور احتراز ممکن نہ ہونے کی صورت میں امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ کے مذہب کو پیش نظر رکھتے ہوئے طہارت پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، جیسا کہ پانی کے بارہ میں امام مالکؒ کے ہی مذہب کے موافق اکثر عمل درآمد ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) وکذا ایجوز براکد کثیر کذالک ای وقع فیہ نجس لم یرا ثرہ (درمختار) ای من طعم او لون اوریح (رد المحتار باب المیاہ ج ۱ ص ۱۷۶. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر. (۲) والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء ناز لا والغرف متدارک کحوض صغیرید خلہ الماء من جانب ویخرج من آخر یجوز التوضوء من کل الجانب مطلقا بہ یفتی (درمختار) ای سواء کان اربعا فی اربع اواکثر الخ (رد المحتار باب المیاہ ص ۱۷۵ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر. (۳) سئل عن فسقیہ صغیرہ الخ اما اذا وقعت فیہا نجاسۃ بتنجست لصغرہا (رد المحتار مطلب فی مسئلۃ الوضو من الفساقی ص ۱۲۸ ا. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(۴) اما القلیل فینجس وان لم یتغیر خلا فالمالک (درمختار) فان ماھو قلیل عند نا لا ینجس عندہ مالم یتغیرو القلیل ما تغیرو الکثیر بخلافہ (رد المحتار باب المیاہ ص ۱۷۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر.

جس حوض کا طول وعرض آٹھ گز ہے اس سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں اور شرعی گز کی مقدار کیا ہے

(سوال ۱۸۰) مالابدمنہ میں آب کثیر کی مقدار یہ لکھی ہے کہ جو حوض ۱۰ گز طول ۱۰ گز عرض اور ایک گز عمق میں ہو اس کا پانی آب کثیر کا حکم رکھتا ہے اس میں وضو جائز ہے اور عند المتأخرین اس پر فتویٰ ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر کسی حوض کا طول وعرض صرف آٹھ گز ہے یا کچھ کم وبیش ہے اور گہرائی میں اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں اسی قدر پانی کی مقدار ہو جاتی ہے جو دہ دردہ میں ہوتی ہے تو اس کا حکم آب کثیر کا ہوگا یا نہیں اور اس میں وضو وغسل جنابت جائز ہوگا کہ نہیں۔ اور یہ کہ گز شرعی کی مقدار بحساب فٹ وانچ کس قدر ہونی چاہئے؟

(جواب) طول وعرض دس گز ہونا موافق فتویٰ فقہاء متأخرین کے ضروری ہے، گہرائی کا زیادہ ہونا کچھ مفید نہیں ہے، گہرائی خواہ کتنی ہو، زیادہ یا کم اس کا اعتبار نہیں ہے، طول وعرض دس گز ہونا ضروری ہے۔ اور گز شرعی کی مقدار گز مروجہ بزاز ان سے دیکھی گئی ہے۔ تقریباً دس ساڑھے دس گرہ کا ہوتا ہے۔ جو قریب دو فٹ کے ہوگا قدرے کم۔ (۱) فقط۔

---

(۱) وان التقدير بعشر فى عشر لا يرجع الى اصل يعتمد عليه ورد ما اجاب صدر الشريعة لكن فى النهر وانت خبير بان اعتبار العشر اضبط ولا سيما فى حق من لا راى له من العوام فلذا افتى المتأخرون الا علام اى فى المربع باربعين الخ والمختار ذراع الكر باس، وهو سبع قبضات فقط الخ اذا المعتمد عدم اعتبار العمق وحده.(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ص ۱۷۷ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۹۲)ظفير.

فصل ثالث۔ مسائل کنواں

کسی جانور کا ایک حصہ کنویں میں گر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۱) نیمہ شارک مردہ غیر مذکاۃ (غیر مذبوحہ مینا) یا بعض آن از کل خود جدا شدہ ومنقطع گشتہ است در چاہ افتاد۔ آیا جملہ آب آں چاہ کشیدہ شود یا مقدار شارک (مینا) مردہ غیر منتفخہ؟ ونیز مردماں بفتویٰ بعضے ملایاں بعد کشیدن سی (۳۰) دلو آب آزاں چاہ می نوشند وطعام ازان پختہ می خورند حلال است یا حرام؟

(جواب) درصورت مسئولہ کشیدن مقدار جملہ آب آں چاہ لازم است وتاوقتے یہ کہ مقدار مذکورہ کشیدہ نشود نوشیدن ازان آب وطعام باآں پختہ خوردن ناجائز وحرام است۔ قال مولانا السید ابو السعود فی حاشیة المسکین معزیا الی الحموی وقطعة الحیوان فی الحکم کا لحیوان المتفسخ انتہیٰ۔ وقال فی رد المحتار لو وقع ذنب فارة ینزخ الماء کله . بحر وبه ظهر انه لو جرح الحیوان بلا تفسخ ونحوه ینزح الجمیع کما فی الفتح وان قطعة منه کنفسخه ولهذا قال فی الخانیة قطعة من لحم المیتة تفسده انتهی ما فی الرد. والمسئلة اظهر من الشمس .شامی جلد نمبر ۱ ص ۱۹۶ ۔

پس آنچہ بعض ملایان فتویٰ دادہ اند کہ بعداز کشیدن سی دلو آبش طاہر است، وباستعمال آوردہ شود محض ژاژ خائیدہ اند وعبث باد پیمائیدہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

پاک کنویں کے پانی کا استعمال امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہے

(سوال ۱۸۲) امام ابوحنیفہؒ نے کنواں کا پانی استعمال کرنا جائز کیا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو کنواں بقاعدہ شرعیہ پاک ہو اس کا پانی کھانے اور پینے اور وضو ونماز کے لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ تمام کتب فقہیہ میں مسائل آب بیاں ہوئے ہیں۔ (۱) فقط۔

جنبی کنویں میں اترے یا کنارے پر نہائے اور اس کے قطرات کنویں میں گریں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۳) اگر کنویں میں جنبی شخص اترا یا من پر بیٹھ کر نہایا اور قطرہ گیا تو پانی کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں پانی کنویں کا طاہر غیر مطہر ہے کہ ماء مستعمل ہے۔ قال الشامی فعلم ان المذهب المختار هذه المسئلة ان الرجل طاهر و الماء طاهر غیر طهور الخ (۲) اور قطرہ گرنے سے پانی چاہ کا ناپاک نہیں ہوتا۔ (۳) فقط۔

---

(۱) یرفع الحدث مطلقا بماء مطلق وهو ما یتبادر عند الا طلاق کماء سماء واودیته وعیون وابارو بحار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۱۲۵ ط.س. ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب المیاه تحت قوله والا صح انه طاهر ص ۱۸۷ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۲. ۱۲ ظفیر. (۳) جنب اغتسل فانتضح من غسله شئی فی انائه لم یفسد علیه الماء اذا کان یسیل منه سیلا نا افسده وکذا حوض الحمام علی قول محمد رحمه الله لا یفسده مالم یغلب یعنی لا یخرجه من الطهوریة کذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری باب ثالث فی المیاه وفصل ثانی ص ۲۲ ج ۱. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۳) ظفیر.

کنویں میں چڑیا گر کر پھول جائے تو پانی کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴) اگر کنویں میں چڑیا وغیرہ گر کر پھول جائے اور پھٹ جائے تو ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنے سے ناپاک کنواں پاک ہو جاتا ہے۔(۱) فقط۔

حرام پرندوں کی بیٹ کنویں میں پڑ جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۱۸۵) پاخانہ حرام پرندوں کا مثل زاغ وزغن وکرکس کے اگر کنویں میں گرے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں، اور اگر ناپاک ہوگا تو کتنا پانی نکالا جائے؟

(جواب) کنویں کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ حرام پرندوں کے پاخانہ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ لتعذر صونها عنه (۲)(درمختار) فقط۔

چھپکلی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۸۶) چھپکلی میں خون سائل ہے یا نہیں؟ اور چھپکلی کے کنویں میں گرنے اور مرنے اور سڑنے سے کیا حکم کیا جاوے گا؟

(جواب) چھپکلی میں خون سائل نہیں سمجھا گیا۔ البتہ اگر رنگ بدلتی ہو جیسا کہ گرگٹ کہ اس میں خون سائل ہے اس سے کنواں نجس ہوگا۔(۳) اور چھپکلی سے نہ ہوگا۔(۴) فقط۔

جس کنواں میں حلال خور اپنا ڈول ڈال لے وہ پاک ہے یا ناپاک:۔

(سوال ۱۸۷) خاکروب یعنی حلال خور اپنا ڈول جس کنویں میں ڈالتا ہے جو کہ اس کے گھر کا ہے، پھر بعد بھرنے پانی وہ ڈول اپنے گھر لے جاتا ہے، اسی طرح کرتا رہتا ہے آیا وہ چاہ پاک ہے یا نہیں۔ مسلمانوں کو اس کنویں سے پانی بھرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب)(دوسرے مفتی کا) حلال خور ایک بیچ قوم نجس ہے، پاک ہونے کی کوئی شرط ان کو معلوم نہیں ہے خداوند تعالیٰ مشرک کو نجس فرماتا ہے جو خود ناپاک ہوگا کب پاک کو معلوم کرے گا۔ وہ خود ناپاک اس کے برتن ناپاک، جو چیز مذہب اسلام میں حرام ہے ان کے نزدیک ایسا نہیں ہے اس لئے ڈول اس کا نجس ہوا، خدا جانے اس پر کیا کچھ ہوتا ہے،

---

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الكثير الخ او مات فيها الخ حيوان دموی غير مائی وانتفخ او تمعط او تفسخ الخ ينزح كل ما ئها الخ وقيل يفتى بمأ تين الى ثلث مائة وهذا ايسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۴ و ج ۱ ص ۱۹۸). ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱. ۲۱۲ ظفير. (۲) ولا نزح فی بول فارة فی الا صح ولا بحزء حمام وعصفورو كذا سباع طير فی الاصح لتعذر صونها عنه (درمختار) قوله فی الا يضاح راجع الی قوله وكذا سباع طير ای مما لا يو كل لحمه من الطيور (رد المحتار فصل البئر ص ۲۰۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۰) ظفير. (۳) اذا وقع فی البئر سام ابرص ومات ينزح منها عشرون دلوا فی ظاهر الرواية (عالمگری کشوری ماء الا بار ج ۱ ص ۱۸. ط. ماجديه ج ۱ ص ۲۰) ظفير.
(۴) الوزغة لو كبيرة لهادم سائل (رد المحتار باب المياه ص ۱۷۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) معلوم ہوا بڑی چھپکلی میں خون ہوتا ہے چھوٹی میں نہیں ۱۲۔ ظفیر۔

چاہے سگ پیشاب کر دے اس لئے اس چاہ کا پانی نہ برتنا چاہئے۔ یہی مطلب مبارک اس آیت کا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم الخ (ترجمہ) (تحقیق بزرگ تمہارا نزدیک اللہ تعالیٰ کے پرہیز گار تمہارے۔) جب قرآن شریف پرہیز کا حکم فرماتا ہے تو معلوم کرلو کہ کس بات میں پرہیز حاصل ہوتا ہے، وہ کنواں ناپاک ہے مسلمان پانی نہ برتیں، جب تک شرط پاک کرنے کی ادا نہ ہو۔ فقط انما یتقبل اللہ من المتقین .

(جواب) (از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ دار العلوم) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے، جب تک ناپاکی اس کے ڈول کی دیکھ نہ لی جاوے یا علم اس کا نہ ہو جاوے اس وقت تک کنویں کو ناپاک نہ کہیں گے الیقین لا یزول بالشک (۱) فقہ کا مسلم مسئلہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم.

مشرک جس کنویں سے پانی نکالے وہ پاک ہے یا ناپاک :۔

(سوال ۱۸۸ / ۱) اگر مشرک مسلمانوں کے چاہ سے اپنے برتن سے پانی نکالیں تو چاہ پاک ہے یا ناپاک؟

(۲) اگر چاہ پاک ہے تو انما المشرکون نجس کے کیا معنی ہوں گے؟

(جواب) (۱) مشرک اگر اپنے برتن سے چاہ سے پانی نکالے اور بظاہر اس برتن پر کچھ نجاست نہیں ہے تو پانی چاہ کا پاک ہے وہم نہ کرنا چاہئے۔ (الیقین لا یزول بالشک اشباہ جمیل الرحمن)

(۲) انما المشرکون نجس سے عقیدہ کی نجاست مراد ہے۔ فقط عزیز الرحمن (فی الخازن ج ۲ ص ۲۱۵ اراد بھذہ النجاسة نجاسة الحکم لا نجاسة العین سموا نجسا علی الذم لأن الفقھاء اتفقوا علی طھارة ابدانھم الخ جمیل الرحمن)

حرام مال سے جو کنواں تیار ہوا، اس کا کیا حکم ہے :۔

(سوال ۱۸۹) ایک عورت نے حرام کی کمائی یعنی سود سے روپیہ جمع کیا ہے اور اس روپے سے ایک کنواں بنوایا ہے اور ایک مسجد اس کنویں کے متصل ہی بنوائی ہے، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس کنویں سے پانی پینا اور وضو کرنا جائز نہیں ہے، اور مسجد بھی جائز نہیں ہے۔

(جواب) اس پانی سے وضو کر کے نماز ادا کی جاوے گی، نماز ادا ہو جاوے گی۔ فقط۔ (الماء طھور حدیث)

ہندو کے پانی نکالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا :۔

(سوال ۱۹۰) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندو مشرک دوکاندار اگر کنویں سے پانی نکالیں تو کنواں نجس عین ہوگا، بلکہ اس کے پانی سے نماز وغیرہ نہیں ہوتی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مشرک اپنے برتن سے جو کنویں سے پانی نکالنے کا مقرر کیا گیا ہو پانی نکالیں تو وہ کنواں پلید نہیں ہوتا؟

---

(۱) الاشباہ والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵. ۱۲ ظفیر.

(جواب) ہندو اگر برتن سے یا ڈول سے اس کنویں سے پانی نکالیں تو پانی چاہ کا پاک ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم فی الدین من حرج وقال اللہ وانزلنا من السماء ماء طھوراً۔ وقال علیه السلام الماء طھور الحدیث کتب فقہ میں مسطور ہے۔ کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا، پس اصل طہارت ماء کسی شبہ و وہم کی وجہ سے زائل نہ ہوگی فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ (ومع هذا لو اکل او شرب قبل الغسل (ای قبل غسل اوانی المشرکین) جاز الخ عالمگیری ج۴ ص ۲۲۶ جمیل الرحمن)

وہ کنواں جس میں دوا ڈالی جائے پاک ہے یا ناپاک:۔

(سوال ۱۹۱) کنویں میں آج کل دوائی ڈالی جاتی ہے اس پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب) وضو کرنا اس سے درست ہے۔ وتجوز الطهارة بالماء الی قوله والماء الذی یختلط به الاشنان او الصابون او الزعفران بشرط ان تکون الغلبة للماء من حیث الا جزاء بان تکون اجزاء الماء اکثر من اجزاء المخالط هذا اذا لم یزل عنه اسم الماء الخ کبیری ص۸۷۔

کنویں کے پانی سے کھانا پکایا، پھر کنویں سے مردہ جانور نکالا تو کیا کیا جائے۔

(سوال ۱۹۲) ایک مردہ مرغ چاہ سے نکالا گیا۔ نکالنے سے پہلے اس چاہ کے پانی سے طعام پکایا گیا، وہ طعام پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) جو پانی اس مردہ مرغ کے نکلنے اور دیکھنے سے پہلے چاہ سے نکالا گیا وہ پاک ہے اس سے جو طعام پختہ ہوا وہ پاک وحلال ہے، بعد دیکھنے مرغ مردہ کے چاہ ناپاک ہوا ہے اس کو نکال کر اگر پھولا پھٹا نہ ہو تو ساٹھ ڈول نکالے جاویں، استحباباً اور چالیس وجوباً یعنی چالیس ڈول نکالنا ضروری ہے اور ساٹھ تک نکالنا مستحب ہے (ویحکم بنجا ستها الیٰ قوله وقالا من وقت العلم فلا یلزمهم شئی قبله قیل وبه یفتیٰ (درمختار) قال الشامی صاحب الجوهرة وقال العلامة قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتاویٰ العتابی قولهما هو المختار (شامی ج ۱ ص ۲۲۶) ان اخرج الحیوان غیر منتفخ ومتفسخ ان کان کحما مة وهرة نزح اربعون من الدلاء وجوباً الی ستین ندباً جمیل الرحمن)

سانپ کنویں میں گر کر مر جائے:۔

(سوال ۱۹۳) سنا ہے کہ کنویں میں اگر سانپ گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا یہ صحیح ہے یا نہ؟

(جواب) اس میں یہ تفصیل ہے کہ سانپ اگر پانی کا ہے جس میں خون نہیں ہوتا اس کے مرنے سے پانی چاہ وغیرہ کا ناپاک نہیں ہوتا، اور اگر سانپ جنگلی ہے اور اس میں خون ہو تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے وضفدع الا بریاله دم سائل فیفسد فی الا صح لحیة بریة ان لهادم والا لا قوله کحیة بریة

اما مائیة فلا تفسد مطلقا الخ(۱) فقط۔

کھانا پکنے کے بعد کنویں سے مردہ مرغ نکلا:۔

(سوال ۱۹۴) ایک امیر کے یہاں بہت سے لوگوں کی ضیافت تھی جب کھانا تیار ہوگیا تو کنویں سے پانی منگایا۔ تو اس میں سے ایک مرغ مردہ نکلا اور اسی کنوں کے پانی سے تمام کھانا پکایا تھا لیکن مرغ میں کسی قسم کا تفسخ یا تنفخ اس کے جسم میں نہ تھا ایک مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ کھانا پلید ہے جانوروں کو ڈال دیا جاوے دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ اگر چہ فتویٰ مولوی صاحب موصوف کا علی مذہب الامام درست ہے مگر چونکہ اس میں از حد تضیع مال اور حرج عظیم آتا ہے، ایسے موقع میں فتویٰ علی قول الصاحبین دینا چاہئے۔ اس صورت میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہونا چاہئے یا صاحبین کے قول پر؟ اور وہ کون سی ضرورت ہے جہاں مقلد کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا درست ہے؟

(جواب) اس بارہ میں دوسرے امام صاحب کا قول صحیح ہے جنہوں نے صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے، کیونکہ بہت سے فقہاء وعلماء نے اس بارہ میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور کتب فقہ میں اس کا مفتی بہ ہونا مصرح ہے۔(۲) شامی میں ہے وقال العلامة قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتاویٰ العتابی قولهما هو المختار ج ۱ ص ۱۳ ۲ اور شرح منیہ میں ہے، وقالا لیس علیهم اعادة شئ مما صلوه بالوضوء منها ولا غسل شئی مما اصابه مائها حتیٰ یتحققوا متی وقعت حملا علی انها وقعت تلک الساعة فما تت او كانت میتة فوقعت بریح اوغیره وذلک لان الحوادث تضاف الیٰ اقرب الا وقات عند الا مکان والیقین لا یزول بالشک والطهارة کانت متیقنة وقع الشک فی زوالها قبل الا طلاع الخ(۳) اس سے قوت دلیل صاحبینؒ معلوم ہوئی وقد قال فی الدر المختار وصحح فی الحاوی القدسی قوة المدرک الی الدلیل (۴) باقی یہ کہ مذہب غیر پر کس وقت فتویٰ دیا جاتا ہے یعنی باقی ائمہ ثلثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ وامام احمد کے قول پر فتویٰ کس صورت میں درست ہے تو اس میں ہم مقلدین کو انہی مواقع میں فتوی دینا جائز ہے جن مواقع میں فقہاء سے تصریح ہے جیسا کہ زوجہ مفقود کے بارہ میں یا عدۃ ممتدۃ الطہر کے بارہ میں یا اور جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی مل جائے فقط۔

کنویں میں ناپاک بھنگی گر کر مر گیا تو کنواں کس طرح پاک ہوگا:۔

(سوال ۱۹۵) ایک چاہ چشمہ دار میں دو ڈھائی بانس پانی ہوگا۔ ایک بھنگی جس کا بدن اور کپڑے نجس تھے گر کر مر گیا دوسرے روز اس کو نکالا گیا۔ اب کس قدر پانی نکالنے کے بعد چاہ مذکور پاک ہوگا؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.
(۲) ویحکم بنجا ستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم والا فمذ یوم ولیلة ان لم ینتفخ ولم یتفسخ الی قو له وقالا من وقت العلم فلا یلزمهم شئی قبله قیل وبه یفتی (الدر المختار ج ۱ ص ۲۱۲. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.
(۳) دیکھئے غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی ص ۱۵۸. ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی طبقات المسائل ج ۱ ص ۶۵. ط.س. ج ۱ ص ۷۱. ۱۲ ظفیر.

(جواب) اس صورت میں دوسو (وجوباً) سے تین سو (استحباباً) ڈول تک پانی نکالنے سے چاہ پاک ہوگا۔ جزم به فی الکنز والمتقی وهو مروی عن محمدؒ وعلیه الفتویٰ خلاصه وتاتار خانیه عن النصاب وهو المختار معراج عن العتابیة وجعله فی العنایةروایة عن الامام وهو المختار والا یسر کما فی الا ختیار وافاد فی النهر ان المأ تین واجبتان والمأة الثالثة مندو بة الخ شامی.(۱)فقط۔

پانی کا مینڈک کنویں میں مر جائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۱۹۶) کنواں جو دہ در دہ نہ ہوایسے کنویں میں مینڈک اگر مر کر پھول جائے اوراس میں بد بو بھی پیدا ہو جائے، لیکن ریزہ ریزہ نہ ہو درآنحالیکہ وہ مینڈک پانی ہی کا ہو، یعنی پانی ہی میں پیدا ہوتا ہے اور پانی ہی میں پلتا ہے، اور پانی ہی میں رہتا ہے تو اس کنویں کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

(جواب) کسی چاہ میں اگر مینڈک پانی کا مر کر پھول جائے تو پانی اس کا ناپاک نہیں ہوتا۔ اس سے وضو کرنا اور پینا درست ہے اور اگر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے تب بھی وضو اس سے درست ہے البتہ پینا اس کا جائز نہیں ہے کمافی الدر المختار ویجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فیه غیر دموی ومائی المولدکسمک وسرطان وضفدع فلو تفتت فیه نحوه ضفدع جاز الوضؤ به ولا یشربه لحرمته الخ .(۲)فقط۔

جس کنویں میں کتا گر کر مر گیا اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے:۔

(سوال ۱۹۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک کتا چاہ مسجد میں گرا جس میں پانی بیس ہاتھ سے زیادہ ہے اور کتے کو گرے ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا، اس چاہ میں جھام لگوائی۔ ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو کر نکلیں، احتمال ہے کہ ضرور اس میں ہڈیاں کتے کی باقی ہوں گی اور پانی بھی دو ہاتھ کم ہو گیا تھا، بالکل تمام پانی نہیں نکل سکتا۔ اب شریعت کا کیا حکم ہے؟ کس طرح وہ چاہ پاک ہوسکتا ہے؟ پانی اس کا خوب نکلوا دیا جائے اور ہڈیاں باقی رہ جاویں تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب) ایسے چاہ کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے اس چاہ کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جاوے کہ اس کتے کی ہڈیاں و گوشت و پوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے۔ اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ چھ مہینے تک اس کو چھوڑ دیا جاوے اس کے بعد کل پانی اس کا نکال دیا جاوے اور کل پانی نکالنا دشوار ہو بوجہ چشمہ دار ہونے چاہ کے تو دوسو ڈول سے تین سو ڈول تک نکالنے سے چاہ پاک ہو جاوے گا۔ کما فی الدر المختار ینزح کل مائها بعد اخراجها الا اذا تعذر کخشبة او خرقة متنجسة فینزح الماء الی حد لا یملاء نصف الدلو یطهر الکل تبعاً الخ (۳)فی الشامی واشار بقوله متنجسة الی انه لا بد من اخراج عین النجاسة کلحم میتة وخنزیر الخ قلت فلو تعذر ایضاً ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیها فعجز واعن اخراجه فما دام فیها

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار مجتبائی باب المیاه ص ۱۳۵ ج ۱ . ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ . ۱۲ ظفیر.

فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة اشهر الخ شامی (۱) جب کہ علت طہارت استحالہ ہے یعنی مٹی گارا ہو جانا اس جانور کا تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کے لئے بقدر چھوٹے اور بڑے ہونے کے مدۃ مختلف ہوگی، اور یہ صورت بھی طہارت آب چاہ ہو سکتی ہے کہ جھام لگا کر اس کی مٹی نکلوائی جائے تو جب بظن غالب ہڈیاں اس کی نکل جاویں اور گوشت و پوست کا گارا مٹی ہو جانا معلوم ہو جائے پانی اس کا نکلوا دیا جائے، پانی پاک ہو جاوے گا۔ فقط۔

کیا کنویں کو پاک کرنے کے لئے پے در پے پانی نکالنا ضروری ہے:۔

(سوال ۱۹۸) کنواں ناپاک ہونے کے وقت پے در پے ڈول نکالے یا بتدریج؟

(جواب) پے در پے نکالنا شرط نہیں۔ فقط۔ (۲)

چشمہ دار ناپاک کنویں کی پاکی کا طریقہ:۔

(سوال ۱۹۹) ایک چاہ چشمہ دار ہے جتنا پانی نکالتے ہیں اتنا ہی آ جاتا ہے، یہ چاہ پلیدی گر کر نجس ہو گیا تو کل پانی نکالا جاوے گا یا کیا؟

(جواب) اول اس نجاست کو چاہ سے نکال لیا جاوے اس کے بعد تین سو ڈول اس چاہ سے نکال دیئے جاویں باقی پانی پاک ہو جاوے گا فتویٰ اسی پر ہے تمام پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) اور متفرق ڈولوں کا نکالنا بھی درست ہے۔ (۴) فقط

ناپاک کنویں کا پانی اگر وقفہ دیگر کئی بار کر کے نکالا جائے تو پاک ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۲۰۰) نجس کنویں کے پانی نکالنے میں اگر وقفہ کیا جائے یعنی تھوڑا تھوڑا پانی چند مرتبہ نکالا جائے تو کنواں پاک ہوگا یا نہیں، یا ایک دم سے پانی نکالنا ضروری ہے۔ بہشتی زیور میں ہے کہ جس قدر پانی نکالنا ضروری ہو، چاہے ایک دم سے نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کئی دفعہ کر کے نکالیں ہر طرح کنواں پاک ہو جاوے گا۔

(جواب) مذہب صحیح و مختار کے موافق ایک دم سے تمام پانی جس قدر کہ نکالنا واجب تھا نکالنا ضروری نہیں ہے، توقف سے کئی دفعہ کر کے بھی درست ہے جیسا کہ بہشتی زیور میں ہے شامی میں ہے علی انه لا يشترط التوالي وهو المختار الخ. (۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) اذا وقعت نجاسة فی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزح کل مائها بعد اخراجه الخ ولو نزح بعضه ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح (در مختار) ومثله فی الخانية وهو مبنی علی انه لا یشترط التوالی وهو المختار کما فی البحر والقهستانی (رد المحتار فصل فی البئر. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲) ظفیر. (۳) وان تعذر نزح کلها لکونها معینا فبقدر ما فیها وقت ابتداء النزح قاله الحلبی یوخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة وهذا ایسر و ذاک احوط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ و ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفیر.

(۴) ولا یشترط التوالی وهو المختار کما فی البحر والقهستانی (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۵) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفیر۔

پرندوں کی بیٹ وغیرہ کنویں میں پڑ جائے تو کیا حکم ہے :۔

(سوال ۲۰۱) ایک کنواں جس پر ایک پیپل کا بہت بڑا درخت واقع ہے اس کے اوپر ہر وقت جانور مثل چیل وکوا وغیرہ کے بیٹھے رہتے ہیں، اور غلاظت وغیرہ اور جانوروں کی ہڈیاں وچھیچڑے وہیں کنویں میں پھینک دیتے ہیں یہ کنواں پاک ہے یا ناپاک، اور اس سے وضو کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) جب تک کوئی نجاست اس کنویں میں دیکھ نہ لی جاوے، اس وقت تک حکم ناپاکی آب کا نہیں ہوسکتا، اور وضو اس سے درست ہے اور نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

بچوں کی کپڑے کی گیند کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں :۔

(سوال ۲۰۲) کپڑے کی گیند سے جو بچے کھیلتے ہیں وہ اکثر پلیدی میں مثل نالی وغیرہ کے گرتی رہتی ہے جو نجس بھی ہوجاتی ہے اگر وہ کنویں میں گر پڑی اور ڈوب گئی اور نیچے جا بیٹھی تو کنواں کس طرح پاک ہوگا؟

(جواب) جب تک اس گیند کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو اور نجاست لگنا اس کو خاص دیکھا نہ گیا ہو اس وقت تک کنویں کے پانی کو ناپاک نہ کہا جاوے گا جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے الیقین لا یزول بالشک پس شک سے حکم نجاست کا نہ کیا جاوے گا۔(۲) فقط۔

مینڈک کے کنویں میں مر جانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں :۔

(سوال ۲۰۳) مینڈک اگر چاہ میں مر جائے اور اس کی انگلیوں میں پردہ نہ ہو تو وہ ناپاک ہو جائے گا یا نہ اور خورد و کلاں میں کچھ فرق ہے یا نہ، سوائے اس پردہ کے اور کوئی علاقہ بھی ہے؟

(جواب) دم سائل اگر اس میں ہو تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں۔ فی الدر المختار وضفدع الا بریا له دم سائل وهو مالا سترة له بین اصابعه الخ .(۳) فقط۔

چوزہ کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں :۔

(سوال ۲۰۴) چوزہ مرغی کا یا چڑیہ کا جو ایک دو روز کا ہو یا مردہ پیدا ہو چاہ کو ناپاک کر دے گا یا نہ؟

(جواب) ناپاک ہوجائے گا۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولا نزح فی بول فارة فی الا صح ولا بخرء حمام وعصفور کذ اسباع طیر فی الا صح لتعذر صونها عنه (الدر المختار علی هامش ردالمختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۲۰۳) الیقین لایزول بالشک (الا شباه والنظائر ص ۷۵ قاعده ثلثة) ۱۲ ظفیر.

(۲) الیقین لا یزول بالشک ودلیلها مارواه مسلم عن ابی هریرة مر فوعا اذا وجد احدکم فی بطنه شیئا فاشکل علیه أ خرج منه شئی ام لا فلا یخر جن من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحا (الا شباه والنظائر) قیل هذه ' ..القاعدة تد خل فی جمیع ابواب الفقه والمسائل المخرجة علیها تبلغ ثلاثة ارباع الفقه اواکثر (شرح حموی الفن الا ول القاعد الثالثة ص ۷۵) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۱۸۵ .۱۲ ظفیر.

(۴) وان کان کحما مة وهرة نزح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین الخ ندبا کما ان مابین دجاجة وشاة کد . جا جة الخ ویحکم بنجا ستها مغلظة من وقت الو قوع ان علم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۹ ج ۱ و ص ۲۰۱ .ط.س.ج ۱ ص ۲۱۶) ظفیر.

کنویں میں چوہا گر کر مر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۵) جس کنویں میں چوہا وغیرہ گر کر مر جائے اور اس کو نکال دیا جاوے لیکن پانی بالکل نہ نکالا جاوے تو وہ کنواں ہمیشہ ناپاک رہے گا یا کچھ مدت کے بعد پاک ہو جاوے گا۔ بعض ہندوؤں کی بستی میں ایسا ہی ہوتا ہے؟

(جواب) بدون پانی نکالنے کے پاک نہ ہوگا، لیکن اگر ہندو اس کنویں سے پانی بھرتے رہیں تو جس وقت اندازاً اس قدر ڈول نکل جاویں جس قدر کہ لازم تھے تو وہ کنواں پاک ہو جاوے گا۔ کیونکہ متفرقاً پانی نکلنا بھی موجب طہارت ہے، پھر مسلمانوں کو بھی اس سے پانی بھرنا اور استعمال کرنا درست ہے۔(۱) فقط۔

کافر ناپاک کپڑوں میں کنویں کے اندر اترے تو کنویں کا پانی ناپاک ہو گیا:۔

(سوال ۲۰۶) اگر کوئی کافر مع نجس کپڑے کے کنویں میں داخل ہوا اس کے پانی کا کیا حکم ہے؟

(جواب) اس کا پانی نکالنا چاہئے، پانی نکالنے سے وہ کنواں پاک ہوگا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتویٰ ہے۔(۲) فقط۔

مردہ مینڈک کنویں سے نکلا مگر یہ معلوم نہیں کہ بری ہے یا بحری تو کیا کیا جائے:۔

(سوال ۲۰۷) مردہ مینڈک اگر چاہ سے نکلے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں۔ دم سائل کی کیا نشانی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں؟

(جواب) مینڈک بری اور بحری کی شناخت درمختار میں یہ لکھی ہے کہ جس کی اصابع کے درمیان سترہ یعنی کھال ہو وہ بری ہے کہ اس میں دم سائل ہوتا ہے اس کے مرنے سے پانی قلیل نجس ہو جاتا ہے یعنی کنواں بھی نجس ہو جائے گا اور مینڈک دریائی کے مرنے سے نجس نہ ہوگا اور وہ وہ ہے کہ اس کی اصابع کے اندر سترہ نہ ہو اور اصابع علیحدہ علیحدہ ہوں اور دم سائل ہونا نہ ہونا بڑے چھوٹے ہونے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ وضفدع الا بر یا له دم سائل وهو ما لا سترة له بين اصابعه فيفسد فى الا صح الخ.(۳) فقط۔

چھپکلی گر کر مر جائے یا پھول پھٹ جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا:۔

(سوال ۲۰۸) کنواں چھپکلی کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں اور پھولنے پھٹنے کے بعد کتنے ڈول نکالے جاویں۔

(جواب) چھپکلی اگر بڑی ہو کہ اس میں خون ہو مثلاً گرگٹ کی طرح تو اس کے مرنے سے پانی کنویں کا ناپاک ہو جاتا

---

(۱) وان كان كعصفور و فارة فعشرون الى ثلاثين كما مر الخ ويحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم (درمختار) لا يشترط التوالى وهو المختار (رد المحتار فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۲ و ج ۱ ص ۱۹۹). ط.س. ج ۱ ص ۲۱۶. ۲۱۲ ظفير.

(۲) ان الكافر اذا وقع فى البئر وهو حى نزح الماء الخ لانه لا يخلو من نجاسة حقيقة او حكمية الخ (رد المحتار فصل فى البئر ص ۱۹۷ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه جلد اول ۱۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵. ۱۲ ظفير.

ہے اس کو پہلے نکال کر پھر بیس، تیس ڈول نکال دیئے جاویں پانی پاک ہو جاوے گا۔ اور اگر اس میں خون نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن احتیاطاً بیس تیس ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ (۱) فقط۔ (اور اگر بڑی چھپکلی گر کر پھول یا پھٹ جائے، تو کل پانی نکالنا ضروری ہے۔ (۲) ظفیر۔

بکری یا بلی کنویں میں گرے اور پیشاب کر دے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۰۹) ایک کنویں میں بکری گر گئی، یا کتا یا بلی گر گئی اور اس نے پیشاب کر دیا تو اس کنویں کا کس قدر پانی نکالا جائے؟

(جواب) اس چاہ کا تمام پانی نکالنا لازم ہے، لیکن فقہاء نے بجائے تمام پانی کے تین سو ڈول نکالنے کو جائز فرمایا ہے، پس اسی قدر یعنی تین سو ڈول کافی ہیں، باقی پانی پاک ہو جاویگا۔ (۳) فقط۔

کنویں میں کتا گرا اور زندہ نکال لیا گیا تو کتنا پانی نکالا جائے گا:۔

(سوال ۲۱۰) اگر کتا چاہ مسجد میں زندہ گر جائے اور فوراً ہی زندہ نکال لیا جائے تو اب چاہ کس قدر پانی نکالنے سے پاک ہو سکتا ہے۔ پانی چاہ میں بہت ہے تمام پانی نکالنا نہایت دقت کا باعث ہے؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنے سے، اس صورت میں چاہ پاک ہو جاوے گا۔ (۴) فقط۔

بارش کے زمانہ میں گلی کوچہ کا پانی کنویں میں گرے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۱) مکانوں اور گلی کوچوں کا پانی جو بارش میں پڑتا ہے اور وہ بہہ کر اگر کسی کنویں میں گرے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں۔ کتاب چشمۂ فیض میں گلی کوچہ کے پانی کو غلیظ اور نجس قرار نہیں دیا؟

(جواب) بارش کا پانی جو گلی کوچہ میں بہہ کر آوے اور سب نجاستوں کو بہا دیوے، بے شک وہ پاک ہے کما بین فی کتب الفقہ۔ (۵) فقط۔

---

(۱) وضفدع الا بريالہ دم سائل وهو مالا سترةله بين اصابعه فيفسد فى الاصح كخية برية (در مختار) وكالحية البرية الو زغة لو كبيرة لهادم سائل منيه (رد المحتار باب المياه ص ۱۷۱ ج ۱ ط.س.ج ا ص ۱۸۵) ظفير.

(۲) اذا وقعت نجاسة الخ او مات فيها الخ حيوان دموى غير مائى وانتفخ او تمعط او تفسخ الخ ينزح كل مائها الذى كان فيها وقت الوقوع بعد اخراجه (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى البر ج ا ص ۱۹۴ ط . س . ج ۳ ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲) ظفير. (۳) اذا وقعت نجاسة الخ فى بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها الخ وان تعذر فبقدر ما فيها الخ وقيل يفتى بمائتين الى ثلثمائة وهذا ايسر وذلک احوط (الدر المختار على هامش ردالمحتار (فصل فى البئر ج ا ص ۱۹۴ ط.س.ج ا ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲ ...... ۲۱۴) ظفير.

(۴) وان تعذر نزح كل مائها فبقدرما فيها الخ وقيل يفتى بمائتين الى ثلث مائة وهذا ايسر وذالک احوط (الدر المختار على هامش ردالمحتار فى البئر ج ا ص ۱۹۷ و ج ا ص ۱۹۸ ط.س.ج ا ص ۲۱۴ ...... ۲۱۵) ظفير.

(۵) المطر ما دام يمطر فله حكم الجريان حتى لو اصاب العذرات على السطح ثم اصاب ثوبا لاينتجس الا ان يتغير (عالمگيرى كشورى ص ۱۵ ج ا ط. ماجديه ج ا ص ۱۷) ظفير.

کچھوا کنویں میں مرجائے تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۱۲) سنگ پشت کہ درچاہ دائماً می ماند اگر درچاہ بمیرد آب رانجس می کند یانہ۔ اگرنجس میکند بکدام دلیل کہ دم مسفوح میدارد وآں دم سائل است کہ درحقیت دم است کہ بآفتاب بعد خشک شدن سیاہ میشود، یارطوبت مثل دم دارد مانندمک کہ بعد خشک شدن سفید می شود۔ وجواب ایں امر چہ طور است اذا الد موی لا یسکن الماء لمنا فاة بین طبع الماء والدم۔ وجواب ایں امر چہ طور است کہ کلب الماء باتفاق شروح ومتون موت آن آب رانجس نمی کند۔ باوجود یہ کہ توالداو بیرون از ماء درحجر برکنارۂ آب می باشد۔ سنگ پشت اگر آب رانجس نمیکند مانند کلب الماء والسرطان وخنزیر الماء والضفدع والضفدع البحری۔ پس دلیل آں تحریر فرمایند کہ بکدام دلیل دم مسفوح نمی دارد وفرق درمیان بری وبحری کدام ست، چنانچہ در ضفدع فرق کردہ اند وعلامہ شامی حیوان راسہ قسم کردہ بری وبحری، بری بحری، پس سنگ پشت مانند طیر الماء است؟

(جواب) قال فی الدر المختار ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیرہ الخ قولہ ومائی مولد عطف علی قولہ غیر دموی ای مایکون توالدہ ومثواہ فی الماء سواء کانت لہ نفس سائلۃ اولا فی ظاھر الروایۃ بحر عن السراج ای لان ذلک لیس بدم حقیقۃ وعرف فی الخلاصۃ المائی بما لو استخرج من الماء یموت من ساعتہ وان کان یعیش فھو مائی وبری فجعل بین المائی والبری قسما اخر وھو مایکون مائیاً وبریاً لکن لم یذکر لہ حکم علیحدۃ والصحیح انہ ملحق بالمائی لعدم الدمویۃ شرح المنیۃ اقول والمراد بھذا القسم الا خرما یکون توالدہ فی الماء ولا یموت من ساعتہ لو اخرج منہ کالسرطان و الضفدع الخ شامی جلد ۱ (۱)
پس از عبارات مذکورہ واضح است کہ حکم سلحفاۃ آبی ہمیں است کہ موت اودرآب آب رانجس نمی کند۔ فقط۔

کنویں کی ناپاکی کے علم سے پہلے جو پانی استعمال کیا گیا، اس کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۱۳) کنویں کی ناپاکی معلوم ہونے سے قبل جو اس پانی سے وضو اور غسل وغیرہ کیا تھا اور اس کا پانی جو کپڑے یا مصلے یا برتن کو لگا تھا وہ سب ہی ناپاک ہوجاتے ہیں یا جس طرح کنویں کے پاک ہونے سے رسی ڈول اور کنویں کی دیوار سب پاک ہوجاتے ہیں اسی طرح بدن پر کا کپڑا وغیرہ پاک ہوجاتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) چاہ کے ناپاک ہونے کے معلوم ہونے سے پہلے جو پانی اس سے نکالا گیا وہ بقول مفتی بہ پاک ہے اور نماز اس سے درست ہے۔ (۲) فقط۔

سام ابرص کنویں میں گر کر مرجائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟:۔

(سوال ۲۱۴) اگر چھپکلی کنویں میں مرجاوے تو اس کا کیا حکم ہے اور وہ سام ابرص میں داخل ہے یا نہ اور دونوں میں کیا

---

(۱) رد المختار باب المیاہ جلد اول ج ۱ ص ۱۷۰ وج ۱ ص ۱۷۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۸۵ . ۱۲ ظفیر.
(۲) ویحکم بنجاستھا مغلظۃ من وقت الوقوع ان علم والا فمذ یوم ولیلۃ ان لم ینتفخ ولم یتفسخ وھذا فی حق الو ضؤ والغسل الخ اما فی حق غیرہ کغسل ثوب فیحکم بنجا ستہ فی الحال الخ وقالا من وقت العلم فلا یلزمھم شئی قبلہ قیل وبہ یفتی (درمختار) قولہ قیل وبہ یفتی قائلہ صاحب الجوھرۃ و قال العلامۃ قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتوی العتا بی قولھما ھو المختار الخ وصرح فی البدائع بان قولھما قیاس وقولہ استحسان وھو الا حوط فی العبادات (رد المحتار فصل فی البئر جلد اول مطلب فی تعریف الاستحسان ج ۱ ص ۲۰۲ و ج ۱ ص ۲۰۳ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.

فرق ہے؟ فقط۔

(جواب) اگر چھپکلی بڑی ہو کہ اس میں دم سائل ہو تو پانی کنویں کا ناپاک ہو جاوے گا۔ ورنہ نہیں اور سام ابرص اور چھپکلی کا ایک حکم ہے۔(۱) فقط۔

ناپاک کنویں کی پاکی میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ:۔

(سوال ۲۱۵) طہارت بیر میں امام محمدؒ کا فتویٰ جو تین سو ڈول کا ہے اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا احناف کو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) قال اللّٰہ تعالیٰ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔پس(۲) جب کہ امام محمدؒ کے قول میں یسر ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے تو بوجہ یسر کے اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا جائز ہے۔(۳) فقط۔

سلحفاۃ (کچھوا) کی تحقیق:۔

(سوال ۲۱۶) جواب مسئلہ سلحفاۃ بحری مستنبط از عبارت درمختار و شامی در باب المیاہ ص ۹۳ کہ آب قلیل را نجس نمی کند۔ رسید امید کہ حق ازیں بیروں نباشد۔ رائے بندہ نیز ہمیں است، چرا کہ در حیوان مائی کہ دوام سکونت در ماء دارد۔ دم مسفوح نمی باشد کما ھو المقرر کہ درمیان طبیعت ماء و دم تخالف است مگر یک خدشہ عسیر الحل باقی است۔

(خدشہ) قال العلامۃ الدمیری حیوۃ الحیوان فی بیان سلحفاۃ البریۃ وھذا الحیوان یبیض فی البر فما نزل منہ فی البحر کان لجاۃ وما استمر فی البر کان سلحفاۃ ثم قال بعد اسطر السلحفاۃ البحریۃ اللجاۃ وستاتی فی باب الدم انتھیٰ۔

ازیں ظاہر است کہ توالد بری و بحری بیرون از ماء است، پس مائی المولد نہ شد و مائی المعاش شد مثل طیر الماء۔ وعبارت شامی بعد اقول والمراد بھذا القسم الاخرما یکرن توالدہ فی الماء ولا یموت من ساعتہ الخ ثبت خلاف مدعا شد۔ نہ ثبت مدعاء جناب در ایماء ناقص بندہ۔ وایں ہم مسطور است کہ توالد کلب الماء و تمساح نیز بیرون از آب است در تمساح نوشتہ اند بیرون توالد میکند۔ ہر چہ در آب آمد تمساح شود و ہر چہ در خشکی ماند سقنقور گردد۔ وعبارت در مختار و مائی المولد ولو کلب الماء وخنزیرہ چگونہ صحیح باشد کہ کلب الماء مائی الولد بموجب مشہور نیست۔ علت را گردیدہ میشود کہ ہر کہ دوام سکونت زیر سطح آب روز و شب میدارد مثل لجاۃ کہ در چاہ ہمیشہ زیر آب سکونت می تواں کرد پس لجاۃ دم مسفوح ندارد و آب را نجس نہ کند کہ درمیان طبیعت آب و دم تخالف است بخلاف طیر الماء۔ ایں چنیں معیشت

---

(۱) وکذا الوزغۃ اذا کانت کبیرۃ ای بحیث یکون لھادم فانھا تفسد الماء (غنیۃ المستملی ص ۱۶۴) ظفیر۔

(۲) المشقۃ تجلب التیسیر والاصل فیھا قولہ تعالیٰ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وقولہ تعالیٰ وما جعل علیکم فی الدین من حرج وفی الحدث احب الدین الی اللّٰہ تعالیٰ الحنیفۃ السمحۃ، قال العلماء یتخرج علی ھذہ القاعدۃ جمیع رخص الشرع وتخفیفاتہ (الاشباہ والنظائر ص ۹۵ و ۹۶) ظفیر۔

(۳) وقیل یفتی بمأتین الی ثلثمائۃ وھذا ایسر (الدر المختار) جزم بہ فی الکنز والملتقی وھو مروی عن محمدؒ وعلیہ الفتویٰ خلاصۃ وتاتار خانیہ عن النصاب وھو المختار معراج عن العنابیۃ وجعلہ فی العنایۃ روایۃ عن الامام وھو المختار والایسر کما فی الاختیار وافاد فی النھر ان المائتین واجبتان والمائۃ الثالثۃ مندوبۃ (ردالمحتار فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸۔ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر۔

وسکونت در آب نمی دارند از سطح اعلیٰ آب روئے اوشاں ہمیشہ یا اکثر بیروں می باشد۔ دوام سکونت زیر سطح آب نمی دارد۔ ثم الدليل على كون الدم معد وما فى الحيوانات التى يسكن فى الماء دوام سكونها فى الماء لان الدموى يسكن فى الماء لمضادة بين الماء والدم مستخلص شرح کنز۔ اگر قاعدہ در المختار وشامی وغیر ہما مائی المولد را دیدہ میشود۔ پس لحاظ آب قلیل را نجس خواہد نمود۔

(جواب) مولوی صاحب مکرم دام فضلکم۔ بعد سلام مسنون آنکہ انچہ علامہ دمیری در حیات الحیوان در بیان سلحفاۃ بری نقل کردہ است جواب ازاں این است کہ ممکن است قسمے از سلحفاۃ بحری چناں باشد کہ توالد وسکونتش ہمیشہ در آب باشد پس دوام سکونت در آب اگر در حیوانے مشاہد خواہد شد حسب دلیل مستخلص شرح کنز آں را دموی نہ خواہند شمرد۔ واز احتمال خلاف ایں دلیل منقوض نہ خواہد شد وہمیں تقریر در کلب الماء وخنزیر الماء جاری خواہد شد۔ فقط۔

کتا کنویں میں گر جائے تو پانی نکالا جائے گا یا نہیں:۔

(سوال ۲۱۷) اگر سگ در چاہ افتد اگر چہ عمیق باشد وشبوتے ہرگز نمی شود کہ روئے آں سگ در آفتاب افتادہ است یا نہ یک فردی گوید کہ ایں حالت شکے است حکم نجس آب نہ ہم احتیاطاً چند دلو از آب بیروں بکنید دوم نرمی گوید کہ ہمہ آب بیروں بکنید دریں صورت صحیح امر چیست؟

(جواب) دریں صورت احتیاط در اخراج آب چاہ است (۱) وفتویٰ برین است کہ بجائے جمیع آب چاہ سہ صد دلو معروف خارج کردن چاہ را پاک میکند کما ہو قول الصاحبینؒ فقط۔ (۲)

ناپاک کنویں میں ڈول ڈالا گیا تو ڈول کا کیا حکم ہے؟:۔

(سوال ۲۱۸) ایک کنویں میں حسب معمول پانی کے لئے ڈول ڈالا گیا۔ لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا کہ کنواں کسی جانور کے گر جانے سے پلید ہو گیا ہے تو وہ ڈول ناپاک ہوا یا نہیں۔ یہ ڈول دوسرے کنویں میں ڈالا گیا تو وہ پاک رہا یا نہ؟

(جواب) سوال کی اس عبارت سے "لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا الخ" واضح ہے کہ چاہ کی ناپاکی کا علم بعد کھینچنے ڈول کے ہوا، لہذا بقول صاحبینؒ جو کہ مفتی بہ ہے وہ ڈول اور پانی جو کہ پہلے علم نجاست سے نکالا گیا پاک ہے۔ درمختار میں ہے وقالا من وقت العلم الخ فلا يلزمهم شئى قبله الخ (۳) یعنی صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ چاہ کی نجس ہونے کا حکم وقت علم کے دیا جاوے گا اور جو پانی پہلے نکل چکا وہ پاک ہے لہذا ڈول بھی پاک رہا۔ فقط۔

مٹی کے نئے لوٹوں میں اگر کنویں کا ناپاک پانی ڈالا جائے تو وہ کس طرح پاک ہوں گے:۔

(سوال ۲۱۹) پنجاب میں جو کنویں ہوتے ہیں ان پر ایک سو کے قریب لوٹے لگی چڑھا کر بیلوں سے چلائے جاتے

(۱) ليس الكلب بنجس العين عند الامام وعليه الفتوى وان رجح بعضهم النجاسة كما بسطة ابن الشحنه الخ ولو اخرجه حيا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئر ولا صلاة حامله الخ وشرط الحلوانى شد فمه (درمختار) والاصح انه كان فمه مفتوحا لم يجز لان لعابه يسيل الخ (رد المحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر.

(۲) وقيل يفتى بمأتين الى ثلثماة وهذا اليسر (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى البئر ص ۲۰۲ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸ ظفیر.

ہیں اگر نجاست پڑ جانے کی وجہ سے جدید لوٹے گلی آب نا رسیدہ کے ساتھ پاک کرنے کیلئے پانی کنویں سے نکالا جائے تو کیا وہ پاک ہو جائیگا یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ جدید لوٹے متشرب الاجزاء ہوتے ہیں، اس لئے جب وہ پانی سے ملاقی ہوں گے تو پلید پانی ان کے اجزاء میں بذریعہ مسامات داخل ہو جائے گا اور جب تک ان لوٹوں کو آگ میں نہ جلایا جائے وہ پاک نہیں ہوں گے۔ یہ صحیح ہے یا کیا؟

(سوال) درمختار کی روایت فینزح الماء الی حد لا یملاء نصف الد لو یطھر الکل تبعاً الخ کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں۔قولہ یطھر الکل ای من الد لو والرشأوالبکرۃ وید المستقی تبعاً لأن نجاسۃ ھذہ الا شیاء بنجاسۃ البیر فتطھر بطھار تھا للحرج کدن الخمر یطھر تبعاً اذا صار خلاً الخ(۱) پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوٹا ہائے گلی مذکورہ بعد طہارت آب چاہ پاک ہیں۔فقط۔

خنزیر کنویں میں گرا اور اسے اسی میں خون بہا کر مار ڈالا اب اس کنویں کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۲۰) چاہ کے اندر خنزیر گر گیا اور برچھی وغیرہ سے اس کو چاہ کے اندر ہی مار دیا گیا جس سے چاہ کا پانی سرخ ہو گیا اور دیوار چاہ پر خون کی چھینٹیں پڑ گئیں، اس چاہ کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس کنویں سے جس کھیت کو پانی دیا گیا ہو وہ ترکاری اور غلہ پاک اور حلال ہے یا نہیں۔ آلات آب کشی پاک ہیں یا ناپاک؟

(جواب) اس خنزیر کو چاہ سے نکال کر تمام پانی اس چاہ کا نکال دیا جاوے پھر پانی اس کا پاک ہو جاوے گا اور بقول مفتی بہ دوسو سے لے کر تین سو ڈول تک نکال دینا بھی تمام پانی کے نکالنے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔(۲) اور پھر گارہ اور دیواریں اور ڈول و رسی سب پاک ہو جاتا ہے کذا فی الدر المختار۔(۳) اور جس کھیت کو اس چاہ کا پانی دیا گیا اگرچہ قبل از پاک کرنے کے اور پانی نکالنے کے ہو غلہ اور ترکاری اس کھیت کا پاک و حلال ہے۔(۴) فقط۔

جس کنویں سے ہندو مسلمان دونوں پانی بھریں کیا وہ پاک ہے:۔

(سوال ۲۲۱) ایک کنویں سے ہندو اور مسلمان پانی بھرتے ہیں ایک مولوی نے جواز کا حکم دیا ہے اور ایک مولوی نے پلیدی کا حکم دیا ہے۔ شرعاً صحیح حکم کیا ہے؟

(جواب) جواز و طہارت ماء کا حکم صحیح ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) اذا وقعت نجاسۃ الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزح کل مائھا الذی کان فیھا وقت الوقوع بعد اخراجہ الخ یطھر الکل الخ وقیل یفتی بمأ تین الیٰ ثلثمائۃ وھذا ایسر (درمختار) قولہ قیل الخ جزم بہ فی الکنز والملتقی وھو مروی عن محمد وعلیہ الفتویٰ خلاصہ وتاتار خانیہ عن النصاب و ھو المختار معراج عن العتابیہ وجعلہ فی العنایۃ عن الامام وھو المختار والا یسر کما فی الا ختیار افاد فی النھر ان المأ تین واجبتان والمائۃ الثالثۃ مندوبۃ (رد المحتار) فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸) ظفیر. (۳) ینزح کل مائھا الخ یطھرا لکل تبعاً (درمختار) قولہ یطھر الکل من الدلو والرشاء والبکرۃ ویدالمستقی تبعاً بنجاسۃ البئر فتطھر بطھارتھا (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۴) العبرۃ للطاھر من تراب او ماء اختلطا بہ یفتی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی الا ستنجا ء ج ۱ ص ۳۲۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۴۹) ظفیر. (۵) ان الیقین لا یزول بالشک ۱۲ ظفیر.

بھنگی کنویں پر چڑھے تو کنواں ناپاک تو نہیں ہوتا:۔

(سوال ۲۲۲) چمار یا بھنگی کے ہاتھ پاؤں دھلوا کر کنویں پر چرس پکڑنے کے لئے مقرر کیا ہے وہ پانی اور چرس پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہے۔(۱) فقط۔

جس کنویں سے بھنگی وغیرہ پانی بھرے وہ پاک ہے یا ناپاک:۔

(سوال ۲۲۳) جس کنویں سے بھنگی وغیرہ پانی نکالیں اس چاہ کا پانی حلال ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ ان کے ہاتھوں پر اس وقت کچھ نجاست نہیں ہے تو حلال ہے، فقط۔(۲)

برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا:۔

(سوال ۲۲۴) ایک لڑکے نے برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا کتنے ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا؟

(جواب) اب تین سو ڈول پر فتویٰ ہے، تین سو ڈول نکالنے سے کنواں اور پانی پاک ہو جاوے گا۔(۳) فقط۔

کنویں میں میت کی نجاست نکل گئی تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۲۵) ایک کنویں میں لاش میت آدمی کی پائی گئی تو اس کی ٹانگ میں رسی باندھ کر کھینچا تو اس کے دبر سے تقریباً ایک انگشت لمبی نجاست نکل کر کنویں میں گر گئی اس صورت میں اس کنویں کا کس قدر پانی نکالنا چاہئے؟

(جواب) اس صورت میں کنویں میں چونکہ عین نجاست یعنی پاخانہ وغیرہ میت کا بھی گرا ہے، اس لئے چند روز اس کنویں کو ویسا ہی چھوڑ دیا جاوے جس میں وہ پاخانہ وغیرہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جاوے، یا پانی میں مل جاوے، اور اگر وہ نجاست نکل سکے تو اس کو پہلے نکال لیا جاوے، اس کے بعد تمام پانی اس کنویں کا نکالا جاوے۔ اور فتویٰ اس پر ہے کہ دو سو ڈول سے لے کر تین سو ڈول تک نکالنے میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہو جاتا ہے بسبب سہولت کے پس بعد نکالنے نجاست مذکورہ کے اگر وہ نکل سکے یا بعد چھوڑنے اس قدر مدت کے کہ اس میں وہ نجاست گارے میں مل کر گارا مٹی ہو جائے تو سو ڈول اس کنویں میں سے نکال دیئے جاویں اس سے وہ کنواں پاک ہو جاوے گا، اور استعمال اس کے پانی کا درست ہو جاوے گا

---

(۱) لانه علیه الصلوٰة والسلام انزل بعض المشرکین فی المسجد علی مافی الصحیحین فالمراد بقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس النجاسة فی اعتقاد هم بحر (رد المحتار مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیهم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیهم نجاسة حقیقة (غنیة المستملی ج ۱ ص ۱۰۱) ظفیر.

(۲) ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیهم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیهم نجاسة حقیقة (غنیةالمستملی فصل فی احکام الحیاض ص ۱۰۱) ظفیر. (۳) مفتی علام نے ایسر پر عمل کر کے تین سو ڈول پر فتویٰ دیا ہے، ورنہ اگر کنواں چشمہ والا نہیں ہے تو کل پانی نکالنا ضروری ہے، اور یہی احتیاط ہے، یا دو ایسے ثقہ آدمی سے پانی کا اندازہ لگوالیا جائے جن کو ان میں بصیرت حاصل ہو، اور اتنی مقدار میں پانی نکال دیا جائے، اذا وقعت نجاسةفی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزح کل مائها الخ وان تعذر نزح کلها لکونها معینا فبقدر ما فیها یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهمابصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بمأ تین الیٰ ثلثمائة وهذا ایسر وذاک احوط (درمختار) قوله ذاک احوط ای مافی المتن احوط للخروج عن الخلاف ولموا فقة للآثار (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱...... ۲۱۴) ظفیر.

شامی میں ہے واشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعذر ايضا ففى القهستانى عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حماة الخ (۱) وفى الدر المختار وقيل يفتى بما تين الى ثلثمائة وهذا ايسر وقال فى الشامى قوله وقيل جزم به فى الكنز والملتقى وهو مروى عن محمد رحمه الله وعليه الفتوىٰ الخ (۲) فقط۔

ناپاک کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:۔

(سوال ۲۲۶) ایک چاہ مدت چھ سال سے پلید ہے جس میں کئی کتے اور کئی مردار جانور پڑے ہیں اس میں پانی بہت ہے اس کے پاک کرنے کی صورت کیا ہے؟

(جواب) اس چاہ کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اول اس میں جو مردار جانور وغیرہ پڑے ہیں وہ سب نکال دیئے جاویں، پھر اس کا تمام پانی نکال دیا جاوے اور بہتر ہو کہ اس کا گارا بھی نکالا جاوے جس قدر نکل سکے، پھر جو پانی اس میں آوے گا وہ پاک ہوگا اور گارا نکالنا طہارت کے لئے ضروری نہیں ہے البتہ صفائی کی وجہ سے بہتر ہے۔ (۳) فقط۔

جس کنویں میں مرغی کی بیٹ گر جائے اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:۔

(سوال ۲۲۷) اگر کنویں میں مرغی کا پاخانہ گر گیا تو کتنے ڈول نکالنے چاہئیں؟

(جواب) مرغی کا پاخانہ کنویں میں گرنے سے تین سو ڈول پانی نکالنا چاہئے اور پہلے وہ پاخانہ نکال لینا چاہئے۔ فقط۔ (۴)

(نہ نکل سکے تو کچھ دن چھوڑ دینا چاہئے کہ وہ گل کر مٹی ہو جائے، پھر پاک کیا جائے۔ ظفیر۔

ناپاک کنواں جس سے کھیت سینچا گیا تو کنواں پاک ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۲۲۸) ایک کنواں جو عرصہ دراز سے پڑا ہوا تھا اور اس میں کئی جانور بھی گر کر گل سڑ گئے۔ اب مالک کنویں نے زمین، کنواں برائے کاشت مالیوں کو دے دی، دو ماہ سے کنواں چل رہا ہے تو کنواں پاک ہوا یا نہیں۔

(جواب) اگر اس چاہ کو جانوران مردہ وغیرہ سے صاف کر کے اس کا پانی بقدر تین سو ڈول کے نکال دیا گیا ہے تو وہ باقی

---

(۱) رد المحتار فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲.۲۱۲ ظفير.

(۲) رد المحتار فصل فى البئر جلد اول ج ۱ ص ۱۹۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵. ۱۲ ظفير.

(۳) اذا وقعت نجاسة الخ فى بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها لخ بعه اخراجه (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفير.

(۴) اذا وقعت نجاسة فى بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها بعد اخراجه الا اذا تعذر كخشبة او خرقة متنجسة فينزح الماء الى حد لا يملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعا الخ وقيل يفتى بمأ تين الى ثلثما ئة وهذا ايسر (درمختار) واشار بقوله متنجسة الى انه لابد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعذر ايضا ففى القهستانى عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجز عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حمأة. (رد المحتار فصل فى البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱...... ۲۱۲) ظفير.

پانی پاک ہوگیا ہے۔(۱) فقط۔

مرغی کنویں سے زندہ نکل آئی تو کتنا پانی نکالا جائے گا:۔

(سوال ۲۲۹) مرغی کنویں سے زندہ نکلی تو کیا حکم پانی نکالنے کا ہوگا؟

(جواب) ایسی مرغی کا حکم یہ ہے کہ بوجہ خشک کے احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال دینا چاہئے۔ کما فی رد المحتار فینزح ادنی ماورد به الشرع وذلک عشرون احتیاطاً(۲) فقط۔

جس ناپاک کنویں سے ہندو بڑی مقدار میں پانی خرچ کر چکے تو وہ پاک ہوا یا نہیں؟:۔

(سوال ۲۳۰) ایک کنویں میں تقریباً تیس پینتیس ہاتھ پانی ہے اس کنویں میں ایک آدمی گر کر مر گیا، کیونکہ کنواں مذکور ہنود کا تھا انہوں نے تقریباً چالیس پچاس ڈول نکلوا کر استعمال شروع کر دیا اور تمام دن ہنود اس کنویں سے پانی بھرتے رہتے ہیں، تقریباً دوصد من پختہ پانی روزانہ بلاناغہ نکالا جاتا ہے تو اس قدر پانی نکالنے کی وجہ سے یہ کنواں کب تک پاک ہوجاوے گا؟

(جواب) کنواں بعد اخراج مقدار واجب کے پاک ہوگیا ولو نزح بعضه ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح خلاصه الخ درمختار ومثله فی الخانیة وهو مبنی علی انه لا یشترط التوالی وهو المختار الخ شامی .(۳) ص ۲۱۹ ج ۱۔

خون آلود جانور کنویں میں گرا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱/۲۳۱) اگر کسی جانور کو تسمیہ کے ساتھ تیر وغیرہ آلہ دھاردار مارا گیا یا کتا معلم چھوڑا گیا اور وہ خون آلودہ ہوکر کنویں میں گر پڑا، کنواں پاک ہے یا ناپاک اور کس قدر پانی نکالا جاوے گا؟

(۲) کس قدر خون گرنے سے کنواں ناپاک ہوگا؟

(جواب)(۱) کنواں ناپاک ہے تین سو ڈول پانی نکالا جاوے۔(۴)

(۲) بہتا ہوا خون ناپاک ہے ایک قطرہ بھی نجس کر دیتا ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ینزح کل مائها بعد اخراجه الخ وقیل یفتی بمأ تین الی ثلثمائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ ...... ۲۱۵) ظفیر.

(۲) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴ ۱۲ ظفیر.

(۳) دیکھئے ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ ۱۲ ظفیر.

(۴و۵) اذا وقعت نجاسة لیست بحیوان ولو مخففة او قطرة بول او دم او ذنب فارة الخ فی بئر دون القدر الکثیرة ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفیر.

ایک عرصہ کا ناپاک کنواں کیسے پاک ہو؟

(سوال ۲۳۲) ایک کنواں تقریباً عرصہ بیس سال سے بند پڑا رہا وجہ بند ہونے کی یہ سنی جاتی ہے کہ اس میں ایک سور گر کر مر گیا تھا، پھر معلوم نہیں کہ وہ نکالا گیا تھا یا نہیں۔ اب کنواں صاف کرایا گیا، پانی اور مٹی نکالنے کے بعد اس کا پانی پینا اور استعمال میں لانا اس کا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) بعد صاف کرنے کے اور پانی و مٹی نکالنے کے وہ کنواں پاک ہو گیا، اس کا پانی پاک ہے اور پینا اور استعمال میں لانا اس کا درست ہے۔(۱) فقط۔

طوائف کا بنایا ہوا کنواں اور اس کا حکم:۔

(سوال ۲۳۳) اگر کوئی طوائف مسجد میں کنواں کھدوائے تو اس سے وضو اور غسل کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) کر سکتے ہیں۔(۲) فقط۔

جس کنویں میں بکری کا بچہ گرا اور اسی میں سڑ گیا۔ اس کے پاک کرنے کا طریقہ:۔

(سوال ۲۳۴) ہمارے چاہ میں عرصہ تین ماہ کا ہوا دو بچے بکری کے دس روز کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے گر گئے چونکہ کوئی نکالنے والا موجود نہ تھا وہ چاہ میں گل سڑ کر غائب ہو گئے۔ چار پانچ روز کنواں چلایا گیا مگر پانی نہیں ٹوٹا تو ایسی صورت میں اس چاہ۔ کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) ایسی صورت میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کنویں کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جائے کہ ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جاویں، اس کی مدت چھ ماہ لکھی ہے، اس کے بعد اس کنویں کا پانی نکالا جاوے تین سو ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جاویگا(۳)۔ فقط۔

سر بریدہ چوہا کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے؟:۔

(سوال ۲۳۵) ایک کنویں میں سے موش سر بریدہ تازہ مردہ نکلا، اس کی پاکی کے لئے کتنا پانی نکالا جاوے، کیونکہ کنویں میں موش کا خون بھی گرا ہوگا؟

(جواب) اس صورت میں دو سو ڈول سے لے کر تین سو ڈول تک پانی اس چاہ سے نکالا جاوے پھر پاک ہو جاوے گا۔

---

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه الخ (درمختار) واشار بقوله متنجسة الی انه لا بد من اخراج عین النجاسة کلحم میتة وخنزیر اه قلت فلو تعذر ایضا ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیها فعجزوا عن اخراجه فما دام فیها فنجسة فتترک مدة یعلم انه استحال وصار حمأة وقیل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ و ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۲) ظفیر۔

(۲) اس لئے کہ اس کا پانی پاک ہے وتجوز الطهارة الحکمیة بماء مطلق الخ طاهر الخ کماء السماء الخ وماء الاودیة ای الانهار وماء العیون ای الینابیع وماء الآبار الخ (غنیة المستملی باب المیاه ص ۸۶) ظفیر۔

(۳) ففی القهستانی عن الجوهرة لووقع عصفور فیها فعجزوا عن اخراجه فما دام فیها فنجسة فتترک مدة یعلم انه استحال وصار حمأة وقیل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر۔

جیسا کہ شامی میں ہے قولہ وقیل یفتی بمأ تین الیٰ ثلثما ئة الخ وجزم به فی الکنز والملتقی وهو مروی عن محمد رحمه الله تعالیٰ وعلیه الفتویٰ خلاصه وتاتار خانیة عن النصاب وهو المختار معراج عن العنایة وجعله فی النهایة روایة عن الامام وهو المختار والا یسر کما فی الا ختیار وافاد فی النهر ان المأ تین واجبتان والمأة الثالثة مندو بة الخ.(۱) فقط۔

ناپاک کنویں سے متصل جو پاک کنواں ہے اس کا حکم:۔

(سوال ۲۳۶) دیہہ ہذا کے وسط میں ایک کنواں ہے مگر مستعمل نہیں اور ناپاک ہے، اس کے متصل چند گز کے فاصلہ پر مسجد کے احاطہ میں ایک جدید کنواں تعمیر ہوا ہے تو اول کنویں کی ناپاکی کا اثر دوسرے کنویں میں اثر کرے گا یا نہیں؟

(جواب) مسجد کے کنویں کا پانی بوجہ قریب ہونے دوسرے کنویں ناپاک کے ناپاک نہ ہوگا، کیونکہ باتفاق یہ ثابت ہے کہ ایک کنویں کا پانی ناپاک ہوجانے سے دوسرے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس میں کوئی تحدید نہیں کی گئی۔(۲) اور جو کچھ بحث کی گئی ہے وہ کنویں کے پاس چوبچہ بنانے میں کی گئی ہے نہ کہ کنویں میں۔(۳) فقط۔

غیر محتاط کنویں کا پانی:۔

(سوال ۲۳۷) اس ملک میں کنویں میں احتیاط نہیں ہے، آیا مسافر پردیسی و مقیم کے واسطے بوجہ عموم بلوئ ایسے پانی سے وضوو غسل اور اکل و شرب درست ہے یا نہ؟

(جواب) اس پانی سے غسل و وضو اور اکل و شرب سب جائز ہے، وہم نہ کرنا چاہئے۔(۴) فقط۔

مستعمل پاک جھاڑو کنویں میں گر گئی تو کنواں پاک رہا یا ناپاک ہو گیا:۔

(سوال ۲۳۸) مسجد کی وضو کرنے کی نالی میں جو جھاڑو دی جاتی ہے اس کو پاک کر کے رکھا تھا، وہ کنویں میں گر گئی تو کنواں پاک ہے یا ناپاک زید کہتا ہے کہ دھونے سے ہر شے پاک ہو جاتی ہے، لہذا کنواں اس صورت میں پاک ہے؟

(جواب) اس صورت میں وہ کنواں پاک ہے۔ زید کا قول صحیح ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الطهارة باب المیاه فصل فی البئر جلد اول ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) بئر الماء اذا کانت بقرب الماء النجسة فهی طاهرة مالم یتغیر طعمه او لو نه اوریحه کذا فی الظهیریة ولا یقدر هذا بالذرعان حتی اذا کان بینهما عشرة اذراع وکان یو جد اثر البه لو عة فماء البئر نجس وان کان بینهما ذراع واحد ولا یوجد اثربالوعة فماء البئر طاهر کذا فی المحیط (عالمگیری کشوری ماء الا بار ج ۱ ص ۱۹. طماجدیه ج ۱ ص ۲۰) ظفیر. (۳) وان ارادان یحـفر بیرا بالو عة یمنع ایضا لسرایة النجاسة الی البئر الا ولی وتنجیس مائها ولا یمنع فی ماوراء الحریم وهو عشرفی عشر (شرح وقایه کتاب الطهارة ص ۸۸ ج ۱) ظفیر.

(۴) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفیر.

(۵) پاک چیز گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوا کرتا ہے تجوز الطهارة بماء خالطه شئی طاهر الخ والماء الذی یختلط به الا شنان او الصابون او الزعفران بشرط ان تکون الغلبة للماء الخ هذا اذا لم یزل عنه اسم الماء الخ وهو الضابط عند مخالطة الا شیاء الجامدة للماء من غیر طبخ الخ فحکمه حکم الماء المطلق یجوز به الوضوء (غنیة المستملی فصل فی احکام المیاه ص ۸۷) ظفیر.

ہندو نے کنویں میں غوطہ لگایا تو کنواں پاک رہایا نہیں:-

(سوال ۲۳۹) اگر کوئی ہندو کنویں میں ڈول وغیرہ نکالنے کے واسطے گیا اور غوطہ لگا کر نکال لایا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہ؟

(جواب) فی الشامی نقل فی الذخیرة ان الکافر اذا وقع فی البئر وھو حی نزح الماء وفی البدایع انه روایة عن الامام لانه لا یخلو عن نجاسة حقیقة او حکمیة حتی لو اغتسل فوقع فیها من ساعة لا ینزح منها شئی اقول ولعل نزحها للاحتیاط الخ شامی .(۱) ای فیما وقع بلا غسل . پس معلوم ہوا کہ کافر اگر بعد غسل کے کنویں میں گھسا اور غوطہ لگایا تو پانی ناپاک نہ ہوگا البتہ اگر بلا غسل کے وہ کنویں میں گھسا تو احتیاطاً پانی نکالنے کا حکم دیا جاوے گا اور نیز شامی میں بیان سوء میں نقل کیا ہے ولا یشکل نزح البیر به لو اخرج حیاً لان ذلک لما علیه فی الغالب من النجاسة الحقیقة اوالحکمیة کما قد مناه .(۲) اس سے بھی معلوم ہوا کہ بلا غسل گھسنے میں پانی نکالنا احوط ہے۔فقط۔

کنویں میں انسان کا خون گر جائے تو پاک رہا یا ناپاک اور کتنا پانی نکالا جائے:-

(سوال ۲۴۰) اگر کنویں میں خون انسان گر جائے تو کل پانی کھینچا جائے یا تین سو ڈول، اور پے در پے کھینچنا شرط ہے یا نہ؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنا کافی ہوگا۔ یہ قائم مقام تمام پانی نکالنے کے ہے اور اس سے کنواں پاک ہو جاتا ہے اسی پر فتویٰ ہے۔شامی میں کہا وعلیه الفتویٰ وھو المختار والایسر (۳) شامی اور پے در پے ڈول نکالنا شرط نہیں ہے۔(۴) فقط۔

جہاں کنویں میں بہت پانی ہو وہاں ناپاک کنواں کس طرح پاک کیا جائے:-

(سوال ۲۴۱) پانی پت شہر میں بہت چاہات کا پانی کم تھا اور اب اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ اگر کنواں ناپاک ہو جاتا ہے تو ڈیڑھ ہزار ڈول نکالنے پر بھی پانی نہیں ٹوٹتا اس لئے سخت پریشانی ہوتی ہے کوئی سہولت کا راستہ بتلایا جاوے؟

(جواب) ہمارے حضرات اکابر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب وحضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہما وغیرہما کا اس پر اتفاق ہے کہ دو سو سے تین سو تک ڈول نکالنے سے پانی چاہ کا پاک ہو جاتا ہے اور بوجہ سہولت اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر تحت قوله کادمی محدث الخ جلد اول ص ۱۹۷ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۴ . ۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار تحت قوله او کافر فصل فی البئر مطلب فی السور جلد اول ج ۱ ص ۲۰۵ ط.س.ج ۱ ص ۲۲۲ ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۴ . ۱۲ ظفیر.

(۴) لا یشترط التوالی وھو المختار کما فی البحر والقهستانی (رد المحتار فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۳) ظفیر.

یہاں ہمیشہ اسی پر عمل درآمد رہا ہے اور اب بھی ہے (۱)

ڈول راستہ کی مٹی سے مل کر کنویں میں ڈالا تو کیا کنواں ناپاک ہوگیا:۔

(سوال ۲۴۲) ایک ہندوں نے اپنے لوہے کے ڈول کو راستہ کی مٹی مل کر کنویں میں ڈالا، وہ مٹی کنویں کے اندر پانی میں مل گئی ہے اب اس کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی اس کنویں کا پاک ہے پینا اور وضو وغیرہ کرنا اس سے درست ہے۔ کیونکہ اولاً مٹی اگر ناپاک بھی ہو تو خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے کما ورد فی الحدیث ذکاۃ الارض یبسھا (۲) اور ثانیاً یہ قاعدہ فقہ کا ہے کہ الیقین لا یزول بالشک (۳) الحاصل وہ پانی پاک ہے، (۴) فقط۔

کنویں میں کتا گر کر مر گیا لوگوں نے پانچ فٹ پانی نکالا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۳) ایک کنویں میں کتا گر کر مر گیا پندرہ دن کے بعد اس کا پانی تقریباً پانچ فٹ نکالا گیا، بعض لوگوں نے وہم کیا اور اس کو پاک نہ سمجھا، اس کے بعد بہت سے آدمیوں کو لگا کر اور پانی نکالا گیا۔ کنواں پاک ہوگیا یا نہ؟

(جواب) مفتی بہ مذہب اس بارہ میں یہ ہے کہ ایسا کنواں تین سو ڈول متوسط پانی نکالنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ لہذا جس وقت پہلے قریب پانچ فٹ پانی نکالا گیا تھا اسی وقت باقی پانی اس کنویں کا پاک ہوگیا، کیونکہ بظاہر پانچ فٹ پانی کی مقدار تین سو ڈول سے زیادہ ہوگی، بہر حال اب پانی اس کنویں کا پاک ہے، کیونکہ دوبارہ بہت سا پانی اس کنویں کا نکل گیا ہے، اس کی پاکی میں اب کچھ شبہ نہیں رہا کذا فی الدر المختار۔ (۵) پس بحالت موجودہ تمام مسلمانوں کو اس کنویں کا پانی استعمال میں لانا درست ہے کچھ وہم نہ کیا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) وان تعذر نزح کلھا لکونھا معینا فبقدرما فیھا وقت ابتداء النزح قالہ الحلبی ویو خذ ذلک بقول رجلین عدلین لھما بصارۃ بالماء بہ یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائۃ وھذا ایسر و ذاک احوط (درمختار) قولہ وقیل یفتی الخ جزم بہ فی الکنزو الملتقی وھو مروی عن محمد وعلیہ الفتویٰ خلاصۃ وتتارخانیۃ عن النصاب وھو المختا معراج عن العتابیۃ وجعلہ فی العنایۃ روایۃ عن الا مام وھو المختار والایسر کما فی الا ختیار و افاد فی النھر المأتین واجبتان و المائۃ الثالثہ مندوبۃ فقد اختلف التصحیح والفتوی وضعف ھذا القول فی الحلیۃ وتبعہ فی البحر بانہ اذا کان الحکم الشرعی نزح الجمیع فالاقتصار علی عدد مخصوص یتوقف علی دلیل سمعی یفیدہ واین ذلک بل الماثور عن ابن عباس وابن الزبیر خلافہ حین افتیابنزح الماء کلہ حین مات زنجی فی بئر زمزم واسانید ذلک الا ثر مع دفع ما اوردعلیھا مبسوطۃ فی البحر وغیرہ قال فی النھر وکان المشائخ انما اختاروا ماعن محمد لانضباطہ کالعشر تیسرا کما مرا ہ قلت لکن سرو یاتی ان مسائل الآبارمبنیۃ علی اتباع الا ثار و علی انھم قالوا ان محمد افتی بما شاھد فی ابار بغداد فانھا کثیرۃ الماء وکذا ماروی عن الا مام من نزح مائۃ فی مثل ابار الکوفۃ لقلۃ مائھا فیرجع الی القول الا ول لانہ تقدیر فمن لہ بصارۃ وخبرۃ ابالماء فی تلک النواحی، لا لکون ذلک لازمافی ابارکل جھۃ واللہ اعلم (رد المختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸) اس تفصیل کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے وفی عمدۃ الاحکام عن کشف البزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسرا علی (العوام ثم وینبغی للمفتی ان یفتی الناس بما مرامھل علیھم ...... وینبغی للمفتی ان یا خذ بالا یسر فی حق غیرہ خصوصا فی حق الضعفاء لقولہ علیہ السلام لابی موسیٰ الاشعری ومعاذحین بعثھما الی الیمن یسر او لا تعسر ا عقد الجید للشاہ ولی اللہ الدھلوی ص ۴۳ و ص ۴۷)ظفیر۔

(۲و۳) الا شباہ والنظائر القاعدۃالثالثۃ ص ۷۵ . ۱۲ ظفیر. (۴) وتطھر ارض بخلاف نحو بساط بیدھا ای جفا فھا ولو بریح وذھاب اثر ھا کلون ریح الخ ثم ھل یعود نجسابیلہ بعد فر کہ المعتمد وکذاکل ماحکم بطھارتہ بغیر مائع (درمختار) ای کالدلک فی الخف والجفاف الارض (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۶ وج ۱ ص ۲۸۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۱...... ۳۱۴)ظفیر.

(۵) اذا وقعت نجاسۃ الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ او مات فیھا الخ ینزح کل مائھا الخ بعد اخراجہ الخ وقیل یفتی بمأتین الی ثلثامائۃوھذا ایسر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱...... ۲۱۲...... ۲۱۴) ظفیر.

بے کار و ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا:۔

(سوال ۲۴۴) ایک کنواں جس میں ۴۰ یا ۵۰ ہاتھ پانی ہے، پندرہ سولہ سال سے بے کار پڑا ہے اور ایسے موقع پر ہے کہ چرس چل نہیں سکتا لہذا اس کی صفائی اور پاکی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(جواب) کنویں کے پاک ہونے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کنویں میں کوئی نجاست گر بے تو اس نجاست کے نکالنے کے بعد اس میں سے تین سو ڈول پانی اگر نکال دیا جاوے تو وہ کنواں پاک ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ کنواں ایسا ویران پڑا ہوا ہے کہ اس میں لوگ نجاستیں وغیرہ ہر قسم کی ڈالتے ہیں اور وہ نجاستیں نکلی نہیں ہیں تو پھر اس کے تمام پانی موجودہ کو نکال دیا جاوے، اور اگر مٹی گارا بھی نکل سکے تو بہتر ہے ورنہ خیر۔(۱) فقط۔

کنویں میں بچہ گرا اور نکال گیا تو پانی کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۴۵) ایک چاہ میں بچہ نابالغ گرا اور فوراً نکال لیا، ہمارے امام مسجد تمام پانی نکالنے کو کہتے ہیں اس میں بہت دشواری ہے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس کنویں میں سے تین سو ڈول پانی نکلوا دیا جائے اس سے وہ پاک ہو جاوے گا۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔(۲) فقط۔

(بشرطیکہ وہ بچہ گر کر مر گیا ہو یا اس کے بدن پر نجاست لگی ہو ظفیر۔)

پیروں کا میل رسی میں لگ کر پانی میں ٹپکے تو کنواں ناپاک ہو گا یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۶) ننگے پاؤں پانی بھرنا اور پیروں کا میل رسی کو لگے اور کنویں میں ٹپکے تو ناپاک ہے یا نہیں؟

(جواب) شبہ اور شک سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، تاہم احتیاط کرنی اچھی ہے۔(۳) فقط۔

بچہ گرا اور زندہ نکال لیا گیا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں:۔

(سوال ۲۴۷) ایک بچہ کنویں میں گر گیا تھا ۱۵ منٹ کے بعد اس کو زندہ نکالا گیا جس کے لئے ڈاکٹر اور نکالنے والے کی شہادت موجود ہے اس صورت میں کنواں ناپاک ہو گا یا نہ اگر ناپاک ہو گیا تو کتنا پانی نکالنا چاہئے۔

---

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل مائها بعد اخراجه الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۴ ج ۱ .ط.س. ج ا ص ۲۱۱......۲۱۲)ظفیر.

(۲) اگر بچہ گر کر مر گیا ہو تو تین سو ڈول نکالنے کا حکم ہے، اور اگر زندہ نکال لیا گیا ہو، تو صرف بیس تیس ڈول نکال دیئے جاویں وہ بھی احتیاطاً۔ وان مات فيها شاه او كلب او ادمی و انتضح حيوان او تفسخ ينزح جميع ما فيها (عالمگیری کشوری ماء الابار ص ۱۷ ج ۱ .ط. ماجدیه ج ا ص ۱۹) قید بالموت لا نه لواخرج حياوليس بنجس العين ولا به حدث اوخبث لم ينزح شئی الا ان يدخل فمه الماء فيعتبر بسوره فان نجسا نزح الكل والا لا هو الصحيح الخ زاد فی التاتارخانيه وعشرين فی الفارة واربعين فی سنو رو دجاجة فخلاة كذا ادمی محدث (درمختار) ای انه ينزح فيه اربعون الخ فينزح ادنی ماور دبه الشرع وذلك عشرون احتياطا (رد المحتار فصل فی البئر ج ا ص ۱۹۶ .ط.س. ج ا ص ۲۱۲)ظفير.

(۳) كما لو مسی علی الواح مشرعة بعد مشی من برجله قذر لا يحكم بنجاسة رجله مالم يعلم انه وضع رجله علی موضعه للضرورة فتح وفيه عن التجنيس مشی فی طين او اصابه لم يغسله وصلی تجزيه مالم يكن فيه اثر النجاسة لا نه لامانع الا ان يحتاط (رد المحتار تحت قوله مشی فی حمام الخ فصل فی الا ستنجاء ص ۳۲۴ ج ۱ .ط.س. ج ا ص ۳۵۰)ظفير.

(جواب) اگر وہ لڑکا زندہ نکال لیا تھا، جیسا کہ ڈاکٹر اور نکالنے والے کے بیان سے ثابت ہے تو وہ کنواں پاک رہا کچھ ڈول نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر اس کے کپڑے یا بدن ناپاک ہوں بظن غالب جیسا کہ بچوں کے ہوتے ہیں تو تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالے جاویں گے۔(۱) اور اگر وہ بچہ کنویں میں مرگیا تھا تب بھی تین سو ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاوے گا۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے خواہ ایک دفعہ یا متفرق وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة در مختار جزم به فی الکنزو الملتقی وهو المروی عن محمد وعلیه الفتویٰ الخ شامی .(۲) فقط۔

طوائف اور بے نمازی کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:۔

(سوال ۲۴۸) طوائف اور بے نمازیوں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ پانی تو مشرکین کے بھرنے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔(۳) فقط۔

کنویں سے سوجا ہوا مرغ نکلا تو ناپاک قرار دیا جائے گا:۔

(سوال ۲۴۹) ایک مرغ چاہ سے سوجا ہوا نکلا پر اس کے گل گئے تو اس چاہ سے کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب) اس صورت میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہے لیکن تمام پانی نکالنے کی جگہ صاحبین رحمہما اللہ دو سو سے تین سو ڈول تک نکالنے کو کافی سمجھتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ پس احتیاطاً تین سو ڈول متوسط پانی نکال دیا جاوے جو پانی باقی رہا وہ پاک ہے اور کنویں کے دیواریں اور ڈول ورسی سب پاک ہو جاتے ہیں۔ وقیل یفتی بمأتین الیٰ ثلثمائة الخ درمختار وهو المروی عن محمد وعلیه الفتویٰ الخ وهو المختار الخ وافاد فی النهر ان المئاتین واجبتان والمائة الثالثة مندو بة الخ شامی۔(۴) فقط۔

ناپاک گڈھے میں برتن ڈبو کر کنویں میں ڈال دیا تو کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۰) ایک گڑھا جس میں بول و براز ہوتا ہے اس میں بارش کا پانی جمع ہوا، اور بہا نہیں، اس میں لڑکوں نے برتن ڈبویا، پھر اس کو چاہ میں ڈال دیا تو کتنا پانی نکالا جاوے، برتن چاہ میں موجود ہے؟

(جواب) اس صورت میں بھی تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے۔ اور وہ برتن پہلے نکال لیا

---

(۱) او مات فیها الخ حیوان دموی غیر مائی وانتفخ الخ ینزح کل مائها الخ قید بالموت لانه لو اخرج حیا ولیس بنجس العین ولا به حدث او خبث لم ینزح شئی الا ان یدخل فمه الماء فیعتبر بسوره فان نجسا نزح الکل والا لا هو الصحیح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۵ و۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۲) ظفیر.

(۲) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ .. ط.س. ج ۱ ص ۱۲۲۱۵ ظفیر.

(۳) اس لئے کہ ان لوگوں کے پانی نکالنے سے کنویں کے پانی میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی سارے انسان پاک ہیں اور ان کا جھوٹا بھی پاک ہے فسؤر ادمی مطلقا ولو جنبا او کافرا او امرأة الخ طاهر طهور بلاکراهة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السؤر ص ۲۰۵ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر.

(۴) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۲ . ۱۲ ظفیر.

جاوے۔(۱) فقط۔

کافر کنویں میں گر جائے تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا:۔

(سوال ۲۵۱) اگر کافر چاہ میں گرے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب) اگر غسل کر کے گرا تو کنواں پاک ہے اور اگر بلا غسل کے گرا تو ذخیرہ میں نقل کیا ہے کہ پورا پانی کنویں کا نکالا جاوے یعنی تین سو ڈول نکالے جاویں۔ اور ایسا ہی بدائع سے نقل کیا ہے۔ اور شامی نے کہا کہ یہ نکالنا پانی کا شاید احتیاط کی وجہ سے ہے۔ ولعل نزحها للاحتياط. فقط.(۲)

ڈاکٹری دوا ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:۔

(سوال ۲۵۲) ڈاکٹر اکثر کنویں میں برنگ بیگن دوا ڈالتے ہیں کیڑے مرنے کے لئے، چونکہ رنگ پانی کا متغیر اور بد مزہ ہو جاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک۔

(جواب) وہ پانی پاک ہے۔(۳) فقط۔

جس کنویں پر جوتے سمیت چڑھا جاوے کیا وہ پاک نہیں رہتا:۔

(سوال ۲۵۳) مسجد کے چاہ پر اکثر نمازی مع جوتوں کے اور بے نمازی ننگے پیر پانی کھینچتے ہیں کبھی جو تہ رسی سے لگتا ہے اور رسی کا پانی کنویں میں گرتا ہے تو یہ پانی قابل استعمال رہتا ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں پانی پاک ہے۔ کچھ وہم نہ کیا جاوے۔(۴) فقط۔

دریائی مینڈک کنویں میں مر جائے اور سڑ جائے تو کیا کیا جائے:۔

(سوال ۲۵۴) مینڈک دریائی کنویں میں گر کر مر گیا اور سڑ کر اس کے اجزاء پانی میں مخلوط ہو گئے تو اب اس کنویں کا پانی پینا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الو ضوء به لا شربه لحرمة لحمه الخ ۔(۵) اور

---

(۱) اذا وقعت نجاسة ليست بحيوان ولومخففة او قطرة بول الخ فی بئر دون القدر الكثير ولا عبرة للعمق على المعتمد الخ ينزح كل مائها الذى كان فيها وقت الوقوع الخ بعداخراجه الخ وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر مافيها وقت ابتداء النزح قاله الحلبى. يؤخذ ذلک بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء . به يفتى .وقيل يفتى بمائتين الى ثلثمائة .وهذا ايسر (الدرالمختار على هامش ردالمحتار فصل فی البئر .ج. ا ص۱۹۸ .ظفير.

(۲) نقل فی الذخيرة عن كتاب الصلوٰة للحسن ان الكافر اذا وقع فی البئر وهو حی نزح الماء وفی البدائع انه رواية عن الا مام لانه لا يخلو عن نجاسة حقيقية او حكمية حتى لو اغتسل فو قع فيها من ساعته لا ينزح منها شئى اقول ولعل نزحها الاحتياط ردالمحتار فصل فی البئر ج ا ص ۱۹۷ .ط.س.ج ا ص ۲۱۴)ظفير.

(۳) فان تغيرت او صافه الثلثة لو قوع اوراق الا شجار فيه وقت الخريف فانه يجوز به الو ضوء عند عامة اصحابنا الخ والتوضى بماء الزعفران والزر دج والعصفر يجوز ان كان الماء رقيقا (عالمگيری كشوری ماء الا بار ج ا ص ۲۰ .ط.ماجديه ج ا ص ۲۱)ظفير.(۴) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵ فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز ولو شک فالاصل الطهارة (در مختار) والا فمجرد الشک لايمنع لما فی الا صل انه يتو ضاء من الحوض الذى يخاف قذراً ولا تيقنه وينبغى حمل التيقن المذكور على غلبة الظن والخوف على الشک اوالو هم كما لا يخفى (رد المحتار باب المياه ج ا ص ۱۷۱ وج ا ص ۱۷۲ .ط.س.ج ا ص۱۸۶)ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ج ا ص ۱۷۱ .ط.س.ج ا ص۱۸۵ .۱۲ ظفير.

شرح منیہ میں ہے وذکر الا سبیــجابی فی شرحه مایعیش فی الماء ممالا یوکل لحمه اذا مات فی الماء وتفتت فانه یکره شرب الماء وهو مروی عن محمد لاختلاط الا جزاء المحرم اکلها بالماء (۱) الخ پس معلوم ہوا کہ اس پانی کا پینا مکروہ ہے، لہذا اس پانی کو کنویں سے نکال دیا جاوے۔ اورکل پانی نکالنا چاہئے۔فقط۔

غسل کی نیت سے کنویں میں داخل ہوا تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں:۔

(سوال ۲۵۵) ایک شخص پاک کنویں میں گھسا یعنی بنیت غسل تو کنویں کا پانی مستعمل ہوا۔ اب وضو اور غسل اس سے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں پانی اس چاہ کا مستعمل ہوجاوے گا۔شامی میں ہے قوله للد لوالخ وقید به لا نه لو کان للاغتسال صار مستعملاً اتفاقاً الخ شامی .(۲) پس وضو اور غسل اس سے درست نہیں ہے۔(۳) مگر بعد نکالنے چالیس ۴۰ ڈول کی کما فی الدر المختار واربعین فی السنور و دجاجة مخلاة کآدمی محدث الخ وفی الشامی وقیل اربعون عنده ومذهب محمد انه یسلبه الطهورية وهو الصحيح عند الشیخین فینزح منه عشرون لیصیر طهورا الخ .(۴) پس اس روایت کی بناء پر بیس ڈول نکالنا کافی ہے اس کے بعد وضو اور غسل درست ہے۔ اور واضح ہو کہ جب کہ وہ شخص طاہر ہے یعنی جنبی اور محدث نہیں ہے تو اگر محض تبرد کے لئے غسل کرنے کنویں میں گھسا ہے تو اس سے پانی مستعمل نہیں ہوا، اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔(۵) البتہ اگر قربۃ یعنی ثواب کے لئے غسل کرنے گھسا ہے تو پھر پانی مستعمل ہوجاوے گا۔ اور جو حکم اوپر لکھا گیا وہ مرتب ہوگا، کیونکہ قربت کے لئے غسل اور وضو کرنا بھی موجب استعمال ماء ہے کما فی الدر المختار او بماء مستعمل لاجل قربة ای مع ثواب الخ .(۶) فقط۔

ناپاک کنویں سے وضو کر کے جس نے نماز پڑھی وہ کیا کرے:۔

(سوال ۲۵۶) کنویں میں اگر چڑیا گل سڑ جائے تو کیا حکم ہے جو لوگ بغیر پاک کئے اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) چڑیا اگر کنویں میں مر کر گل سڑ جائے تو تین سو ۳۰۰ ڈول نکالنے چاہئے، ۲۰۰ سو ڈول ضروری ہیں اور تین ۳۰۰

---

(۱) غنية المستملی فصل فی البئر ص ۱۶۳ ۔۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار باب المیاه بحث الماء المستعمل مطلب مسئلة البئر جحط ص ۱۸۶ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۱) ظفیر.

(۳) اتفق اصحابنا ان الماء المستعمل لیس بطهور حتی لا یجوز التوضی به (عالمگیری کشوری الفصل الثانی فیمالا یجوز التوضی به ج ۱ ص ۱۲ ط.س. ج ۱ ص ۲۲) ظفیر.

(۴) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ او ج ۱ ص ۱۹۷ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۳ . ۱۲ ظفیر.

(۵) او اغتسل الطاهر للتبر دلا یصیر الماء مستعملا کذا فی فتاوی قاضی خاں (عالمگیری کشوری الفصل الثانی فی ما لا یجوز التوضی ج ۱ ص ۲۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۳) ظفیر.

(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه مبحث الماء المستعمل ص ۱۸۲ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۱۹۸ .۱۲ ظفیر.

سو مستحب ہیں۔(۱) بدون پاک کیے ہوئے جو لوگ اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھیں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ اور امام و مقتدی سب ہی گنہگار ہوں گے۔(۲) فقط۔

وہ کنواں جس میں سرکنڈا ڈال دیا جائے پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۲۵۷) برسات کے زمانہ میں ایک چاہ پختہ کے اندر لڑکوں نے پانچ سرکنڈے یعنی سرے ڈال دیئے جس وقت ان کے والدین کو معلوم ہوا فوراً کوشش کر کے چار سرکنڈے تو نکال دیئے ایک ڈوب گیا اور کس طرح نکل نہ سکا۔ چنانچہ تین سو ڈول پانی نکالا گیا۔ اور اہل محلہ اس کا پانی استعمال کر رہے ہیں صرف چند لوگ اس کا پانی استعمال نہیں کرتے؟

(جواب) وہ چاہ ناپاک نہیں ہوا تھا، کیونکہ شبہ سے شرعاً حکم ناپاکی کا نہیں دیا جاتا اور اب تو اس میں سے تین سو ۳۰۰ ڈول بھی نکال دیئے گئے۔ اور وہ سرکنڈہ بھی دھل کر صاف ہو گیا ہوگا، بہر حال اگر بالفرض ان سرکنڈوں کو ناپاک بھی سمجھا جاوے تو تین سو ڈول نکالنے سے باقی پانی چاہ کا پاک ہو گیا۔ اب استعمال اس کا ہر طرح درست ہے، کچھ وہم اور شبہ نہ کیا جاوے۔ فقط۔

کنویں میں مرغی وغیرہ گر جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا؟

(سوال ۲۵۸) مرغی وغیرہ اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو تیس ۳۰ چالیس ۴۰ حد ساٹھ ۶۰ ڈول نکالے جاتے ہیں۔ لیکن مرغی کے جسم اور پنجوں پر نجاست ہوتی ہے۔ ایسے ہی جب بکری پیشاب کرتی ہے تو اس کے جسم پر چھینٹ پڑتی ہے تو اس صورت میں پانی کے ڈول جو معین فی الشرع ہیں وہی نکلنے ہوں گے یا کم و بیش، کیا حکم شریعت کا ہے؟

(جواب) جب کہ اور کوئی نجاست مرغی کے پنجہ وغیرہ پر ظاہر نہ ہو تو وہی چالیس ۴۰ سے ساٹھ ۶۰ تک ڈول نکالنے سے آب چاہ پاک ہو جاوے گا، اور اس ظنی احتمال نجاست کا اعتبار نہ ہوگا، یہی حکم بکری میں ہے،(۳) اور وجہ یہ ہے کہ مرغی اور بکری میں جیسا کہ احتمال نجاست ہے ویسا ہی یہ بھی احتمال ہے کہ پانی مٹی وغیرہ سے وہ نجاست زائل ہو گئی ہوگی۔(۴) فقط۔

---

(۱) او مات فیها حیوان دموی و انتفخ وتفسخ ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه الخ وان تعذر فبقدر ما فیها یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بمأتین الی ثلثمائة وهذا ایسر و ذلک احوط مختصرا (الدر المختار) وافاد فی النهر ان المأتین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ و ص ۱۹۸. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱......۲۱۴) ظفیر.

(۲) ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم الخ فی حق الوضوء والغسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۲۰۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.

(۳) واربعین فی سنورود جاجة مخلاة الخ وان کان کحمامة وهرة نزح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین ندبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب البئر ج ۱ ص ۱۹۶ او ج ۱ ص ۱۹۹. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۳) الیقین لا یزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ظفیر.

(۴) ثم هذا ان لم یکن الفارة هاربة من هر و لا الهر هاربا من کلب و لا الشاة من سبع فان کان نزح کله مطلقا لکن فی النهر عن المجتبی الفتویٰ علی خلافه لان فی بولها شکا (درمختار) وقد مرانهم لم یعتبر و االحتمال النجاسة فی الشاة ونحوها (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفیر.

جس کنویں میں چڑیا گر کر مرجایا کرتی ہوں لوگ اسے پاک کر لیتے ہوں اس کا کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۵۹) ایک مسجد کے کنویں میں سے چڑیاں نکلتی رہتی ہیں، کبھی گلی ہوئی اور کبھی بدون گلی، کبھی ایک ماہ میں اور کبھی دو۲ ماہ میں۔ مگر لوگ کبھی برس روز چھ ماہ میں اس کو پاک کر لیتے ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(جواب) جس وقت اس کنویں میں سے کوئی جانور مردہ نکلے اسی وقت موافق قاعدہ کے اس کو پاک کرنا چاہئے۔ چھوٹے پھٹے میں تین سو ڈول نکالے جاویں۔ بدون پاک کئے وضو کرنا اس پانی سے درست نہیں ہے۔(۱) اور بعد پاک کرنے کے پھر کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے۔ وضو نماز سب درست ہے۔ فقط۔

جس کنویں میں چڑیا گری اور نکل نہ سکی کیا حکم ہے:۔

(سوال ۲۶۰) مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر گیا ہر چند تلاش کیا مگر نہیں ملا۔ اب کیا کیا جائے؟

(جواب) ردالمحتار ص۱۴۲ جلد اول میں ہے ففي القهستاني عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حماة وقيل مدة ستة اشهر (۲) اس جزئیہ فقہیہ سے معلوم ہوا کہ چھ ۶ مہینہ تک اس چاہ کو ویسے ہی چھوڑا جاوے، اس کے بعد تین سو ڈول نکالنے چاہئے۔ اس کے بعد اس کے پانی کو استعمال میں لانا درست ہے۔ فقط۔

جس ناپاک کنویں سے پانی نکالا جاتا رہا وہ پاک ہوا یا نہیں؟:

(سوال ۲۶۱) کنواں کسی نجاست گرنے سے ناپاک ہو گیا۔ ایک مہینہ تک پانی پیتے رہے اور اس سے وضو وغیرہ بھی کیا اور اس مدت میں اس قدر پانی نکل چکا ہے جس سے کنویں کو پاک کہہ سکتے ہیں تو آیا کنواں شرعاً پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی مقدار واجب سے زیادہ نکل چکا ہے، کنواں پاک ہے۔ (۳) فقط۔

جس کنویں سے مینگنی نکلی تو کیا پانی ناپاک کہا جائے گا:۔

(سوال ۲۶۲) ایک کنویں میں سے ثابت مینگنی نکلی زید کہتا ہے کہ پانی نجس ہو گیا چاہئے ثابت ہو یا ٹوٹی ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور عمر کہتا ہے کہ پانی پاک ہے کس کا قول صحیح ہے؟

(جواب) ثابت مینگنی کے نکلنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ صحیح ہے كما في الدر المختار وبعرة ابل وغنم الخ . اى لا نزح بهما شامی (۴) ص ۱۴۷ جلد اول۔ فقط۔

---

(۱) او مات فيها او خارجها والقى فيها ولو فارة يا بسة حيوان دموى غير مائى وانتفخ او تمعط وتفسخ الخ ينزح كل مائها الذى كان فيها وقت الوقوع بعد اخراجه الخ وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها وقت ابتداء النزح يؤ خذ ذلک بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى وقيل يفتى بمائتين الىٰ ثلثمائة وهذا ايسر وذلک احوط (الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل البئر ج ا ص ۱۹۵ وج ا ص ۹۸ .ط.س. ج ا ص ۲۱۱)ظفير. (۲) رد المحتار فصل فى البئر ج ا ص ۹۶ .ط.س. ج ا ص ۲۱۲ .۲۱۲ ظفير.
(۳) ينزح مائها الذى كان فيها وقت الوقوع الخ ولو نزح بعضه ثم زاد فى الغد نزح قدر الباقى فى الصحيح (درمختار) وهو مبنى على انه لا يشترط التوالى وهو المختار كما فى البحر والقهستانى (رد المحتار فصل فى البئر ج ا ص ۱۹۶ .ط.س. ج ا ص ۲۱۲)ظفير.
(۴) رد المحتار فصل فى البئر ج ا ص ۲۰۴ .ط.س. ج ا ص ۲۲۱ ظفير.

کوئی کنویں میں روڑا ڈال دے تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۶۳) ایک بچہ نے ایک کنویں میں روڑا ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد کنویں کو کئی مرتبہ پاک کرادیا گیا۔ مگر وہ روڑا نہیں نکلا تو بغیر روڑا نکالے کنواں پاک ہے یا نہ

(جواب) اس روڑے کے نکالنے کی اب ضرورت نہیں ہے پانی کنویں کا پاک ہوگیا ہے کچھ وہم نہ کریں گے۔(۱) فقط۔

جس کنویں سے سڑا ہوا جانور نکلا وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۲۶۴) ایک کنویں میں کوئی جانور گر کر مر گیا کچھ عرصہ کے بعد دیکھا گیا تو بوجہ گہرا ہونے کنویں کے یہ شناخت نہ ہوسکا کہ یہ بلی ہے یا کتا اس کے نکالنے کے واسطے ٹوکری ڈالی گئی تو چونکہ وہ گلا اور سوجا ہوا تھا لہذا ٹوکری کے ٹکراتے ہی ریزہ ریزہ ہوگیا، اور تمام اجزاء پانی میں مل گئے، ٹوکری کے ساتھ کچھ اون اور چمڑا باہر آیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں کو کنواں پاک کرنے کا خیال ہوا، تو ایک خاص اندازہ سے تمام پانی کنویں کا نکالا گیا۔ پھر ایک غوطہ زن کو کنویں میں داخل کیا، دوسرے یا تیسرے غوطہ میں وہ کچھ چربی اور آنتیں باہر لایا چونکہ تیرہ چودہ ہاتھ پانی گہرا ہے، لہذا غوطہ زن گھبرا گیا، اور پھر کوئی غوطہ نہیں لگا سکا، شرعاً کنواں پاک ہوگیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

(جواب) ایسے کنویں کی نسبت کہ جس میں کوئی عین نجس موجود ہو اور اس کو نکالنا دشوار ہو یہ حکم ہے کہ چھ مہینہ تک اس کو چھوڑ دیا جاوے جس میں وہ گوشت پوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے۔ اس کے بعد اس کا پانی نکال دیا جاوے، دوسو سے تین سو ڈول تک نکال دیئے جائیں۔(۲) دو ۲۰۰ سو ضروری ہیں اور تین سو ۳۰۰ مستحب ہیں۔ ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیها فعجزوا عن اخراجه فما دام فیها فنجسة فتترک مدة یعلم انه استحال وصار حماة وقیل مدة ستة اشهر الخ .(۳) فقط۔

جس تالاب میں نجاست پڑتی رہے اور بارش میں بھر جائے اس کا پانی پاک ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۵) ایک تالاب طولاً وعرضاً دس بارہ بیگہ میں ہے اور سالانہ خشک ہوجاتا ہے اور نجاست قصبہ کا مخزن اور اہالیان قرب وجوار کا سنڈاس ہے۔ اب ابتدائی بارش میں کچھ پانی اس میں نجاست سے گھل مل کر جمع ہوا، پھر اس پر وقتاً فوقتاً بارش ہوئی، یہاں تک کہ یہ لبالب ہوگیا بہا نہیں۔ آیا قبل بہہ جانے کے یہ تالاب پاک ہے یا بعد ابلنے کے اس کو حکم پاکی کا ہوگا؟

(جواب) قال فی الدر المختار وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیه نجس لم یر اثره ولو فی

---

(۱) الیقین لا یزول بالشک (الاشباہ والنظائر القاعد الثالثة ص ۷۵) ظفیر.

(۲) وان تعذر نزح کلها لکونها معینا فبقدر ما فیها وقت ابتداء النزح یو خذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتیٰ بما ئتین الیٰ ثلث مائة وهذا ایسر وذلک احوط (الدر المختار) افاد فی النهر ان المائتین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ وج ۱ ص ۱۹۸ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۴) ظفیر مفتاحی.

(۳) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفیر.

موضع وقوع المرئية به يفتى بحر .(۱) پس معلوم ہوا کہ پانی تالاب مذکور کا قبل ابلنے کے اور بعد ابلنے کے بہر حال پاک ہے۔ فقط۔

ناپاک عورت کنویں میں گرگئی تو کنواں کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۲۶۶) ایک عورت قوم گڈرین جس کے کپڑے بظن غالب ناپاک تھے، کنویں میں گرگئی اور پھر کس قدر سانس باقی تھی جو نکال لی گئی، باہر نکل کر مرگئی، اس صورت میں کنویں کا پانی کس طرح پاک ہو۔

(جواب) اس صورت میں تین سوڈول اس کنویں میں سے نکلوادیے جائیں باقی پانی پاک ہوجاوے گا۔(۲) فقط۔

سام ابرص کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۲۶۷) سام ابرص کے کنویں میں گر کر مرجانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے **فيفسد فى الا صح كحية برية ان لهادم والا لا الخ وفى الشامى و كالحية البرية و الو زغة الكبيرة لهادم سائل منيه الخ** (۳) پس معلوم ہوا کہ وزغ کبیرہ کا مرنا کنویں میں پانی کو ناپاک کرتا ہے، اس میں بیس سے تیس ڈول تک نکالے جاویں اگر منتفخ و متفسخ نہ ہو اور وزغہ صغیرہ جن میں خون نہیں اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ احتیاطاً بیس ڈول نکال دیئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

کنویں میں جوتی گر جائے اور نہ نکل سکے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۶۸) ایک کنواں جس کا قطر چودہ فٹ اور گہرائی بیس فٹ ہے، اس میں اتفاقیہ ایک استعمالی جوتی نو دس برس کے بچے کی گرگئی جو تلاش سے نہیں مل سکی، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ وہ جوتی نہیں نکلی اور نجاست کا ہونا اس پر محقق نہیں ہوا اور دیکھا نہیں گیا تو پانی اس چاہ کا پاک ہے، شک پر کوئی حکم مرتبہ نہیں ہوتا۔ **قال فى البحر وقيد نا بالعلم لا نهم قالوا فى البقر ونحوه يخرج حيا لايجب نزح شئى وان كان ا ظاهر اشتمال بولها على افخاذها لكن يحتمل طهارتها بان سقطت عقب دخولها ماء "كثيراً مع ان الا صل الطهارة الخ** پس جب کہ یقینی علم نجاست کا نہیں ہے تو ناپاکی چاہ کا حکم نہ کیا جاوے گا۔

قعدہ مقررہ ہے **اليقين لا يزول بالشك**۔(۴) اور جوتی پر جیسا کہ بغلبہ ظن نجاست کا لگنا ثابت ہے ویسا ہی یہ بھی

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۷۶ ط.س. ج ا ص ۱۹۰. ۱۲ ظفير.

(۲) اذا وقعت نجاسة ليست بحيوان ولو مخففة او قطرة بول الخ فى بئر الخ او مات فيها الخ حيوان دموى غير مائى وانتفخ الخ ينزح كل مائها الخ بعد اخراجه الخ قيد بالموت لا نه لو اخرج حيا وليس بنجس العين ولا به حدث او خبث لم ينزح شئى الخ وقيل يفتى بما ئتين الىٰ ثلثة مائة وهذا ايسر (الدر المختار على هامش ردالمحتارفصل فى البئر ج ا ص ۱۹۸. ط.س. ج ا ص ۲۱۱ ...... ۲۱۲ ...... ۲۱۴) ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۷۱. ط.س. ج ا ص ۱۸۵. ۱۲ ظفير. (۴) الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵. ۱۲ ظفير.

احتمال ہے کہ زمین پر چلنے اور رگڑنے سے جوتا بعض نجاسات سے پاک ہوجاتا ہے۔ بہر حال احتمال پر کچھ حکم مرتب نہ ہوگا ۔فقط۔

ناپاک کنواں دو۲، تین ۳سو ڈول سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۹) اگر شرعاً کل پانی چاہ کا ناپاک ٹھیرا اور چاہ بھی موافق اس تعریف کے انهم کما نزحوا منع منها مثل ما نزحوا او اکثر ۔ چشمہ دار نہیں ہے تو اس میں سے دوسو۲۰۰ سے تین ۳۰۰ سو ڈول نکالنا موجب طہارت ہوگا یا نہیں، کیونکہ جس قول سے دوسو یا تین سو ڈول ماخوذ ہیں اس کی تضعیف محققین نے کی ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ میں منقول ہے۔

(جواب) دو۲۰۰ سو سے تین ۳۰۰ سو ڈول تک پانی نکالنا موجب طہارت ہے اور اب اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے سہولت کی وجہ سے اس کو اختیار کیا گیا ہے اور جب کہ بہت سے فقہاء نے اس کو اختیار فرمایا ہے اور مختار و ایسر فرمایا ہے اور امام صاحب کی بھی ایک روایت لکھی ہے تو اس پر فتویٰ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

چڑیا کنویں میں گر جائے اور نہ نکل سکے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۷۰) چڑیا وغیرہ چاہ میں مرجائے اور تلاش سے بھی نہ نکلے تو بعض فقہاء چھ۶ ماہ چاہ کو معطل چھوڑنے کو فرماتے ہیں۔ اس میں تنگی معلوم ہوتی ہے یا یہ مقدار استحباباً رکھی ہے، غرض کوئی صورت سہولت کی ہو تحریر فرمائیں؟

(جواب) ایسی حالت میں کہ چڑیا وغیرہ کا چاہ میں گرنا یقینی ہو اور پھر نکل نہ سکے تو اس کے بارہ میں اصل حکم تو یہ ہے کہ اس قدر مدت تک کنویں کا پانی استعمال نہ کریں جس وقت تک وہ گل کر گارا اور مٹی نہ ہوجائے۔ بعد اس کے پانی نکال کر استعمال کریں اور بعض فقہاء نے چھ ماہ کے ساتھ تحدید کی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ یہ درحقیقت اس مدت مجملہ کی تحدید ہے کیونکہ غالب گمان میں اس مدت میں جانور گل کر مٹی ہوجاتا ہے اور اگر تجربہ سے اس سے پہلے مٹی ہوجانا محقق ہوجاوے تو پہلے ہی حکم اخراج ماء و جواز استعمال کیا جاوے گا۔ (۲) لیکن اگر سرے سے جانور کے وجود ہی میں شک ہو کہ چاہ میں ہے یا نہیں تو پھر یہ حکم محض احتیاطاً ہے، کیونکہ شک سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (۳) فقط۔

جس کنویں میں جوتی گر جائے اور اس کا پانی برابر نکلتا رہے، اس سے وضو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۱) ایک باغ میں ایک مدرسہ ہے اس کے قریب ایک کنواں چلتا ہے جس کو ہرٹ کہتے ہیں اس میں ایک لڑکے کی جوتی گر گئی تھی، جس کو نکالنے کے لئے کوشش کی مگر نکلی نہیں، اور کنواں چار بجے صبح کے شروع کر کے سارا دن چلتا رہتا ہے اس پانی سے نماز اور کھانا پکانا وغیرہ درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) وقیل یفتی بما ئتین الی ثلث مائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص۱۹۸) جزم به فی الکنز و الملتقی وهو مروی عن محمد وعلیه الفتوی خلاصه وتتارخانیه عن النصاب وهو المختار معراج عن العنا بیة وجعله روایة فی العنا یة عن الا مام وهو المختار والا یسر کما فی الا ختیار وافاد فی النهر ان المائتین واجبتان والمأة الثالثة مندوبة (رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ .ط.س. ج ا ص ۲۱۵) ظفیر. (۲) ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه (درمختار) فلو تعذر ایضا ففی القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیها فعجزوا عن اخراجه فما دام فیها فنجسة فتترک مدة یعلم انه استحال وصار حمأ ة وقیل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ .ط.س. ج ا ص ۲۱۲) ظفیر.

(۳) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه و النظائر ص ۷۵) ظفیر.

(جواب) پانی اس چاہ کا پاک ہے وضو و نماز اس سے صحیح ہے، شرعاً شبہ سے حکم ناپاکی کا نہیں ہوتا۔(۱) فقط۔

کنویں میں عموم بلویٰ کا اعتبار

(سوال ۲۷۲) تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۸۴ (ج) مسائل چاہ میں بضرورت وسعت کو اختیار کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ مختلف فیہ مجتہدین کا ہوتا ہے اس میں وسعت کی رائے کو اختیار کر لینا وقت حرج و عموم بلویٰ کے درست لکھتے ہیں، پس ایسی صورت میں جب تک کہ عین نجاست کا گرنا چاہ میں معلوم و مشاہد نہ ہو اس کو ناپاک نہ کہنا چاہئے بلکہ اگر خود گرتا بھی دیکھ لے جب بھی برائے ضرورت و بلویٰ اس کو ناپاک نہیں کہہ سکتے۔ دیکھو کہ مینگنی اونٹ بکری کی امام صاحب کے یہاں نجس ہے مگر جنگل کے چاہ میں نصف آب چاہ تک مینگنیوں سے ڈھک جاوے جب بھی پاک لکھتے ہیں بضرورت، کیونکہ امام مالکؒ کے یہاں مینگنی نجس نہیں۔ تو اب ہندوستان میں خصوصاً گاؤں میں جب گوبر کا اور پیشاب گائے بیل کا یہ عمل درآمد ہے تو چاہ ہرگز پاک نہیں رہ سکتا، لہٰذا ایسے امور سے چشم پوشی ہو اور جب تک مشاہدہ نہ ہو جاوے بلکہ دیکھ کر بھی استعمال آب کرتا رہے کذا بفهم من كتب الفقه. آنجناب نے الرشید نمبر ۱۰ جلد ۲ ص ۲۰ مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر جانے کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ چاہ کو چھ ماہ بیکار چھوڑا جائے بعد میں تین سو ڈول نکالے جاویں، پھر پانی استعمال میں لایا جاوے انتہی۔ ان ہر دو جواب میں سے حضرت عالی قدس سرہٗ کا جواب صحیح سمجھنا ضروری ہے یا جناب کا، اگر ہر دو صحیح ہیں اور بندہ ان کے سمجھنے سے قاصر ہے تو وجہ فرق تحریر فرمائیں؟

(جواب) شامی ص ۱۵۶ جلد اول فصل فی البئر میں ہے و اشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير ا ه قلت فلو تعذر ايضاً ففي القهستاني عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجز واعن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترک مدة يعلم انه استحال وصار حماة وقيل مدة ستة اشهر ا ه (۲)۔ بندہ نے جو کچھ الرشید میں لکھا ہے وہ علامہ شامی کی اس روایت کے موافق لکھا ہے، اور تذکرۃ الرشید سے جو کچھ آپ نے نقل کیا ہے وہ بھی صحیح ہے، اور بے شک مسائل آب و مسائل چاہ میں وسعت کی ضرورت ہے۔ جہاں کچھ بھی شبہ ہو جاوے وہاں طہارت کا ہی حکم کرنا چاہئے، کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ اليقين لا يزول بالشک۔ اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کی غرض بھی یہی ہے کہ عموم بلویٰ اور شبہ کی مواقع میں حکم طہارت کا کرنا چاہئے۔ اور شامی کی اس عبارت کا محل وہی ہے کہ کچھ شبہ باقی نہ رہے بلکہ بالیقین عصفور کا چاہ میں ہونا معلوم ہو۔ اور پھر اخراج نہ ہو سکے کیونکہ اس میں نہ عموم بلویٰ ہے جیسا کہ بعرہ وغیرہ میں ہوتا ہے اور نہ شبہ ہے لیکن اگر کچھ بھی شبہ کو گنجائش نکل آوے تو پھر تذکرۃ الرشید کے مسئلہ کی موافق حکم ہے، اور احقر کے نزدیک کچھ نہ کچھ شبہ ضرور نکل سکے گا۔ کامل یقین وقوع و تحقق نجاست کا اور پھر تعذر اخراج کی صورت بہت کم پیدا ہوتی ہے، کیونکہ جب پتہ اس نجاست کا چاہ میں نہ چلا تو کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نجاست گری ہی نہیں یا باقی نہیں رہی۔ بہر حال تعارض کچھ نہیں ہے۔ اور تطبیق ممکن ہے اور تاویل ہو سکتی ہے۔ فقط۔

---

(۱) فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز و لو شک فالا صل الطهارة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفير.
(۲) رد المحتار فصل فی البئر جلد اول ص ۱۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفير.

جس کنویں میں گھوڑا گر کر مر گیا اُسے کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۲۷۳) ایک چاہ میں گھوڑا گر کر مر گیا، اس کو نکال کر تین سو ساٹھ ڈول نکالے گئے، لیکن گھوڑا گرنے سے قریب تین چار ماہ کے چاہ بند رہا، پانی کسی نے نہیں نکالا۔ اب اس میں سے تین سو ساٹھ ڈول نکالے، پانی بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ اور اب بھی سیاہی مائل ہے۔ یہ چاہ پاک ہو گیا یا ہنوز نجس ہے، دوسری کیا تدبیر کرنی چاہئے؟

(جواب) قاعدہ کے موافق تو تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول نکالنے سے پاک ہو گیا۔(۱) لیکن اگر ایسی حالت میں کہ تمام پانی خراب ہو گیا ہے، کل پانی نکال دیا جاوے اور اس چاہ کو صاف کر دیا جاوے تو بہتر ہے۔(۲) فقط۔

جس کنویں سے ہندو پانی بھرتے ہوں اس سے وضو وغیرہ درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۴) جو کنویں ایسے ہیں کہ جن میں اہل ہنود پانی بھرتے ہیں اور ان کا پانی نکالا نہیں جاتا بلکہ لوگ پینے اور نہانے وغیرہ اپنی ضروریات کے لئے بھرتے ہیں۔ لہذا ان کنووں سے وضو کرنا اور پینا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وضو کرنا اور پینا ان کنوؤں سے درست ہے کچھ شبہ نہ کریں۔(۳) فقط۔

کنویں میں جوتہ گر گیا اور نہ ملا تو کیسے پاک ہوگا

(سوال ۲۷۵) ایک کنویں میں ۱۳ سالہ لڑکے کا استعمالی جوتہ گر کر بوجہ گہرائی لاپتہ ہو جاوے باوجود کوشش نہ نکلنے پر تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول پانی نکالنا کافی ہوگا یا جوتہ نکالنا اور کل پانی نکالنا پڑے گا؟

(جواب) ناپاک جوتہ کا پہلے نکالنا ضروری ہے اس کے بعد تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا، لیکن اگر اس ناپاک جوتہ کا نکالنا ناممکن ہو تو درمختار میں لکھا ہے کہ اس صورت میں اتنا پانی نکالا جاوے کہ آدھا ڈول بھی نہ بھر سکے، الااذا تعذر الخ فینزح الماء الیٰ حد لا یملاء نصف الدلو یطهر الکل تبعاً الخ.(۴) فقط۔

کنواں جس میں خنزیر گر کر مر جائے اس کی پاکی کا طریقہ

(سوال ۲۷۶) ہندوؤں کے چاہ میں خنزیر گر پڑا انہوں نے اول مرا ہوا سور نکالا، بعد میں اس کا پانی نکالا، مگر کچھ پانی باقی رہ گیا تو اس چاہ کا پانی مسلمانوں کو پینا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر بعد خنزیر کے نکالنے کے تین سو ڈول کی مقدار اس چاہ سے پانی نکل گیا ہے تو وہ چاہ پاک ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کا پانی پینا اور استعمال کرنا درست ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) وقیل یفتی بمائتن الیٰ ثلثمائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر.

(۲) ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه فان تعذر نزح کلها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

(۳) ہندو کی پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، ان کا جھوٹا تک پاک ہے فسور الادمی مطلق ولو جنبا او کافر الخ طاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السور .ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲. ۱۲ ظفیر.

(۵) وقیل یفتی بما ئتین الی ثلثمائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۶) ظفیر.

فصل رابع۔ جھوٹے پانی کے احکام

ہاتھی کے سونڈ کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۲۷۷/۱) ہاتھی جو منہ سے پانی چھوڑتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟

یہ خفیفہ ہے یا مغلظہ

(سوال ۲۷۸/۲) یہ نجاست خفیفہ میں داخل ہے یا نہیں؟

کتنا کپڑا تر ہونے سے ناپاک ہوگا

(سوال ۳۷۹/۳) کس قدر کپڑا تر ہونے سے ناپاک ہوجائے گا؟

سونڈ کی چھینٹیں اونی کپڑے پر پڑجائیں تو کیا کرے

(سوال ۲۸۰/۴) ایک اونی کپڑے پر کئی جگہ ہاتھی کے پانی کی چھینٹیں پڑیں لیکن وہ کپڑے میں جذب نہیں ہوئیں، تولیہ سے انہیں صاف کردیا گیا، اس صورت میں کپڑا ناپاک ہوجائے گا یا پاک رہے گا۔ ان چھینٹوں کی مجموعی مقدار تین چار روپے کے برابر ہوگی؟

(جواب)(۱) وہ پانی ناپاک نجاست مغلظہ ہے۔ کما فی الدر المختار وسور خنزیرو کلب وسباع بہائم نجس مغلظ الخ قال الشامی قولہ وسباع بہائم ھی ماکان یصطا دبنا بہ کالا سدو الذئب والفھد والنمر والثعلب و الفیل والضبع واشباہ ذلک سراج (شامی ص ۲۰۵ ج ۱)ظفیر۔

(۲) وہ پانی نجاست مغلظہ ہے خفیفہ نہیں ہے۔ (۱)

(۳) مقدار ایک درہم یعنی بقدر مقعر کف (ہتھیلی کی گہرائی) معاف ہے یعنی نماز جائز ہوجاوے گی اگرچہ دھونا اس کا بھی واجب ہے اور اگر ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہے تو نماز بھی نہ ہوگی۔ (۲) واضح ہو کہ نجاست رقیقہ میں جیسے پیشاب یا ناپاک پانی اس میں بقدر گہرائی ہتھیلی کے معاف ہے۔ (۳) اس سے زیادہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔ (۴) فقط۔

(۴) جبکہ ان چھینٹوں کی مقدار تین چار روپیہ کے برابر ہے اور وہ چھینٹیں سوئی کے ناکہ سے بڑی ہیں کہ نظر آتی ہیں تو وہ کپڑا ناپاک ہے نماز اس کپڑے سے درست نہیں

---

(۱) وسور خنزیر و کلب و سباع بہائم مغلظ (درمختار) وسباع بہائم ھی ما کان یصطا دبنا بہ کالا سدو الذئب والفھد الخ والفیل (رد المحتار احکام السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۳) ظفیر۔

(۲) قدر الدر ہم وما دونہ من النجس المغلظ کالدم والبول والخمر الخ جازت الصلوٰۃ و معہ وان زاد لم تجز (ہدایہ باب الانجاس ج ۱ ص ۱۷۱) ظفیر۔ (۳) المغلظتوعفی عنہا قدر الدرہم الخ بالوزن فی النجاسۃ المتجسدۃ وزنہ قدر الدرہم الکبیر المثقال وبالمساحۃ فی غیرہا وہو قدر عرض الکف الخ والمثقال وزنہ عشرون قیراطا (عالمگیری مصری باب فی النجاسۃ ج ۱ ص ۴۲ و ج ۱ ص ۴۳ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۴۵) ظفیر۔ (۴) فاذا اصاب من قدر الدرہم یمنع جواز الصلوٰۃ کذا فی المحیط (عالمگیری مصری باب فی النجاسۃ ج ۱ ص ۲۳ ط.س. ج ۱ ص ۴۶) ظفیر۔

ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریز کے برتن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟:

(سوال ۲۸۱ / ۱) انگریز کے برتن کو دھو کر اس میں پانی پینا جائز ہے یا نہ؟

انگریز کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۲۸۲ / ۲) انگریز کے پاس کا بچا ہوا دودھ استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(جواب) (۱) اس برتن میں پانی پینا جائز ہے۔ (۲)

(۲) بچے ہوئے دودھ کا استعمال شرعاً جائز ہے فقط۔

(بشرطیہ کہ اس نے شراب پینے کے فوراً بعد اسے کھانا نہ شروع کیا ہو۔ (۳) ظفیر۔)

بلی اور چوہے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

(سوال ۲۸۳) خوردۂ موش و گربہ حلال ہے یا نہیں؟

(جواب) موش اور گربہ کا جھوٹا پاک ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) البول المنتضح قدر رؤس الابر معفو للضرورة وان امتلاء الثوب الخ ولو كان المنتضح مثل رؤس المسلة منع كذا فى البحر الرائق (عالمگیری . مصری باب فى النجاسة ، ص۴۳ ج ۱ ط.ماجدیه ج۱ ص ۴۶) ظفیر.

(۲) ویکره الاكل والشرب فى اوانى المشركين قبل الغسل و مع هذا لواكل اوشرب فيها قبل الغسل جاز ، ولا يكون اكلا ولا شار با حراما وهذا اذا لم يعلم بنجاسة الاوانى فاما اذا علم فانه لا يجوز ان يشرب و يا كل منها قبل الغسل الخ عالمگیری مصری کتاب الكراهية باب رابع عشر ج ۱ ص ۳۵۸ ط.ماجدیه ج۵ ص۳۴۷) ظفیر.

(۳) سورا لادمى طاهرويدخل فى هذا الجنب والحائض والنفساء والكافر الاسور شارب الخمر و من دمى فوه اذا شربا على فور ذلک فانه نجس (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۳ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۲۳) ظفیر.

(۴) وسؤر الخ سو اكن بيوت طاهر للضرورة مكروه تنزيها ان وجد غيره والا لم يكره اصلا (درمختار) ای مماله دم سائل كالفارة والحية والو زغة (رد المحتار مطلب فى السور ص ۲۰۲ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۲۲۲) وسور حشرات البيت الحية والفارة والسنور مكروه كراهة تنزيه هو الاصح كذا فى الخلاصه (عالمگیری کشوری مصری الباب الثالث فى المياه ج ۱ ص ۲۳ ط.ماجدیه ج۲۴) ظفیر.

الباب الرابع فی التیمم

مسائل تیمّم

بخار اور سخت سردی اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیمّم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۴) اگر سردی کے موسم میں کوئی شخص ایسے جنگل میں کام کرنے جاتا ہو کہ جہاں پانی نہایت درجہ کا سرد ہو اور وہاں گرم کرنے کے اسباب نہ ہوں جیسے برتن وایندھن اور جاڑے کا وقت بہت ہو جیسے ابر کی وجہ سے دھوپ نہ ہو، یا شام یا رات یا صبح کا وقت ہو اور جاڑے کی وجہ سے جنبی کو غسل اور بے وضو کو وضو کرنے کی تاب نہ ہو سکے، یا کسی کو بخار جاڑا بہت چڑھ رہا ہو تو تیمّم کرنا ایسے شخصوں کے واسطے جائز ہوگا یا نہیں؟

(جواب) حالت مرض اور خوف مرض میں تیمّم درست ہے اور جب کہ سرد پانی سے غسل کرنے میں یا وضو کرنے میں اندیشہ ہلاکت کا یا مرض کا ہو تو تیمّم جائز ہے۔(۱)

وقت کی تنگی میں قدرت کے باوجود تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۵) اگر مصلی صبح کے وقت ایسے وقت سوتا اٹھا کہ گرم پانی اس کے مکان میں یا مسجد میں نہ ملا اور سرد پانی سے بوجہ سردی کے غسل نہ کر سکتا ہو اور نہ وقت میں اتنی دیر ہے کہ گرم کر کے غسل کر لیوے اور ادا وقت میں نماز پڑھ لیوے۔ پس یہ مصلی ادا وقت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لیوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ اس کو قدرت گرم پانی کی ہے تو تیمّم جائز نہیں۔ نماز قضاء پڑھ لیوے مگر غسل و وضو ضروری ہے۔(۲) فقط۔

بیمار کو نجاست لگی ہو اور پانی نقصان کرے تو وہ طہارت کیسے حاصل کرے گا

(سوال ۲۸۶) بیمار آدمی کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہے پانی نقصان کرتا ہے تو کس طرح طہارت حاصل کرے؟

(جواب) بدن پر نجاست ہو تو اس کو دھولے بعد میں تیمّم کرے۔(۳) فقط۔

پتھر، لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۷) لکڑی، پتھر، کپڑا، پختہ فرش یا دیوار، خشک یا سبز گھاس، ان میں جب کسی پر ذرا بھی غبار نہ ہو تو تیمّم

---

(۱) من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده میلا الخ او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد یهلک الجنب او یمرضه ولو فی المصر اذا لم تکن اجرة حمام ولا مایدفئه الخ تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۴. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲ ...... ۲۳۳) ظفیر.

(۲) قال فی البحر فصار الا صل انه متی قدر علی الا غتسال بوجه من الوجوه لا یباح التیمم اجماعاً (رد المحتار باب التیمم ص ۲۱۶ ج ۱) تحت قوله والا ما ید فئته. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۴) ظفیر.

(۳) وکذا یطهر محل نجاسة الخ مرئیة الخ بقلعها ای بزوال عینها الخ ویطهر محل غیر ها ای غیر مرئیة بغلبة ظن الغاسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) اولمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ص ۲۱۵ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر.

درست ہے یا نہیں؟

(جواب) لکڑی، کپڑے پر بدون غبار کے تیمّم درست نہیں۔ اسی طرح گھاس سبز اور خشک کا حکم ہے۔ (۱) اور پتھر دیوار خشت خام و پختہ و چونہ پر بلا غبار بھی تیمّم درست ہے۔ (۲) لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی کافی ہے۔ (۳)

غسل کے بجائے تیمّم کب درست ہے۔

(سوال ۲۸۸) ایک شخص کو سردی کے اثر سے نزلہ ہوجاتا ہے تو اس کو ایام سرما میں صبح یا اور کسی سردی کے وقت بخوف نزلہ بجائے غسل جنابت تیمّم کرنا اور اس تیمّم سے صلوٰۃ فجر یا اور کسی نماز کو ادا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

(جواب) جواز تیمّم کیلئے استعمال آب سے عاجز ہونا شرط ہے خواہ وہ اس وجہ سے ہو کہ پانی مفقود ہے یا اس وجہ سے کہ پانی کے استعمال سے مرض کی زیادتی وامتداد کا خوف ہے یا سردی کی وجہ سے ہلاکی یا بیماری کا اندیشہ ہے اور پانی گرم نہیں مل سکتا۔ پس اگر ان امور میں سے کوئی امر پایا جاوے تو تیمّم جائز ہے ورنہ جائز نہیں صورت مسؤلہ میں اگر سرد پانی سے مرض کا اندیشہ ہو تو گرم پانی سے غسل کرنا چاہیئے اگر گرم پانی سے بغلبہ ظن یا قول طبیب حاذق مسلم اندیشہ مرض کا ہے تو تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم ولو بتحرک الخ او برد یهلک الجنب او یمرضه ولو فی مصر اذا لم یکن له اجرة حمام الخ درمختار. (۴) فقط۔

جلدی میں تیمّم سے نماز جنازہ پڑھی کیا اس سے نماز وقتی بھی پڑھ سکتا ہے

(سوال ۲۸۹) زید بوجہ جلدی کے تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہوگیا تھا۔ بعدہ فرض نماز بھی اسی تیمّم سے پڑھ سکتا ہے یا با قاعدہ وضو کرنا پڑے گا؟

(جواب) اس تیمّم سے نماز فرض وقتیہ نہیں پڑھ سکتا وضو کر کے نماز وقتیہ پڑھنی چاہیئے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ (۵) فقط۔

پانی کی قلت کے وقت پردہ نشین عورتیں تیمّم کریں یا نہیں

(سوال ۲۹۰) بعض گاؤں میں پانی کی بہت قلت ہے، اس لئے بعض عورتیں پردہ نشین بیوہ کو بعض وقت پانی نہیں ملتا، اس لئے وہ مستورات نماز قضاء کرتی رہتی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔ آیا اس وقت ان کے لئے تیمّم جائز ہے یا

---

(۱) ولا یجوز عند نا بما لیس من جنس الا رض وهو ما یلین بالنار او یتر مد كالذهب والفضة الخ وكالحنطة و سائر الحبوب والا طعمة من الفواكه وغير ها وانواع النباتات مما يترمد بالنار اذا لم يكن عليها غبار (غنية المستملی ص ۷۴ باب التيمم. ظفير. (۲) ويجوز التيمم عند ابی حنيفة ومحمد بكل ما كان من جنس الارض كالتراب و الرمل والحجر والجص والنورة والكحل والزرنيج الخ ثم لا يشترط ان يكون عليه غبار (هدايه باب التيمم ج ۱ ص ۵۵) ظفير.

(۳) وكذا يجوز بالغبار مع القدرة على الصعيد عند ابی حنيفة ومحمد لانه تراب رقيق (هدايه ايضا) لو ان الحنطة او الشئی الذی لا يجوز عليه التيمم اذا عليه الغبار فضرب يده عليه وتيمم ينظر ان كان يستبين اثره بمده عليه جاز والا فلا (رد المحتار باب اليتيمم ج ۱ ص ۲۲۲ ط.س. ج ۱ ص ۲۴۰) ظفير. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۱۵ و ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۳ ۱ ظفير.

(۵) (جاز التيمم) لخوف فوت صلاة جنازة الخ وان لم تجز الصلاة به وكذا لكل مالا تشترط له الطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التيمم ج ۱ ص ۲۲۳ و ج ۱ ص ۲۲۴ ط.س. ج ۱ ص ۲۴۱) ظفير.

نہیں؟

(جواب) تیمّم کی اجازت اس وقت ہے کہ پانی نہ ملے، شہر اور قصبہ میں اور گاؤں میں ایسی صورت کم تر پیش آتی ہے کہ پانی نہ ملے، لیکن اگر ایسا کبھی اتفاق ہو جائے کہ پردہ دار عورتوں کو کوئی صورت پانی ملنے کی نہیں اور وقت تنگ ہوا جاتا ہے تو تیمّم سے نماز پڑھیں قضا نہ کریں۔ (۱) (بعد میں وضو کر کے اعادہ کر لیں۔ ظفیر)

زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرے۔

(سوال ۲۹۱) اگر زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

(جواب) اگر زخم یا پٹی پر مسح نہیں ہو سکتا تو پھر تیمّم درست ہے۔ (۲) فقط۔

اندیشۂ مرض کے وقت تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۹۲) زید ایک ضعیف الجثۃ دائم المریض شخص ہے شامت اعمال سے اس کی صحت بہت خراب ہوگئی ہے خصوصاً اعصاب اور دماغ نہایت ہی ضعیف ہو گیا ہے۔ اندریں حالت موسم سرما میں جب کہ اس کو ضرورت شرعی سے بخیال قضائے نماز صبح کے وقت ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی نوبت آتی ہے تو دردسر یا زکام وغیرہ کی تکلیف لاحق ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتی، اور چونکہ گرم پانی کا حصول بروقت اپنی بے سروسامانی سے غیر ممکن ہے اس لئے مجبوراً ٹھنڈے ہی پانی سے کام لینا پڑتا ہے جس سے ایک خوف یہ بھی لگا رہتا ہے کہ مبادا فالج وغیرہ کا اثر نہ ہو جائے کیونکہ اعصاب میں نہایت کمزوری آ گئی ہے۔ زید کی موجودہ حالت پر نظر کر کے ایک طبیب صاحب علم نے زید کو یہ رائے دی کہ تم ایسی حالت میں ضرورت کے وقت بجائے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے صبح کی نماز تیمّم کر کے پڑھ لیا کرو۔ بعد میں پھر گرم پانی سے غسل کر لیا کرو۔ اور تیمّم غسل کے بعد وضو کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔ اور نماز کو بعد غسل کے احتیاطاً اعادہ کرنے کی تو ضرورت نہیں ہے؟

(جواب) اگر گرم پانی میسر نہ ہو اور طبیب حاذق کے قول وغیرہ سے بظن غالب اندیشہ مرض کا ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا اس حالت میں درست ہے اور چونکہ تیمّم غسل کا بجائے وضو وغسل کے ہے اس لئے وضو کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے وہی ایک تیمّم دونوں کے لئے کافی ہے۔ (۳)

---

(۱) لا یتیمم لفوت جمعة ووقت ولووتر الفواتها الیٰ بدل وقیل تیمم لفوات الوقت قال الحلبی فالا حوط ان یتمم ویصلی ثم یعید (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۲۷ ط.س. ج ۱ ص ۲۴۶) اس عبارت سے اور شامی نے اس پر جو کچھ لکھا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں پھر پانی سے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا جاوے اس لئے کہ احتیاط کا یہی تقاضہ ہے لعل هذا من هو ٔ لاء المشائخ اختیار لقول زفر لقوة دلیله وهو ان التیمم انما شرع للحاجة الی اداء الصلاة فی الوقت فیتیمم عند خوف فوته قال شیخنا ابن الهمام ولم یتجه لهم علیه سوی ان التقصیر جاء من قبله فلا یوجب الترخیص علیه وهو انما یتم اذا اخر لا لعذر اه واقول اذا اخر لا لعذر فهوعاص والمذهب عند نا انه کا لمطیع فی الرخص نعم تاخیره الی هذا الحد عذر جاء من قبل غیر صاحب . الحق فینبغی ان یقال یتیممه و یصلی ثم یعید با لوضوء کمن عجز بعذر من قبل العباد الخ (رد المحتار ایضا ط.س. ج ۱ ص ۲۴۶) ظفیر. (۲) ویترک المسح کا لغسل ان ضروالالا یترک (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۵۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۸۰) ظفیر.

(۳) او برد یهلک الجنب او یمرضه ولو فی المصر اذا لم تکن له اجرة حمامن ولا ما ید فئه الخ یتمم لهذه الا عذار کلها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۴) ظفیر.

مگر احتیاط یہ ہے کہ بعد میں گرم پانی سے غسل کر کے اعادہ اس نماز کا کر لیوے۔(۱) فقط۔

جنبی کو زکام کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرے یا نہیں

(سوال ۲۹۳) زید کو احتلام زیادہ ہوتا ہے اور بوجہ سردی کے غسل کرنے سے زکام ہو کر بخار ہو جاتا ہے اور اگر بوقت دوپہر غسل کیا جاتا ہے تو زیادہ نقصان نہیں ہوتا، اس حالت میں زید تیمّم سے صبح کی نماز ادا کرے تو صحیح ہے یا نہیں، اور تیمّم غسل اور وضو کا کرے یا صرف غسل کا، اور غسل کو دوپہر کو پانی سے اعادہ کرے یا تیمّم ہی کافی ہے دوسرے احتلام تک۔ اور جنابت احتلام اور ہم بستری کے لئے ایک ہی حکم ہے یا جدا؟

(جواب) مرض کے خوف سے جب کہ گرم پانی بھی مضر ہو، یا گرم پانی میسر نہ ہو تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست ہے،(۲) اور تیمّم غسل اور وضو کا ایک ہی ہے، ایک تیمّم دونوں کے لئے کافی ہے پھر دوپہر کو جب کہ غسل مضر نہیں ہے غسل کر کے ظہر و عصر وغیرہ کی نمازیں پڑھے۔(۳) اور احتلام اور مجامعت کی جنابت کا ایک ہی حکم ہے (یعنی دونوں موجبات غسل ہیں والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم والیقظة الخ (ہدایہ فصل فی الغسل ص ۷۔۳۲ ظفیر۔

بیماری یا پیری کی وجہ سے پانی نقصان دہ ہو تو غسل کے لئے تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۹۴) تیمّم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہوسکتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اور اس تیمّم غسل سے نماز فرض و نفل اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی شخص کو بوجہ ضعف بیماری یا پیری پانی ضرر رساں ہو یا خوف ضرر ہو یا استعمال ماء اس پر گراں و سخت ہو اور تحمل نہ کرسکے تو تیمّم وضو اور غسل سے اس کو نماز فرض و نفل اور تلاوت قرآن شریف جائز ہوگی یا نہ؟

(جواب) تیمّم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہوتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہوتا ہے، اور اس تیمّم سے نماز فرض و نفل و تلاوت کلام مجید سب درست ہے۔(۴) اور وہ عذر جس سے تیمّم حدث و جنابت سے درست ہے یہ ہیں کہ مریض کو اشتداد مرض یا امتداد مرض کا خوف ہو یعنی وضو کرنے یا غسل کرنے سے اس کا مرض بڑھ جاوے گا، یا ممتد ہو جاوے گا۔ یا جاڑے کی وجہ سے ہلاک یا بیمار ہو جاوے گا۔ محض اس وجہ سے کہ ٹھنڈا پانی برا معلوم ہو اور گراں ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو تیمّم درست نہیں ہے، بلکہ اندیشہ یہ ہو کہ مرجاوے گا، یا بیمار ہو جاوے گا اس وقت تیمّم درست

---

(۱) اعادہ کا جزئیہ نہیں مل سکا، شاید درمختار کی اس عبارت سے لیا گیا ہے " لا تیمم لفوت جمعة و وقت ولو وترا لفواتها الی بدل، وقیل یتمم لفوت الوقت قال الجلبی فالا حوط ان یتیمم ویصلی ثم یعید(الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التیمم ص ۲۲۷ ج ا ط.س.ج ا ص ۲۴۶) ظفیر. (۲) او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد یهلک الجنب اویمرضه الخ تیمم لهذه الا عذار کلها (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ا ص ۲۱۶ ط.س.ج ا ص ۲۳۳......۲۳۴) ظفیر. (۳) لا یتیمم لفوت جمعة ووقت ولو وتر الفواتها الی بدل، وقیل تیمم لفوات الوقت قال الحلبی فالاحوط ان یتیمم ویصلی ثم یعید (درمختار) ولعل هذا من هو لا ء المشائخ اختیار لقول زفر لقوة دلیله وهو ان التیمم شرع للحاجة الی اداء الصلاة فی الوقت فتیمم عند خوف فوته الخ (رد المحتار باب التیمم ص ۲۲۷ ج ا ط.س.ج ا ص ۲۴۶) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں صبح کی نماز کا بھی اعادہ کرے۔ واللہ اعلم. ظفیر.

(۴) ویصل بتیممه ماشاء من الفرائض والنوافل (هدایه باب التیمم ج ا ص ۵۵) ظفیر.

ہے۔(۱)فقط۔

ریل سے متعلق مسائل نماز ووضواور تیمّم

(سوال ۲۹۵) چونکہ اس کی بہت ضرورت ہے کہ نماز کے پڑھنے میں کاہل بنانے والی دشواریوں کوحل کیا جائے۔لہذا جناب والا سے دریافت کیا جاتا ہے کہ ریل کے سفر میں حسب ذیل یامثل ان کے جو جناب والا کے خیال میں اورآئیں ان وقتوں کے ازروئے احکام شریعت دفعیہ کیا ہے۔مثلاً قلت وقفہ ریل کے سبب سے اتنا وقت نہ ملے کہ انسان حوائج ضروری پیشاب پاخانہ سے (اس حالت میں کہ ریل میں بیت الخلانہ ہو) فراغت حاصل کر کے وضو کرے اور نماز پڑھ لےتو کیا کرنا چاہئے،آیا بہ تیمّم نماز پڑھ لے یا کیا۔مثلاً سفر ریل میں وضو کے واسطے پانی اور غسل شرعی کے واسطے پانی اور وقت میسر نہ ہو سکےتو تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے یانہیں۔مثلاً بوجہ کثرت آدمیوں جگہ نہ ہو، یا قبلہ کی سمت میں منہ کا رکھنا بوجہ ایچ پیچ راہ ریل کے ممکن نہ ہوتو کس طرح نماز ادا کی جائے؟

(جواب) حامداً و مصلیاً و مسلماً۔امابعدامور مستفسرہ کا جواب حسب تفصیل ذیل ہے۔

(۱) ریل میں اگر پانی نہ ملےتو مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ نماز کے وقت کے اندر پانی مل جاوے گاتو نماز کا مؤخر کرنا مستحب ہے اگر پانی مل جاوےتو وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نہ ملے اور وقت تمام ہونے کا اندیشہ ہےتو تیمّم کر کے نماز ادا کرے۔(۲) پانی نہ ملنے کی صورت میں پانی کا کم از کم ایک میل کی مسافت پر ہونا شرط ہے۔(۳)

(۲) اگر پانی نہ ملنے کی صورت میں کسی آدمی نے تیمّم کر کے نماز پڑھنا شروع کی اور ابھی نماز ختم نہ ہوئی تھی کہ ریل کا اسٹیشن قریب آ گیا جہاں پانی کا ملنا یقینی امر ہےتو اب نماز کو وضو کر کے ازسرنو ادا کرنا چاہئے اور اگر نماز ختم کرنے کے بعد ریل کا اسٹیشن جہاں پانی ملنے کا یقین ہے قریب آیا تو وہ نماز ہوگئی، اب اس کو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں ہے۔(۴)

(۳) ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی مفت نہ ملے بلکہ بقیمت ملے، اگر قیمت عرف کے موافق ہے اور اس کے پاس قیمت موجود ہےتو خرید کر وضو کر کے نماز پڑھے تیمّم کرنا جائز نہیں، اور اگر دام پاس نہیں یا قیمت زیادہ گراں ہےتو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔(۵)

---

(۱)من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا الخ او لمرض يشتد او يمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد يهلك او يمرضه الخ او خوف عدو الخ او عطش الخ او عدم الة طاهرة يستخرج بها الماء تيمم لهذه الاعذار كلها (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ص ۲۱۴ وص ۲۱۸ ط.س.ج۱ص۲۳۲.....۲۳۶) قال فى البحر انه متى قدر على الا غتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا (رد المحتار باب التيمم ج۱ ص ۲۱۶ ط.س.ج۱ص۲۳۴)ظفير.

(۲)ويستحب لعادم الماء وهو يرجوه ان يؤخر الصلوٰة الى اخر الوقت فان وجد الماء يتوضاء والا تيمم وصلے ليقع الا داء باكمل الطهارتين الخ (هدايه باب التيمم ج۱ ص ۵۵)ظفير.

(۳)من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا الخ تيمم (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ج۱ ص ۲۱۴ ط.س.ج۱ص۲۳۲)ظفير. (۴)وندب لراجيه رجاء قويا اٰخر الوقت المستحب ولو لم يؤخرو تيمم وصلے جاز ان كان بينه وبين الماء ميل والا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ج۱ ص ۲۲۹ ط.س.ج۱ص۲۴۹)ظفير.

(۵)وان لم يعطه الا بثمن مثله او بغبن يسرو له ذلک فاضلا عن حاجته لا يتيمم ولو اعطاه باكثر يعنى بغبن فاحش وهو ضعف قيمة فى ذلک المكان او ليس له ثم ذلک تيمم (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ج۱ ص ۲۳۱ ط.س.ج۱ص۲۵۱)ظفير

(۴) ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی دینے والا مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہے تو اس سے پانی لے کر وضو کر لینا جائز ہے، ہاں اگر یقین ہے کہ اس کا پانی یا برتن ناپاک ہے تو تیمم کرنا جائز ہے۔
(اسٹیشن پر جو پانی تقسیم ہوتا ہے عموماً وہ پاک ہوتا ہے اور اس کا برتن بھی۔ لہذا شبہ نہ کرنا چاہئے۔ ظفیر)

(۵) اگر ریل میں کسی مسافر کے پاس پانی ہے تو اس سے وضو کے لئے پانی مانگنا چاہئے اگر وہ پانی بلا قیمت یا بقیمت دے دے تو وضو کر کے نماز ادا کرے، اور اگر وہ پانی نہ دے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے، ایسی صورت میں پانی مانگنے سے عار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ شرعی فرض کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے، جب تک پانی نہ مانگے گا عجز نہ پایا جاوے گا تو تیمم بھی درست نہ ہوگا۔ (۱) (آج کل ہر ٹرین میں پاخانے کے اندر پانی کا انتظام ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے اس لئے تیمم کی نوبت نہیں پیش آتی۔ ظفیر)

(۶) کسی کے پاس پانی موجود ہے اور اس کو معلوم ہے کہ ریل کے اسٹیشنوں پر پانی نہیں ملتا ہے اگر وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا، اور پیاس کی برداشت نہ کر سکے گا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے (۲)

(۷) ریل کے مسافر کو پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہے تو پہلے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو لے بعد میں وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر پیشاب پاخانہ کی ضرورت تھی مگر موقع نہ ملنے کی وجہ سے عاجز رہا اور کچھ دیر کے بعد ضرورت نہ رہی تو اب وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (ریل میں اب پاخانہ کا نظم ہوتا ہے ظفیر)

• (۸) مسافر کے پاس ایک لوٹا پانی ہے جو وضو کے لئے کافی ہے وضو اور طہارت کے لئے کافی نہیں ہے تو ایسے شخص کو اگر پاخانہ کی حاجت ہو تو وہ ڈھیلوں سے استنجا کرے، اور پانی سے وضو کرے، ہاں اگر نجاست پاخانہ کے مقام سے کچھ ادھر ادھر کو متجاوز ہوئی ہے تو پانی سے استنجا کرے اور نماز کے لئے تیمم کر لے۔ (۳) (آج کل ریل میں پاخانوں کے اندر پانی کا نل لگا ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اور اس کے استعمال کی عام اجازت ہے۔ ظفیر)

(۹) ریل کے مسافر کو چاہئے کہ وہ نماز کے وقت سے پہلے نماز کا خیال و اہتمام رکھے۔ مثلاً پیشاب پاخانہ کی اگر حاجت ہو تو فارغ ہو لے، ریل گاڑیوں میں عموماً پاخانہ ہوتا ہے، اگر اتفاق سے کسی گاڑی میں نہ ہو تو اس کا خیال رکھے کہ وقت سے پہلے ایسے اسٹیشن پر جہاں ریل دس پندرہ منٹ ٹھہرتی ہے فارغ ہو جائے، یا کسی دوسری گاڑی میں جا کر پاخانہ سے فراغت حاصل کر لے۔ ایسے ہی نماز کے وقت سے پہلے ہی کسی اسٹیشن پر پانی لے کر رکھ لے تو نماز کے ادا کرنے میں کچھ دقت نہ ہوگی آخر ہم اپنی دوسری حاجتوں کے لئے ریل میں کیا ہی کرتے ہیں۔ جب کسی اسٹیشن پر کھانا وغیرہ حسب خواہش ملتا ہے تو اول ہی سے لے کر رکھ لیتے ہیں تاکہ وقت پر دقت نہ ہو ایسے ہی نماز کے لئے خیال رکھنا ایک مسلم کا نصب العین ہونا چاہئے۔

---

(۱) ویطلبه و جو باعلی الظاهر من رفیقه ممن هو معه فان منعه ولود لا لة بان استهلكه تیمم لتحقق عجزه الخ وقبل طلبه لا یتیمم علی الظاهر الخ لانه مبذول عادة وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۳۱) ظفیر
(۲) وخائف السبع والعدو والعطش عاجز حکما (هدایه باب التیمم ج ۱ ص ۵۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۵۰) ظفیر
(۳) ویجب ای یفرض غسله ان جاوز المخرج نجس مانع ویعتبر القدر المانع لصلاة فی ماوراء موضع الا ستنجاء لان ماعلی المخرج سقط شرعا وان کثر وهذا لا تکره الصلاة معه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳ و ج ۱ ص ۳۱۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۸) ظفیر.

(۱۰) جیسا کہ بے وضو آدمی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ اوپر مفصل مذکور ہوا۔ ایسے ہی جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو پانی نہ ملنے کی صورت میں غسل کے لئے تیمّم کرسکتا ہے۔ نماز ایسی صورتوں میں ہرگز ترک نہیں کی جاسکتی۔(۱)

(۱۱) اگر اس کو یقین ہے کہ نماز کے وقت کے اندر گاڑی کسی ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی کا نل ہے یا کنواں ہے اور یہ اتنی دیر میں غسل کرسکتا ہے تو تیمّم نہ کرنا چاہئے۔(۲)

(۱۲) نل دھوپ میں ہے جس کا پانی گرم ہے اور بیقین جانتا ہے کہ اس پانی سے مضرت ہوگی یا سردی کے موسم میں نل کا پانی ٹھنڈا ہے اور یقین ہے کہ اگر غسل کروں گا تو مریض ہوجاؤں گا۔ تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔(۳)

(۱۳) نل پر نہاتے ہوئے اگر شرم آئے اور اسٹیشن کے کنویں پر نہانا اپنی خلاف شان سمجھے تو یہ عذر شرعاً قبول و مسموع نہیں۔

(۱۴) ریل میں نماز پڑھنے میں استقبال قبلہ ضروری ہے قبلہ کی طرف کو منہ کر کے نماز شروع کرے اور نماز پڑھنے کی حالت میں اگر ریل کا رخ بدل جائے اور یہ جانتا ہے کہ ریل کا رخ بدل گیا تو یہ بھی قبلہ کی طرف کو پھر جائے اگر اس کی نماز پڑھنے کی حالت میں ریل کا رخ چند مرتبہ بدلا اور اس نے برابر قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کی اور چاروں رکعتیں نماز کی چار طرف کو ادا ہوئیں تو کچھ مضائقہ نہ سمجھے، بلکہ یوں ہی ہونا ضروری ہے۔ اگر اس کو نماز پڑھنے میں ریل کے رخ بدلنے کی خبر نہ ہوئی اور ایک ہی طرف کو نماز پڑھے گیا تو نماز ہوگئی۔ اگر ریل میں سمت قبلہ کی معلوم نہ ہو تو لوگوں سے معلوم کرلے، اگر کوئی بتانے والا نہ ہو تو دل میں خوب غور کرے اور اٹکل سے کام لے جس طرف کو اس کا دل گواہی دے اسی طرف کو نماز ادا کرے۔(۴)

(۱۵) ریل میں بلا عذر بیٹھ کر نماز نہ پڑھے کیونکہ نماز میں قیام فرض ہے اس کو ترک کرنا، نہ چاہئے۔ یہ خیال کرلینا کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا محض وہم ہے، کیونکہ تجربہ نے دکھلا دیا کہ صدہا آدمی ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں، اور ان میں سے کوئی نہیں گرتا نہ ان کو چکر آتا ہے، نہ قے ہوتی ہے۔(۵)

(۱۶) ریل کا حکم کشتی اور گھوڑے اور اونٹ کا سا نہیں ہے، کشتی میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ دوران سر اکثر الوقوع ہے مگر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک کشتی میں بھی بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا

---

(۱) والحدث والجنابة فيه سواء وكذا الحيض والنفاس لما روى ان قوما جاؤا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا انا قوم نسكن هذه الرمال ولا نجد الماء شهر ا اوشهرين وفينا الجنب والحائض والنفساء فقال عليكم بارضكم (هدايه باب التيمم ج ا ص ۵۲ وج ا ص ۵۳) ظفير. (۲) ويجب اى يفترض طلبه لو برسوله قدر غلوة ثلثمائة ذراع الخ ان ظن ظنا قويا قربه دون ميل بامارةاو اخبار عدل والا الخ لا يجب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب التيمم ج۱ ص ۲۱۴ ط.س.ج ا ص ۲۴۶) ظفير. (۳) الجنب الصحيح فى المصر اذا خاف بغلبة ظنه عن التجربة الصحيحة ان اغتسل ان يقتله البرد اويمرضه يتيمم عند ابى حنيفة وان كان الجنب خارج المصر يتيمم بالاتفاق (غنية المستملى ص ۶۴) ظفير.

(۴) وقبلة العاجز عنها لمرض وان وجد موجها عند الامام اوخوف مال وكذا كل من سقط عنه الاركان جهة قدرته الخ ويتحرى وهو بذل المجهود لنيل المقصود عاجز عن معرفة القبلة بما مرفان خطاء لم يعد لما مروان علم به فى صلاته او تحول رايه الخ استدار وبنى حتى لو صلى كل ركعة لجهة جاز (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب شروط الصلوٰة ج ا ص ۴۰۳ ط.س.ج ا ص ۴۳۲) ومن اراد ان يصلى فى سفينة تطوعا او فريضة فعليه ان يستقبل القبلة الخ حتى لو دارت السفينة وهو يصلى توجه الى القبلة حيث دارت الخ (عالمگیری فی استقبال القبلة ج ا ص ۵۹ ط.ماجديه ج ا ص ۶۳) ظفير.

(۵) من تعذر عليه القيام لمرض حقيقى وحده ان يلحقه ضرربه يفتى الخ او حكمى بان خاف زيادته الخ او دوران رأسه او وجد لقيامه الما شديدا الخ صلى قاعدا الخ وان قدر على بعض القيام ولو متكئا على عصا او حائط قام لزومابقدر مايقدر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صلاة المريض ص ۴۰۸ ج ا ط.س.ج ا ص ۹۵ ..... ۹۶ ..... ۹۷) ظفير.

جائز نہیں ہے۔ جب تک دوران سر اور متلی نہ ہو، گھوڑے وغیرہ پر بلا عذر فرض نماز ادا کرنا درست نہیں ہے اور گھوڑا گاڑی وشکرم میں جانور جوتا ہوا نہ ہو اور وہ زمین پر مستقر ہو تو اس میں نماز کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔ ان کو علماء نے تخت کے مشابہ قرار دیا ہے۔ ریل کو جو صاحب کشتی پر قیاس کرتے ہیں وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رائے دیتے ہیں مگر واضح رہے کہ صاحبین کے نزدیک کشتی میں بھی جب تک دوران سر اور متلی نہ ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، پس کشتی میں قیام ترک کرنے کی وجہ دوران سر اور جی متلانا ہے، امام صاحبؒ نے اس خیال سے کہ اکثر کشتی میں دوران سر ہوتا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز قرار دیا اور صاحبینؒ نے اس کے پائے جانے کو ضروری نہ سمجھا بہر حال ترک قیام کی وجہ دوران سر ہے، لیکن ریل میں سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ دوران سر نہیں ہوتا۔ ہم دن رات دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی، مرد وعورت، بوڑھے اور بچے ہر ملک کے رہنے والے ریل میں سفر کرتے ہیں، اور کسی کو دوران سر نہیں ہوتا۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ ریل کو کشتی سے کوئی مناسبت اس معنی میں نہیں ہے پھر قیام کیوں ترک کیا جاوے۔ تخت پر نماز پڑھنے کا جو حکم ہے وہی ریل کے مناسب معلوم ہوتا ہے، تخت میں اگر پہیہ لگا کر اس کو چلایا جاوے تو اس کا حکم جو نماز پڑھنے کے باب میں تھا وہ بحال رہے گا، پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ریل میں نماز پڑھنے والوں سے قیام ساقط ہو جائے، رہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں گر جانے کا اندیشہ، سو یہ محض وہم ہے، تجربہ اس کے خلاف شہادت دیتا ہے، کم سے کم ایک مرتبہ امتحان تو کر لینا چاہئے کہ گرتا ہے یا نہیں گرتا۔ پہلے سے اس وہم کی بدولت فریضۂ الٰہی کو ترک کرنا کون عقل کی بات ہے۔ (۱)

(۱۷) ریل میں بعض آدمی اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ ریل کے ایک تختہ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے ہیں جیسا کہ کرسی موڑھے پر بیٹھتے ہیں، اور دوسرے تختہ پر سجدہ کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے ایسا کرنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، کیونکہ اول تو قیام ترک ہوا، اور قیام فرض تھا، اور دوسرے یہ کہ سجدہ میں گھٹنوں کا بھی زمین پر ٹکنا ضروری تھا وہ بھی ترک ہوا، (۲) ریل میں اگر قبلہ ایسے رخ پر واقع ہو تو بیچ میں کچھ اسباب رکھ کر ایک تختہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہئے اور سامنے کے تختہ پر سجدہ کرنا چاہئے۔ اپنا اسباب نہ ہو تو دوسرے مسافروں کا جو بہت سا اسباب موجود ہوتا ہے ان کی اجازت سے اس کو رکھ سکتے ہیں، اور اگر اسباب نہ ہو یا نہ ملے تو اس طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے، جب اسٹیشن آوے تب نماز پڑھیں۔ اگر ریل میں مسافر اس قدر زیادہ ہوں کہ نماز پڑھنے کی کوئی صورت نہ بن پڑے اور سجدہ ورکوع نہ ہو سکے تو نماز کو ایسی حالت میں مؤخر کرنا چاہئے، اشارہ سے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔

---

(۱) صلی الفرض فی فلک جاراً قاعدا بلا عذر صح الغلبة العجزو اساء قالا لا یصح الا بعذر وھو الا ظھر والمربوطة فی الشط کالشط فی الا صح والمربوطة بلجة البحران کان الریح یحر کھا شدید افکا لسائرة والا فکا لوا قفة (درمختار)قوله لغلبة العجز ای لان دوران الراس ذیھا غالب و الغالب کا لمتحقق فاقیم مقامه ، قوله واساء اشارالی ان القیام افضل لانه ابعدعن شبهةالخلاف والخروج افضل ان امکنه لانه امکن لقلبه، قوله ھوا لا ظھر وفی الحلیة بعد سوق الا دلة والا ظھران قولھما اشبه و فلا جرم ان فی الحاوی القدسی وبه ناخذ ا ه قوله والمربوطة فی الشط الخ فلا تجوز الصلاۃ فیھا قاعداً اتفاقاً الخ وعلی ھذا ینبغی ان لا تجوز الصلاۃ فیھا مع امکان الخروج الی البر، قوله والا فکا لو اقفة ای ان لم تحر کھا الریح شدید ابل یسیر افحکمھا کا لواقفة فلا تجوز الصلاۃ فیھاقاعد امع القدرة علی القیام (رد المختار باب صلاۃ المریض ج۱ ص۷۱۳و ج۱ ص ۷۱۴) مفتی علامؒ کی بحث سے واضح ہے کہ اگر آدمی گر جاتا ہے تو بیٹھ کر ریل میں نماز درست ہے، ہندوستان کی بعض چھوٹی لائنیں ایسی ہیں جن کی ریل میں کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں ہو سکتی ہے، آدمی گر جاتا ہے لہٰذا ان لائنوں کی ٹرین میں بیٹھ کر نماز درست ہوگی۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر مفتاحی۔ (۲) ومن فرائضھا القیام بحیث لو مدّیدیه لاینال رکبتیه الخ ومنھا السجود بجبھته وقد میه الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب صفة الصلاۃ ج۱ ص ۴۱۶. ط.س. ج۱ ص ۴۴۴)ظفیر

(۱۸) بعض لوگ اس خیال سے نماز کو ترک کر دیتے ہیں کہ لوگوں کو تکلیف ہوگی یا وہ نماز کے لئے جگہ نہ دیں گے مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے، نماز کے لئے کوئی بخل نہیں کرتا۔ اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ مسلمان تو مسلمان، ہندو لوگ بھی نہایت بشاشت سے نماز پڑھنے کے لئے جگہ تھوڑی دیر کے لئے خالی کر دیتے ہیں۔ پس اس خیال سے نماز کا ترک کر دینا مناسب نہیں ہے، آخر جب انسان مجبور ہوتا ہے تو مسافروں سے اپنے لیٹنے اور سونے کے لئے جگہ کی خواہش کرتا ہے۔ پھر نماز کے لئے جو فریضۂ الٰہی ہے کیوں نہ کرے اس وقت یہ چند صورتیں ذہن میں آئیں ان کے متعلق مختصراً لکھ دیا گیا فقط۔

بخوف فالج وغیرہ تیمّم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۶) زید کی عمر ۷۷ سال کی ہوئی اور بسبب ایام سرما کے بخوف امراض فالج وغیرہ نماز فجر وعشاء تیمّم کر کے پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں اور اس سن کے لئے کوئی خاص حکم نماز وغیرہ کے بارہ میں ہے۔ نیز شیخ فانی کس عمر کا ہوتا ہے، اور اس کے لئے شرعاً کون کون سی رعایتیں ہیں۔

(جواب) شیخ فانی کے لئے کسی خاص عمر کی تحدید شرعاً نہیں ہے، بلکہ شیخ فانی اس بوڑھے کو کہتے ہیں جو قریب بفناء و مرگ کے پہنچ گیا ہو، اور روز بروز اور وقتاً فوقتاً اس کی قوت زوال اور کمی کی طرف ہو، یہاں تک کہ مر جاوے، ایسے شخص فانی کے لئے روزہ میں یہ حکم ہے کہ وہ روزوں کا فدیہ دے دیوے۔ پس شیخ فانی کے لئے خاص روزہ کے متعلق تخفیف کی گئی ہے۔(۱) اور نماز کے لئے کوئی خاص حکم شیخ فانی کے لئے نہیں ہے بلکہ نماز کے متعلق حکم عام یہ ہے کہ جو شخص خواہ کتنی عمر کا ہے جب تک کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔(۲) اسی طرح جب تک بیماری وغیرہ کا کوئی عذر نہ ہو تیمّم اس کے لئے درست نہیں ہے اور اگر ٹھنڈے پانی سے موسم سرما میں ضرر کا اندیشہ ہے تو اگر گرم کرنے کی قدرت ہے تو پانی گرم کرا کر اس سے وضو کرے، تیمّم ایسی حالت میں بھی درست نہیں ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفتدی وجوبا(درمختار) قوله للشیخ الفانی الذی فنیت قوته او اشرف علی الفناء و لذا عرفوه بانه الذی کل یوم نقص الی ان یموت (رد المحتار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲. ط.س. ج ۲ ص ۴۲۷) ظفیر.

(۲) ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائماً الخ ومنها القیام الخ فی فرض و ملحق به کنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر علیه وعلی السجود (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۴۲ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۲.....۴۴۴) ظفیر.

(۳) واذا خاف المحدث ان توضأ ان یقتله البرد او یمرضه تیمم الخ الکن الاصح عدم جوازه اجماعاً کذا فی النهر الفائق والصحیح انه لا یباح له التیمم کذا فی الخلاصه وفتاویٰ قاضیخان (عالمگیری کشوری الباب الرابع فی التیمم ج ۱ ص ۲۶ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۸) مگر علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق اگر وضو کرنے میں ضرر محقق ہو تو تیمم کی اجازت ہوگی اس سلسلہ میں انہوں نے جو تفصیل نقل کی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں قید بالجنب لان المحدث لا یجوز له التیمم للبرد فی الصحیح کلا فالبعض المشائخ کما فی الخانیه والخلاصه وغیرهما وفی المصفی انه بالاجماع علی الاصح قال فی الفتح وکانه لعدم تحقق ذلک فی الوضوء عادة واستشکله الرملی بما صححه فی الفتح وغیره فی مسئلة المسح علی الخف من انه لو خاف سقوط رجله من البرد بعد مضی مدة یجوز له التیمم، قال ولیس هذا الا تیمم المحدث لخوفه علی عضوه فیتجه ام فی الاسرار من اختیار قول بعض المشائخ اقول المختار فی مسئله الخف هو المسح لا التیمم کما سیاتی فی محله انشاء الله نعم مفاد التعلیل بعدم تحقق الضرر فی الوضوء عادة انه لو تحقق جاز فیه ایضا اتفاقا ولذا مشی علیه فی الامداد لان الحرج مدفوع بالنص وهو ظاهر اطلاق المتون (رد المحتار باب التیمم تحت قوله او برد یهلک الجنب الخ ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۴) ظفیر

حالت بخار میں تیمّم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷) حالت بخار میں تیمّم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) بخار اگر ایسا ہے کہ پانی سے مضرت اور ازدیاد مرض کا اندیشہ ہے، تو تیمّم درست ہے۔ کما فی الدر المختار . او لمرض یشتداو یمتد الخ (۱) فقط۔

اندیشۂ بخار میں تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۸) ایک شخص کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے سردی ہوکر بخار کا اندیشہ ہے اگر یہ شخص گرم پانی سے وضو کرنا چاہے تو اسے یا اس کی عورت کو اکثر پانی گرم کرنے میں تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی گرم کرکے وضو کرنے کی استطاعت ہے تو تیمّم کرنا اس کو درست نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

اندیشۂ مرض میں مریض کی طبیعت اور طبیب دونوں کا اعتبار ہے

(سوال ۲۹۹) علالت کے وقت جو تیمّم جائز ہے اس میں طبیعت بیمار کو دخل ہے یا طبیب حاذق کو یا اور کوئی معیار ہے؟

(جواب) درمختار میں ہے او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ . (۳) اس سے معلوم ہوا کہ تیمّم میں طبیعت وتجربہ وظن غالب بیمار کو بھی دخل ہے اور طبیب حاذق کے قول کو بھی، ان میں سے جو بھی پایا جاوے مبیح تیمّم ہے۔ (۴) فقط۔

بیماری کا خوف ہو تو کیا کرے

(سوال ۳۰۰) میری طبیعت کمزور ہے اور مجھ کو عارضہ احتلام کا ہے، شاید ہی کوئی شب ناغہ جاتی ہے۔ اب موسم سرد ہے، فجر کی نماز بحالت جنابت پڑھوں یا کیا، کیونکہ صبح کو غسل کرنے سے نمونیہ کا اندیشہ ہے؟

(جواب) حکم شرعی ایسی صورت میں یہ ہے کہ اگر گرم پانی سے غسل کرنا مضر نہ ہو تو گرم پانی سے غسل کرکے صبح کی نماز وقت پر ادا کی جائے اور اگر گرم پانی سے بھی خوف مرض بگمان غالب ہو یا گرم پانی میسر نہ ہو تو تیمّم کرکے صبح کی نماز وقت پر پڑھیں اور بعد میں گیارہ بجے حسب عادت غسل کرکے باقی نمازیں اوقات نماز میں ادا کریں۔ (۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۳ ۱۲ ظفیر.

(۲) اذا خاف المحدث ان توضاء ان یقتله البرد او یمرضه الخ الا صح عدم جوازه اجماعا وکذا فی النهر الفائق والصحیح انه لا یباح له التیمم کذا فی الخلاصه وفتاویٰ قاضی خاں (عالمگیری کشوری الباب الرابع فی التیمم ج ۱ ص ۲۶ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۸) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۳ ۱۲ ظفیر. (۴) قوله بغلبة ظن ای عن امارة او تجربة شرح المنیة قوله او قول حاذق مسلم ای اخبار طبیب حاذق مسلم غیر ظاهر الفسق وقیل وعدالته شرط شرح المنیه (رد المحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر.

(۵) والجنب الصحیح اذا خاف بغلبة ظنه عن التجربة الصحیحة ان اغتسل ان یقتله البرد او یمرضه یتیمم عند ابی حنیفة (غنیة المستملی ص ۶۴) ظفیر.

نواقض وضوء تیمّم جنابت کے لئے ناقض نہیں؟

(سوال ۳۰۱) اگر جنبی بعذر شرعی تیمّم جنابت کرے تو وہ نواقض وضوء سے ٹوٹ جاوے گا یا نہیں؟

(جواب) جنبی نے اگر بعذر شرعی تیمّم کیا تو اس عذر کے ختم پر وہ تیمّم بھی زائل ہو جائے گا۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو جس وقت وہ مرض زائل ہو جاوے گا تیمّم ٹوٹ جاوے گا۔ یا اگر کسی امر موجب غسل پایا جاوے گا تو تیمّم ٹوٹ جاوے گا۔ اور نواقض وضوء سے مطلقاً وہ تیمّم نہ ٹوٹے گا۔ مثلاً اس نے مرض کی وجہ سے تیمّم جنابت کیا یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا، اور پھر حدث موجب وضو اس کو پیش آیا تو اس سے تیمّم جنابت کا نہ ٹوٹے گا۔ (۱)

معذور کے لئے تیمّم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۲) استنجاء کی زیادتی جس سے گھڑی گھڑی وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور دوسری شکایات مرض شکم جس سے وضو کا رہنا یقینی نہیں ہو سکتا۔ اگر وضو کیا جائے تو مرض کے آغاز کا باعث ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں تیمّم کے لئے کیا حکم ہے؟

(جواب) ایسے عذرات کا حکم شریعت میں دوسرا ہے، وہ یہ کہ جو شخص معذور ہو کہ اس کا وضو نہ رہتا ہو، خواہ اخراج ریح کی وجہ سے یا استطلاق بطن کی وجہ سے اور وہ بلا اس عذر کے نماز وقت کے اندر نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کو صرف ایک دفعہ وضو وقت کے اندر کافی ہے اسی ایک وضوء سے تمام وقت میں نماز فرض وسنن ونفل پڑھ سکتا ہے۔ باقی تفصیل اس کی کتب فقہ میں دیکھی جاوے۔ (۲) فقط۔

جنبی کو اگر غسل سے نقصان کا خطرہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۳) زید جنبی شدہ است علی الصباح فقط بر وضوء وتیمّم اکتفاء کردہ، در مسجد رفتہ نماز با جماعت ادا میکند، ومیگوید کہ مرا عارضہ مدامی ریزش وضعف دماغ لاحق است وغسل بوقت صبح در سرما ضرر می رساند۔ اگرچہ آب گرم میسر شود تاہم نقصان میشود، آیا تیمّم درست است، واگر با آب گرم غسل کردہ نزد آتش نماز گذارد۔ جماعت فوت شود۔ چہ حکم شرعی است۔

(جواب) اگر ظن قوی است کہ ضرر و مرض خواہد رسید اگرچہ با آب گرم غسل کند تیمّم درست است، ولیکن ہر گاہ تدبیرے ممکن باشد کہ با آب گرم غسل کند واز آتش وجامہ استدفاء حاصل کند وبایں صورت خوف مرض نیست، پس بہمیں طور کند

---

(۱) وناقضه ناقض الا صل ولو غسلاً فلو تيمم للجنابة ثم احدث صار محدثا لا جنبا الخ وقدرة ماء كاف بطهره فضل من حاجته الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ص ۲۳۴ ج ۱ وص ۲۳۵ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۵۴) ظفير.

(۲) وصاحب عذر من به سلسل البول لا يمكنه امساكه او استطلاق بطن او انفلات ريح اواستحاضة الخ ان استو عب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتو ضاء ويصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما لان الانقطاع اليسير ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فى حق الا بتداء وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة وفى حق الزوال يشترط استيعاب الا نقطاع تمام الوقت حقيقة لا نه الا نقطاع الكامل وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض اللام للوقت ثم يصلي به فيه فرضا ونفلا فد خل الواجب بالا ولىٰ فاذا خرج الوقت بطل اى ظهر حدثه السابق (الدر المختار على هامش ردالمحتارمطلب فى احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۰ وج ۱ ص ۲۸۱ وج ۱ ص ۲۸۲ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير.

اگر چہ جماعت فوت شود۔(۱) فقط۔

پانی ہوتے ہوئے قرآن چھونے کے لئے تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۴) مس مصحف کے لئے عند وجود الماء تیمّم درست ہے یا نہیں؟

(جواب) درست نہیں ہے۔(۲) فقط۔

بچہ کے مرض کے خطرہ کے وقت ماں کو تیمّم کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۵) ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلاتی ہے جو پاخانہ پیشاب اکثر ماں کے کپڑوں پر کرتا ہے، اور بوجہ اس کے کہ میرے متواتر غسل سے بچہ علیل ہو جائے گا یا میں خود علیل ہو جاؤں گی نہاتی نہیں ہے تو اس وجہ سے کیا اس کو قرآن پڑھنا جائز ہوگا؟

(جواب) اگر بار بار کے غسل سے اس کو اپنے یا بچہ کی بیماری کا خوف ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لیا کرے، پھر دھوپ کے وقت یا گرم پانی سے غسل کر کے ان نمازوں کا پھر اعادہ کر لیا کرے اور تیمّم کے بعد تلاوت قرآن شریف بھی درست ہے۔(۳) فقط۔

ایک جگہ متعدد بار تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۶) اکثر مسجدوں میں دیکھا گیا ہے کہ تیمّم کرنے کے واسطے مٹی کا ایک گولہ بنا لیتے ہیں اور اس پر تیمّم کرتے ہیں، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس گولہ پر صرف ایک دفعہ تیمّم درست ہے اس پر بار بار تیمّم نہیں کر سکتے، کیونکہ اس پر نجاست حکمی اترتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) اس مٹی کے گولہ پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے اور اس پر نجاست حکمی کا اثر نہیں ہوتا۔ جو شخص ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے، درمختار میں تصریح ہے کہ ایک جگہ پر بار بار تیمّم کرنا صحیح ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) من عجز عن استعمال الماء المطلق الكافى لطهارته الخ لبعده ميلا الخ او برد يهلك الجنب او يمرضه ولو فى المصر الخ (درمختار) قال فى البحر فصار الا صل انه متى قدر على الا غتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا (رد المحتار باب التيمم ص ۲۱۶ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفير.

(۲) قلت وفى المنية وشرحها تيممه لد خول مسجد ومس مصحف مع وجود الماء ليس بشئى بل هو عدم لانه ليس بعبادة يخاف فوتها الخ لمامر من الضابط انه يجوز لكل مالا تشترط الطهارة له ولو مع وجود الماء واماما تشترط له فيشترط فقد الماء كتيمم لمس مصحف فلا يجوز لواجد الماء الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ص ۲۲۵ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۴۴) ظفير.

(۳) جواب میں عورت کو جنبی فرض کر لیا گیا ہے، ورنہ صرف بچہ کے پیشاب پاخانہ سے نہانا واجب نہیں ہوتا، جس حصہ میں نجاست لگی ہے اس کا دھو لینا اور کپڑا بدل لینا کافی ہے، فقہاء نے ہلاکت اور بیماری یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں جنبی (ناپاک) کو تیمّم کی اجازت دی ہے من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده ميلا الخ او بر ديهلك الجنب او يمرضه ولو فى المصر اذا لم تكن اجرة حمام ولامايدفئه الخ (درمختار) اى من ثوب يلبسه او مكان يا ويه قال فى البحر فصار الا صل انه متى قدر على الا غتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا (رد المحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۱۶ . ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲ ...... ۲۳۴) ظفير.

(۴) واما اذا تيمم جماعة من محل واحد فيجوز كما سياتى فى الفروع لا نه لم يصر مستعملا اذا التيمم انما يتا دى بما التزق بيده لا بما فضل كالماء الفاضل فى الا ناء بعد وضؤ الاول واذا كان على حجر املس فيجوز بالا ولى نهر (رد المحتار باب التيمم تحت قوله بمطهر ج ۱ ص ۲۲۰ . ط.س. ج ۱ ص ۲۳۹) ظفير.

چونا پھیری ہوئی دیوار پر تیمّم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۷) مسجد کی دیواریں جو چونہ سے لپی ہیں ان پر تیمّم درست ہے یا نہیں؟

(جواب) ان دیواروں پر تیمّم درست ہے۔(۱) فقط۔

جب جنبی کے پاس پانی صرف بقدر وضو ہے تو کیا کرے اور پہلے تیمّم جنابت کرے یا نہ

(سوال ۳۰۸) جنبی کی پاس اس قدر پانی ہے کہ اس سے صرف وضو کر سکتا ہے غسل کے لائق پانی نہیں ہے، اس صورت میں اگر نماز کے لئے وضو اور غسل کے لئے تیمّم کا حکم ہے تو پہلے وضو کرے یا تیمّم؟

(جواب) خواہ پہلے تیمّم کرے یا پہلے وضو کرے اور پھر تیمّم جنابت کے لئے کرے، دونوں طرح جائز ہے۔

جنبی کے پاس پانی تھوڑا ہو تو پہلے نجاست دھوئے یا وضو کرے جب کہ کوئی ایک ہی کام کر سکتا ہے

(سوال ۳۰۹) جنبی کے پاس بقدر وضو پانی ہے، اور جسم بھی نجس ہے اگر جسم دھوتا ہے تو وضو کو پانی نہیں بچتا اس کو کیا کرنا چاہئے؟

(جواب) جسم نجس کو دھووے، اور غسل و وضو کے لئے تیمّم کرے۔(۲) فقط۔

جو مریض وضو کر سکتا ہے مگر غسل نہیں تو کیا کرے

(سوال ۳۱۰) جو مریض وضو کر سکتا ہو، مگر غسل سے معذور ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(جواب) یہ جائز ہے یعنی وضو کرے اور غسل کی جگہ تیمّم کرے۔(۳)

جو وضو و غسل دونوں سے معذور ہو وہ حالت جنابت میں کیا کرے

(سوال ۳۱۱) جو شخص وضو اور غسل سے معذور ہو وہ بحالت جنابت کیا کرے؟

(جواب) ایک تیمّم بہ نیت غسل و وضو اس کے لئے کافی ہے۔(۴) فقط۔

عورت جس کو نہانے سے بیمار ہونے کا گمان غالب ہے تو وہ شوہر کو جماع سے روک سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۲) زید کے صرف ایک بیوی ہے، اکثر علیل رہتی ہے، اور جب وہ غسل کرتی ہے تو کمزوری کی وجہ سے کبھی اس

---

(۱) یجوز التیمم عند ابی حنیفة ومحمد بکل ماکان من جنس الارض کالتراب والرمل والحجر والجص والنورة والکحل والزرنیخ (هدایه باب التیمم ج ۱ ص ۵۳) ظفیر۔

(۲) مسافر محدث نجس الثوب معه ماء یکفی لا حدهما یغسل به النجاسة ویتیمم للحدث (عالمگیری باب التیمم الفصل الثانی ص ۲۸ ج ۱ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۹) ظفیر۔

(۳) یجوز التیمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل بالماء ان یقتله البرد او یمرضه الخ (عالمگیری باب التیمم ج ۱ ص ۲۶ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۸) ظفیر۔

(۴) ومن عجز عن استعماله الماء المطلق الکافی لطهارته الخ تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۴ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر۔

کوز کام ہو جاتا ہے، کبھی کان اور سر میں درد۔ اسی خوف سے وہ اپنے شوہر کی خواہش ہم بستری کو مسترد کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے زید کو اِرتکاب گناہ کا خوف ہے، ایسی صورت میں زید کی بی بی تیمّم سے نماز ادا کر سکتی ہے، یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتی تو غسل کے متعلق اور کیا صورت زید کی بی بی اختیار کر سکتی ہے۔ اور زید کی بی بی کا ہم بستری سے انکار کرنا اس حالت میں درست ہے یا نہ؟

(جواب) درمختار میں ہے ولو ضرها غسل رأ سها تركته وقيل تمسحه ولا تمنع نفسها عن زوجها الخ. (۱) یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر کرتا ہو تو سر کو نہ دھووے اور عند البعض وہ سر کا مسح کرے، اور یہی احوط ہے دوسرے موقع میں درمختار میں اس کو واجب لکھا ہے۔ یعنی اگر سر کو مسح کر سکے اور اس میں خوف مرض نہ ہو تو سر کو مسح کرے ورنہ پٹی سر کو باندھ کر اس پر مسح کرے، درمختار۔ (۲) اور وہ عورت اپنے شوہر کو جماع سے منع نہ کرے، (۳) اور ایک روایت درمختار میں یہ بھی نقل کی ہے من به وجع رأس لا يستطيع معه مسحه الخ ففي الفيض عن غريب الرواية تيمم الخ. (۴) یعنی جس کے سر میں ایسا درد ہو کہ مسح بھی نہ کر سکے تو وہ تیمّم کرے اور نیز درمختار میں ہے او لمرض يشتد او يمتد بغلبة الظن الخ قال في الشامي وكذا لو كان صحيحا خاف حدوث مرض الخ. (۵) اس اخیر عبارت شامی میں تصریح ہے کہ تندرست آدمی کو اگر غسل سے خوف حدوث مرض بظن غالب یا تجربہ سابقہ کے موافق ہو تو وہ تیمّم کر سکتا ہے، لہذا اس صورت میں وہ عورت تیمّم کرے۔ اور شوہر کو جماع سے نہ روکے، تیمّم کرنا اس کو تا زوال خوف لحوق عوارض مذکورہ درست ہے، پھر جب وہ خوف نہ رہے تو غسل کرے۔ فقط۔

پانی کے ہوتے ہوئے تیمّم درست نہیں

(سوال ۳۱۳) قرآن مجید پڑھنے کے لئے تیمّم کرنا باوجود پانی ہونے کے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی ہونے کے وجود تیمّم کر کے مس مصحف کرنا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے كتيمم لمس مصحف فلا يجوز لو اجد الماء. (۶) فقط

جنگل میں مویشی کو خطرہ ہو تو تیمّم کر سکتا ہے یا نہیں :

(سوال ۳۱۴) ایک شخص جنگل میں مویشی چراتا ہے نماز کا وقت آ گیا اور پانی میل بھر سے قریب ہے۔ اندیشہ ہے کہ

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۲. ط.س. ج ا ص ۱۵۳ قوله ولاتمنع نفسها عن زوجها اى خوفا من وجوب الغسل عليها اذا وطئها لانه حقه ولها مندوحة عن غسل رأ سها (رد المحتار ا بحاث الغسل ج ا ص ۱۴۲. ط.س. ج ا ص ۱۵۳) ظفير. (۲) من به وجع رأس لا يستطيع معه مسحه الخ يسقط فرضه ولو على جبير ففى مسحها قولا ن وكذا يسقط غسله فيمسحه و لوعلى جبيرة ان لم يضره والا سقط اصلا (درمختار) ولو على جبيرة ويجب شدها ان لم تكن مشدودة اى ان امكنه (رد المحتار باب التيمم قبيل باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۲۳۹ و ج ا ص ۲۴۰. ط.س. ج ا ص ۲۶۰) ظفير. (۳) قوله ولا تمنع نفسها عن زوجها اى خوفا من وجوب الغسل عليها اذا وطئهالانه حقه ولها مندوحة عن غسل رأ سها (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۳. ط.س. ج ا ص ۲۶۰) ظفير.

(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ج ا ص ۲۳۹. ط.س. ج ا ص ۲۶۰. ۱۲ ظفير.

(۵) رد المحتار باب التيمم ج ا ص ۲۱۵. ط.س. ج ا ص ۲۳۳. ۱۲ ظفير.

(۶) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب التيمم ج ا ص ۲۲۶. ط.س. ج ا ص ۲۴۵. ۱۲ ظفير.

اگر وضو کے واسطے جاوے گا تو مویشی کسی کی زراعت میں پڑ جاویں گے، یا گم ہونے کا خوف ہے، اس صورت میں تیمّم سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں تیمّم کرنا جائز ہے۔ درمختار۔ فقط۔ (۱)

فالج زدہ مجبوراً تیمّم کرے گا یا نہیں

(سوال ۳۱۵) اگر فالج کا مریض بلا امداد ملازم وضو کرنے سے مجبور ہو اور گرم پانی کے بغیر وضو نہ کرسکتا ہو، اور بوجہ عدم موجودگی ملازم و نہ ہونے گرم پانی کے نماز عشاء تیمّم سے پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر وضو کرنے کے بعد جراب پہن کر اس پر چمڑے کا موزہ پہن لے تو پھر اس چمڑے کے موزہ پر تیمّم درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص تیمّم کرسکتا ہے اور وضو کرنے کے بعد اگر چمڑے کے موزے پہنے تو ایک دن رات یعنی مقیم پانچ نمازوں کی وضو میں ان موزوں پر مسح کرسکتا ہے اور اگر موزہ پہنے ہوئے تیمّم کی ضرورت ہوئی۔ مثلاً وضو کرانے والا موجود نہیں یا گرم پانی موجود نہیں جس کی وجہ سے تیمّم درست ہے تو موزہ پہنے ہوئے تیمّم کرسکتا ہے تیمّم کے لئے موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، درمختار میں، ان اعذار میں جن میں تیمّم جائز ہے یہ بھی لکھا ہے او لم یجد من یوضیه فان وجد ولو باجر مثل وله ذلک لا یتیمم الخ۔ (۲) فقط۔

---

(۱) او خوف عدو کحیة او نار علی نفسه ولو من فاسق او حبس غریم او ماله ولو امانة الخ تیمم (درمختار) قوله او ماله عطف علی نفسه ح ولم ارمن قدر المال بمقدار وسنذ کر عن التتار خانیه ما یفید تقدیره بدر هم کما یجوز له قطع الصلوٰة (رد المختا باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۶ و ج ۱ ص ۲۱۷ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۴) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۳. ۱۲ ظفیر.

الباب الخامس فی المسح علی الخفین وغیرھما
موزوں وغیرہ پر مسح کے احکام

کپڑے کی مروجہ جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۶) محض کپڑے کی جراب مروجہ پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں، میں نے ایک مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا تھا، اس کے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا کہ رسول خدا ﷺ سے کپڑے کی جراب پر مسح کرنا ثابت ہے کوئی قید پتلی یا غف کی نہیں ہے۔ بینوا وتوجروا۔

(جواب) جوربین پر مسح کرنا درست نہیں ہے، اس واسطے کہ جواز مسح علی الجوربین کے لئے چار شرطیں ہیں۔ تین شرطیں تو وہ ہیں کہ جو خفین کے مسح میں بھی مشروط ہیں ایک شرط جوربین کے مسح میں زائد ہے قال فی الدر المختار وشرط مسحه ثلاثة امور الا ول كونه ساتر القد م مع الكعب والثانی كونه مشغولاً بالرجل . والثالث كونه مما يمكن متابعة المشي المعتاد فيه فرسخاً فاكثر الخ، الى ان قال او جوربيه الثخينين بحيث يمشي فر سخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ما تحته ولا يشف الخ . (۱) درمختار علی الشامی جلد اول ص ۱۷۹۔ پس اگر یہ چاروں شرطیں جوربین میں پائی جاویں، تب مسح درست ہوگا، یعنی وہ قدم کو مع ٹخنوں کے ساتر ہوں۔ دوسرے یہ کہ قدم مشغول ہوں، یعنی قدم کو ڈھانپ کر کچھ حصہ ان کا باقی نہ بچے، تیسری یہ کہ ان میں چلنے کی عادت بھی ہو، چوتھی یہ کہ ایسے گاڑھے ہوں کہ کوئی چیز ان میں سرایت نہ کر سکے۔ اور چونکہ یہ سب امور جرابہائے مروجہ میں مفقود ہیں، لہذا مسح ان پر جائز نہیں کما قال الشامی وانهم اخرجوه لعدم تأ تي الشروط فيه غالباً الخ . (۲) اور مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کی جراب پر مسح ثابت ہے، اصلے ندارد اور افتراء اور ناواقفی ہے لغت سے، حدیث میں اس قدر ہے۔ انه عليه الصلوٰة والسلام مسح على خفيه الحديث ملخصاً . (۳) دوسری حدیث میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علے الجوربین۔ (۴) غرض خف اور جراب پر مسح ثابت ہے اور خف اور جراب سے مراد وہ موزے ہیں جو شروط مذکورہ بالا کو جامع ہوں۔ مطلق کپڑے کی جرابیں مراد نہیں ہیں۔ فقط۔

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔　　　رشید احمد عفی عنہ۔

سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۷) موزہ ہائے سوتی جو آج کل تمام دنیا میں مروج ہو رہے ہیں ان پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اونی وسوتی جرابوں پر مسح درست نہیں ہے مگر جب کہ وہ ایسے موٹے اور گاڑھے ہوں کہ بقدر ایک فرسخ یعنی تین میل ان کو پہن کر بغیر جوتے کے چل سکے اور پنڈلی پر قائم رہے، جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ولو من غزل او شعر

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المسح على الخفين ج ۱ ص ۲۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱ . ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۲۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۹ . ۱۲ ظفير. (۳) جمع الفوائد المسح على الخفين ج ۱ ص ۴۲ .ط.س. ج ۱ ص . ۱۲ ظفير. (۴) جمع الفوائد المسح على الخفين ج ۱ ص ۴۲ . ۱۲ الفاظ یہ ہیں توضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ومسح على الجوربين للترمذی وابی داؤد الخ. (ایضا) ظفير.

الثخينين بحيث يستمسك ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ما تحته ولا يشف الخ .(۱)اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ سوتی جرابوں میں غالباً یہ شروط نہیں پائی جاتیں اس وجہ سے ان پر عدم جواز مسح کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔(۲) پس بناءً علیہ سوائے چرمی موزہ کے کسی موزہ پر مسح نہ کرنا چاہئے فقط۔

انگریزی بوٹ پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۸) مسح کرنا ایسے جوتے پر جوفیتہ سے بندھا ہوا ہے اور جس کے کھولنے میں تھوڑی سی طوالت ہو، یا کھولنے اتارنے میں وقت کی تنگی کا اندیشہ ہو، اور وہ جوتہ اس قدر اونچا ہو کہ ٹخنے بالکل چھپے رہیں جیسے انگریزی جوتے لانبے ہوتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر وہ جوتہ انگریزی ٹخنوں سے اوپر ڈھکے ہوئے ہو اور فیتہ جو پشت جوتہ پر ہے، وہ خوب کسا ہوا ہو کہ دونوں طرف خوب ملے رہیں اور جوتہ پاک ہو تو اس پر مسح درست ہے، بشرط یہ کہ طہارت پر پہنا ہو جیسا کہ شامی کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے ويجوز على الجاروق المشقوق على ظهور القدم وله ازرار عليه تشده لا نه كغير المشقوق الخ .(۳)فقط۔

شرائط وقواعد مسح کیا ہیں

(سوال ۳۱۹) مسح کرنے کی کیا تعریفیں ہیں اور کیا کیا شرائط کا ہونا ضروری ہے، مثلاً یہ کہ بالفرض دن میں ایک بار اس کے بعد یا دوبار جوتہ اتارنے کی ضرورت پڑے اور پھر پہن لیا گیا، اس کے بعد مسح کرنا چاہئے یا پھر دھونا چاہئے۔

(جواب) مسح کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ وضو پر پہنے جاویں(۴)، اتارنے کی صورت میں اگر نماز پڑھنا چاہئے تو صرف پیر دھولینا کافی ہے اور وضو نہ ٹوٹا ہو۔(۵)فقط

جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۰) جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو کن وجوہ سے اور اگر نہیں تو کیوں؟ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جرابیں تھیں یا نہیں، اگر نہیں تھیں تو موزوں پر جس اصول سے مسح جائز ہے اسی اصول سے جرابوں پر بھی جائز ہے یا نہیں، اور کس قسم کی جراب پر مسح جائز ہے۔

---

(۱)الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المسح على الخفين ج ۱ ص ۲۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۹ .۲ ۱ ظفير.
(۲)وقال خرج عنه ما كان من كر باس بالكسر وهو الثوب من القطن الا بيض الخ وانهم اخرجوه لعدم تاتى الشروط فيه غالبا الخ (رد المحتار باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۲۴۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۹)ظفير.
(۳)رد المحتار باب المسح على الخفين ج ۱ ص ط.س. ج ۱ ص ۲۶۲ ۲ ۱ ظفير.
(۴)يجوز من كل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما على طهارة كاملة ثم احدث (هدايه باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۵۷)ظفير .(۵)وينقض المسح كل شئى ينقض الو ضوء الخ وينقضه ايضا نزع الخف الخ وكذا نزع احد. الخ وكذا مضى المدة واذا تمت المدة نزع خفيه وغسل رجليه وصلى وليس عليه اعادة بقية الو ضوء وكذا اذا نزع قبل لمدة (هدايه باب المسح على الخفين ج ۱ ص ۵۹ و ج ۱ ص ۶۰)ظفير.

(جواب) آنحضرت ﷺ نے چمڑے کے موزوں پر مسح فرمایا ہے، اگر جرابیں سوتی یا اونی ہوں تو ان پر مسح کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ ایسے گاڑھے ہوں کہ ساق پر (بلا گیٹس وغیرہ کی مدد کے) ثابت (قائم) رہیں۔ اور تین میل کا سفر تنہا ان میں ہو سکے۔(۱) یا وہ جرابیں مجلد و منعّل ہوں۔ منعل وہ ہیں کہ نیچے چمڑا لگایا ہو اور مجلد وہ ہیں کہ اس تمام پر چمڑا چڑھایا گیا ہو۔ درمختار میں ہے علی ظاهر خفيه او جرموقيه الخ او جوربيه ولو من غزل او شعر الثخينين بحيث يمشي فرسخا ويثبت على الساق بنفسه ولايرى ما تحته ولا يشف الخ والمنعلين والمجلدين الخ.(۲) اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

جس سوتی موزے پر چمڑا جوتے کے برابر چڑھالیا گیا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۱) سوتی جراب پر اگر چمڑا اس طور سے چڑھالیا جاوے کہ جو حصہ جوتے میں چھپا رہتا ہے صرف اس پر چمڑا چڑھالیا ہو، تو حنفیہ کے نزدیک اس پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب) سوتی جراب پر اگر نیچے چمڑا چڑھالیا گیا ہو جیسا کہ سوال میں اس کی تفصیل درج کی گئی ہے، اس پر حنفیہ کے نزدیک مسح درست ہے، درمختار میں جوربین منعلین پر مسح درست لکھا ہے منعلین بھی قسم جراب کی ہے جس کے نیچے کا حصہ جو جوتے میں چھپا رہتا ہے اس پر چمڑا ہو۔ (۳) فقط۔

جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱/۳۲۲) سوتی یا اونی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا دوہرانی چاہئے؟

(سوال ۲/۳۲۳) کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ قدوری میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جواز مسح پر ہے، علماء حنفی اگر نہ پڑھیں تو ان کا قصور ہے۔

(سوال ۳/۳۲۴) سائل نے انہی صاحب سے سوال کیا کہ علماء احناف کا فتوی بھی جواز پر ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ابوحنیفہؒ کا فتویٰ تو ہے کسی مسخرہ کا فتویٰ نہ ہوگا۔ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

(سوال ۴/۳۲۵) کیا قدوری میں جواز کا فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موجود ہے۔

(جواب) (۱) سوتی اور اونی جرابیں معمولی جن میں شرائط جواز مسح موجود نہ ہوں مسح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوئی۔ اس نماز کو دوہرانا چاہئے جب کہ اس نے باوجود نہ موجود ہونے شرط جواز کے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) رواه الترمذی عن المغيرة بن شعبة قال توضأ النبی صلی الله عليه وسلم ومسح علی الجوربين وقال حديث حسن صحيح ورواه ابن حبان فی صحيحه ايضا (البحرالرائق باب المسح علی الخفين ج ۱ ص ۱۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۳) ظفير. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفين ص ۲۴۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۶۷......۲۶۸. ۱۲ ظفير. (۳) وصح (المسح) علی الجر موق والجراب المجلد و المنعل والثخين ای يجوز المسح علی الجراب اذا كان مجلدا اومنعلا او ثخينا يقال جورب مجلد اذا وضع الجلد علی اعلاه واسفله وجورب منعل الذی وضع علی اسفله جلدة كالنعل للقدم (البحرا لرائق باب المسح علی الخفين ص ۱۹۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفير. (۴) او جوربيه ولو من غزل او شعر الثخينين بحيث يمشی فر سخا ويثبت علی الساق بنفسه ولا يری ما تحته ولا يشف (درمختار) حيث علل عدم جواز المسح علی الجورب من كرباس بانه لا يمكن تتابع المشی عليه (رد المحتار باب المسح علی الخفين جلداول ص ۲۴۸) ثم المسح علی الجورب اذا كان منعلا جائز اتفاقا واذا كان لم يكن منعلا وكان رقيقا غير جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفين ج ۱ ص ۱۹۲ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفير.

(۲) امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ جرابوں پر اگر چمڑا چڑھا ہوا ہو تو مسح ان پر جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر جرابیں ایسی موٹی اور دبیز ہوں کہ وہ خود ساق پر ٹھیر سکیں اور پانی ان میں نہ چھنے اور تین میل تک تنہا ان کو پہن کر چل سکے، اور وہ نہ پھٹیں تو اس وقت جرابوں پر مسح درست ہے ورنہ نہیں، کذا فی الدر المختار۔(۱) فقط۔

(۳) ایسا کہنے والا فاسق و عاصی ہے، اور جاہل ہے کتب فقہ سے کیونکہ وہ اگر واقف ہوتا تو ایسا نہ کہتا، درمختار ہے۔او جوربیه الثخینین بحیث یمشی فرسخاً ویثبت علی الساق بنفسه ولا یری ما تحته ولا یشف الخ .(۲) اس عبارت سے جرابوں پر مسح کے جواز کی شرائط کا حال معلوم ہوسکتا ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ آج کل کے مروجہ سوتی واونی جرابوں میں یہ شرائط نہیں پائی جاتی ثم قال او المنعلین والمجلدین وفی الشامی ماذکره المصنف من جوازه علی المجلدین والمنعل متفق علیه علیه عند نا وا ما الثخین فهو قولهما وعنه انه رجع الیه وعلیه الفتویٰ.(۳)

(۴) جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کی وہی شرطیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں مطلقا جرابوں پر مسح جائز کہنا بحوالہ قدوری کے غلط ہے(۴) فقط

منعل ومجلد کی تشریح

(سوال ۳۲۶) الرشید ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ میں ایک فتویٰ متعلق مسح میں الفاظ جورب منعل یا مجلد استعمال ہوئے ہیں۔ حقیر جورب اس کو سمجھتا ہے جس کو عرف عام میں جراب کہتے ہیں، اس کی صفت منعل یا مجلد کے معنی میں البتہ شک واقع ہوتا ہے، حقیر کے علم ومعلومات میں مسئلہ مسح میں یہ تفصیل ہے کہ موزہ کے اوپر یا اس کے نیچے اگر جراب ہے تو مسح اس پر جائز ہے۔ الفاظ منعل ومجلد کا مطلب معلوم نہیں ہوتا اس لئے التماس ہے کہ اس کی تفصیل وتشریح سے مطلع فرمائیں۔

(جواب) جورب منعل وہ ہے کہ جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو۔ درمختار میں ہے والمنعلین بسکون النون ماجعل علی اسفله جلدة الخ .(۵) اور جراب مجلد وہ ہے کہ تمام جراب پر چمڑا چڑھا ہوا ہو۔(۶) الحاصل جراب پر ویسے بلا چمڑے کے مسح درست نہیں ہے،(۷) لیکن اگر جراب منعل یا مجلد ہو تو اس پر مسح درست ہے جیسا کہ خفین یعنی چرمی موزہ پر درست ہے پس یہ مسئلہ الرشید میں لکھا گیا ہے۔ فقط۔

بلاوضو موزہ پہنے تو اس پر مسح درست نہیں

(سوال ۳۲۷) ہم نے بلاوضو کئے ہوئے موزہ پہنا، اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا، تو وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا۔ نماز

---

(۱) واما الثخین فهو قولهما وعنه انه رجع الیه وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفین ج ا ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۲۷۰)ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتا ر باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۸ .ط.س. ج ا ص ۲۰۲. ۱۲ ظفیر. (۳) رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۱۸۲. ۱۲ ظفیر. (۴) واذا لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ا ص ۱۹۲ .ط.س. ج ا ص ۲۸۲)ظفیر. (۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۲۷۰. ۱۲ ظفیر. (۶) قوله والمجلدین المجلد ما جعل الجلد علی اعلاه واسلفه (رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۹ .ط.س. ج ا ص ۲۷۰)ظفیر. (۷) واذا لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ا ص ۱۹۲ .ط.س. ج ا ص ۱۸۲)ظفیر.

میری جائز ہوگی یا نہیں۔ اس مسئلہ کے بیان میں کتب فقہ میں طہارت کا لفظ آیا ہے یا یہ کہ مسح میں ایک دن اور تین دن کی قید ہے وہ وضو پر دلالت کرتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ طہارت سے بدن کا ظاہر ہونا مراد ہے اور پاؤں کا نجاست سے صاف ہونا۔

(جواب) بلا وضو کے یعنی بدون پیر دھونے کے موزہ پہننے سے مسح اس پر درست نہیں ہے۔ طہارت پر موزہ پہننے سے مراد وضوء ہے، یہ مسئلہ باتفاق مسلم ہے، اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ اور آپ نے جو مطلب سمجھا ہے وہ غلط ہے۔(۱) اور مقیم کے لئے وقت حدث سے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات تک مسح درست ہے۔(۲) فقط۔

موزہ پر بوٹ ہوتو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۸) ہم لوگ موزہ پاتا بہ سوتی پہنتے ہیں اس کے اوپر بوٹ جوتا جو کہ ٹخنوں کو چھپائے رکھتا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) سوتی جراب کے اوپر اگر چرمی موزہ وضو پر پہنا جاوے تو مسح اس پر درست ہے اور بوٹ جوتا اگر سوتی جراب پر پہنا جاوے اور ٹخنے ڈھکے رہیں اور وہ بوٹ نیچے سے بھی طاہر ہوتو اس پر بھی مسح درست ہے۔(۳)

جراب جو بغیر باندھے ٹھیری رہے اور اس پر دوسری جراب پہنے تو اس پر مسح درست ہوگا یا نہیں

(سوال ۳۲۹/ ۱) جو جراب بغیر باندھے ٹھیری رہتی ہو اور اس پر مسح درست ہو، اگر اس کے اوپر کوئی دوسری جراب پہن لے خواہ وہ دبیز نہ ہو، لیکن اس طرح پہن لینے سے ٹھیری رہے تو اوپر والی جراب پر مسح کرنا درست ہے یا نہ؟

چند باریک جرابیں تہ بتہ پہن لے تو مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۰/۲) دو یا تین جرابیں جو زیادہ سخت و دبیز نہیں ہیں یکے بعد دیگر تہہ بہ تہہ پہن لینے سے بغیر باندھے ٹھہری رہیں اور چلنے پھرنے سے بھی ٹھیری رہیں تو اوپر والی جراب پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) اگر وہ اوپر والی جراب دبیز قابل مسح نہ ہو اور نہ ایسی رقیق ہو کہ اوپر مسح کرنے سے اندر کے موزہ پر پانی کا اثر پہنچ جاوے تو اس پر مسح درست نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) ویجوز من حدث موجب للوضوء اذا لبسهماعلی طهارة كاملة ثم احدث الخ وقوله اذا لبسهما على طهارة كاملة لا يفيد اشتراط الكمال وقت اللبس بل وقت الحدث الخ (هدايه باب المسح على الخفين ج ١ ص ٥٧)ظفير.

(٢) يجوز للمقيم يو ماوليلة واحدة والمسافر ثلثة ايام وليا ليها (هدايه باب المسح على الخفين ج ١ ص ٥٨)ظفير.

(٣) المسح على الخفين جائز بالسنة الخ اذا لبسهما على طهارة كاملة ثم احدث (هدايه باب المسح على الخفين ج ١ ص ٥٧)ظفير.

(٤) ولا يجو زالمسح على الجوربين عند ابی حنيفة الا ان يكون مجلدين او منعلين وقالا يجوز اذاكان ثخينين لم اروى ان النبی صلی الله عليه وسلم مسح جوربيه و لا نه يمكن المشی فيه اذا كان ثخينا وهو ان يستمسك على الساق من غير ان يربط بسئی فاشبه الخف (هدايه باب المسح على الخفين ص ٦١ ج ١)ظفير.

(۲) اس صورت میں مسح درست نہیں ہے۔(۱) فقط۔

موزہ پر مسح کا ثبوت کیا ہے

(سوال ۳۳۱) موزوں پر مسح کرنا قرآن کریم وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) مسح علی الخفین یعنی موزوں پر مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے کہ ثبوت اس کا سنت مشہورہ سے ہے اور راوی حدیث مسح علی الخفین کے اسی صحابہؓ سے زیادہ ہیں کہ ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔(۲) فقط۔

ناپاک بوٹ پر مسح درست نہیں ہے

(سوال ۳۳۲/۱) اگر وضو کر کے لانگ بوٹ جو ٹخنوں سے اوپر تک آتا ہے پہنا جائے اور دوسرے وضو کے وقت اس کے اوپر مسح کیا جائے تو مسح درست ہے یا نہ؟ اور یہ موزہ کا کام شرعاً دے سکتا ہے یا نہ؟ اور نماز درست ہے یا نہ؟

(سوال ۳۳۳/۲) بوٹ کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا، لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہنے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ؟

(جواب) (۱و۲) جب کہ بوٹ کا نیچے کا حصہ جو زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔(۳) فقط۔

منعل ہونے کا مطلب کیا ہے

(سوال ۳۳۴) جراب پر مسح کرنے کے لئے اس کے منعل ہونے سے کیا مراد ہے، کیا چمڑے کے پیتاوے کو جراب کے اندر رکھ لینے سے یا باہر کسی تاگہ وغیرہ کے ساتھ باندھ لینے سے شرط پوری ہو جاوے گی یا نہیں۔؟

(جواب) موزہ کے منعل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو اور پیچھے ایڑی پر اور ٹخنہ تک اور آگے پنجہ پر یعنی پشت قدم بقدر موزہ فرض مسح چمڑا لگانے کی فقہاء نے تصریح کی ہے کذا فی الشامی، (۴) اور وہ چمڑا نیچے اور پنجہ وایڑی پر سلا ہوا ہونا چاہئے رکھ لینا اور تاگہ سے باندھ لینا کافی نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) واذا کان لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علیٰ الخفین ص ۱۹۲ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر. (۲) وهو (ای المسح علی الخفین) جائز الخ بسنة مشهورة فمنكره مبتدع وعلی رأی الثانی کافر وفی التحفة ثبوته بالاجماع بل بالتواتر رواته اکثر من ثمانین منهم العشرة قهستانی (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۴۵ .ط.س. ج ۱ ص ۲۶۴......۲۶۵) ظفیر.

(۳) الخف اذا اصابة النجاسةان کانت متجسدة کالعذرة والروث والمنی یطهر بالحت اذا یبست وان کانت رطبة الخ لا یطهر الا بالغسل (عالمگیری کشوری باب الانجاس ج ۱ ص ۴۲ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۴۴) تطهیر النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی یصلی علیه واجب (عالمگیری کشوری باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۵۶ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۵۸) ظفیر. (۴) والمنعلین ماجعل علیٰ اسفله جلدة والمجلدین (درمختار) قوله ما جعل علی اسفله جلدة ای کالنعل للقدم وهذا ظاهر الروایة وفی روایة الحسن مایکون الی الکعب قوله والمجلدین المجلد ما جعل الجلد علی اعلاه واسفله الخ ویُوخذ من هذا وما قبله انه لو کان محل المسح وهو ظهر القدم مجلد امع اسفله انه یجوز المسح علیه ما قد مناه (رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۴۹ .ط.س. ج ۱ ص ۲۷۰) ظفیر.

فل بوٹ پر مسح درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۵) موزوں پر مسح کرنا مشروع بلکہ خصائص اہل سنت والجماعت سے ہے، اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا موزوں کا استعمال فرمانا لاریب فیہ ہے اور نعلین مبارک کی نوعیت وہیئت بھی کتب سیر میں مفصل ومشرح ہے اور نقشہ بھی معلوم ہے، جہاں تک سمجھ میں آتا ہے موزہ پہن کران نعلین کا ان پر پہنا جانا قیاس میں نہیں آتا۔ لیکن کسی کتاب میں مثل شرح سفر السعادۃ و مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب وغیرہ کے یہ امر بالوضاحت نہیں پایا جاتا، جیسا کہ کلاہ وعمامہ کی نسبت تصریح موجود ہے، اور فل بوٹ جو ٹخنہ تک یا بعض صورتوں میں اس سے بھی اوپر تک ہوتا ہے وہ حکم موزہ میں داخل معلوم ہوا ہے، اور اگر سوتی یا اونی جراب پر یا بلا جراب کے پہنا جاوے تو اس پر مسح مشروع ہوگا یا نہیں؟

(جواب) موزوں میں بعد مسح جواز صلوٰۃ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ طاہرین ہوں یعنی نجاست مانعہ عن الصلوٰۃ ان میں موجود نہ ہو۔ پس اگر تنہا موزوں کے پہننے میں بھی یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ نجس نہ ہوں تو کچھ ضرور نہیں ہے کہ ان کو جوتوں کے ساتھ پہنا جاوے، اگر تنہا موزہ کوئی شخص پہنے ہوئے ہو اور وہ پاک ہوں تو مسح ان پر لاریب درست ہے اور نماز صحیح ہے۔ باقی یہ کہ آنحضرت ﷺ موزوں پر جوتہ بھی پہنتے تھے یا نہیں تو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتہ بھی موزوں پر پہنتے تھے اور جو نقشہ جوتہ مبارک کا مشہور ہے اور اس کا موزوں پر پہننا مشکل معلوم ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ موزوں پر دوسری قسم کا جوتہ پہنتے ہوں۔ جس میں وہ تسمہ نہ ہوتا ہو جو انگشت میں ہوتا ہے بلکہ صرف پشت قدم پر ایک چمڑے کا حلقہ ہوتا ہو، اور علاوہ بریں آنحضرت ﷺ اگر صرف موزہ پہنتے ہوں تو آپ کو چونکہ طہارت کا حال معلوم ہوتا تھا اس لئے آپ ان پر مسح فرماتے تھے، اب بھی اگر ایسا ہو تو مسح کو کیا امر مانع ہے۔ اور واضح ہو کہ موزوں میں یہ بھی شرط ہے کہ ساتر قدمین مع الکعبین ہوں، پس اگر کسی قسم کا بوٹ ایسا ہو کہ وہ ٹخنوں سے اوپر تک ہو اور قدمین مع الکعبین پوری طرح اس میں مستور ہو جاویں تو مسح ان پر درست ہے، اور اگر وہ پاک ہیں تو ان کے ساتھ نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

صرف زخم کی جگہ پر مسح کرنا چاہئے یا پورے عضو پر

(سوال ۳۳۶) اگر کسی عضو پورے پر یا اس سے کم وبیش پر مثلاً پیر پر کوئی زخم ہو تو مسح کل پیر پر کرنا چاہئے یا محض اتنی ہی جگہ پر جہاں زخم ہے۔ اگر کل پیر پر مسح کیا تو نماز درست ہوگی یا نہ؟ ایک شخص کہتا ہے کہ جتنی جگہ میں زخم ہے اسی پر مسح کیا جاوے باقی عضو کو دھونا چاہئے۔ اور مسح علی العصابہ میں محض عصابہ پر مسح کیا جاوے، باقی کو دھونا چاہئے؟

(جواب) ان سب صورتوں میں مسح صرف اسی مقدار پر کرنا چاہئے، جس جگہ زخم ہے اور اچھی جگہ کو دھونا چاہئے۔ لیکن اگر صحیح حصہ کے دھونے سے زخم پر پانی پہنچے اور اس کو مضر ہو تو کل پر مسح کرنا درست ہے، پس قول اس شخص کا درست ہے، جو کہتا ہے کہ صرف اسی موقع پر مسح کرنا چاہئے۔ جس جگہ پھنسی یا زخم ہے اور باقی حصہ کو دھونا چاہئے۔ پس اگر کل پر مسح کر لیا بدون اس خوف کے جو اوپر لکھا گیا۔ تو نماز نہ ہوگی، اور مسح علی العصابہ میں بے شک صرف پٹی پر ہی مسح کرنا چاہئے۔ باقی

---

(۱) شرط مسحه ثلاثه امور الاول كونه ساتر امحل فرض الغسل القدم مع الكعب الخ والثانى كونه مشغولا بالرجل ليمنع سراية الحدث الخ والثالث كونه مما يمكن متابعة المشى المعتاد فيه فرسخا. (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المسح على الخفين ص ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۶۱) ظفير.

عضو صحیح کو دھونا چاہئے۔ لیکن اس قدر تخفیف اس میں کی گئی ہے کہ پٹی کے درمیان میں اگر کچھ جگہ کھلی ہوئی ہو تو اس پر بھی مسح درست ہے اور پٹی کے نیچے جو صحیح وسالم حصہ عضو کا آیا ہے اس پر بھی مسح درست ہے، باقی عضو کو دھونا چاہئے۔ درمختار میں ہے ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الا صح الخ .(۱) فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ل ۲۵۸ .ط.س. ج ۱ ص ۲۸۰ ۲ ۱ ظفیر.

الباب السادس فی الحیض والنفاس وغیر ھما

فصل اول مسائل حیض !!

حالت حیض میں جماع کرنے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۷) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کفارہ لازم آوے گا یا نہ؟

(جواب) درمختار میں ہے کہ حالت حیض میں اپنی زوجہ سے وطی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا مستحب ہے،(۱) اور ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے۔ فقط

حیض میں اختلال ہو تو حیض کتنے دن شمار ہوگا؟

(سوال ۳۳۸) ایک عورت کو ہمیشہ پانچ دن حیض آتا ہے چند ماہ سے اختلال پیدا ہوا۔ کبھی ایک قطرہ ظاہر ہوا، چار روز بند رہا، پانچویں روز پھر کچھ ظاہر ہوا، اور پھر بند ہوا، یا برابر ہوتا رہا، یا ایک روز ہو کر بعد سات آٹھ روز کے، پھر خون متواتر پانچ دن جاری رہا۔ اس صورت میں حیض کے روز شمار ہوگا۔

(جواب) اگر دس دن سے زیادہ تک ایسی حالت رہے تو اس کے موافق عادت قدیمہ پانچ روز حیض اور باقی ایام کو استحاضہ سمجھنا چاہئے۔(۲)

دس دن سے زیادہ حیض آئے اور عدت فراموش کر جائے تو کیا کرے

(سوال ۳۳۹) کسی عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور پچھلی عادت کو بھول گئی تو اب حیض کے کتنے دن ہیں۔

(جواب) دس دن حیض کے شمار کرے باقی استحاضہ (۳)۔

حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع کر لیا تو کفارہ واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳۴۰) عورت جس وقت حیض سے فارغ ہو جاوے تو قبل از غسل جماع جائز ہے یا نہیں، اور اگر کسی نے قبل از غسل جماع کر لیا تو کچھ کفارہ واجب ہوگا یا نہیں اور بحالت حیض ہم صحبت ہو۔ نہ کا کیا کفارہ ہے؟

(جواب) اگر انقطاع حیض اکثر مدت حیض یعنی دس دن میں ہوا تو قبل غسل جماع اس سے درست ہے اگرچہ بہتر بعد الغسل ہے، درمختار میں ہے ویحل وطو ئھا اذا انقطع حیضھا لا کثرہ بلا غسل وجوباً بل ندباً الخ۔(۴) اور

---

(۱) ثم ھو کبیرۃ لو عامد مختارا عالما بالحرمۃ لا جا ھلا او مکرھا او ناسیا فتلزمہ التوبۃ ویندب تصدقہ بدینار او نصفہ ومصرفہ کزکوۃ وھل علی المرأۃ تصدق قال فی الضیاء الظاھر لا. (در مختار باب الحیض) قولہ ثم ھو ای وطی الحائض (رد المحتار باب الحیض ص ۲۷۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۹۷...... ۲۹۹) ظفیر. (۲) فان لم یجاوز العشرۃ فالطھر والدم کلا ھما حیض سواء کانت مبتدأۃ ومعتادۃ وان جاوز العشرۃ المبتدأۃ حیضھا عشرۃ ایام وفی المعتادۃ معروفتھا فی الحیض حیض والطھر طھر (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۴۵ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۳۷) ظفیر. (۳) واکثرہ عشرۃ لعشر لیال والناقص والزائد الخ استحاضۃ الا عند نصب عادۃ الدم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحیض ج ۱ ص ۲۶۲ ط.س. ج ۱ ص ۲۸۴) ظفیر. (۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحیض جلد اول ص ۲۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۹۴ ۱۲ ظفیر.

اگر دس دن سے کم مگر عادت کے موافق چھ سات دن میں مثلاً حیض منقطع ہوا تو جماع اس سے اس وقت درست ہے کہ غسل کر لے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اس میں غسل کر کے کپڑے پہن کر نماز شروع کر سکے، یا یوں کہا جاوے کہ نماز کا وقت بعد انقطاع حیض کے گذر جاوے اور وہ نماز اس کے ذمہ لازم ہو جاوے۔(۱) اور بحالت حیض اگر جماع کر لیا تو کفارہ اس کا یہ ہے کہ توبہ کرے، اور مستحب ہے کہ بقدر ایک دینار کے یا نصف دینار کے صدقہ کرے۔(۲) ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے۔ فقط۔

عورت حالت حیض ونفاس میں تسبیح پڑھ سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۱) عورتوں کو حالت حیض ونفاس میں وضو کر کے دلائل الخیرات وحزب الاعظم وغیرہ اردو وظیفہ سبحان اللہ یا الحمد یا اللہ اکبر پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اور اس بات کا خیال رکھے کہ اگر وظیفہ کی کتاب میں کوئی آیت قرآنی آوے اس کو نہ پڑھے۔

(جواب) وظیفہ مذکورہ اور تسبیح وتہلیل جائز ہے اور آیات قرآنیہ کا پڑھنا بھی بہ نیت دعاء جائز ہے، درمختار میں ہے ولا بأس لحائض وجنب بقراۃ ادعیۃ ومسھا وحملھا وذکر اللہ تعالیٰ وتسبیحہ الخ .(۳) وفی الشامی فلو قرأت الفاتحۃ علی وجہ الدعاء اوشیئا من الآیات اللتی فیھا معنی الدعاء ولم ترد القراءۃ لاباس بہ .(۴) فقط۔

فصل ثانی مسائل نفاس

نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے

(سوال ۳۴۲) ۸۔ رمضان المبارک کو میرے گھر میں مردہ بچہ اسقاط ہوا تھا جو غالباً پانچ یا چھ ماہ کا ہوگا۔ اعضاء بچہ کے سب مکمل ہو چکے تھے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز قدرے قلیل زرد یا مٹی کے سے رنگ کا پانی بجائے نفاس کے خارج ہوتا ہے، آیا جب تک یہ دھبہ رہے نماز روزہ موقوف رکھا جاوے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر نفاس کے دنوں کے پہلے سے کچھ عادت نہ ہو تو چالیس دن تک حکم نفاس کا جاری رہے گا اس میں نماز روزہ کچھ نہ ہوگا۔ البتہ جب بالکل دھبہ نہ آوے یا ایام عادت پورے ہو جاویں، اس وقت پھر غسل کر کے نماز روزہ کیا جاوے۔(۵) فقط

---

(۱) وان لاقلہ الخ لایحل حتی تغتسل او تیمم بشرطہ او یمضی علیھا زمن یسع الغسل ولبس الثیاب الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتارباب الحیض ج ا ص ۲۷۲ ط.س. ج ا ص ۲۹۴)ظفیر.

(۲) ویندب تصدقہ بدینا ر ونصفہ ومصرفہ کزکوۃ وھل علی المرأۃ تصدق قال فی الضیاء الظاھر لا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتارباب الحیض ص ۲۷۵ ج ا ط.س. ج ا ص ۲۹۸)ظفیر.

(۳) الدر المختار علی ہامش ردالمحتارباب الحیض جلد اول ص ۲۷۱ ط.س. ج ا ص ۲۹۳. ۱۲ ظفیر.

(۴) رد المحتار باب الحیض تحت قولہ قراءۃ قرآن بقصدہ ج ا ص ۲۷۰ ط.س. ج ا ص ۲۹۳. ۱۲ ظفیر.

(۵) واکثرہ اربعون یوما الخ لو مبتداءۃ اما المعتادۃ فترد لعادتھا وکذا الحیض فان انقطع علی اکثرھما اوقبلہ فالکل نفاس (الدر المختار علی ہامش ردالمحتارباب الحیض ج ا ص ۲۷۷ ط.س. ج ا ص ۳۰۰)ظفیر.

نفاس میں عادت پوری ہو جانے کے بعد نماز پڑھے یا نہیں

(سوال ۳۴۳/۱) جس عورت کو یہ عادت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر دس پندرہ دن میں خون نفاس بند ہو گیا، اور اس کو ہمیشہ یہی عادت ہے تو وہ بعد خون بند ہونے کے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں، اس کا شوہر اس سے صحبت کر سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) اگر اس کو عادت یہی ہے تو بعد انقطاع دم غسل کر کے اس سے نماز اور روزہ فرض ہو جاتا ہے، اور اس عورت سے اس کے شوہر کو ہم بستری کرنا بھی درست ہے۔(۱) فقط۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے

(سوال ۳۴۴/۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے ساتھ کب تک جماع کی ممانعت ہے؟

حالت نفاس میں اگر جماع کر لیا تو اس کی تلافی کیسے کرے

(سوال ۳۴۵/۲) اگر ایام ممانعت میں جماع کرے تو فریقین کے لئے کیا تلافی ہے؟

(جواب) (۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے لئے مدت نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس ۴۰ دن ہے پس اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر خون کم وبیش آتا رہے، تو اس کا شوہر چالیس ۴۰ دن تک اس سے مجامعت نہیں کر سکتا بعد چالیس ۴۰ دن کے جائز ہے اور چونکہ نفاس میں کم مقدار کی کچھ مدت نہیں ہے، اس لئے اگر چالیس ۴۰ دن سے پہلے خون منقطع ہو جاوے تو بعد غسل کے اس سے صحبت جائز ہے۔(۲)

(۲) توبہ اور استغفار کرے اور آئندہ کو ایسا نہ کرے، درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حالت حیض میں اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو توبہ واستغفار کرے اور مستحب ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کر دے کما ورد فی الحدیث۔ پس بحالت نفاس جماع کرنے میں بھی صدقہ کر دینا اچھا ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) اما المعتادة فترد لعادتها و كذاالحيض (درمختار) وفيه قبل وان انقطع لا قله الخ لا يحل حتى تغتسل او تيمم بشرط او يمضى عليه زمن يسع الغسل ولبس الثياب والتحريمة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ج ۱ ص ۲۷۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۰) ظفير.

(۲) واكثرة اربعون يوما كذا رواه الترمذي وغيره الخ فان انقطع على اكثرهما او قبله فالكل نفاس (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ص ۲۷۵ ج ۱) وتو طأ بلا غسل بتصرم لا كثرة ولا قله لا حتى تغتسل او يمضى عليها ادنى وقت صلوة (كنز) اعلم ان هذه المسئلة على ثلثة او جه لا ن الدم اما ينقطع لتمام العشرة او دونها لتمام العادة او دونهما فعتيها اذا انقطع لتمام العشرة يحل وطؤ ها بمجرد الانقطاع ويستحب له ان لا يطأ ها حتى تغتسل وفيما اذا انقطع لما دون العشرة دون عادتها لا يقربها وان اغتسلت ما لم تمض عادتها وفيما اذا انقطع للاقل لتمام عادتها ان اغتسلت او مضى عليها وقت صلاة حل والا لا وكذا النفاس اذا انقطع لما دون الاربعين لتمام عادتها فان اغتسلت اومضى الوقت حل والا لا الخ (البحر الحرائق باب الحيض ج ۱ ص ۲۱۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۰) ظفير. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۰

(۳) ثم هو اى وطؤ الحائض كبيرة لو عامدا مختارا عالما بالحرمة لاجا هلا او مكرها او ناسيا فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينا را ونصفه ومصرفه كزكوة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۹۷......۲۹۸) ظفير.

بارہ دن خون پھر سفید پانی پھر خون آ گیا، کیا حکم ہوگا

(سوال ۳۴۶) ایک عورت کو بارہ روز نفاس آ کر سفید پانی آ گیا۔ بعد میں پھر خون آ گیا، اس خون کا کیا حکم ہے؟

(جواب) مدت نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا۔ اور درمیان میں جو دن خالی گذریں گے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں۔ اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ شمار ہوگا۔ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔ کما فی الہدایہ وشرح الوقایہ۔ اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ ہوا۔ (۱) فقط۔

چالیس ۴۰ دن بعد خون آیا ایک ہفتہ پاک رہی پھر خون آ گیا تو اسے کیا شمار کیا جائے گا

(سوال ۳۴۷) ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا بعد چالیس روز کے آٹھ سات روز پاک رہی پھر سرخ خون آیا۔ یہ خون حیض شمار ہوگا یا استحاضہ، پہلی دفعہ تیس ۳۰ دن خون نفاس رہا تھا۔

(جواب) نفاس اس کا اس دفعہ چالیس ۴۰ دن ہے اور آٹھ سات دن کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ کا ہے کیونکہ پندرہ دن طہر کے بعد نفاس کے پورے نہیں گذرے۔ (۲) قال فی الشامی ان الا صل فیہ ان المخالفۃ للعادۃ فی النفاس فان جاوز الدم الا ربعین فالعادۃ با قیۃ تردالیھا والباقی استحاضۃ وان لم یجا وز انتقلت العادۃ الی مارأ تہ والکل نفاس . (۳) فقط۔

فصل ثالث مسائل استحاضہ

طہر کا مطلب کیا ہے اور اگر تین ماہ مسلسل خون آئے تو اس کے حیض کا کیسے حساب ہوگا

(سوال ۳۴۸) معنی طہر چیست۔ اگر زنے را بلا ناغہ تا مدت سہ ماہ خون رواں باشد مدت حیضش چگونہ محسوب گردد از ابتداء ماہ؟

(جواب) حیض معتادہ موافق عادت او گرفتہ باقی را حکم طہر باید داد، واگر معتادۃ نیست مبتدائہ ہست دہ روز کہ اکثر حیض است از ہر ماہ حیض شمردہ در باقی بست روز نماز و روزہ بکند۔ دمے کہ زائد از اکثر مدت حیض است یا زاید از عادت معتادہ است آں استحاضہ است نماز و روزہ دراں واجب است و معنی طہر عدم حیض است۔ و تفصیل مسائل حیض واستحاضہ و معتادہ مبتدائہ از کتب فقہ باید جست۔ (۴) فقط۔

---

(۱) واکثرہ اربعون یوماالخ والزائدعلی اکثرہ استحاضۃ لو مبتداء ۃ واما المعتادۃ فتردلعاد تھا وکذا الحیض فان انقطع علی اکثرھما او قبلہ فالکل نفاس (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الحیض ج ۱ ص ۲۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۰) ظفیر.

(۲) اقل الطھر بین الحیضتین او لنفاس والحیض خمسۃ عشر یوما ولیا لیھا اجما عا (درمختار) ھذا اذا لم یکن فی مدۃالنفاس (رد المحتار باب الحیض ج ۱ ص ۲۶۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۸۵) ظفیر.

(۳) رد المحتار باب الحیض ج ۱ ص ۲۷۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۱. ۲ ۱ ظفیر.

(۴) واکثرہ عشرۃ بعشر لیا ل کذا رواہ الدار قطنی وغیرہ والناقص عن اقلہ والزائد علی اکثرہ او اکثر النفاس او علی العادۃ وجاوز اکثر ھما وما تراہ صغیرۃ دون تسع علی المعتمد وایستہ علی ظاھر المذھب وحامل الخ استحاضۃ واقل الطھر بین الحیضتین او الحیض و النفاس خمسۃ عشر یوما و لیا لیھا اجما عا ولا حد لا کثرہ الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الحیض ج ۱ ص ۲۶۲ و ج ۱ ص ۲۹۳. ط.س. ج ۱ ص ۲۸۴) ظفیر.

عادت والی عورت کو کبھی دس دن کبھی گیارہ دن خون آئے تو کیا کرے

(سوال ۳۴۹) ایک عورت کو پانچ دن عادت حیض کی تھی۔ بعد میں کبھی دس دن خون آتا کبھی گیارہ دن۔ تو پانچ دن کے بعد یہ بحکم حائضہ ہے یا طاہرہ؟

(جواب) اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو کل حیض شمار ہوگا اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو صورت مذکورہ میں ایام عادت یعنی پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ ہدایہ وشرح وقایہ۔ فقط۔

فصل رابع معذور سے متعلق احکام ومسائل

طہارت کے لئے معذور ہونے کے کیا شرائط ہیں

(سوال ۳۵۰) طہارت کے بارہ میں معذور ہونے کی کیا شرط ہے؟

(جواب) ابتداء میں معذور شرعی ہونے کے لئے یہ شرط کتب فقہ میں لکھی ہے کہ ایک نماز کا وقت اس پر ایسا گذر جاوے کہ اس میں اس کو اس قدر مہلت نہ ملے کہ وضو کر کے بلا اس عذر کے نماز فرض پوری پڑھ سکے۔ اگر کسی ایک وقت بھی ایسا ہو چکا ہے کہ اس کو مہلت نماز ادا کرنے کی بدون اس عذر کے نہیں ملی تو وہ معذور ہو گیا۔ اس کے بعد تمام وقت میں ایک بار بھی عذر مذکور کافی ہے۔ (۱) فقط۔

قطرۂ پیشاب کے عارضہ کی حالت میں کیا حکم ہے

(سوال ۳۵۱) کسی شخص کو عارضہ قطرہ پیشاب یا منی کا ہے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے، آیا دوبارہ وضو کرے اور کپڑا پاک کرے یا کیا۔؟

(جواب) اگر قطرہ پیشاب وغیرہ کا آنا حد عذر شرعی کو نہیں پہنچا تو جب کہ قطرہ باہر آنا یقینی ہو وضو کرنا ضروری ہے۔ (۲) اور اگر حد شرعی کو پہنچ گیا ہے بایں طور کہ تمام وقت نماز میں اتنا وقت بھی اس کو نہیں ملا کہ وضو پورا کر کے نماز پڑھے اور قطرہ سے محفوظ رہا ہو تو وہ شخص معذور شرعی ہو گیا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ تمام وقت میں ایک بار وضو کر کے تمام وقت کی جو نماز چاہے پڑھے اعادۂ وضو کی ضرورت اس وقت میں نہیں ہے، جب وقت نکل جائے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔ (۳) فقط۔

---

(۱) وصاحب العذر من به سلسل بول (الی قوله) ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بالا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلی فيه خاليا عن الحدث (الی قوله) وهذا فی حق الا بتداء وفی حق البقاء كفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير.

(۲) وينقضه خروج كل خارج نجس منه ای من المتوضی الحی معتادا كان او لا، من السبيلين اولا (درمختار) قوله معتادا كالبول والغائط (رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۴ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴) ظفير.

(۳) وصاحب عذر من به سلسل بول الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلی خاليا عن الحدث ولو حكما لان الانقطاع اليسير ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فی حق الا بتداء وفی حق البقاء كفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ حكمه الوضوء ولا غسل ثوبه و نحوه لكل فرض (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الحيض احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۰ وج ۱ ص ۲۸۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير.

نماز کے وقت نکسیر جاری ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۳۵۲) نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد کسی کے نکسیر جاری ہوئی اور آخر وقت تک بند نہیں ہوئی تو نماز کس طرح پڑھے؟

(جواب) اگر دخول وقت کے بعد کسی کو عذر نکسیر وغیرہ پیش آیا تو وہ آخر وقت تک انتظار کرے، اگر نکسیر جاری برابر ہے تو اسی حالت میں وضو و نماز ادا کرے اور اگر دوسرے وقت عذر کا استیعاب رہا تو اعادہ لازم نہیں۔ ورنہ اعادہ لازم ہے، (۱) شامی فقط۔

ناسور والا معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۳) ایک شخص کو عارضہ ناسور ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص معذور ہے، اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا کما فی الدر المختار . ولا طاهر بمعذور . (۲) اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کپڑے کو دھویا جاوے گا۔ تو پھر نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہوگا۔ تو دھونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

قطرۂ پیشاب کی زیادتی اس قدر ہو کہ چار رکعت بھی خالی نہ بچے تو کیا کرے

(سوال ۳۵۴) کسی کو عارضہ تقطیر بول اس درجہ کو بڑھ جاوے کہ کسی روز چار رکعت کے اندر بھی بند نہ ہو تو اس کو یہ رخصت حاصل ہوگئی کہ بعد وضو نماز پوری کیا کرے درمیان میں قطرہ آوے یا نہ آوے۔ اور اگر یہ حالت ہو کہ پھر قطرہ دیر دیر کر آنے لگے تو اس کے لئے تاصحت کامل بھی رخصت رہے گی یا جب کبھی جس نماز میں قطرہ آوے گا تو وضو جدید کر کے نماز از سر نو پڑھے گا۔

(جواب) اس کو یہ رخصت حاصل ہوگئی، وہ معذور شرعاً ہوا، پھر تاصحت کامل یہ رخصت رہے گی۔ کذا فی الدر المختار۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر الى احره فان لم ينقطع ويتوضا يصلى ثم ان انقطع فى اثناء الوقت الثانى يعيد تلك الصلوة وان استوعب الوقت الثانى لا يعيد لثبوت العذر من وقت العروض (رد المحتار احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا مامة ج ۱ ص ۵۴۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۷۸ . ۱۲ ظفير. (۳) وان سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها اى الصلوٰة والا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترک غسله هو المختار للفتوىٰ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۲ . ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير. (۴) ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة با ن لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضا ويصلى خاليا عن الحدوث لوحكما لا ن الا نقطاع اليسير ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فى حق الابتداء وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض مطلب احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۰۶) ظفير.

بیس رکعت تک جس کا وضو رہے وہ معذور نہیں ہے

(سوال ۳۵۵) مریض سلسل بول یا نکسیر یا ریاح، جس کو بارہ ۱۲، پندرہ ۱۵، بیس ۲۰ رکعت سے زیادہ وضو نہ ٹھیر سکتا ہو، اور مہلت تمام شب وروز میں کسی وقت اس سے زیادہ نہ ملتی ہو، وہ ہر وقت بغرض تلاوت یا پڑھانے طلباء قرآن شریف کے تیمّم سے چھوسکتا ہے یا نہیں، اور سجدۂ تلاوت پڑھ کر یا سن کر تیمّم سے کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

(جواب) وہ شخص معذور شرعی نہیں ہے (۱) اس کو قرآن شریف کا چھونا اور سجدۂ تلاوت بدون وضو کے درست نہیں ہے۔(۲)

اگر فارغ ہونے سے پہلے کپڑے کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۳۵۶) جس شخص کو قطرہ وغیرہ آتا ہو اور وہ معذور ہو۔ جب اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو کپڑا دھولیا۔ لیکن پھر کپڑا ناپاک ہوگیا تو دوبارہ اس کو کپڑا دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) معذور اگر ایسا ہے کہ اگر وہ کپڑے کو دھوئے تو خیال ہے کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پھر نجس ہو جاوے گا۔ تو دھونے کی ضرورت نہیں (۳) دوسرے وقت کے لئے دھونا ضروری ہے۔ فقط۔

ناسور والا معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۷) جس شخص کے ناسور ہو وہ معذور ہے یا نہیں؟

(جواب) ناسور اگر ہر وقت بہتا ہے تو صاحب ناسور معذور ہے۔ (۴) فقط۔

قطرہ والا مریض معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۸) قطرے والے مریض کو خواہ وقفہ سے آوے یا جلدی جلدی قطرہ آوے۔ معذور ہے یا نہ، اور ایک وضو سے ایک وقت کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) جب کہ وہ معذور ہوگیا اور شرعاً اس پر حکم مریض کا لگ گیا تو اب خواہ قطرہ وقفہ سے آوے یا جلدی جلدی ایک وضو سے ایک وقت میں تمام فرض وسنت نفل پڑھ سکتا ہے۔ (۵) فقط۔

---

(۱) شرط ثبوت العذر ابتداء ان یستوعب استمراره وقت الصلاة کا ملا کا لا نقطاع لا یثبت مالم یستوعب الوقت کله (عالمگیری ص ۳۸ ج ۱ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۴۰) ظفیر. (۲) ویجب بسبب تلاوة الخ بشروط الصلوٰة المتقدمة (درمختار) ولهذا لا یجوز اداء ها بالتیمم الا ان لا یجد ماء الخ (رد المحتار باب سجود تلاوة ص ۷۱۸ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۰۷) ظفیر. (۳) وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جازله ان لا یغسله ان کان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها ای الصلاة ولا یتنجس قبل فراغه فلا یجوز ترک غسله هو المختار للفتویٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتاراحکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۶) ظفیر. (۴) وهذا اذا لم یمض علیهم وقت فرض الا وذلک الحدیث یو جد فیه الخ فالحاصل ان صاحب العذر ابتداء من استوعب عذه تمام وقت صلاة ولو حکما لان الا نقطاع الیسیر ملحق بالعدم وفی البقاء من وجد عذره فی جزء من الوقت وفی الزوال یشترط استیعاب الا نفطاع حقیقة (البحر الرائق باب الحیض ج ۱ ص ۲۲۸) ظفیر. (۵) ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة الخ حکمه الوضوٰ لاغسل ثوبه نحوه لکل فرض اللام للوقت کما فی لدلوک الشمس ثم یصلی به فیه فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولی فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار هامش ردالمحتارباب الحیض مطلب احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

معذور وقت سے پہلے وضو کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۹) ایک شخص کو پیشاب میں قطرہ آتا ہے اور ہر وقت آتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ شخص ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرتا ہے، مغرب کے وقت اس کی ایک یا دو رکعت جماعت سے فوت ہو جاتی ہے ایسے وقت میں وقت سے پہلے وضو کرسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ وہ شخص معذور ہے تو اس کو قبل از وقت وضو کرنا درست نہیں ہے، بس وقت کے بعد ہی وضو کرے۔ اگرچہ جماعت فوت ہو جاوے۔ (۱)

جریان کی کثرت سے جب کپڑا پاک نہ رہ سکے تو کس طرح نماز پڑھے

(سوال ۳۶۰) خاکسار مرض جریان میں مبتلا ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ ہر وقت کپڑا خراب رہتا ہے۔ نہا کر بھی پاک رہنا مشکل ہے۔ اب فرمائیے کہ نماز کیسے ادا کروں؟

(جواب) ایسی حالت میں آپ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لیا کریں۔ غسل کی ضرورت نہیں، یہ ودی وغیرہ ہے منی نہیں ہے۔ اس میں وضو لازم ہوتی ہے، اور نماز کے لئے دوسرا کپڑا رکھیں۔ اگر نماز کی حالت میں بھی قطرہ آوے تو نماز پوری کرلیں نماز صحیح ہو جاتی ہے، بعد نماز کے اس پاجامہ کو اگر قطرہ لگا ہو، دھو کر رکھ دیں دوسری نماز کے وقت پھر اس کو پہن کر وضو کر کے نماز پڑھیں بہر حال نماز ایسی حالت میں پڑھتے رہیں وہ نماز صحیح ہے۔ (۲) فقط۔

ان اعذار کے ہوتے ہوئے کیا حکم ہے

(سوال ۳۶۱) مجھے بول کا عارضہ ہے دن رات میں بیس ۲۰ پچیس ۲۵ مرتبہ پیشاب آتا ہے اور پائجامہ تر ہو جاتا ہے، اس لئے وضو نہیں رہتا نماز کے وقت تازہ کر لیتا ہوں، مگر حالت نماز میں نشست و برخاست سے قطرہ نکل جاتا ہے، ہر رکعت میں یہی حالت ہوتی ہے، اس واسطے نماز بیٹھ کر ادا کرتا ہوں، ایسی حالت میں قطرہ نہیں نکلتا۔ اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں پیٹ زانو سے لگ جاتا ہے، اور سجدہ کے وقت پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف نہیں ہوتیں۔ بلکہ دونوں پیر بچھا کر بیٹھنے میں سکون رہتا ہے۔ سیدھا پیر کھڑا رکھ کر قعدہ میں بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے، اس لئے یہ نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے یجب رد عذرہ او تقلیلہ بقدر قدرتہ ولو بصلوتہ مؤمیاً الخ وفی الشامی وکذا لو سأل عند القیام یصلی قاعداً الخ۔ (۳) پس صورت موجودہ میں آپ کو نماز بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔ جب کہ اس سے قطرہ بند ہوتا ہے اور سجدہ کے وقت اگر بضرورت مذکورہ انگلیاں قبلہ کی طرف نہ ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے جس طرح سہولت ہو اور قطرہ بند ہو اسی طرح کریں اور نماز پڑھیں فقط۔

---

(۱) وصاحب عذر (الی قولہ) حکمہ الوضؤ لکل فرض اللام للوقت ثم یصلی بہ فیہ فرضا ونفلا فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار احکام المعذور ص ۲۸۰ ج ۱ ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۰۵ ...... ۳۰۶) ظفیر۔

(۲) وصاحب عذر من بہ سلسل بول لا یمکنہ امساکہ او استطلاق بطن او انفلات ریح ان استوعب عذرہ تمام وقت صلاۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتہا زمنا یتوضاء ویصلی فیہ خالیا عن الحدث وحکمہ الوضو لا غسل ثوبہ ونحو لکل فرض (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر۔

(۳) رد المحتار فصل احکام المعذور ج ۱ ص ۳۸۳ ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۳۰۷ ۔ ۱۲ ظفیر۔

خروج ریح کا مرض ہو تو معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۲) زید کو اکثر ریاح جاری رہتی ہیں، اور بعض دفعہ کامل وقت نماز کا گذر جاتا ہے کہ وہ مرض مذکور سے فارغ رہتا ہے کیا وہ معذور شرعی ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ اور وضو واحد سے حالت ابتلاء میں نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) ابتداء میں صاحب عذر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام وقت نماز میں اس کو اتنا وقت نہ ملے کہ وضو کر کے نماز بدون اس عذر کے پڑھ سکے۔ پس اگر ایک بار بھی ایسا وقت آ چکا ہے کہ اس کو اتنا موقع نہیں ملا کہ تمام وقت نماز میں بدون اس عذر کے وضو اور نماز پوری کر سکا ہو تو وہ معذور ہو گیا، اس کو ایک وضو سے تمام وقت نماز میں نماز فرض و نفل پڑھنا درست ہے اور جب وقت نکل گیا وضو اس کا باقی نہ رہا۔ پھر وہ شخص اس وقت تک معذور رہے گا کہ تمام وقت نماز میں ایک بار بھی اس کو عذر مذکور واقع ہو جاوے قال فی الدر المختار استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتو ضا ٴ ويصلى فيه خاليا عن الحدث الخ وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء كفى وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال يشترط استيعاب الا نقطا ع تمام الوقت حقيقةً الخ درمختار .(۱) فقط۔

آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح پڑھے جب کہ طبیب ملنے کی اجازت نہیں دیتے

(سوال ۳۶۳) آنکھ بنوانے کی صورت میں ممانعت طبیب کی وجہ سے وقت معینہ تک نماز کو مؤخر کرے یا ایماء کرے۔ اگر ایماء کر سکتا ہے تو کیسے، آیا زنخدان کو سینہ کی طرف خفیف مائل کرے، اور سجدہ کے اشارہ میں اس سے کچھ اور زیادہ، اور تکیہ سر کے نیچے کیسا ہونا چاہئے۔ بعض عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ ایماء کے واسطے شبیہ بالقعود ہونا چاہئے۔ اور استلقاء بظاہر ایسے چت لیٹنے کو کہتے ہیں کہ تمام جسم بستر سے ملا ہوا ہو۔

(جواب) آنکھ بنوانے کی صورت میں بعد ممانعت طبیب اشارہ سے نماز پڑھے، مؤخر کرنا درست نہیں، اور اگر مؤخر کی تو استغفار کرے اور نماز کی قضا کرے اور اشارہ سے نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت لیٹے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے، جیسا تکیہ بھی ہو، موٹا یا پتلا، لیکن اگر بڑے تکیہ کی اجازت طبیب دیوے تو یہ اچھا ہے کہ اس میں اشارہ رکوع و سجود کا اچھی طرح اور آسانی سے ہوگا۔ اور اشارہ رکوع کا تھوڑا سا سر کو سینہ کی طرف جھکانے سے ادا ہو جاوے گا، اور سجدہ کا اشارہ اس سے کچھ زیادہ ہو، شامی میں اشارہ رکوع و سجود کی یہ تشریح کی ہے اشار الى انه يكفيه ادنىٰ الا نحناء عن الركوع .(۲) اور درمختار میں ہے ويجعل سجوده اخفض من ركوعه .(۳)

اس کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے لئے تھوڑا سا سر کا جھکانا کافی ہے اور سجدہ کے لئے اس سے کچھ زیادہ ہو، اگر کسی کو کچھ شبہ رہے تو اس نماز یا ان نمازوں کو پھر اعادہ کرے جن میں شبہ رہا۔ اشارہ میں سر کا کسی قدر حرکت دینا ضروری ہے محض زنخدان کو سینہ کی طرف مائل کرنا کافی نہیں۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور جلد اول ص ۲۸۰. ط.س. ج ا ص ۳۰۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) رد المحتار باب صلاة المريض ص ۱۱۷ ج ا. ط.س. ج۲ ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ا ص ۷۱۱. ط.س. ج۲ ص ۹۸. ۱۲ ظفیر.

حالت عذر میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۴) مرض جریان وغیرہ سے ایک شخص مجبور ہے اور طاقت زائل ہوتی رہتی ہے، آیا اسی حالت میں بھی وہ احکام دین نماز وغیرہ ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اسی حالت میں سب کام کرے۔ معذور کا مسئلہ بھی فقہ میں موجود ہے جو شخص معذور ہو۔ وہ وقت کے اندر نماز ایک وضو سے پڑھ سکتا ہے، اور تلاوت قرآن شریف اور درود شریف و تسبیح وغیرہ درست ہے، جب وقت نکل جاوے گا وضو نہ رہے گی۔ (۱) فقط۔

آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۳۶۵) آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کے متعلق مدرسہ سنبھل کے مدرسین میں باہم اختلاف ہوا، ایک کی رائے یہ ہے کہ ایماء جائز ہی نہیں جب تک شبیہ بالقعود نہ ہو، دوسرے کی رائے یہ ہوئی کہ بحالت استلقاء ایماء اس طور پر کرے کہ جب سر کی حرکت ممنوع ہے تو زنخدان کو سینہ کی طرف مائل کرے اور سجدہ کی حالت میں اس سے زیادہ۔ تاخر نماز جائز نہیں۔ مولوی کریم بخش صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کے جوابات مولوی عبدالقیوم صاحب کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیجے تھے اب ان کو دو کارڈ بھیجے جواب نہیں دیا۔ مولوی نذر احمد صاحب کا جواب صاف شدہ مرسل خدمت ہے اور مولوی کریم بخش صاحب کا جواب اگر نہ پہنچا ہو تو مولوی عبدالقیوم سے لے لیجئے۔ ورنہ خلاصہ اس کا عرض کردیا ہے کہ ایماء جائز بہ اشارۂ زنخدان؟

(جواب) عنایت نامہ پہنچا۔ مولوی عبدالقیوم صاحب نے کوئی تحریر جہاں تک یاد ہے نہیں دی، ایک لفافہ حال ہی میں ۲۔ اپریل کو ملا جس میں صرف مولوی نذیر احمد کا جواب آنکھ بنوانے والے کی نماز کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ پتہ نہ تھا، اس لئے اس کو کہیں نہ بھیجا گیا۔ اب جناب کا خط پہنچا، اس میں بھی مولوی نذیر احمد کا جواب ہے۔ مولوی کریم بخش کا جواب نہیں دیکھا مگر خلاصہ اس کا آپ کی تحریر سے واضح ہوا۔

جواب صحیح وہی ہے جو مولوی نذیر احمد صاحب نے لکھا ہے، زنخدان کا اشارہ کافی نہیں، اشارہ سے نماز صحیح ہونے کے لئے اشارہ بالرأس اور حرکت راس کی ضروری ہے اس لئے تکیہ وغیرہ کی ضرورت فقہاء لکھتے ہیں۔ پس اگر اشارہ زنخدان یا اشارہ حاجب وعین سے نماز پڑھ لی تو اس کو اعادہ کرنا چاہئے۔ اس میں احتیاط بھی ہے۔ اس لئے اب زیادہ اس میں طول دینے کی اور بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد في جميع وقتها زمنا يتو ضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث الخ وحكمه الو ضؤ لكل فرض الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفير.

(۲) ويجعل سجوده اخفض من ركوعه لزوما الخ وان تعذر الا يماء برأ سه وكثرت الفوائت الخ سقط القضاء عنه الخ ولم يؤم بعينه وقلبه وحاجبه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المريض ج ۱ ص ۷۱۱ وج ۱ ص ۷۱۲ وج ۱ ص ۷۱۳. ط.س. ج ۲ ص ۹۸) ظفير.

نامردی کی وجہ سے طلاء استعمال کرتا ہے اور ڈاکٹر پانی سے بالکل منع کرتا ہے تو وہ نماز کیسے پڑھے

(سوال ۳۶۶) کوئی شخص مرض سستی کی وجہ سے طلائے نامردی استعمال کرتا ہے اور پانی لگانے سے طبیب منع کرتا ہے بلکہ شراب سے عضو تناسل کو دھلواتا ہے۔ اس صورت میں وہ استنجاء کرنے اور حالت احتلام میں غسل کرنے سے مجبور ہے۔ وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

(جواب) دواء کرنا حرام اور نجس چیز کے ساتھ اس وقت درست ہے کہ طبیب مسلم حاذق یہ کہے کہ اس دواء میں شفاء ہے اور اس کا بدل دواء حلال سے نہ ہوسکے۔ قال فی النهاية وفی التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوی اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه الخ .(۱) پس اگر شرط مذکور پائی جاوے تو استعمال شراب کا بغرض صحت درست ہے، اور نماز بھی اس حالت میں درست ہے، ورنہ درست نہیں۔ فقط۔

مرض کی وجہ سے زخم لگوایا۔ اور نماز کے پورے وقت تک خون جاری رہا تو کیا کرے

(سوال ۳۶۷) کسی شخص نے فساد خون کے دفع کرنے کے لئے اپنی ساق میں ایسا زخم کرلیا کہ زخم کرتے ہی خون جاری ہوگیا اور پورا ایک وقت نماز کا خون جاری رہا۔ مگر زخم کو تازہ رکھنے کے لئے نیم کی لکڑی کی ایک چھوٹی سی گوٹی اس کے اندر داخل کر کے اوپر سے دو چار تہ کپڑے کی اور ایک پٹی بھی باندھ لی، جس کی وجہ سے کبھی کبھی کچھ خون یا پیپ جاری ہوتی ہے۔ کبھی دو تین وقت تک خون بند رہتا ہے، اور کبھی ایک وقت کے اندر دو تین مرتبہ خون یا پیپ جاری ہوتا ہے۔ آیا یہ شخص معذور شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وصاحب عذر الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بان لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلی فيه خاليا عن الحدث الخ وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء كفى وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال يشترط استيعاب الانقطاع تمام الوقت حقيقةً الخ .(۲) درمختار اس عبارت سے معذور کے متعلق جو کچھ تفصیل تھی ظاہر ہوگئی۔ پس ابتداءً جبکہ نماز کے ایک وقت کامل میں خون جاری رہا تو وہ شخص معذور ہوگیا، اور پھر جب تک تمام وقت میں انقطاع حقیقۃً نہ ہوگا، وہ شخص معذور ہی رہے گا۔ اور معذور شخص غیر معذورین کا امام نہیں ہوسکتا۔ (۳) فقط۔

زخم سے مواد رستا رہتا ہے اس حالت میں ظہر کے وضو سے عصر کی نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۸) میری پنڈلی میں ایک پھوڑا تھا جس میں سوراخ ہو کر مواد خارج ہوگیا وہ سوراخ ابھی باقی ہے اور اس میں سے رقیق مواد خارج ہورہا ہے، زخم کی شکل نہیں ہے سوائے شب اور صبح کے اس پر گیلی مٹی پلٹس کی طرح باندھی

(۱) رد المحتار باب المتفرقات (فی كتاب البيوع) جلد رابع ص ۲۹۸ .ط.س.ج ۱ ص ۲۲۸ .۱۲ ظفير .
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار احكام المعذور جلد اول ص ۲۸۱ .ط.س.ج ۱ ص ۳۰۵ .۱۲ ظفير .
(۳) ولا طاهر بعذ ر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۱ .ط.س.ج ۱ ص ۵۷۸) ظفير .

جارہی ہے۔ مٹی باندھ کر ظہر۔ عصر۔ مغرب کے واسطے وضو کرتا ہوں، عشاء اور فجر کے وقت کپڑے کی گدی بنا کر باندھ دی جاتی ہے، تو ظہر کے وضو سے عصر کی، یا عصر کے وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہوں بلا پٹی کھولے جب کہ وضو باقی ہو؟

(جواب) اگر اس سوراخ میں سے ہر وقت کچھ کچھ مواد نکلتا رہتا ہے، تو وہ شخص معذور ہے اس کو ایک وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، وقت کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوسرے وقت کے لئے پھر تازہ وضو کرنا چاہئے۔

درمختار میں ہے وحکمه الوضوء لكل فرض الخ فاذا خرج الوقت بطل الخ .(۱) اور معذور کی تعریف یہ ہے کہ ابتداءً اس کو ایسی نوبت آئی ہو کہ تمام وقت میں اتنی دیر کو بھی مواد نکلنا نہ رکا ہو۔ جس میں وضو کر کے نماز پڑھ سکے، درمختار میں ہے وصاحب عذر من به سلسل البول الخ او بعينه رمدالخ (اى ويسيل من الدمع شامی) ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلى فيه خاليا عن الحدث الخ وهذا فى حق الا بتداء وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة الخ .(۲) فقط۔

معذور کے وضو کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۳۶۹) ایک شخص کو عارضہ ناسور کا ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے، اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟، اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص معذور ہے اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہوسکتا۔ كما فى الدر المختار ولا طاهر بمعذور ۔(۳) اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کپڑے کو دھویا جاوے گا تو نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہوگا تو دھونا چاہئے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجبور سجدہ کے لئے آگے کوئی چیز رکھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۰) مریض یا حاملہ جو سجدہ پر قادر نہ ہو تو آگے کوئی چیز رکھ کر، اس پر سجدہ کرنا درست ہے یا نہ؟ یا اشارہ کر کے سجدہ کرے؟

(جواب) جو مریض سجدہ نہ کر سکے وہ اشارہ کرے۔ سجدہ کے آگے کوئی چیز نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض مطلب فى احكام المعذور ج۱ ص ۲۸۱ وج۱ ص ۲۸۲ .ط.س. ج۱ ص۳۰۵. ۱۲ ظفير .(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض مطلب فى احكام المعذور ص ۲۸۰ ج۱ و ص۲۸۱ ج۱ .ط.س. ج۱ ص۳۰۵. ۱۲ ظفير .(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتارص ۵۴۱ جلد نمبر۱ ۱۲ ظفير .(۴) وحكمه (اى صاحب العذر) الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض (الىٰ قوله) وان سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له ان يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل فراغه منها اى الصلاة والا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله هو المختار للفتوىٰ (الدر المختار على هامش ردالمحتارج۱ ص ۳۸۱ .ط.س. ج۱ ص۳۰۵.....۳۰۶)ظفير.
(۵) وان تعذر اليس تعذر هما شرطا بل تعذر السجود كاف لا القيام اوماء قاعد الخ ويجعل سجوده اخفض من ركوعه لزوما ولا يرفع الىٰ وجهه شيئا يسجد عليه فانه يكره تحريما (الدر المختار على هامش ردالمحتارج۱ ص ۷۱۰ .ط.س. ج۲ ص۹۸ باب صلوة المريض)ظفير.

ہاتھ پیر پر زخم ہو تو مسح کس طرح کرے

(سوال ۳۷۱) ہاتھ پیر میں زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ بڑھنے کا ہو تو کس طریق سے مسح کرے؟ زخم کے آس پاس خشک جگہ تو ضرور رہے گی۔ اگر پھایہ رکھا ہوا ہے تو کیا پھایہ پر مسح کرے؟ اور اگر اس سے پانی اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کر لیوے؟ اور اس کا کیا طریق ہے؟ اور اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کرے؟ اور حاجت غسل میں کیا کرے؟

(جواب) جب کہ دھونے سے اندیشہ زخم کے بڑھنے کا ہو تو اس پر مسح درست ہے مسح میں تر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے، اس جگہ پر۔ اول تو یہ حکم ہے کہ اگر بلا پٹی پھایہ کے ہاتھ پھیرنے میں کچھ اندیشہ نہ ہو تو بلا پٹی پھایہ کے اس جگہ پر تر ہاتھ پھیرے، اگرچہ بعض موقع اس میں خشک رہ جاوے اور بلا پٹی وغیرہ مسح کرنے میں زخم کا خوف ہے تو پٹی یا پھایہ پر تر ہاتھ پھیرے، آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے سے کچھ حرج نہیں ہاتھ سب جگہ پھیرے۔ اگرچہ پانی کہیں لگے اور کہیں نہ لگے جیسا کہ مسح میں ہوتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے اور پٹی اگرچہ موضع زخم سے زیادہ ہو، تمام پٹی پر مسح کرے کچھ حرج نہیں۔ اور غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کر لے۔ جیسے اوپر مذکور ہوا اور باقی بدن کو دھودے اور پانی بہاوے۔ (۱)

خروج ریح اس قدر ہے کہ وضو کی مہلت نہیں ملتی تو کس طرح نماز پڑھے اور اس وضو سے نفل وغیرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۲) زید کو بعض دفعہ اس قدر استخراج ریاح بڑھ جاتا ہے کہ اطمینان سے وضو پورا نہیں کر سکتا نماز تو درکنار، اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وضو بھی اور دو تین رکعت بھی پڑھ لیتا ہے مگر ریاح نہیں آتی۔ ایسی حالت مذکورہ بالا میں زید بلا خطر نماز پڑھا کرے؟ یا کوئی دوسرا حکم شارع علیہ السلام کا ہے؟ ہر دو حالت میں زید اس وضو سے جس نے اس نے نماز ادا کی ہے، تلاوت کلام پاک دیکھ کر یا اور کوئی وظائف یا درود پڑھ سکتا ہے یا تعلیم دے سکتا ہے، یا ہر کسی کے لئے وضو تازہ کیا کرے؟

(جواب) اس کا حکم معذور کا ہے، ہر ایک وقت کے لئے جدا وضو کرے اور وقت کے اندر ایک دفعہ وضو کرنے سے فرض اور سنن اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور تلاوت قرآن بمس مصحف کر سکتا ہے، (۲) اور وظائف تسبیح وتہلیل درود شریف تو بلا وضو بھی پڑھ سکتا ہے۔ (۳) فقط

---

(۱) ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الاصح ان ضرہ الماء اوحلها ومنه ان لا یمکنه ربطها بنفسه ولا یجد من یر بطها انکسر ظفرہ فجعل علیه دواء او وضعه علی شقوق رجلیه اجری الماء علیه ان قدر والا مسحه والا ترکه (الدر المختار مجتبائی ج ۱ ص ۵۰ . ط.س. ج ۱ ص ۲۷۸ باب المسح علی الخفین) لکن اذا کانت زائدة علی قدر الجراحة فان ضرہ الحل والغسل مسح الکل تبعا الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۵۹ . ط.س. ج ۱ ص ۲۸۰) ظفیر.

(۲) وحکمه الوضوء لکل فرض ای لوقت کل صلاة الخ ثم یصلی به فیه فرضا ونفلا فد خل الواجب بالا ولیٰ فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار) افادان الوضوء انما یبطل بخروج الوقت فقط لا بد خوله (رد المحتار احکام المعذور ص ۲۸۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵ ...... ۳۰۶) ظفیر.

(۳) فالو ضوء لمطلق الذکرمندوب وترکه خلاف الاولی وهو مرجع کراهة التنزیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتارابحاث الغسل ص ۱۶۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۷۵) ظفیر.

خروج ریح کا دورہ پڑتا ہو تو کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۳۷۳) مجھ کو معدہ کی کمزوری کے باعث اخراج ریح کا مرض بھی معلوم ہوتا ہے، اکثر نماز میں بھی ریح خارج ہو جاتی ہے اور مجھ کو بطور دورہ کے رہتا ہے، ایام دورہ میں ایک نماز کے لئے چار پانچ مرتبہ وضو کرنا پڑتا ہے، ایسی حالت میں شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب) ایام دورہ ریاحی میں وقت میں ایک دفعہ وضو کرنا کافی ہے اسی وضو سے تمام وقت میں فرض وسنن ونوافل ادا کرنا جائز ہے۔ (۱) فقط۔

معذور شرعی کی تعریف کیا ہے

(سوال ۳۷۴) معذور شرعی جس کو وقتیہ وضو سے نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت ہے، اس کی مفتی بہ تعریف کیا ہے؟ مجھے ریاح جاری رہتی ہے قریب قریب کوئی نماز بدون اس کے نہیں گذرتی۔ آیا میرے لئے صرف ایک دفعہ وضو کر لینا ہر وقت کے لئے کافی ہے یا نہیں؟

(جواب) معذور شرعی ابتداءً اس وقت ہوتا ہے کہ تمام وقت نماز میں کوئی وقت ایسا اس کو نہ مل سکے کہ وضو کر کے نماز بدون اس عذر کے ادا کر سکے بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتو ضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث الخ و هذا شرط العذر فی حق الا بتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال یشترط استیعاب الا نقطا ع تمام الوقت الخ درمختار. (۲) پس اگر ایک دفعہ بھی تعریف مذکور اس پر صادق آ گئی تو وہ معذور ہو گیا۔ پھر اس وقت تک معذور ہی رہے گا جب تک وہ عذر بالکل منقطع نہ ہو جائے۔ پس ایسے معذور کو وقت میں ایک دفعہ وضو کر لینا کافی ہے، تمام وقت میں اس عذر کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، پھر خروج وقت سے وہ وضو باطل ہو جاتا ہے۔ فقط۔

احلیل میں مرض کی وجہ سے کرسف رکھے اور وہ تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۵) زید کو مرض سلسل بول ہے اس کی وجہ سے وہ احلیل میں کرسف رکھتا ہے اور کرسف سوراخ میں اس قدر اندر رہتا ہے کہ باہر سے نظر نہیں آتا، ایسی صورت میں زید ہر نماز کے وقت وضو کرے یا جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہر آ جائے اس وقت وضو جدید کرے اور وہ بلا وضو تلاوت کر سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہر آ جاوے اس وقت وضو ٹوٹے گا (۳)۔ اور مس مصحف کے لئے وضو شرط ہے اور حفظ پڑھنے کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) وصاحب عذر من به سلسل بول لا یمکنه امساکه او استطلاق بطن او انفلات ریح الخ ان استو عب عذره تمام وقت مفروضة بان لا یجد فی جیمی وقتها زمنا یتو ضأ و یصلی فیه خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم الخ وحکمه الوضوء الخ لکل فرض ای لوقت کل صلاة ثم یصلی به فیه فرضا ونفلا فد خل الواجب بالا ولی فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار علی هامش رد المحتاراحکام المعذور ص ۲۸۰ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتاراحکام المعذور ص ۲۸۱ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵.۳۰۶ ظفیر.

(۳) لوحشا الحلیه بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لو کان القطنة عالیة او محاذیة لراس الا حلیل وان متسفلة عن الحکم فی الدبرو الفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۸ .ط.س. ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر.

(۴) لا تحل قراء ة القران للجنب (درمختار) قید بالجنب لا ن قرأة المحدث تحل بدون الطهارة (رد المحتار باب التیمم ص ۲۲۹ ج ۱) والا تکره قراء ة القران للحدث ظاهر ا ای علی ظهر لسانه بالا جماع (غنیة المستملی ص ۵۷ و ص ۵۸) ظفیر

الباب السابع في الانجاس وتطهيرها

فصل اول نجاستیں اوران سے پاکی

کپڑے کوشراب لگ جائے تو پاک ہوسکتا ہے یانہیں

(سوال ۳۷۶) کپڑے پرشراب لگ جائے تو وہ پاک ہوسکتا ہے یانہیں؟

(جواب) شراب اگر کپڑے کولگ جاوے مانند دوسری نجاسات کے دھونے سے پاک ہوسکتا ہے۔ فقط۔

(یجوز رفع نجاسة حقيقة عن محلها بماء ولو مستعملا وبكل مائع طاهر قالع الخ (تنوير على الشامي ص ۳۱۷ ج ۱ جميل الرحمن)

سائیس کامٹکا استعمال کرنا جائز ہے یانہیں

(سوال ۳۷۷) ایک سائیس قوم کا چمار ہے، اس کا مٹکا ایک مسلمان دھوکر استعمال کرتا ہے جائز ہے یا نہ؟

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے، وہ مٹکا اور پانی پاک ہے۔ (۱) فقط۔

چمار کے گھر کا گھی استعمال کرنا درست ہے یانہیں

(سوال ۱/۳۷۸) چمار کے گھر کا گھی خرید کر اگر استعمال کرلے جائز اور پاک ہے یانہیں؟

روغن زرد میں چوہا مرجائے تو وہ پاک ہوسکتا ہے یانہیں

(سوال ۲/۳۷۹) اگر روغن زرد میں کوئی جانور مثل چوہا وغیرہ گرکر مرجائے تو وہ پاک ہوسکتا ہے یا نہ؟

اگر مٹی کا برتن ناپاک ہوجائے تو کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۳/۳۸۰) اگر مٹی کا یا قارورہ کا برتن ناپاک ہوجاوے تو کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

(جواب) (۱) احتیاط یہ ہے کہ نہ خریدے۔ اگر خریدا اور استعمال کیا درست ہے۔ پاک ہی سمجھا جاتا ہے جب تک کوئی نجاست اس میں معلوم نہ ہو۔ (۲) فقط۔

(۲) اس کے پاک ہونے کی صورت یہ لکھی ہے کہ اس میں پانی ڈال کر تین مرتبہ اس پانی کو جلا دیوے، اور پانی ہر دفعہ برابر اس گھی وغیرہ کے ڈالے۔ (۳)

---

(۱) قال محمد رحمة الله عليه ويكره الا كل والشرب فى اوانى المشركين قبل الغسل ومع هذا لو اكل او شرب فيها قبل الغسل جاز الخ (عالمگيرى مصرى كتاب الكراهية باب رابع عشر ج ۵ ص ۳۵۸. ط. ماجديه ج۵ ص ۳۴۷) ظفير.

(۲) ولو شك فى نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (درمختار) التتارخانيه من شك فى انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة او لا فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا مايتخذه اهل الشرك او الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز و الا طعمة و الثياب (رد المحتار قبيل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰. ط. س. ج ۱ ص ۱۵۰) ظفير.

(۳) لان الاخذ بما هو الوثيقة فى موضع الشك افضل اذا لم يؤد الى الحرج ومن هذا قالو لا باس بلبس ثياب اهل الذمة والصلاة فيها الىٰ قوله وتجوز لان الا صل الطهارة وللتوارث بين المسلمين فى الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل شامى ص ۲۱۲ ج ۱.

(۴) تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاوے گا، اگر اس میں قارورہ بھی ہوتب بھی تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاوے گا۔ بہتر یہ ہے کہ مٹی وغیرہ سے صاف کر کے دھووے۔(۱)

گندہ تالاب برسات کے زمانہ میں بھر گیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۳۸۱) ایک تالاب آبادی سے ملحق ہونے کی وجہ سے گندہ رہتا ہے، بارش ہونے پر اس میں پانی بھر گیا ہے تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر پلیدی کے گرنے کی وجہ سے اس میں بدبو نہیں ہے تو وہ پاک ہے وہ دہ دردہ ہونے پر پاک رہتا ہے، مگر جب کہ تغیر اوصاف بسبب نجاست کے ہوجاوے (وعن ابی یوسف ان الغدیر العظیم کا لجاری لا یتنجس الا بالتغیر الی قوله اذا کان الماء بحیث یخلص بعضه الی بعض بان تصل النجاسة من الجزء المستعمل الی الجانب الا خر . وهو قلیل والا کثیر قال ابو سلیمان الجوز جانی ان کان عشر افی عشر فهو مما لا یخلص وبه اخذ عامة مشا ئخنا ۔(۲)(عالمگیری ص ۱۷ ج ۱ جمیل الرحمن)

معجونات اور تریاق الافاعی میں کیا تبدیل ماہیت نہیں ہوتی

(سوال ۱/۳۸۲) صابون شحم نجس سے بنایا ہوا پاک ہے۔ ازروئے کتاب وجہ اس کی تبدیل ماہیت بیان کی ہے اگر یہ تبدیل ماہیت ہے تو جملہ معجونات اور تریاق الافاعی میں بھی تبدیل ہوجاتی ہے، کیونکہ صورت وخاصیت ہر دو جداگانہ پیدا ہوجاتی ہیں؟

دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں

(سوال ۲/۳۸۳) دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

(جواب)(۱) یہ تو کتب فقہ میں تصریح ہے کہ علت طہارت صابون میں تغیر وانقلاب عین ہے، جس جگہ یہ علت پائی جاوے گی حکم طہارت دیا جاوے گا، مگر معجونات اور تریاق الافاعی میں یہ انقلاب بظاہر حاصل نہیں ہے اور غایت یہ کہ معجونات وغیرہ میں اگر یہ انقلاب مسلم ہوگا تو یہ ایسا ہوگا جیسا کہ دبس مطبوخ اذا کان زبیبه متنجسا میں بعض کا خیال ہوا۔ مگر شامی نے اس میں بحث کر کے اس کو حکم انقلاب عین سے خارج ٹھیرایا ہے۔ یوں تو ہر ایک مرکب میں خاصیت واثر جدا پیدا ہوتا ہے مگر اس کو انقلاب عین نہ کہا جاوے گا۔(۳) فقط۔

(۲) دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ مائی المولد کی تشریح میں کتب فقہ درمختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے

(۱) ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن یغلی ثلاثا (درمختار کتاب الا نجاس .ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴)
(۲) یجوز رفع نجاسة حقیقیة عن محلها ولو اناء الخ در مختار باب الا نجاس.ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹. جمیل الرحمن)
(۳) ثم قال کذلک فی الدبس المطبوخ اذا کان زبیبه متنجسا الخ قلت لکن قد یقال ان الدبس لیس فیه انقلاب حقیقة لا نه عصیر جمد بالطبخ الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶ تحت ویطهر زیت باب الانجاس)ظفیر.

فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه .(۱) اور اس سے پہلے ہے ومائی مولد ولو كلب الماء وخنزيره كسمك وسرطان وضفدع الخ درمختار .(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریزی دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۸۴) سنا ہے کہ انگریزی دواؤں میں استعمال شراب کا ہوتا ہے، لہذا انگریزی دواؤں کا استعمال جائز ہے یا نہ؟

(جواب) انگریزی ادویہ کا استعمال علی العموم ناجائز نہیں ہے، اگر کسی دوا میں شراب وغیرہ کا ہونا معلوم ہو جاوے تو اس دواء کا استعمال ناجائز ہو جاوے گا۔ (۳) باقی شبہ اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ (۴) فقط۔

ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں جانے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۳۸۵) اگر ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں دے دیا جائے تو پاک ہو جائے گا یا نہ؟

(جواب) پاک ہو جاوے گا۔ (۵) فقط۔

رنگریز اور مل کے رنگین کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں، اور مٹی وگیرو سے کپڑا رنگنا کیسا ہے

(سوال ۳۸۶) رنگریز رنگ سے کپڑا رنگتا ہے اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟ اور ولایت سے رنگے ہوئے کپڑے جو آتے ہیں ان سے نماز پڑھنا اور خارجا ان کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ مٹی وگیرو سے کپڑا رنگنا جائز اور پاک ہے یا نہ؟

(جواب) عموم بلوی کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ شراب کا ہونا ان رنگوں میں یقینی نہیں ہے نماز ان کپڑوں سے جو اس رنگ میں رنگے ہوں درست ہے اسی طرح رنگین کپڑوں چھینٹ وغیرہ سے جو ولایت سے رنگے ہوئے آتے ہیں، نماز درست ہے اور نماز میں اور خارج نماز میں پہننا ان کا درست ہے۔ (۶) اور مٹی وغیرو سے کپڑا رنگنا بھی جائز اور پاک ہے۔ فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۱۷۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۹۵. ۱۲. ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۱۷۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۸۵. ۱۲ ظفير.

(۳) به يعلم ان ما يستقطر من دردى الخمر ونحوا لمسمى بالعرقي في ولا ية الروم نجس حرام كسائر اصناف الخمر (رد المختار باب الا نجاس مطلب العرقي الذى يستقطر ج ۱ ص ۳۰۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفير.

(۴) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعده الثالثة ص ۷۵) ظفير.

(۵) وازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها واثرها ان كانت شيئا يزول اثره (الیٰ قوله) وان كانت غير مرئية يغسلها ثلث مرات الخ (عالمگیری کشوری ص ۴۰ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۴۱) ظفير

(۶) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفير.

منی ناپاک ہے یا پاک

(سوال ۳۸۷/ ۱) منی کو اکسیر ہدایت میں پاک تحریر فرماتے ہیں، اگر پاک ہے تو بعد جماع کے غسل کیوں واجب ہوا؟

ہندو کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۸۸/ ۲) ہندو کے ہاتھ کا یا اس کے یہاں کا پکا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) حنفیہ کے نزدیک منی ناپاک ہے۔(۱) امام غزالیؒ شافعی المذہب ہیں اس لئے انہوں نے ایسا لکھا ہے اور غسل واجب ہونے کی وجہ ارشاد جناب باری تعالیٰ شانہ اور ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے۔(۲) فقط۔

(۲) درست ہے۔(۳) فقط۔

سانپ اور چوہے کی کھال بعد دباغت کیوں پاک نہیں کہی جاتی

(سوال ۳۸۹/ ۱) بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے اور سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ کتب فقہ میں ہے ویطهر الجلد بالدباغة الا الخنزير والا دمی .تو چوہے کی کھال اس بناء پر پاک ہونی چاہئے۔ وجہ صحیح ہے یا نہ؟

ناپاک تیل کا صابون پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۳۹۰/۲) بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابون بنالیا جائے تو پاک ہے یہ صحیح ہے یا نہ؟

(جواب) (۱) مسئلہ مرقومہ بہشتی زیور صحیح ہے اور عبارت کتب فقہ کل اهاب اذا دبغ فقد طهر الخ کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ دباغت سے کل کھالیں سوائے انسان وخنزیر کے پاک ہو جاتی ہیں، رہا سانپ وچوہے کی کھال کا دباغت سے پاک نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان میں بسبب صغر کے دباغت ممکن نہیں ہے، قال فی الدر المختار وما لا يحتملها فلا وعليه فلا يطهر جلد حية صغيرة وفارة .(۴) یعنی جب کہ اثر دباغت حقیقی وحکمی بوجہ صغر قبول نہیں کرتیں تو پاک نہیں ہوئیں۔ پس پاک ہوگی چھوٹے سانپ اور چوہے کی کھال۔

(۲) یہ مسئلہ درمختار جلد اول ص ۲۱۰ مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے ویطهر زيت تنجس بجعله صابو نا الخ ،اور وجہ اس کے پاک ہونے کی انقلاب عین ہے، شامی میں اسی قول کے تحت میں مذکور ہے وعليه

---

(۱) ونجاسة المنی عند نا مغلظة سراج (رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۹ باب الا نجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۳) ظفیر.
(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المذی الوضو وفی المنی الغسل رواه احمد (آثار السنن ج ۱ ص ۲۵) ظفیر.
(۳) قال محمد رحمة الله عليه ويكره الا كل والشرب فی اوانی المشركين قبل الغسل ومع هذا لواكل او شرب فيها قبل الغسل جاز الخ (عالمگیری مصری ج ۵ ص ۲۵۸ .ط.س. ج ۱ ص ۳۴۷) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المياه ص ۱۸۸ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۳. ۲۱۲ ظفير.

يتفرع مالو وقع انسان او كلب في قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهراً لتبدل الحقيقة.(۱) فقط۔

نجاست کا غسالہ اگر لگ جائے تو وہ چیز ناپاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۹۱) اگر بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست غیر مرئیہ لگ جائے اور خشک ہونے کے بعد اس کو دھویا جائے، اگر اس کا غسالہ دوسری جگہ لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی یا نہیں اگر نجس ہوگی تو پہلی جگہ کی مانند اس کو تین بار دھونا واجب ہے یا محض پانی کے بہہ جانے سے پاک ہو جائے گی؟

(جواب) ظاہر ہے کہ وہ غسالہ نجاست کا نجس ہے۔(۲) اس کی تطہیر بھی ضروری ہے اور پانی کے ساتھ ساتھ وہ بھی دھل جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے۔(۳) فقط۔

نجاست کے دھونے میں ملنا شرط ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۲) نجاست بدن کی متعلق جو تین بار دھونا کتابوں میں لکھا ہے، اس میں اس کی جگہ ملنا بھی شرط ہے یا محض پانی ڈالنا ہی کافی ہے؟

(جواب) جس جگہ نجاست لگی ہوئی ہو اس کا ازالہ ضروری ہے، ملنے سے ہو، یا جس طرح ہو اس کو دور کر کے پاک کرنا ضروری ہے۔(۴) فقط۔

پیشاب کی چھینٹ اگر کپڑے پر پڑ جائے تو اس کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱/۳۹۳) ایک شخص کی عمر ۶۰ سال کی ہے پیشاب میں عجلت ہوتی ہے اس وجہ سے اکثر پیشاب کرنے میں ایسی چھینٹیں پائنچوں پر پڑ جاتی ہیں کہ جو معلوم نہیں ہوتیں۔ اس کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

بدن کو کپڑے کی نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہو گیا یا نہیں

(سوال ۲/۳۹۴) کبھی پیشاب خطا ہو جاتا ہے اور پاجامہ پر صرف نمی آ جاتی ہے، وہ نمی بدن میں محسوس ہوتی ہے تو بدن دھونے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی حالت میں دوسرے کپڑے سے نماز ادا کی تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) ایسی چھینٹیں باریک جو معلوم نہ ہوں معاف ہیں ان سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتا ایسے کپڑے سے

---

(۱) رد المختار باب الانجاس ص ۲۹۱ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) وماء ورد على نجس نجس كعكسه (الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۳۰۰ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۵ باب الانجاس) ظفير.

(۳) ويطهر محل نجاسة مرئية بقلعها الخ ويطهر غير ها اى غير مرئية بغلبة ظن غاسل الطخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۵ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير.

(۴) يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلها بماء ولو مستعملا وبكل ماء طاهر قالع الخ ويطهر منى اى محله يا بس بفرك والا تغسل بلا فرق بين منيه ومنيها ولا بين ثوب وبدن على الظاهر مختصرا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۲۸۴ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹) ظفير.

نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

(۲) اگر پا جامہ میں پیشاب نکل جاوے اور پا جامہ تر ہو جاوے۔ پھر وہ تری پا جامہ کی بدن کو لگ جاوے تو اگر مقدار درہم یا زیادہ جگہ میں لگی ہے تو بدن کا دھونا ضروری ہے۔ اور اگر بدون دھوئے بدن کے دوسرے کپڑے سے نماز پڑھی تو اعادہ اس نماز کا ضروری ہے۔(۲) درمختار شامی۔ فقط۔

مذی و ودی کی شناخت کیا ہے اور یہ کون سی نجاست ہے

(سوال ۳۹۵) مذی اور ودی کی کیا شناخت ہے اور مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

(جواب) ردالمختار میں مذی کی تعریف میں ماء رقیق ابیض یخرج عند الشهوة لابها الخ۔(۳) اور ودی کی تعریف میں ہے ماء ثخین ابیض کدر یخرج عقب البول نهر .(۴) پس معلوم ہوا کہ مذی سفید رقیق پانی ہے جو بوقت شہوت نکلتی ہے مگر شہوت کے ساتھ نہیں نکلتی اور ودی پیشاب کے بعد نکلتی ہے، اور یہ دونوں یعنی مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ بیان نجاست غلیظہ میں و کذا کل ما یخرج منه موجباً لو ضوء او غسل مغلظ الخ۔(۵)

حیض و نفاس کی سفیدی اگر لگ جائے تو وہ پاک رہے گا یا ناپاک

(سوال ۱/۳۹۶) حیض اور نفاس سے فارغ ہو کر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جائے تو بدن و کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

زخم کی رطوبت بہے بغیر کپڑے کو لگ گئی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۳۹۷) اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ لہو وغیرہ کپڑے کو لگ جائے مگر مقدار درہم سے کم لگے بایں طور کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پا جامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم کی برابر یا اس سے زائد ہو گئی تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں اور بدن بھی پاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) وعفی الخ بول انتضح کرؤس ابرو کذا جانبها الا خروان کثر باصا بة الماء للضرورة (درمختار) عن الكرمانی ان هذا مالم یر علی الثوب والا وجب غسله اذا صار بالجمع اكثر من قدر الدرهم (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۲۱...... ۳۲۲ باب الا نجاس) ظفیر.

(۲) وقدر الدر هم من النجس المغلظ كالدم والبول الخ جازت الصلوة معه وان زاد لم تجز (هدایه ج ۱ ص ۷۱) وتهی الشارع عن قدردرهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض والعبرة لو قت الصلوة لا الاصابة علی الا كثر نهر (درمختار ففي المحيط يكره ان يصلی ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به لا ختلاف الناس فيه ...... قادر اعلی ازالته وحديث تعاد الصلوة عن قدر الدرهم من الدم لم يثبت ولو ثبت حمل علی استحباب الا عادة الخ (رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ و ج ۱ ص ۲۹۲ .ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر.

(۳) رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۱۶۵ . ۱۲ ظفیر.

(۴) رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ جلد اول . ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمختار باب الانجاس ص ۲۹۳ ج ۱ . ۱۲ ظفير

(جواب) (۱) رطوبت فرج خارج پاک ہے و اما رطوبته الفرج الخارج فطاهرة اتفاقا (۱) درمختار اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے ومن وراء باطن الفرج فانه نجس قطعا (۲) شامی باب الانجاس ص ۳۲۲۔ پس اگر وہ سفید پانی اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے اگر قدر درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو دھونا چاہئے۔

(۲) جو پیپ کہ زخم سے باہر نہیں تھی وہ ناپاک نہیں ہے، اگر کپڑے یا بدن کو لگ جاوے اگرچہ مقدار درہم سے زیادہ ہو، کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ وہ اگر پانی پڑ کر زیادہ بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وکل مالیس بحدث لیس بنجس الخ۔ (۳) اور نجاست اگر درہم سے کم بدن یا کپڑے کو لگے، اور پانی لگ کر زیادہ ہو جائے تو وہ مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ کما فی الشامی و ان کثر باصابة الماء الخ۔ (۴)

آدمی کی رال پاک ہے

(سوال ۳۹۸) آدمی کے منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے۔ کما ء فم النائم فانه طاهر مطلقاً و به یفتی بخلاف ماء فم المیت فانه نجس الخ۔ (۵)

کتا نجس عین ہے یا نہیں اور اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۹) کلب نجس العین ہے یا نہیں۔ اگر نجس العین نہیں تو جن روایات و عبارات سے نجس العین ہونا کلب کا معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اگر پاک پانی کتے کے پاک جسم سے لگا تو وہ پانی ناپاک ہو گیا، ان کے کیا معنی ہوں گے؟

(جواب) صحیح یہی ہے کہ کلب نجس العین نہیں ہے۔ جن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلب نجس العین ہے، اور پانی جو اس کے جسم کو لگا وہ ناپاک ہے۔ یہ قول ضعیف ہے مفتی بہ نہیں ہے، احتیاط امر آخر ہے۔ مگر باعتبار قول اصح و مفتی بہ کے وہ پانی پاک نہیں ہے، دلائل کتب فقہ آپ کو خود معلوم ہیں۔ (۶) فقط

منی دھونے کے بعد جو دھبہ رہ جائے اس کے ساتھ نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۰۰) احتلام کے بعد اگر کپڑا دھو ڈالے اور اس پر دھبہ لگا رہ جاوے تو کیا نماز ہو جاوے گی؟

(۱) رد المحتار اباب الانجاس ص ۲۸۸ جلد اول ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۳ ۲۲۳ ظفیر۔
(۲) رد المحتار باب الا نجاس ص ۲۸۸ جلد اول ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۴۰ ۱۲ ظفیر۔
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة ص ۱۳۰ ج ۱ ۱۴۰۔۱۲ ظفیر۔
(۴) رد المحتار باب الا نجاس ص ۲۹۹ جلد اول ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۳۸ ۱۲ ظفیر۔
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض وضو ج ۱ ص ۱۲۸ ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۱۳۸ قبیل مطلب فی حکم کیّ الحمصة لعاب النائم طاهر سواء کان من الفم او منبعثا من الجوف عند ابی حنیفة و محمد رحمة الله علیهما و علیه الفتویٰ و اما لعاب المیت فقد قیل انه نجس هکذا فی السراج الو هاج (عالمگیری مصری باب فی النجاست فصل ثانی ج ۱ ص ۴۳ ۔ط۔ ماجدیه ج ۱ ص ۴۶) ظفیر۔
(۶) واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الامام و علیه الفتویٰ و ان رجح بعضهم النجاسة فیباع و یوجر و یضمن و یتخذ جلده مصلی و دلوا ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ص ۱۹۲ ج ۱) قوله و علیه الفتوی و هو الصحیح والا قرب الی الصواب بدائع وهو ظاهر المتون بحر مقتضی عموم الا دلة فتح ، قوله ولا الثواب بانتفاضه الخ وما فی الو لو الجیة وغیرها اذا خرج الکلب من الماء وانتفض فاصاب ثوب انسان افسده لالو اصابه ماء المطر لان المبتل فی الا ول جلده وهو نجس وفی الثانی شعره وهو طاهر اه فهو علی القول بنجاسة عینه کما فی البحر (رد المحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۲ ۔ط۔س۔ ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو جاوے گی۔(۱)

جو گندک پیشاب میں پکالی جائے وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۰۱) اگر گندک کو پیشاب میں پکایا جائے اور اس کو اتنا پکائے کہ پیشاب باقی نہ رہے تو وہ گندک پاک ہوجاوے گی یا نہیں؟

(جواب) وہ گندک کبھی پاک نہ ہوگی کما فی الشامی وفی الخانیة اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمراً غلطاً فالکل نجس لا یطهر ابداً و ماروی عن ابی یوسف انه یغلی ثلاثا لا یؤ خذبه وکذا الحنطة اذا طبخت فی الخمر لا تطهر ابداً(۲) الخ.

بڑا تالاب جس میں جانور بٹھائے جاتے ہیں اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۰۲) ایک تالاب بستی کے کنارے پر ہے جس میں پانی بستی کا ہی زیادہ تر آتا ہے، مویشی وغیرہ کثرت سے وہ اس میں بیٹھے بٹھاتے ہیں، غرض صفائی کا انتظام نہیں ہوسکتا۔ ایسے تالاب کا پانی پاک ہے؟

(جواب) پاک ہے(۳)

پیشاب کے قطرات کپڑے کو لگ جائیں تو کیا کیا جائے

(سوال ۴۰۳) بوجہ مرض پیشاب کے قطرے کپڑے کو لگے رہتے ہیں ہر وقت پاک کرنے میں دقت ہوتی ہے کیا کیا جائے؟

(جواب) جب مقدار ناپاکی کی دِرہم کی مقدار سے بڑھ جاوے کپڑے کو دھو کر اور پاک کر کے نماز پڑھے۔(۴) فقط۔

دھوبی کے گھر کا کلف کیا ہوا کپڑا پاک ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۴) مولوی عبدالحی صاحب نے لکھا ہے کہ ہندو دھوبی کے یہاں کا دھلا ہوا کپڑا پاک ہے۔ اگر ہندو دھوبی اپنے گھر کا کلف یعنی ماوی پکا کر کپڑوں کو لگاوے تو اس صوت میں بھی کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں بھی کپڑا پاک ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) وکذا یطهر محل نجاسة مرئیة بعد جفاف کدم بقلعها ای بزوال عینها واثرها الخ ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی ازالته الی ماء هار او صابون ونحوه (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۳ ج ۱ ط.س. ج ا ص ۳۲۸) ظفیر.

(۲) رد المحتار باب الا نجاس مطلب فی تطهیر الدهن والغسل ص ۳۰۹ ج ۱ ط.س. ج ا ص ۳۳۴ف ۱۲ ظفیر.

(۳) الغدیر العظیم الذی لا یتحرک احد طرفیه بتحریک الطرف الا خرا اذا وقعت نجاسة فی احد جانبیه جاز الو ضوء من الجانب الا خر (هدایه ص ۲۱ باب المیاه) ظفیر.

(۴) وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ کالدم والبول الخ جازت الصلوٰة معه وان زاد لم تجز (هدایه باب الا نجاس ص ۷۱ ج ۱)

(۵) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو پاک ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب او طلاق او عتق لم یعتبر وتمامه فی الا شباه (درمختار) من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابته نجاسة اولا فهو طاهر مالم یستیقن وکذا الا بار والحیاض والحباب الموضوعات وفی الطرقات ویستقی منها الصغار والکبار و المسلمون والکفار (رد المحتار قبیل ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط.س. ج ا ص ۱۵۱) ظفیر.

پڑیا کے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۵) پڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جب تک کوئی امر یقینی معلوم نہ ہو شک کی وجہ سے حرمت ونجاست ثابت نہ ہوگی ۔(۱) بناءً علیہ نماز پڑھنا پڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے درست ہے اور عموم بلویٰ اس کے علاوہ ہے۔ باینہمہ احتیاط کرنا اچھا ہے۔ فقط۔

تانبے کا برتن ناپاک ہو جائے تو وہ کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۴۰۶) اگر تانبے کا برتن ناپاک ہو جاوے تو دھونے سے پاک ہو جاوے گا یا قلعی کی ضرورت ہے؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتا ہے قلعی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

چرخی وغیرہ جس کو کتا چاٹتا ہے اس سے بنا ہوا گڑ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۰۷) جس چرخی میں گنوں کا رس نکالتے ہیں اور جن برتنوں میں مٹھائی بناتے ہیں، ان سب برتنوں کو کتے چاٹتے ہیں۔ یہ گڑ وغیرہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) قواعد شرعیہ سے وہ گڑ وغیرہ پاک ہے، کھانا اس کا درست ہے۔ (۳) فقط۔

اہل کتاب کے برتن پاک ہیں یا ناپاک اور ان کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے

(سوال ۴۰۸) ایک فریق کہتا ہے کہ نصاریٰ اہل کتاب ہیں ان کے ساتھ اکل وشرب جائز ہے اور ایک اس کے برخلاف ہے کہ نصاریٰ کے کھانے کے برتن اور حقہ وغیرہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتے۔ اس مسئلہ کا جواب مفصل مرحمت فرمائیں؟

(جواب) نصاریٰ دراصل اہل کتاب ہیں۔ باقی پابندی اپنے دین کی بھی وہ کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ اور چونکہ وہ محرمات شرعیہ ونجس اشیاء کا استعمال کرتے ہیں جیسے شراب اور خنزیر اس لئے ان کے برتنوں میں ان کے ساتھ کھانا نہ چاہئے۔ اور یہ خیال کہ جھوٹا نصاریٰ کا کس طرح پاک نہیں ہو سکتا غلط ہے۔ ہر ایک ناپاک چیز برتن وغیرہ پاک ہو سکتے ہیں، اور حقہ مستعملہ نصاریٰ کا پاک ہے، اس میں وہم کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) اليقين لايزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (در مختار) فی التتارخانية من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابة نجاسة او لا فهو طاهر مالم يتيقن الخ وكذا مايتخذه اهل الشرک والجهلة من المسلمين كا لسمن والخبز والاطعمة والثياب اه ملخصا (رد المحتار قبيل ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفير. (۲) والنجاسة ضربان مرئية وغيره مرئية فما كان منها مرئيا فطهارتها بزوال عينها لان النجاسة حلت المحل باعتبار العين فتزول بزوالها الخ وما ليس بمرئى فطهارته ان يغسل حتى يغلب على ظن الغسل انه قد طهر (هدايه باب الانجاس ص ۴۷ ج ۱) ظفير. (۳) ومنها الاحراق الخ اذا حرق راس الشاة ملطخا بالدم وزال عنه الدم يحكم بطهارته (عالمگيری كشوری باب الانجاس ص ۴۷ ج ۱. ط. ماجديه ج ۱ ص ۴۴) ظفير. (۴) فسور ادمی مطلقا ولو جنبا او كافر الخ طاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر مطلب فی السور ص ۲۰۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ولعاب الانسان طاهر لتولده من لحم طاهر اذا حرمته لكرامته لا لنجاسة وقوله تعالی انما المشركون نجس المراد انهم ذونجاسة معنوية وهو الشرک الخ اما لو تلوث فمه بنجاسة الخ (غنية المستملی فی الاسار ص ۱۶۴) ظفير.

سور کاٹا گیا، اس کی نجاست دھوتے وقت پانی تختوں پر پڑا تو وہ کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۴۰۹) ایک مجوسی نے مارکیٹ میں جس میں گوشت بکتا ہے سور کاٹا اور وہیں صاف کیا، مارکیٹ بحکم سرکاری روزانہ دھوئی جاتی ہے، چنانچہ جب وہ دھوئی گئی، تو وہی پانی تمام لکڑی کے تختوں پر بھی پڑا، اور انہیں تختوں پر گوشت بکتا ہے لہذا صفائی کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ لوگوں کا شک رفع ہو۔

(جواب) شامی میں ذخیرہ سے منقول ہے لو اصابت الارض نجاسة فصب علیه الماء فجری الی قدر ذراع طهرت الارض والماء طاهر بمنزلة الماء الجاری ولو اصابها المطر و جری علیها طهرت ولو کان قلیلا لم یجز فلا شامی جلد اول ص ۱۹۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ صورت اس کے پاک ہونے کی یہ ہے کہ بہت سا پانی پاک اس پر بہایا جاوے، اور اس کو دھویا جاوے پاک ہو جاوے گا، اور جاری پانی میں اگر اختلاط نجاست ہو تو وہ پاک ہی رہتا ہے۔ پس جن مواقع میں وہ پانی گذرے گا وہ مواقع پاک رہیں گی۔ فقط

جس چیز میں شراب ڈالی جائے اور دھوپ میں ڈال کر وہ اڑادی جائے اس کا استعمال کیسا ہے اور سور کی چربی سے بنا ہوا صابون اور شراب کا سرکہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۱۰) کسی شے میں رس (شراب) ڈال کر دھوپ میں رکھ دی گئی، بعد کو اس شے کو تیل میں ڈالا گیا، اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں اور وہ دوا جس میں ڈال کر دھوپ میں اڑوائی وہ پاک ہے یا ناپاک؟ دیگر یہ کہ سور کی چربی کسی صابن میں پڑتی ہے اس کی نسبت کسی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کا استعمال کا فتاویٰ علماء دیوبند نے دیا ہے، آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ ناپاک شئے کا جب استحالہ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس کی کیا صورت ہے۔ شراب میں نمک ڈال کر سرکہ ہو جاتا ہے۔ استعمال جائز ہے یا نہیں؟ حلال ہے یا ناپاک یا مکروہ؟

(جواب) استعمال اس تیل اور دوا کا ناجائز ہے۔ صابون کے مسئلہ کو درمختار اور شامی میں یہ لکھا ہے کہ ناپاک تیل اور نجس چربی اور مردار کی چربی سے جو صابون بنایا جائے وہ پاک ہے بسبب انقلاب حقیقت کے، جیسا کہ نمک میں کوئی مردار جانور گر جائے اور نمک ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے۔ صابن کی بحث میں شامی میں ہے ویطهر زیت تنجس بجعله صابون به یفتی الخ درمختار (۲) ص ۳۲۵ جلد نمبر او ظاهره ان دهن المیتة کذلك الخ شامی۔ (۳) وفی شرح المنیه مایؤید الا ول حیث قال وعلیه یتفرع مالو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً لتبدل الحقیقة ۱ ھ شامی (۴) اور درمختار میں دوسری جگہ ہے ولا ملح کان حماراً او خنزیرا الخ لا نقلاب العین به یفتی (۵) درمختار ج ۱ ص ۳۳۸ ان عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر کی چربی کا بھی یہی حکم ہے کہ صابون بن کر پاک ہو جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہی حکم ہے شراب کے سرکہ بنانے میں کہ سرکہ بن

---

(۱) رد المحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۳ مطلب الاصح انه لا یشترط فی الجریان المدد. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۸ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۲۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) رد المحتار باب الانجاس ص ۲۹۱ قوله ویطهر زیت. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) رد المحتار باب الانجاس ص ۲۹۱ قوله ویطهر زیت. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۵. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۱ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۶ ۱۲ ظفیر.

کرانقلاب عینی ہوجاتا ہے اور شراب شراب نہیں رہتی استعمال اس کا حلال ہے اور وہ پاک ہے شامی ص ۳۲۵ ج ا میں ہے نحو خمر صار خلا و حمار وقع ملحة فصار ملحا الخ فان ذلک کله انقلاب حقیقة الی حقیقة اخری فقط۔(۱)

شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے

(سوال ۴۱۱) کیا شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے؟

(جواب) بول صبی نجس است لقوله علیه السلام. استنزهوا عن البول(۲) الحدیث فقط۔

جس سرکہ میں چھپکلی مرگئی اس کا کھانا کیسا ہے.

(سوال ۴۱۲) ایک گھڑا سرکہ قریب دس سیر کے ہے اس میں چھپکلی گر کر مرگئی اس کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور کام میں لانا جیسے ضماد میں لانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) چھپکلی جس میں خون سائل نہیں ہے اس کے مرنے سے پانی و سرکہ وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر طبأ اس کا کھانا مضر سمجھا جاوے تو نہ کھاوے۔ مگر اس صورت میں ضماد درست ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ اگر بڑی قسم ہے جس میں خون بہنے والا ہے اس کے مرنے سے پانی وغیرہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ پس اگر شبہ ہے کہ خون ہے یا نہیں تو استعمال اس کا نہ کرے، شامی میں ہے و کالحیة البریة الوزغة لو کبیرة لهادم سائل ۔(۳) اگر باوجود پاک ہونے کے بسبب مضرت کے نہ کھاوے تو ضماد درست ہے۔ فقط۔

جس ہاتھ سے کتے کو چھوئے بغیر دھوئے اس سے کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے چمڑے کا ڈول جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۳) کتے کو ہاتھ سے پیار کر کے کھانا کھا سکتے ہیں، اور کیا عرب میں کتے کی کھال کے ڈول بناتے تھے۔ اور جہاں کتے کے بال گرتے ہیں وہاں رحمت کا فرشتہ آتا ہے یا نہیں؟

(جواب) کتے کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ جو فقہاء کتے کے نجس العین ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اگر بدن اس کا تر ہو تو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوجاوے گا اور اگر خشک ہے تو ناپاک نہ ہوگا۔ بہر حال احتراز اس فعل سے اولی ہے۔ اسی طرح کتے کی کھال کو دباغت دے کر ڈول بنانا بھی درست ہے اور جو نجس العین کہتے ہیں وہ جائز نہیں کہتے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے۔(۴) اور حدیث شریف میں ہے لا تد خل

---

(۱) رد المحتار باب الانجاس ج ا ص ۲۹۱ تحت قوله ویطهر زیت الخ ۱۲ ظفیر.
(۲) نصب الزایه ج ا ص ۱۲۸ ۔ ۱۲ ظفیر. (۳) رد المحتار باب المیاه ص ۱۷۱ ج ا ۔ ط.س. ج ا ص ۱۸۵ ۔ ۱۲ ظفیر.
(۴) واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الا مام وعلیه الفتویٰ الخ فیباع ویو جرو یضمن ویتخذ جلده مصلی ود لوا ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ا ص ۱۹۲ ۔ ط.س. ج ا ص ۲۰۸)ظفیر.

الملائكة بيتاً فيه كلب و لا تصاوير .(۱) یعنی جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔ اس میں بالوں کے گرنے کا ذکر نہیں ہے۔ فقط۔

جو رطوبت بہتی نہیں وہ ناقض وضو ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۱۴/۱) اگر کسی کے بدن میں زخم ہو اور اس سے رطوبت جاری نہ ہو تو ناقض وضو ہے یا نہ؟

نہ بہنے والی رطوبت سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۴۱۵/۲) اس رطوبت سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہ؟

مقدار درہم سے ناپاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۴۱۶/۳) اگر کپڑا نجس نہیں ہوا تو مقدار درہم سے ناپاک ہوگا یا نہ؟

زخم دبانے سے ریم نکلے تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں

(سوال ۱۴۱۷/۴) اگر زخم کے دبانے کی وجہ سے سیلان ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا یا نہ؟

(جواب)(۱) وہ رطوبت جب تک سائل نہ ہوگی ناقض وضو نہیں ہے۔(۲)

(۲) کپڑا اس سے ناپاک نہ ہوگا کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس سے وضو نہیں جاتا وہ نجس بھی نہیں ہے۔(۳)

(۳) جب کہ معلوم ہوا کہ وہ نجس نہیں ہے تو مقدار درہم ہو یا زیادہ اس سے کپڑا نجس نہ ہوگا۔ امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر پانی میں گرے تو پانی ناپاک ہو جاوے گا اور کپڑے کو لگے تو ناپاک نہ ہوگا۔ درمختار میں جوہرہ سے منقول ہے کہ بہنے والی چیزوں میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے اور کپڑے و بدن پر امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے۔ یعنی بدن و کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔ بخلاف مائعات مثل پانی وغیرہ کے کہ وہ ناپاک ہو جاوے گا۔ بناءً علیہ اگر وہ کپڑا پانی میں گر جاوے تو پانی ناپاک ہو جاوے گا۔(۴)

(۴) سیلان کسی وجہ سے بھی ہو خواہ خود بہنے سے یا دبانے سے ہر حال میں وضو نہ رہے گا۔(۵) فقط۔

---

(۱) مشكوة المصابيح باب التصاوير فصل اول ص ۳۸۵. ۱۲ ظفير.

(۲) وينقضه خروج كل خارج نجس منه اى من المتوضى الحى معتادا اولا ، من السبيلين اولا الى مايطهر الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارنواقض الوضوء ص ۱۲۴ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۳۴)ظفير. وكل ماليس بحدث اصلاً كفى قليل ودم لو ترك لم يسل ليس بنجس عند الثانى وهو الصحيح رفقا باصحاب القروح (الدر المختار على هامش ردالمحتارنواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۰ . ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰)ظفير. (۳) وكل ماليس بحدث اصلاً كفى قليل ودم لو ترك لم يسل ليس بنجس عند الثانى وهو الصحيح رفقا باصحاب القروح (الدر المختار على هامش ردالمحتارنواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۰ . ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰)ظفير. (۴) خلافا لمحمدو فى الجوهرة يفتى بقول محمدلو المصاب مائعا (درمختار) اى كالماء ونحوه اما الثياب والا بد ان فيفتى بقول ابى يوسف (رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۰ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰)ظفير. (۵) والمخرج بعصر والخارج بنفسه سيان فى حكم النقض على المختار كما فى البزازيه . الخ (در المختار على هامش ردالمحتارنواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۷ . ط.س. ج ۱ ص ۱۳۷)ظفير.

غسل کے بعد نجس کپڑا پہن لیا تو بدن پاک رہایا نہیں

(سوال ۴۱۸) ایک شخص کو احتلام ہوا، اس نے بعد غسل وہی کپڑا پہن لیا، اور مکان آ کر دوسرا لباس استعمال کیا، وہ پاک ہے یا ناپاک ہے؟

(جواب) اگر بدن خشک کر کے وہ لباس پہنا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر بدن تر ہے تو اس ناپاک لباس کو نہ پہنے کہ احتمال ہے بدن کے ناپاک ہونے کا۔ جو کچھ ہوا اس میں شبہ نہ کرے اور آئندہ کو احتیاط رکھے۔ (۱) فقط۔

کتے کا چمڑا بعد دباغت پاک ہے یا ناپاک اور اس پر نماز وقرآن پڑھنا کیسا ہے۔

(سوال ۴۱۹) زید نے جلد کلب کو دباغت دے کر جانماز بنالی ہے اور مسجد میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے اور قرآن اس پر رکھتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہ؟

(جواب) جلد کلب وغیرہ کے بارہ میں درمختار میں مذکور ہے واعلم ان الکلب لیس بنجس العین عند الا مام وعلیه الفتویٰ وان رجح بعضهم النجاسة کما بسطه ابن الشحنه فیباع ویوجرو یضمن ویتخذ جلده مصلی ودلواً الخ شامی میں ہے قوله وعلیه الفتویٰ وهو الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع وهو ظاهر المتون بحر مقتضی عموما الا دلة فتح ۔(۲) پس درمختار وشامی وبدائع وبحر وفتح القدیر سے ترجیح جواز کی معلوم ہوئی اگر کسی نے ایسا کیا تو محل اعتراض نہیں ہے اور احتیاطاً نہ کرنا دوسری بات ہے۔ جواز میں کلام نہیں فقط۔

اچار کے برتن میں چوہیا گر کر مرگئی تو پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۲۰) ایک برتن میں تیل کا اچار تھا اور تیل برتن کے اوپر منہ تک بھرا ہوا تھا۔ اس میں ایک چوہی گر کر مرگئی تو وہ اچار پاک ہے یا ناپاک، اگر تیل کو اوپر سے پھینک دیا جائے تو اچار کو کھا سکتے ہیں یا نہ؟

(جواب) وہ تیل اور اچار سب ناپاک ہوگیا۔ کام کا نہیں رہا۔ (۳) تیل اگر جلانے کے کام کا ہو تو گھر کے چراغ میں جلالیا جاوے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ولو لف فی مبتل بنحو بول ان ظهر نداوته او اثره تنجس والا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۴۷) ظفیر.

(۲) رد المحتار باب المیاه قبیل مطلب فی المسک الخ ص ۱۹۲ جلد اول ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ویحکم بنجا ستها مغلظة من وقت الوقوع ان اعلم الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارفصل فی البئر ج ۱ ص ۲۰۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.

(۴) بل یستصبح به فی غیر مسجد (درمختار وانما هذا فی الدهن المتنجس فقط (رد المحتار بعد مطلب فی حکم الو شم باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۱) ظفیر.

کافر پاک ہے یا ناپاک اور اس کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہو کھانا کیسا ہے

(سوال ۴۲۱) کافر نجس ہے یا طاہر ہے۔ اگر نجس ہے تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہوا پاک ہے یا ناپاک۔ اگر پاک ہے تو کس دلیل سے پاک ہے۔ اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی چیز کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) کافر باعتبار عقائد باطنیہ کے نجس ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **انما المشرکون نجس قال الشامی فالمراد بقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس النجاسة فی اعتقادهم الخ** .(۱) پس معلوم و محقق ہوا کہ نجاست کافر کی باعتبار اعتقاد کے ہے۔ نہ باعتبار ظاہر کے۔ تو اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہوا کھانا پاک ہے اور درست ہے۔(۲) آنحضرت ﷺ نے بھی کفار کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے فقط۔

پانی بہنے سے ازالۂ نجاست ہو جائے تو پاک ہے

(سوال ۴۲۲) فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس چیز پر تین بار پانی بہہ جائے وہ تین دفعہ دھونے یا رگڑنے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کلیہ بدن کو بھی شامل ہے کہ نجاست جس جگہ بدن پر لگی ہو تین بار پانی بہایا جاوے اور ہاتھ سے ملنا شرط نہ ہو؟

(جواب) اگر پانی بہانے سے ازالۂ نجاست ہو جائے تو بدن بھی پاک ہو جاتا ہے۔(۳) فقط۔

منی کا شبہ کپڑے پر ہو:

(سوال ۴۲۳) منی یا پیشاب کا شبہ کسی کپڑے پر ہے اور یہ متعین ہے کہ قدر درہم سے کم ہے تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) شبہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا،(۴) اور اگر درہم کی برابر نجاست نہیں ہے تو نماز ہو جاتی ہے، البتہ زیادہ درہم سے ہو تو دھونا ضروری ہے، درمختار میں ہے **وعفی الشارع عن قدر الدرهم الخ** ۔(۵) فقط۔

کبوتر کی بیٹ نجس ہے یا نہیں اور مسجد میں جو کبوتر ہوں انہیں بیچ کر قیمت مسجد میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۴۲۴) کبوتروں کا گو نجس ہے یا نہیں اور مسجد میں جو کبوتر رہتے ہیں ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار فصل فی البئر مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) فی التا تارخانیة من شک فی انائه الخ فهو طاهر و کذا (ای طاهر) ما یتخذه اهل الشرک او الجهلة من المسلمین کالسمن و الخنزیر الا طعمة و الثیاب (رد المحتار قبیل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر.

(۳) و کذا یطهر محل نجاسة الخ مرئیة بقلعها ای بزوال عینها و اثرها ولو بمرة او بما فوق ثلاث (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۲. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر

(۴) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار قبیل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰. ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر. (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶ اس کے آگے ہے وعفی الشارع عن قدر الدرهم وان کره تحرما فیجب غسله وما دونه تنزیها فیسن وفوقه مبطل فیفرض والعبرة لوقت الصلاة لا الا صابة علی الاکثر (ایضا ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر

(جواب) کبوتروں کی بیٹ پلید نہیں ہے،(۱) اور مسجد کے کبوتروں کو پکڑ کر فروخت کر کے مسجد میں اس قیمت کو صرف کرنا درست ہے۔

کتے کا لعاب ناپاک ہے اور بقیہ بدن پاک، یہ کیسے

(سوال ۴۲۵) بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے اور تمام پاک ہے، یہ کیونکر ہے؟

(جواب) کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے اس لئے سوائے اس کے لعاب دہن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتی بہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الامام وعليه الفتوىٰ الى ان قال ولا خلاف فى نجاسة لحمه وطهارة شعره وفى الشامى قوله ولا خلاف فى نجاسة لحمه ولذا اتفقوا على نجاسة سوره المتولد من لحمه الخ (۲) فقط۔

تمباکو پر کتا بیٹھ گیا تو وہ ناپاک تو نہیں ہوا

(سوال ۴۲۶) بنی ہوئی تماکو رکھی ہوئی تھی جس میں کچھ نمی باقی تھی، رات کو کتا آ کر بیٹھ گیا، صبح کو اس میں اس کی روئیں پائے گئے۔ اب اس تمباکو کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) تمباکو پاک ہے، استعمال اس کا جائز ہے۔ (۳) فقط۔

حالت جنابت کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۲۷) گرمی کے ایام میں اگر حالت جنابت میں پسینہ آ جاوے تو اس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں ہے اس پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

کپڑے پر ناپاکی لگ گئی اور پتہ نہیں چلتا تو کیا کرے

(سوال ۴۲۸) اگر سوتے ہوئے روئی کے کپڑے پر داغ ناپاکی کا لگ جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ لگا ہے تو اس

---

(۱) وذرق مايو كل لحمه من الطير طاهر عند نا مثل الحمام والعصا فير كذا فى السراج الو هاج (عالمگیری کشوری باب النجاسة ص ۴۵ ج ۱) ظفیر۔
(۲) رد المحتار قبيل فصل البئر ص ۱۹۲ جلد اول ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰. ۲۱۲ ظفیر۔
(۳) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين الخ ولاخلاف فى نجاسة لحمه وطهارة شعره (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۲ باب المياه. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸ ظفیر)
(۴) وحكم عرق كسور (درمختار) فسور آدمى مطلقا ولو جنبا او كافر ا لخ طاهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فى السور ج ۱ ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر۔

کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے سب کو دھونے سے روئی خراب ہوتی ہے۔
(جواب) ایسے کپڑے کا کوئی سا کونہ دھولیا جائے سب پاک سمجھا جائے گا۔(۱) فقط۔

المونیم کا برتن ناپاک ہوگیا تو وہ کیسے پاک کیا جائے

(سوال ۴۲۹) المونیم کے برتن اگر ناپاک ہوجاویں تو مانجھنے اور تین دفعہ دھونے سے پاک ہوسکتے ہیں یا کیا؟
(جواب) وہ ظروف مانجھنے اور دھونے سے پاک ہوجائیں گے۔(۲) فقط۔

منی کا داغ بعد دھونے کے پاک ہے

(سوال ۴۳۰) اگر منی کپڑے پر گر جاوے اور کپڑے کو دھوکر پاک کرلیا جاوے مگر داغ نہ جاوے تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر داغ اور دھبہ نہ جاوے کچھ حرج نہیں ہے کپڑا پاک ہے۔(۳) فقط۔

مٹی کا برتن ناپاک ہوجائے تو دھونے سے پاک ہوجائے گا

(سوال ۴۳۱) مٹی کا برتن اگر ناپاک ہوجائے تو دھونے سے پاک ہوسکتا ہے یا نہیں؟
(جواب) دھونے سے پاک ہوسکتا ہے، تین دفعہ اس کو دھویا جاوے۔(۴) فقط۔

شراب بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو دھونے سے پاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۳۲/۱) ایک شخص شراب کی بھری ہوئی بوتل لایا جوتر ہے، شراب میں اس شخص نے وہ ہاتھ جس میں بوتل لایا تھا دوسرے شخص کے کپڑوں کو لگا دیئے تو یہ کپڑے دھونے سے پاک ہوجائیں گے یا نہیں اور کپڑے مذکور سے جو کپڑا لگا وہ بھی ناپاک ہوگیا یا نہیں اور نماز اس سے صحیح ہے یا نہیں اور جس ہاتھ کو شراب کی تری لگ جاوے وہ دھونے سے پاک ہوجائیں گے یا نہیں؟

---

(۱) وغسل طرف ثوب او بدن اصابت نجاست محلا عنه ونسی لمحل مطهر له وان وقع الغسل بغیر تحری. هو المختار (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۱ ج ۱ وص ۳۰۲ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۷) ظفیر.
(۲) وکذا یطهر محل نجاسة مرئیة بقلعها ولا یضر بقاء اثر لازم وغیر ها بغلبة ظن غاسل لو مکلفا طهارة محلها مختصرا (الدر المختار) الا وانی ثلثة انواع خزف وخشب وحدید ونحو ها وتطهیر ها علی اربعة اوجه حرق نحت ومسح وغسل فان کان الاناء من خزف او حجر وکان جدید او دخلت النجاسة فی اجزائه یحرق وان کان عتیقا یغسل وان کان من خشب جدید ینحت من قدیم یغسل وان من حدید او صفر او رصاص او زجاج وکان صقیلا یمسح وان کان خشنا یغسل (الطحطاوی علی الدر باب الانجاس ج ۱ ص ۱۶۳) ظفیر.
(۳) ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لا زم فلا یکلف فی ازالة الی ماء حار او صابون ونحوه (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۳۰۴ باب الانجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۹) ظفیر.
(۴) وکذا ایطهر محل نجاسة مرئیة بقلعها الخ وغیرها بغلبة ظن غاسل الخ وقدر یغسل وعصر ثلاثا الخ (درمختار باب الانجاس. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸).

سور کھانے والے نے قلم منہ میں رکھ لیا اور پھر اسی کو مسلمان نے، تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۳۳/۲) جو کسان سور کھاتے ہیں ان کے لڑکوں نے جو قلم منہ میں لیا اور پھر اس قلم کو غلطی سے مسلمان نے منہ میں رکھ لیا تو منہ ناپاک ہوا یا نہ؟

(جواب)(۱) اگر تری شراب کی کپڑے کو یا ہاتھ کو لگ جاوے تو دھونے سے وہ پاک ہو جاتا ہے،(۱) اور جس کپڑے کو وہ کپڑا لگا، اور دوسرے کپڑے میں بھی تری آئی تو وہ ناپاک ہوا ورنہ نہیں (۲) اور دھونے سے پاک ہو جاوے گا اور دھونے کے بعد نماز صحیح ہے۔

(۲) اور جو قلم کسانوں کے لڑکے منہ میں رکھیں اگر کسی مسلمان نے اس قلم کو غلطی سے منہ میں رکھ لیا تو کچھ حرج نہیں ہے منہ ناپاک نہیں ہوا۔ (۳) فقط۔

لوٹا جس پر بارش کا ناپاک پانی بہہ کر گذرا، پاک رہا یا ناپاک ہو گیا

(سوال ۴۳۴) کورے لوٹے رکھے ہوئے تھے، ان سے ایک گز کے فاصلہ پر کتے نے پاخانہ کر دیا، اس پر بارش ہوئی، بارش کا پانی لوٹوں کے نیچے سے ہو کر گذرا، اب وہ لوٹے پاک ہیں یا ناپاک؟

(جواب) اس صورت میں لوٹے پاک ہیں، کیونکہ جاری پانی بارش کا پاک ہوتا ہے اس میں اگر نجس پانی بھی شامل ہو جاوے تو جاری پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (۴) فقط۔

آدمی کے بال کی جڑ ناپاک ہے یا پاک

(سوال ۴۳۵) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں تو ان بالوں کا سر ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) ناپاک ہوتا ہے۔ (۵) فقط۔

بدن کے کسی حصہ پر گانجہ یا بھنگ پڑ جائے تو کیسے پاک ہوگا

(سوال ۴۳۶) اگر کسی شخص کے بدن کے کسی حصہ پر بھنگ یا گانجہ پڑ جائے یا لگ جائے تو اس کے بدن کا اس قدر حصہ

---

(۱) وکذا یطهر محل نجاسة مرئیة بقلعها الخ وغیرها بغلبة ظن غاسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر

(۲) واذا لف الثوب المبلول النجس فی ثوب طاهر یابس فظهرت نداوته ای نداوة الثوب المبلول علی الطاهر ولکن لا یصیر رطبا بحیث یسیل منه شئی بالعصر بل کان بحیث لو عصر لا یسیل منه شئی لا یتقاطر اختلف المشائخ فیه والاصح انه لا یصیر النجاسة (غنیة المستملی فصل فی الأسار ص ۱۷۱) ظفیر.

(۳) فسور ادمی مطلقا ولو جنبا او کافرا الخ طاهر (ایضا مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵) ولعاب الانسان طاهر لتولده من لحم طاهر اذ حرمته لکرامته لا لنجاسة وقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس المراد انهم ذو نجاسة معنویة والشرک الخ اما لو تلوث فمه بنجاسة الخ (غنیة المستملی فصل فی الأسار ص ۱۶۴) ظفیر.

(۴) وفی بعض الفتاویٰ قال مشائخنا المطر مادام یمطر فله حکم الجریان حتی لو اصاب العذرات علی السطح ثم اصاب ثوبا لا یتنجس الا ان یتغیر (عالمگیری کشوری الباب الثالث فی المیاه ج ۱ ص ۱۵ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۷) ظفیر

(۵) وشعر الانسان غیر المنتوف الخ طاهر (درمختار) قوله غیر المنتوف اما المنتوف فنجس المراد رؤسه التی فیها الدسومة (ردالمحتار باب المیاه ص ۱۹۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۰۷) ظفیر.

کاٹ ڈالنے کے قابل ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) یہ بیان غلط ہے کہ اس بدن کے حصہ کو کاٹ ڈالنا چاہئے۔ بلکہ دھو دینا اس کو کافی ہے۔(۱) فقط۔

سوتی ناپاک کپڑا کیسے پاک کیا جائے گا

(سوال ۴۳۷) روئی کا کپڑا دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں جب کہ وہ ناپاک ہو جائے، اور اس کے دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور کوئی نیا طریق اس کے دھونے کا نہیں ہے لیکن اگر نجاست صرف اوپر کے استر پر ہے اور روئی تک نہیں پہنچی تو صرف اوپر کا استر دھو لینا کافی ہے اور اگر روئی تک پہنچی ہے تو روئی وغیرہ کا دھونا بھی ضروری ہے۔(۲) فقط۔

چمار نے جوتا بھگو کر سیا پاک رہا یا نہیں

(سوال ۴۳۸) ہندو چمار سے جوتا گٹھوایا۔ نہ معلوم طاہر پانی تھا یا نجس اور جوتا پاک تھا، تو اب جوتا دھویا جاوے یا پاک ہے؟

(جواب) وہ جوتا پاک ہی سمجھا جاوے گا، کیونکہ شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔(۳) فقط۔

ناپاک گھی اور تیل کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۴۳۹) تیل یا گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو شرعاً کوئی تدبیر ایسی بھی ہے کہ جس سے یہ نجس تیل یا گھی پاک کر لیا جائے اور اس کا استعمال اکلاً و شرباً وادہاناً درست ہو جائے۔ اگر بعد تطہیر اس کا استعمال غیر اکل و شرب ہی میں جائز ہو تو بحوالہ تحریر فرمایا جاوے اور یہ سوال ثمن مائع کے متعلق ہے جمے ہوئے کے متعلق نہیں ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویطھر لبن وعسل ودھن یغلی ثلثا.(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ دودھ اور شہد اور تیل تین دفعہ جوش دینے سے پاک ہو جاتا ہے، یعنی ہر ایک دفعہ اس قدر جوش دیا جاوے کہ پانی جل جائے اور یہی حکم جو تیل کا ہے گھی غیر جامد کا ہے، اور شامی میں ہے کہ تیل میں جوش دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر دفعہ پانی ڈال کر اس کو خوب ہلایا جاوے، پھر جب کچھ ٹھہرنے سے تیل اوپر آ جائے اس کو علیحدہ اٹھا لیا جائے۔

---

(۱) وکذا یطھر محل نجاسة مرئیة بقلعھا الخ وغیرھا بغلبة ظن غاسل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۳) ظفیر. تطھیر النجاسة واجب عن بدن المصلی وثوبه الخ ویجوز تطھیرھا بالماء الخ (ھدایه باب الانجاس ص ۶۹ ج ۱) ظفیر.
(۲) تطھیر النجاسة واجب عن بدن المصلی وثوبه الخ او یجوز تطھیر ھا بالماء الخ (ھدایه باب الانجاس ص ۶۹ ج ۱) ظفیر.
(۳) فلو علم نتنه بنجاسة لم یجز ولو شک فالا صل الطھارة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب تطھیر الانجاس مطلب فی تطھیر الدھن والعسل جلد اول ص ۳۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴. ۱۲ ظفیر.

اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے۔(۱)فقط۔

مرغی بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دے تو پاک رہا یا ناپاک ہوگیا

(سوال ۴۴۰/۱)مرغی نے بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

کوے یا مرغی نے دودھ یا پانی میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے

(سوال ۴۴۱/۲)کوے یا مرغی نے دودھ میں یا پانی کے پیالہ میں چونچ ڈال دی تو وہ دودھ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟

دوہتے وقت پیشاب دودھ میں پڑ جائے تو وہ ناپاک ہوگیا

(سوال ۴۴۲/۳)دودھ نکالتے وقت اسی جانور کا پیشاب دودھ میں گر گیا وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک۔

(جواب)(۱)پاک ہے۔(۲)

(۲)وہ دودھ اور پانی پاک ہے۔(۳)

(۳)وہ دودھ جس میں پیشاب گر گیا ناپاک ہے۔(۴)فقط۔

سور کنویں میں گرے اور زندہ نکال لیا جائے تو پانی ناپاک ہوا یا نہیں

(سوال ۴۴۳)ایک سور کنویں میں گر گیا لیکن اس کو زندہ نکال لیا اس کنویں کے پانی کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

(جواب) تین سوڈول اس چاہ سے نکال دینا کافی ہے(اس لئے کہ وہ پانی ناپاک ہوگیا تھا۔ظفیر)دوسو۲۰۰واجب ہیں اور تین ۳۰۰ سو مستحب ہیں۔پس بہتر ہے کہ تین ۳۰۰ سوڈول نکال دیئے جائیں پھر پانی اور ڈول ورسی وچاہ سب پاک ہوجاویں گے۔ وقیل یفتی بمأ تین الیٰ ثلثما ئة وھذا ایسر الخ در مختار وفی ردالمحتاروافاد فی النھر ان المأ تین واجبتان والمائة الثالثة مندو بة الخ .(۵)فقط۔

---

(۱)قال فی الدرولو تنجس العسل فتطھیرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود الی مکانه والدھن یصب علیه الماء فیغلی فیعلوا الدھن الماء فیرفع بشئی ھکذا ثلاث مرات اھ فقد صرح فی مجمع الزوائد وشرح القدوری انه یصب علیه مثله ماء ویحرک فتأ مل (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۹ .ط.س.ج ۱ ص ۳۳۴)ظفیر.

(۲ و ۳)وسور ھرة ود جاجة مخلاة الخ وسباع طیر لم یعلم ربھا طھارة منقارھا وسوا کن بیوت طاھر للضرورة مکروہ تنزیھا فی الا صح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارمطلب فی السور ص ۲۰۲ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۲۲۳)ظفیر.

(۴)وبول ماکول اللحم نجس نجاسة خفیفة وطھرہ محمد ولا یشرب بوله اصلا لا للتداوی ولا لغیرہ عند ابی حنیفة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب المیاہ ص ۱۹۳ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۲۱۰)ظفیر.

(۵) ردالمحتارفصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ .ط.س.ج ۱ ص ۲۱۵ مطلب یہ ہے کہ خنزیر(سور) کے کنویں میں گر جانے سے کنویں کا پانی ناپاک ہوجاتا ہے اس لئے کہ وہ نجس العین ہے خلا جلد خنزیر فلا یطھر (درمختار)لانه نجس العین بمعنی ان ذاته بجمیع اجزائه نجسة حیا و میتا (ردالمحتارباب المیاہ ج ۱ ص ۱۸۸ .ط.س.ج ۱ ص ۲۰۴)ظفیر.

چوہے کی مینگنی کا کیا حکم ہے

(سوال ۴۴۴) خرء الفاریعنی چوہے کی مینگنی کے بابت مفصل احکام کیا ہیں تیل یا گھی یا کسی شربت قوام شدہ یا سرکہ یا دودھ وغیرہ میں اگر پائی جاوے تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک ہوگی اور پھولنے اور ریزہ ریزہ ہوجانے سے نجاست میں کچھ اثر ہوگا یا نہ؟

(جواب) خرء الفارۃ چوہے کی مینگنی کے متعلق درمختار باب الانجاس میں ہے وسیجئی اخر الکتاب ان خرءها لا یفسد مالم یظهر اثره .(۱) یعنی چوہے کی مینگنی کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی جب تک کہ اس کا اثر ظاہر نہ ہو یعنی زیادہ نہ ہوں کہ ان کا اثر طعم ولون وغیرہ پر ظاہر وغالب ہوجائے۔ اور آخر کتاب مسائل شتی میں لکھا ہے ولا یفسد خرء الفارة الدهن والماء والحنطة للضرورة الا اذا ظهر طعمه او لو نه فی الدهن ونحو لفحشه وامکان التحرز حینئذ. خانیة .(۲)

پس جس قدر اشیاء آپ نے سوال میں درج فرمائی ہیں چوہے کی مینگنی سے سب پاک رہیں گی جب تک کثیر فاحش ہوکر ان کے رنگ یا مزہ کو نہ بدل دے اور ریزہ ریزہ ہونا یا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارہ میں برابر ہے۔ فقط۔

نجس گارے سے تیار کردہ اینٹیں صرف خشک ہونے سے پاک ہوں گی یا نہیں

(سوال ۴۴۵) جو اینٹیں نجس گارے سے تیار کی جائیں کیا وہ صرف ہونے سے بغیر آگ میں پختہ کئے ہوئے پاک ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ حدیث شریف میں جو حکم ذکاة الا رض یبسها وارد ہے وہ زمین اور جو شئی زمین کے حکم میں ہے فقہاء اس کے لئے لکھ رہے ہیں۔ پس جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوئی ہیں اور کسی جگہ پر مفروش بھی نہیں ہوئی بلکہ موضوع علی الارض ہیں، ان کی پاکی یا ناپاکی سے مطلع فرمایا جائے۔

(جواب) جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوں یا ان کو نجاست لگ جاوے تو ان کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ زمین میں مفروش یعنی بچھی ہوئی ہوں،(۳) تو خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہیں اور اگر ویسے ہی رکھی ہوئی ہوں کہ منقول ومحول ہوتی ہوں تو وہ خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی کما فی الدر المختار وحکم اجر ونحوه کلبن مفروش الخ کذالک ای کارض فیطهر بجفاف الخ قوله مفروش ای علی الارض مثله البلاط اما لو کان موضوعین ینقلان ویحو لان فانهما لا یطهران بالجفاف لانهما لیسا بارض (۴) طحطاوی فقط۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس جلد اول ص ۲۹۴ . ط.س. ج ا ص ۱۹ ۳۲۳ ۱ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مسائل شتی جلد خامس ص ۶۴۰ . ط.س. ج۶ ص ۷۳۲ ۱۲ ظفیر اس سے پہلے یہ عبارت ہے خبزو جد فی خلا لہ خرء فارة فان کان الخرء صلبا رمی به واکل الخبز (ایضا وفی القهستانی عن المحیط خرء الفارة لا یفسد الدهن والحنطة المطحونة مالم یتغیر طعمها قال ابو اللیث وبه نا خذ (ردالمحتار مسائل شتی ج ۵ ص ۶۳۰ . ط.س. ج۶ ص ۳۳۲)ظفیر. (۳) یعنی اس طرح کہ وہ زمین سے چپکی ہوئی ہیں . ۱۲.
(۴) طحطاوی علی الدر المختار باب الا نجاس ج ا ص ۱۵۸ ایسی رکھی ہوئی اینٹوں کے پاک ہونے کے لئے پکنا ضروری ہے والطین النجس اذا جعل منه الکوز والقدر اوغیرهما فطبخ یکون ذلک المعمول طاهر الا ضمحلال النجاسة بالنارو زوالها وهذا اذا لم یکن اثر النجاسة ظاهرا فیه بعد الطبخ (غنیة المستملی فصل فی الا سار ص ۱۸۶)ظفیر.

بول نبوی سے متعلق ایک واقعہ اوراس کے متعلق سوال

(سوال ۴۴۶) ایک مولوی صاحب نے وعظ میں ایک روایت بیان فرمائی کہ حضرت حفصہ بنت حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کا قارورہ پی لیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا بول وبراز پاک تھا کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب) یہ روایت احقر کی نظر سے کہیں نہیں گذری اور نہ اس کی صحت وضعف کا کچھ حال معلوم ہے، البتہ طہارت بول و براز آنحضرت ﷺ کی تصریح مواہب الدنیہ وغیرہ میں منقول ہے۔ کما فی ردالمحتار صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وسائر فضلا ته وبه قال ابو حنيفة كما نقله فى المواهب الدنية عن شرح البخارى للعينى الخ.(۱) فقط۔

کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۴۴۷) کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اور کسی قدر شوربہ پی لیا تو شوربے کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے اگر شوربے میں اور کسی قدر شوربہ یا پانی ملایا جاوے، اور شوربہ دیگ کے منہ پر سے بہہ جاوے تو دیگ میں جو شوربہ ہے وہ پاک ہو جاوے گا۔ یا نہیں؟

(جواب) یہ طریق جو سوال میں لکھا ہے کہ اس دیگ میں شوربا یا پانی اس قدر ملایا جاوے اور ڈالا جاوے کہ منہ کے اوپر کو بہہ جاوے تو یہ طریق بھی پاک کرنے کا فقہاء نے لکھا ہے، اور دوسرا طریق پاک کرنے کا یہ ہے کہ جس قدر وہ شوربا ہے، اسی قدر پانی اس میں ڈال کر پکایا جاوے کہ وہ زائد پانی جل جاوے، اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے تو وہ شوربا پاک ہو جاوے گا۔(۲) قال فى الشامى ومقتضاه انه على القول الصحيح تطهر الاوانى ايضًا بمجرد الجريان وايضاً فيه وقد مران حكم سائر المائعات كالماء فى الا صح .(۳) فقط۔

شہد کی بوتل میں چوہیا گرگئی تو وہ پاک ہوسکتا ہے، اوراس کا طریقہ

(سوال ۴۴۸) ایک شہد کی بوتل میں چوہی گر کر مرگئی، پھولی پھٹی نہیں، اب وہ شہد پاک ہوسکتا ہے یا نہ؟

(جواب) شہد پاک کرنے کا طریقہ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ بقدر اس شہد کے پانی ملا کر اس کو جلایا جاوے اس قدر کہ پانی جل جاوے تین بار اسی طرح پکایا جاوے شہد پاک ہو جاوے گا۔ ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن يغلى ثلاثا الخ درمختار (۴) فقط

نجاست غلیظہ کبھی خفیفہ بنتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۴۹) نجاست غلیظہ تھوڑی دھونے سے خفیفہ رہ جاتی ہے یا کسی حد تک کیوں نہ دھوئی جائے غلیظہ ہی رہے گی؟

---

(۱) ردالمحتارباب الا نجاس مطلب فى طهارة بوله صلى الله عليه وسلم جلد اول ص ۲۹۳. ۱۲ ظفير.
(۲) ويطهر لبن وعسل ودبس و دهن يغلى ثلاثا (درمختار) قال فى الدر رو لو تنجس العسل فتطهيره ان يصب فيه ماء بقدر فيغلى حتى يعود الى مكانه الخ هكذا ثلث مرات (ردالمحتار ص ۳۰۹ باب الانجاس)ظفير
(۳) ردالمحتارباب المياه تحت قوله وكذا البئر وحوض الحمام ج ۱ ص ۱۸۰. ۱۲ ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۹ جلد اول ۳۱۸. ۱۲ ظفير.

(جواب) نجاست غلیظہ جب تک بالکل اس کا ازالہ نہ کیا جاوے نجاست غلیظہ ہی رہتی ہے۔(۱) فقط۔

مقدار درہم کی تشریح

(سوال ۴۵۰) درہم کے عرض اور مقدار عفو کہ جس سے نماز ہو جاتی ہے ذرا تردد ہے آیا نجاست رقیقہ درہم سے کم اگر کپڑے کو یا بدن پر لگ جائے جس سے نماز ہو جاتی ہے وہ آج کل کے سکہ کے موافق کس قدر ہوتی ہے روپیہ کے برابر یا اٹھنی کے برابر یا چونی کے اور قعر کف، جو درہم کی مساحت فقہا تحریر فرما رہے ہیں آج کل کے سکوں میں سے تقریباً کس کے برابر ہوتی ہے۔ الغرض رقیق نجاست جس کے لگ جانے سے نماز ہو جاتی ہے آج کل کے سکوں میں سے تقریباً کس کے برابر سمجھیں۔

(جواب) قدر درہم نجاست غلیظہ معاف ہے، اور مقدار اس کی نجاست کثیفہ میں وزن مثقال یعنی ۴ ½ ماشہ ہے۔(۲) افاد فی البحران الدر هم هنا غیره فی باب الزکوٰۃ الخ شامی. (۳) اور نجاست رقیقہ میں بقدر مقعر کف ہے جو تقریباً ایک روپے کے دور کی برابر ہے، اور شامی میں منقول ہے کہ ملا مسکین نے اس کی یہ تشریح فرمائی ہے، کہ ہتھیلی پر پانی ڈالا جائے ہتھیلی کو کھول کر اور پھیلا کر جس مقدار میں پانی ٹھہر جاوے وہ مقدار مقعر کف ہے اور وہی مراد ہے، سو ظاہر ہے کہ وہ مقدار ایک روپے کے برابر ہوتی ہے، اس کو تجربہ بھی کر لیا جاوے قال ملا مسکین و طریق معرفته ان تغرف الماء بالید ثم تبسط فما بقی فهو مقدار الکف الخ ص ۲۱۱ باب الا نجاس شامی جلد اول (۴) فقط۔

کلوخ استعمال کیا ہوا پھر استعمال نہیں کیا جا سکتا

(سوال ۴۵۱) پیشاب میں جو کلوخ استنجاء کیا ہے اس کو دھوپ میں خشک کر کے پھر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) نہیں۔(استعمال نہیں کر سکتے)(۵)

گلقند کے ڈبہ میں چوہے مر گئے تو وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۴۵۲) ٹین کے ڈبہ میں گلقند تھا، جب فروخت ہوتے ہوتے پانچ ۵ چھ ۶ سیر پختہ رہ گئی، تو اس میں دو چوہے گر کر مر گئے، معلوم ہونے پر نکال کر پھینکے گئے، ایک چوہا زندہ تھا جو خود نکل کر بھاگ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی دن

---

(۱) وکذا یطهر نجاسة مرئیة بقلعها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الا نجاس ص ۳۰۳ جلد اول ط.س.ج ۱ ص ۳۲۸ ظفیر.

(۲) وعفی الشارع عن قدر درهم ومثقال عشرون قیر اطا فی نجس کثیف له جرم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ص ۲۹۱ و ص ۲۹۳ جلد اول .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۶......۳۱۸) ظفیر .

(۳) ردالمحتار باب الا نجاس تحت قوله وهو مثقال جلد اول ص ۱۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۸ . ۱۲ ظفی.

(۴) ردالمحتار باب الا نجاس جلد اول ص ۲۹۳ .ط.س.ج ۱ ص ۳۱۸ . ۱۲ ظفیر .

(۵) وتطهر ارض بخلاف نحو بساط بیبسها ای جفا فها ولو بریح الخ (درمختار) ای حصیر وثوب وبدن مما لیس ارضاولا متصلا بها اتصال قرار (ردالمحتار باب الانجاس ص ۱ ص ۲۸۶) ظفیر .

مرے تھے۔ اب اس گلقند کو اوپر سے اٹھا کر نیچے سے فروخت کیا جاوے یا نہیں؟ اگر تمام ناپاک ہوگئی ہو تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ گل قند پتلی تھی۔ چوہے ڈوب گئے تھے؟

(جواب) وہ گل قند ناپاک ہوگیا، پاک کرنے کا طریقہ ایسی اشیاء کا یہ لکھا ہے کہ اسی قدر پانی اس میں ڈال کر اتنا پکایا جاوے کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے۔ (۱) مگر اہل تجربہ نے لکھا ہے کہ اس طرح بار بار پکانے سے شہد تلخ ہوجاتا ہے، لیکن اگر گل قند میں شہد نہ ہو تو شاید ایسا نہ ہوتا ہو۔ فقط۔

ناپاک گھی کیسے پاک کیا جائے

(سوال ۴۵۳) گھی میں کتے نے منہ ڈال دیا۔ اس کے پاک ہونے کی کیا شکل ہے؟ کس طرح استعمال میں آسکتا ہے۔ اسی طرح اور کھانے کی چیزیں جیسے دودھ یا کھانڈ، یا گوندھا ہوا آٹا یا سوکھا کس طرح پاک ہوں؟

(جواب) جو اشیاء خشک ہیں۔ جیسے خشک آٹا وغیرہ یا تر منجمد ہیں۔ جیسی جما ہوا گھی، یا گوندھا ہوا آٹا وغیرہ۔ اگر ایسی چیزوں میں کتا منہ ڈال دے تو جہاں جہاں اس کے منہ کی تری پہنچی ہے اس کو علیٰحدہ کردینا چاہئے باقی پاک ہے۔ (۲) اور جو اشیاء رقیق ہیں جیسے دودھ تیل یا غیر منجمد گھی وغیرہ اگر ناپاک ہوجاوے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کے ہم وزن پانی اس میں ملا کر پکایا جاوے یہاں تک کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کیا جائے کذا فی الدر المختار۔ (۳) فقط۔

کتے کا بال پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۵۴) کتے کا سوکھا یا بھیگا ہوا بال پاک ہے یا نہ؟

(جواب) پاک ہے۔ کما فی الدر المختار ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره الخ. (۴) فقط ص ۱۵۲ ج ۱۔

جس برتن کو خاکروب چھوئے وہ ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۴۵۵) ایک ہندو کسی جگہ سے پانی بھرتا ہے اور جس چیز میں وہ پانی بھرتا ہے اس کو کبھی کبھی خاکروب بھی چھوتے ہیں، اگر وہ پانی کسی چیز میں کھولا لیا جاوے تو پاک ہوسکتا ہے یا نہ؟

(جواب) جب تک اس برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اس وقت تک پانی کو پاک سمجھنا چاہئے وہ پانی پاک ہے اور شبہ سے

---

(۱) ویطهر لبن وعسل و دلبس ودهن بغلی ثلاثا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۸ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴) ظفیر. (۲) و بعض تقور (درمختار) ای تقویر نحو سمن جامد من جوانب النجاسة (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۵) الفارة لو ماتت فی السمن ان کان جامد اقور ماحوله ورمی به والباقی طاهر یوکل وان مائعالم یوکل وینتفع به من غیرجهة الاکل مثل الا ستصباح ودبغ الجلد هکذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری باب فی النجاسة فصل اول ص ۴۲ ج ۱. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۴۵) ظفیر. (۳) ویطهر لبن وعسل ودبس و دهن بغلی ثلاثا (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۸. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المیاه ص ۱۹۲ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸. ۱۲ ظفیر.

پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔(۱)

جس کپڑے پر خون یا شراب گر جائے اس کی پاکی

(سوال ۴۵۶) اگر کسی کپڑے پر خون خنزیر کا یا شراب گر جائے تو وہ کس طرح پاک کیا جائے؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا جیسا کہ پیشاب پاخانہ کو دھویا جاتا ہے اور پاک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شراب اور دم خنزیر سے دھویا اور پاک کیا جاوے گا۔(۲) فقط۔

حلال جانور کے خون کا تیل . اور اس کا حکم

(سوال ۴۵۷) خون ذبح حلال جانور کا تیل نکالا جائے تو وہ پاک ہے یا نہیں، اور مذبوحہ اور مردار جانور کے خون میں کیا فرق ہے؟

(جواب) خون بہنے والا حلال جانور کا بھی ناپاک ہے، اور اس سے جو تیل نکالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہوگا۔(۳) فقط۔

ٹنکچر کا حکم

(سوال ۴۵۸) انگریزی ادویہ موسومہ بہ ٹنکچر شرعاً ان کا استعمال کرنا بطور دوا کے یا خرید وفروخت ان کی جائز ہے یا نہیں۔ ان ادویہ میں الکحل یعنی روح شراب ملایا جاتا ہے۔ الکحل ملانے سے غرض اس کی تحلیل یا حفاظت ہے، صرف دواء کے طور پر الکحل اس میں نہیں ملایا جاتا نہ کسی اور غرض سے، اس کا کثیر مسکر نہیں ہے شراب اگر سرکہ بن جائے تو شرعاً جائز ہے یا کیا؟

(جواب) جس دواء میں شراب مذکور ملائی جائے وہ دوا حرام ہے استعمال اس کا ناجائز ہے، **كذا صرح به الفقهاء.**(۴) اور دوا کی حفاظت کی غرض سے ملانا اس کو پاک اور حلال نہیں بناتا۔ اسی طرح اس دواء کے کثیر کا مسکر نہ ہونا سبب حلت و طہارت نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ جو وارد ہے۔ **ما اسکر کثیرة فقليله حرام** .(۵) یہ خاص اس شراب کے بارہ میں حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس شراب کا کثیر مسکر ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے۔ پس ایک قطرہ شراب کا بھی حرام اور نجس اور جس

---

(۱) وقد مرا نهم لم يعتبرو ا احتمال النجاسة الخ (ردالمحتارفصل في البئر ص ۱۹۷ ج ۱ .ط.س.ج ۱ ص ۲۱۴) ويكره الاكل والشرب في اواني المشركين قبل الغسل و مع هذا لواكل او شرب فيها قبل الغسل جاز (عالمگيرى كتاب الكراهية باب رابع عشر ص ۳۵۸ ج۵ .ط. ماجديه ج۵ ص ۳۴۷) ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة مرئية بعد جفاف كدم بقلعها اى بزوال عينها واثرها ولو بمرة او بما فوق ثلاث في الا صح الخ ويطهر محل غيرها اى غير مر ئية بغلبة ظن غاسل لومكلفا والا فمستعمل طهارة محلها بلا عدد به يفتى وقدر ذلك لموسوس بغسل وعصر ثلاثا او سبعا فيما ينعصر الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۲ وج ۱ ص ۳۰۶ .ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفير. (۳) ودم مسفوح من سائر الحيوانات الادم شهيد ما دام عليه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۴ .ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹) ظفير. (۴) اختلف في التداوى بالمحرم وظاهر المذهب المنع (الدر المختار على هامش ردالمحتارقبيل فصل في البئر ج ۱ ص ۱۹۴ .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰) ظفير.

(۵) مشكوة باب بيان الخمر و وعيد شاربها ص ۳۱۷ فصل ثاني ۱۲ ظفير.

دواء میں یہ ملایا جاوے گا وہ بھی حرام اور نجس ہے،(۱) اور شراب کا سرکہ بن جانے میں انقلاب عین ہوجاتا ہے اس لئے وہ جائز ہے اور شراب کو دوا میں ملانے سے انقلاب حقیقت نہیں ہوتا۔ شامی میں ہے فصار ملحاً الخ فان ذلک کلہ انقلاب حقیقۃ الی حقیقۃ اخری لا مجرد انقلاب وصف الخ۔ (۲) ص ۲۱۰ شامی جلد اول۔ فقط۔

نصاری جس برتن میں خنزیر کا گوشت کھائیں وہ دھونے سے پاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۴۵۹) جس برتن میں نصاری خنزیر کا گوشت کھالیں تو وہ برتن دھونے سے پاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔(۳) فقط۔

جانور کے پتہ کا استعمال بطور مالش درست ہے یا نہیں

(سوال ۴۶۰) پتہ حلال جانور کا اگر کسی دواء میں ڈالا جاوے اور وہ دواء کھانے میں استعمال نہ کی جائے بلکہ بدن کے ملنے کی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بدن ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے مرارۃ کل حیوان کبولہ الخ۔ (۴) پس جیسا کہ بول ماکول اللحم کا نجس ہے پتہ بھی نجس ہے اور تداوی بضرورت جائز ہے۔ پس نماز کے وقت اس جگہ کو دھولیا جاوے۔ فقط۔

دھوبیوں کے جن کپڑوں پر چھینٹیں پڑتی رہتی ہیں کیا وہ انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۴۶۱) طہارت گاذران کا نماز کے واسطے کیا طریقہ ہو، ظاہر ہے کہ چھینٹ ان کے جسم پر پڑتی ہے قطعی ناپاک اور بکثرت اور جب ہوا تیز ہوتی ہے تو کپڑوں کا پانی ان کے جسم پر ایک مقدار معتد بہ پڑتا ہے، آیا وہ اسی حیثیت سے نماز پڑھیں یا ہر نماز کے وقت جسم کو اور جو کپڑا اپنے ہوئے ہوں اس کو پاک کیا کریں؟

(جواب) جواب مسئلہ کا یہ ہے کہ عموم بلوئی کی وجہ سے دھوبیوں کے بدن اور کپڑوں پر جو چھینٹیں اثواب مغسولہ کی پڑوں پر مارنے کے وجہ سے پڑتی ہیں وہ معاف ہیں چنانچہ شامی میں ہے وفی الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالۃ المیت مما لا یمکنہ الا متناع عنہ مادام فی علاجہ لا ینجسہ لعموم البلویٰ الخ۔(۵) اور دھوبیوں کے کپڑوں کی طہارت کی دوسری وجہ بھی ہوسکتی ہے وہ یہ کہ اثواب مغسولہ کی پاکی ناپاکی خود مشکوک ومشتبہ وغیر متعین ہے اور حسب قاعدہ الیقین لا یزول بالشک۔(۶) شک سے نجاست کا حکم نہیں ہوتا۔ فقط۔

---

(۱) وبہ یعلم ان ما یستقطر من وردی الخمرو ہو المسمی بالعرقی فی ولا یۃ الروم نجس حرام کسائر اصناف الخمر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الا نجاس ص ج ۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) والنجاسۃ ضربان مرئیۃ وغیر مر ئیۃ فما کان منہا مرئیا فطہا رتہا بزوال عینہا لان النجاسۃ حلت المحل باعتبار العین فتزول بزوالہ الخ وما لیس بمر ئی فطہارتہ ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل انہ قد طہر (ہدایہ باب تطہیر الانجاس ص ۷۴ ج ۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ص ۳۲۳ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۳۴۹ ۱۲ ظفیر. (۵) ردالمحتار باب الا نجاس جلد اول ص ۳۰۰. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۵ مطلب العرقی الذی یستقطر الخ ۱۲ ظفیر. (۶) الاشباہ والنظائر القاعدۃ الثالثۃ ص ۷۵. ۱۲ ظفیر.

جس راب میں کتے نے منہ ڈال دیا کس طرح پاک ہوگی

(سوال ۴۶۲) راب میں کتے نے منہ ڈال کر کھایا وہ کس طرح پاک ہوسکتی ہے؟

(جواب) اس کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس راب کے برابر اس میں پانی ملا کر اس کو یعنی پانی کو جلا دیا جائے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے وہ راب پاک ہو جاوے گی کذا فی الدر المختار والشامی۔(۱) فقط۔

خنزیر کے بدن سے کپڑا چھو جائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۶۳) عوام میں مشہور ہے کہ جس کے کپڑے کے پلہ پر ایک طرف خنزیر لگ جاوے یا ایک پیر کو لگ جائے تو کپڑا کل اور تمام بدن دھونا چاہئے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ غلط مشہور ہے، خنزیر کا بدن اگر خشک ہے اور انسان کے کپڑے یا بدن سے مس کرے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا دھونے اور نہانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بدن خنزیر کا تر ہو اور کسی چیز کو لگ جاوے تو صرف اسی جگہ کو دھونا کافی ہے۔(۲) فقط

بچہ شیر خوار کا پیشاب ناپاک ہے

(سوال ۴۶۴) ولادت کے بعد جب تک بچہ کچھ دنوں کا نہ ہو جائے، بچہ کے پیشاب سے بچنا بے حد دشوار ہے، اگر عورت دوسرا کپڑا ابھی نماز کے لئے رکھے، لیکن بدن میں ہر وقت پیشاب لگے گا، ایسے وقت میں کیا کرے۔ عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کا پیشاب پاک ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) پیشاب بچہ کا پاک نہیں ہے، بلکہ مانند بڑے آدمیوں کے پیشاب کے نجاست غلیظہ ہے، اس سے بچنا اور بصورت بدن اور کپڑے پر پیشاب قدر درہم سے زیادہ لگنے کے دھونا ضروری ہے۔(۳) فقط۔

نجاست میں بھیگا ہوا حصہ خشک ہو کر پسینہ سے تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۶۵) مقاربت کرنے اور عضو سوکھ جانے کے بعد پاک کپڑا پہن لینا، اس کے بعد پسینہ آیا اور کپڑے کو لگا، کپڑا نجس ہوا کہ نہیں؟ کپڑا یا ظروف گلی میں نجاست لگ گئی یا تر ہوا پھر سوکھ گیا کہ اثر باقی نہ رہا یہ چیزیں بغیر دھوئے سوکھنے کے بعد پاک ہیں یا ناپاک؟

---

(۱) ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلی ثلاثا (درمختار) ولو تنجس العسل فتطهیره ان یصب فیه ما ء بقدر ه فیغلی حتی یعود الی مكانه والدهن یصب علیه الماء فیغلی فیعلوا الدهن الماء فیر فع بشئی هكذا ثلاث مرات ا ه (ردالمحتارباب الانجاس ص ۳۰۸ ج ا. ط.س. ج ا ص ۳۳۴) ظفیر.

(۲) اما النجاسة الغلیظة الخ كا لعذر ة الخ ولحم الخنزیر وسائر اجزائه هذه الا شیاء نجاستها معلومة فی الدین بالضرورة لا خلاف فیها الاشعر الخنزیر لما ابیح الا نتفاع للخرز ضرورة قال محمد رحمة الله علیه لو وقع فی الماء لا ینجسه (غنیة المستملی ص ۱۴۴)ظفیر.

(۳) قدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر الخ جازت الصلوٰة معه وان زاد لم تجز (هدایه)قوله والبول ولو من صغیر لم یاكل ملتقی الا بحر (حاشیه هدایه باب الا نجاس ج ا ص ۷۱)ظفیر.

(جواب) اس صورت میں کپڑا نجس نہ ہوگا۔(۱) اور ظروف گلی اگر نجس ہوگئے تو وہ دھونے سے پاک ہوں گے۔ صرف خشک ہونے سے پاک نہ ہوں گے۔(۲) فقط۔

دھوبی سے کپڑا دھلوایا پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۴۶۶) جو دھوبی طہارت نہیں جانتے ان سے کپڑا دھلوانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہوجاتا ہے۔ فقط۔

کشتی میں پاخانہ ملا ہوا پانی آجائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۶۷) بعض جگہ چھوٹی کشتی میں بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے ہیں۔ اور جو تھوڑا پانی کشتی میں ہمیشہ رہتا ہے اس میں پیشاب پاخانہ مل جاتا ہے وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور جو لوگ اس پانی کو سینچکر ہاتھ نہیں دھوتے ان کے برتن پاک ہیں یا نہ؟

(جواب) اگر کشتی میں پانی دریا سے آتا اور جاتا رہتا ہے تو کشتی کا پانی بھی پاک ہے اس میں وہم نہ کرنا چاہئے۔(۳) اور اگر بالفرض پانی کشتی کا ناپاک ہو تو تب بھی ان کے برتنوں کو بدون اس کے کہ ان کے برتنوں میں نجاست کا لگنا محقق نہ ہو نا پاک نہ سمجھنا چاہئے اور کھانا پینا ان میں درست ہے۔(۴) فقط۔

ہاتھ شراب میں ڈبودیا تو ناخن کاٹ کر ہاتھ پاک کیا جائے گا

(سوال ۴۶۸) اگر ہاتھ شراب میں ڈبودیا تو ناخن کاٹ کر ہاتھ پاک کرنا ضروری ہے یا نہ؟

(جواب) اگر ہاتھ کو پاک کرلیا تھا اور دھولیا تھا تو ناخن کتر کر دوبارہ ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

جس گڑ میں چوہا گر کر مر گیا وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۶۹) ایک برتن دو تین من قند سیاہ سے کہ جو بہت ہی نرم ہے بھرا ہوا ہے، اس برتن میں سے قند سیاہ تقسیم کرتے ہوئے ایک موش گلا ہوا نکلا جو گر کر مر گیا ہے، آیا وہ گڑ پاک ہے یا ناپاک۔ اگر ناپاک ہے تو جو گڑ چوہا نکلنے سے پہلے تقسیم کیا گیا اس کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) نام فعرق او مشتی علی نجاسة ان ظهر عينها تنجس و الا لا (درمختار) قوله ان ظهر عينها المراد بالعين مايشمل الا ثر لانه دليل على وجودها الخ (ردالمحتارباب الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۴۶) ظفير.

(۲) والنجاسة ضربان مرئية وغير مرئية فما كان منها مرئيا فطهارتها بزوال عينها الخ وما ليس بمرئى فطهارته ان يغسل حتى يغلب على ظن الغاسل انه قد طهر الخ (هدايه باب الا نجاس ج ۱ ص ۷۴) ظفير.

(۳) ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۷) ظفير. (۴) قال الفقهاء ان اليقين لا يزول بالشك (هدايه) ۱۲ ظفير.

(۵) فان كانت مرئية فطهارتها زوال عينها الخ وان لم تكن النجاسة مرئية الخ يغسلها حتى يغلب على ظنه انه قد طهر (غنية المستملى ص ۱۸۰) ظفير.

(جواب) قندسیاہ میں جو چوہا مراہوا نکلا تو اس قندسیاہ میں سے اسی قدر ناپاک ہوا جو متصل اس چوہے کے ہے، کیونکہ جمے ہوئے گھی وغیرہ کا یہی حکم ہے اور قندسیاہ اگرچہ نرم ہو لیکن وہ بہنے والی اور رقیق چیز کے حکم میں داخل نہ ہوگا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گھی باوجود جمنے کے نرم پھر بھی رہتا ہے۔ پس اس قندسیاہ میں سے جو گرداگرد چوہے کے ہے اس مقدار کو علیحدہ کردیا جاوے وہ ناپاک ہے باقی پاک ہے چنانچہ شامی میں منجملہ مطہرات کے تقویر (فی القاموس قار الشئی قطعه من وسطه قطعا مستديراً كقوره الخ) سمن جامد کو شمار کیا ہے۔ قوله تقور۔ اى تقوير نحو سمن جامد من جوانب النجاسة الخ وخرج بالجامد المائع وهو ما ينضم بعضه الى بعض فانه ينجس كله الخ۔(۱) دوسری جگہ ہے۔ وتقور نحو سمن جامد بان لا يستوى من ساعة الخ۔(۲) ص ۲۰۹ و ۲۱۰ عبارت بان لا يستوى من ساعة سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ درمیان میں سے کچھ حصہ نکالنے سے باقی ہر طرف سے فوراً مل جاوے، اور جب کہ چوہے کے قریب کے سواء تمام قندسیاہ پاک ہے، تو جو مقدار کسی جانب سے کسی کو دی گئی وہ بھی پاک ہے ۔فقط۔

جس برتن میں بچہ ناپاک ہاتھ ڈال دے اس برتن میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۷) اگر مشاہدہ ہو کہ بچہ نے پیشاب سے مختلط ہاتھ برتن میں ڈالا، لیکن گھر والی نے سستی سے برتن پاک نہیں کیا، اسی میں کھانا دیا، یا ناپاک ہاتھ سے کھانا پکا کردیا تو وہ کھانا یا اس برتن میں پانی پینا جائز ہے عموم بلوئی کی وجہ سے یا نہیں؟

(جواب) جو کھانا اس برتن میں کھایا گیا یا پانی پیا گیا غفلت یا لاعلمی سے وہ معاف ہے، لیکن آئندہ کو اس برتن کو پاک کرنا چاہئے یہ نہیں کہ باوجود مشاہدہ کے عموم بلوئی کی وجہ سے ناپاک برتن وغیرہ کو پاک نہ کیا جاوے۔(۳) فقط۔

شرم گاہ سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۸) بوقت ہم بستری جو رطوبت عورت کے جسم مخصوص سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ۔ نیز جس کپڑے کو وہ رطوبت لگ جاوے بدون دھوئے اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

(جواب) رطوبت جو جسم مخصوص عورت سے بوقت ہم بستری نکلے وہ نجس غلیظہ ہے۔ جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱۔ط۔س۔ج ۱ ص ۳۱۶ ۱۲ ظفیر۔(۲) ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۰۔ط۔س۔ج ۱ ص ۳۱۶ ۱۲ ظفیر۔(۳) لوادخل الصبى يده فى الا ناء ان علم انها طاهرة بان كان معه من يراقبه جاز التوضى بذلك الماء وان علم ان فيها نجاسة لم يجز (غنية المستملى ص ۱۰۱) ظفير۔(۴) وفى المجتبى اولج فنزع فانزل لم يطهر الابغسله لتلوثه بالنجس انتهى اى برطوبة الفرج فيكون مفرعا على قولهما بنجاستها (درمختار) قوله برطوبة الفرج اى الداخل بدليل قوله اولج واما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً اه وفى منهاج الا مام النووى رطوبة الفرج ليست بنجسة فى الا صح قال ابن حجر فى شرحه وهى ماء ابيض متردد بين المذى والعرق يخرج من باطن الفرج الذى لا يجب غسله بخلاف ما يخرج مما يجب غسله فانه طاهر قطعا و من وراء باطن الفرج فانه نجس قطعا لكل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد او قبيله (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۸۔ط۔س۔ج ۱ ص ۳۱۲) ظفير۔

نور باف کے یہاں کا کپڑا ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے وہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۲) نور باف کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں جو کپڑا بنایا جاتا ہے وہ ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے، وہ کپڑا بعد خریدنے کے پاک ہے یا ناپاک اور اس سے نماز درست ہے یا نہ؟

(جواب) اگر خاص کسی کپڑے معین میں یہ علم ہو جاوے کہ اس میں نجاست لگی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ناپاک ہے، اس کو پاک کرنا اور دھونا چاہئے، لیکن عام کپڑے جو ویسے فروخت ہوتے ہیں ان سب پر حکم نجس ہونے کا نہ کیا جاوے گا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی خاص کپڑے کی تعیین ہونا کہ اس میں ضرور نجاست لگی ہے دشوار ہے، اور شک سے حکم نجاست کا نہیں ہو سکتا، لہذا ان کپڑوں کو پاک ہی سمجھا جاوے گا۔ لیس علیکم فی الدین من حرج. (۱) اور حدیث میں ان الدین یسر (۲) اور فقہاء نے تصریح فرمائی ہے الیقین لا یزول بالشک (۳) فقط۔

گرے ہوئے پتے اور دریا کے کنارے کی کیچڑ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۴۷۳) زمین پر پتے وغیرہ پڑے رہتے ہیں اور لوگ نجس پا چلتے ہیں، پس وہ پتے وغیرہ یا دریا کے کنارہ کا کیچڑ پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ کیچڑ وغیرہ پاک ہے۔ جب تک اس میں نجاست کا ہونا معلوم نہ ہو۔ (۴) فقط۔

نجس بدن پر پسینہ آئے تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۷۴) نجس بدن کو اگر خشک ہونے کے بعد پسینہ آیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) اس کو فقہاء نے پاک لکھا ہے۔ (۵) فقط۔

ناپاک پانی میں دھو کر ایک مرتبہ پاک پانی سے دھوئے تو پاک ہو گیا یا نہیں

(سوال ۴۷۵/۱) ناپاک پانی سے کپڑا دھو کر ایک مرتبہ تالاب میں ڈبو کر نچوڑنے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

پہلے ناپاک پانی سے دھویا پھر تالاب میں ڈبویا تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۷۵/۲) نجس بدن ناپاک پانی سے مل کر دریا یا تالاب میں غوطہ لگانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) سورۃ الحج ۔ ع ۱۰ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) بخاری باب الدین یسر ج ۔ ص ۱۰ ۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) الا شباہ النظائر مع شرح حموی القاعدۃ الثالثۃ ص ۷۵ ۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) الیقین لا یزول بالشک (الا شباہ والنظائر القاعدۃ الثالثۃ ص ۷۵) وطین شارع و نجار نجس وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسالۃ لا تظہر مواقع قطرھا عفو (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۹ ۔ ط ۔ س ۔ ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر۔ (۵) وحکم عرق کسور (درمختار) ای العرق من کل حیوان حکمہ کسورہ لتولد کل منہما من اللحم (ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۲۱۰ ۔ ط ۔ س ۔ ج ۱ ص ۲۲۸) فسور ادمی مطلقا ولو جنبا او کافر او امرأۃ الخ طاہر (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵ ۔ ط ۔ س ۔ ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر۔

جس کپڑے میں پیشاب لگا ہوا سے تالاب میں رکھ کر ہلا دیا تو پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۷۶ ۴/۳) پیشاب وغیرہ سے تر رہتے وقت تالاب میں ہلانے سے کپڑا بدن پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) اگر دریا کا پانی اس پر خوب بہہ جاوے اور پھر نچوڑا جاوے تو پاک ہو جاتا ہے۔(۱) فقط

(۲) ایک بار دریا میں غوطہ کھانے سے بدن پاک ہو جاتا ہے۔(۲) فقط۔

(۳) نچوڑنے سے پاک ہو جاوے گا۔(۳) فقط۔

گوبر لگا ہوا ہاتھ گھڑے میں ڈالنے کا رواج ہو، تو اس گھڑے میں دوسرا پانی لائے تو اس سے وضو جائز ہوگا یا نہیں

(سوال ۷۷ ۴/۱) ایک عورت نے گوبر سے لیپ کر ناپاک ہاتھ ٹھلیا میں ڈال کر دھوئے، پھر اسی ہاتھ سے کھانا پکایا، اگر چہ مشاہدہ نہیں مگر قرائن قویہ سے معلوم ہے کہ دیگر عورات سب ایسا ہی کرتی ہیں، پس وہ کھانا کھانا اور اس ٹھلیا کا پانی یا انہیں کے لائے ہوئے پانی سے وضو درست ہے یا نہیں؟

اگر تالاب نزدیک ہو تو کیا تالاب ہی سے وضو کرنا چاہئے

(سوال ۷۸ ۴/۲) اگر تالاب پاس ہو تو اس صورت میں ہر وقت تالاب پر جا کر وضو کرنا چاہئے یا نہ؟

(جواب) (۱) جب کہ مشاہدہ نہیں ہے تو یہ سب امور درست ہیں۔(۴) فقط۔

(۲) خواہ تالاب میں کرے یا گھڑے کے پانی سے سب درست ہے۔(۵) فقط۔

پاخانہ کر کے برتن چھونے سے برتن ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۷۹ ۴) ایک شخص نے پاخانہ کر کے استنجاء کیا، گھڑے سے پانی لے کر پاک کیا۔ آیا جو برتن قبل استنجاء پاک کرنے کے چھوا گیا وہ پاک ہے یا نجس ہو گیا۔

---

(۱) ویطهر محل غير ها اى غير مرئية بغلبة ظن غاسل لو مكلفا والا فمستعل طهارة محلها بلا عدد به يفتى الخ اما لو غسل فى غدير او صب عليه ماء كثير او جرى عليه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار (در مختار) ولو غمس الثوب فى نهر جار مرة وعصر يطهر (ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۵ وص ۳۰۸ .ط.س. ج ا ص ۳۳۱ ..... ۳۳۳)ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجا سة الخ مر ئية الخ بقلعها اى بزوال عينها واثر ولو بمرة (درمختار) يعنى ان زال عين النجاسة بمرة واحدة سواء كانت تلك الغسلة الواحدة فى ماء جار او ر اكد كثير (ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۳ ج ا)ظفير.

(۳) اصاب البول ثوبه فغمسه مرة واحدة فى نهر جارو عصره يطهر و هذا قول ابى يوسف ايضا فى غير ظاهر الراوية (غنية المستملى ص ۱۸۲).

(۴) اليقين لايزول بالشک (الا شباه و النظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ولو شک فى نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (درمختار) فى التا تار خانيه من شک فى انا ئه او ثوبه او بد نه اصابته نجاسة او لا، فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرک اوالجهلة من المسلمين كا لسمن والخبز والا طعمة والثياب (ردالمحتارقبيل ابحاث الغسل ج ا ص ۱۴۰ .ط.س. ج ا ص ۱۵۱) ہاں جب یقین ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور اس کا پاک ہونا ضروری ہو گا وروث وخثى افاد بهما نجاسة خرء كل حيوان غير الطيور وقالا مخففة وفى الشرنبلا نية قولهما اظهر (درمختار) ظفير.

(۵) وتجوز الطهارة الحكمية بماء مطلق وهو مايسمى فى العرف ماء من غيراحتياج تقيد فى تعريف ذاته الخ طاهر (غنية المستملى ص ۸۶)ظفير.

(جواب) پاک ہے۔فقط۔

محتلم وجنبی کا ہاتھ پاک ہے اور جس برتن کو وہ چھوئے وہ بھی پاک ہے

(سوال ۴۸۰) جنبی یا محتلم قبل غسل کرنے کے جو برتن چھوئے وہ پاک ہے یا نجس ہو گیا، ہاتھ دونوں کا پاک ہے یا نہ؟

(جواب) پاک ہے(۱) (اگر ہاتھ میں گندگی لگی ہو جیسے منی وغیرہ تو ناپاک ہوگا۔ظفیر)

بارش میں جوتوں کی مٹی فرش مسجد پر بہہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۸۱) روز جمعہ کے دن جس وقت جامع مسجد میں جماعت کھڑی ہوئی تو بارش ہونے لگی۔لوگوں نے جوتے فرش مسجد پر رکھے تھے، مسجد کے فرش پر جوتوں کا پانی بہا۔جب بارش بند ہوئی تو لوگ چلے گئے، پھر شام تک بارش نہیں ہوئی۔اگر پانی بہہ جاتا تا تو فرش پاک ہو جاتا تا اس درمیان میں لوگوں نے عصر ومغرب کے نماز اسی مسجد میں پڑھی، اور فرش تر تھا وضو کر کے اس فرش تر پر پیر رکھے اور پھر مسجد کی صفوں و بوریوں پر پیر رکھے۔آیا وہ صف اور بوریئے پاک ہیں یا نہیں؟

(جواب) وہ صفیں اور بوریئے پاک ہیں۔(۲) فقط۔

جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ لگی ہو اسے کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑ دیں گے تو وہ پاک ہو جائے گا

(سوال ۴۸۲) جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ ہو وہ کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑنے سے پاک ہوں گے۔

(جواب) درمختار میں ہے اما لو غسل فی غدیر او صب علیه ماء کثیر او جری علیه الماء طهر مطلقا.(۳) اور کبیری شرح منیہ میں ہے والذی فی فتاویٰ قاضی خاں والخلاصة وعامة الکتب ترک فیه یوماً ولیلة وهو الصحیح ولعل الا لف سقطت فی تلک العبارة والا صل یوماً او لیلة ولا بالواو فاذا ترک یوما او لیلة فی النهر حتی جری الماء علیه یطهر الخ۔(۴) اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جاری پانی میں ایک دن یا ایک رات چھوڑی جاوے وہ پاک ہو جاتی ہے۔فقط۔

---

(۱) لان الجنابة لا تحل العین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۶۱ .ط.س.ج۱ ص ۱۷۴) عن ابی هریرة قال لقینی رسول ا صلی الله علیه وسلم وانا جنب فاخذ بیدی فمشیت معه حتی قعد فانسلت فاتیت الرجل فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد فقال این کنت یا ابا هریرة فقلت له فقال سبحان الله ان المؤمن لا ینجس هذا لفظ البخاری (مشکوة باب مخالطة الجنب وما یباح له ص ۴۹) فیه جواز مصافحة الجنب ومخالطته وهو قول عامة الفقهاء واتفقوا علی طهارة عرق الجنب والحائض ۱۲ مرقاة.(حاشیه مشکوة ص ۴۹) ظفیر.

(۲) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۸ جلد اول.ط.س.ج ۱ ص ۳۳۳. ۱۲ ظفیر.

(۴) غنیة المستملی فصل فی الا سار ص ۱۸۳. ۱۲ ظفیر.

تالاب جس کے گرد گندگی ہو اور وہ بارش سے بہہ کر تالاب میں جائے تو وہ تالاب پاک رہے گا یا نہیں

(سوال ۴۸۳) ایک تالاب کے گرد لوگ پاخانہ پھرتے ہیں، اس میں وہی پانی جمع ہوتا ہے تو وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ وہ تالاب دہ دردہ ہے یا اس سے زیادہ ہے اور نجاست کی بو وغیرہ اس میں پائی نہیں جاتی تو وہ شرعاً پاک ہے۔(۱) فقط۔

نجاست میں ڈال کر تیار کی ہوئی دوا کا کیا حکم ہے......

(سوال ۴۸۴) ایک مٹی کے گھڑے میں چند دوائیں رکھ کر گھڑا پانی سے بھر منہ بند کر کے تایا جاوے، اور ایسا گڈھا کھودا جائے کہ گھڑا اس کی گہرائی میں آسکے اور گھڑے کے نیچے اور اوپر گھوڑے کی لید رکھی جائے اور ایسے موقع پر یہ گھڑا رکھا جائے کہ جہاں شبنم اور دھوپ دونوں آسکیں، ۱۵ یوم کے بعد گھڑا نکال کر ان دواؤں کا عرق کھینچا جاوے، ایسی دواء کے استعمال میں مسلمانوں کے لئے کوئی نقص تو نہیں ہے۔

(جواب) مٹی کا گھڑا چونکہ نجاست کو کھینچتا ہے اور اثر اس کا اندر پہنچتا ہے۔ اس لئے وہ ادویہ نجس ہو گئیں استعمال ان کا درست نہیں ہے، مگر اس شرط کے ساتھ جو کہ ادویہ محرمہ کے استعمال کے جواز کے لئے فقہاء نے لکھی ہیں مثلاً یہ کہ طبیب مسلم حاذق اس کو مفید بتلا دے، اور اس کا بدل دواء حلال سے نہ ہو سکے۔ وفیہ تفصیل وخلاف مذکور فی کتب الفقہ فقط۔(۲)

ناپاک کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۴۸۵) موٹا کپڑا اگر تھوڑا ناپاک ہو اور نچوڑنے میں تکلیف نہ ہو تو اس کے نچوڑنے سے کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں تین دفعہ دھونے اور نچوڑنے سے وہ کپڑا پاک ہو جاوے گا۔(۳) فقط۔

اپلہ کنویں میں گر جائے اور وہ پانی سقایہ میں ڈال دے پھر اسے صاف کر دے تو وہ پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۴۸۶) اپلہ چاہ میں گرا اور اس کا پانی سقایہ میں جو کچھ پلید تھا نکال دیا تو سقایہ کی پاکی کی کیا صورت ہوگی؟

(جواب) اس سقایہ میں پاک پانی ڈال کر اور ہر طرف سے دھو کر وہ پانی نکال دیا جاوے، اور اسی طرح تین دفعہ کر لیا

---

(۱) ان الغدیر العظیم کالجاری لا یتنجس الا بالتغیر من غیر فصل ھکذا فی فتح القدیر (عالمگیری کشوری الباب الثالث فی المیاہ ص ۱۶ جلد اول .ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۸) ظفیر.

(۲) اختلف فی التداوی بالمحرم وظاھر المذھب المنع کما رضا ع البحر لکن نقل المصنف ثم وھنا عن الحاوی وقیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیه الفتویٰ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المیاہ ص ۱۹۴ جلد اول .ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰) ظفیر.

(۳) وان کانت غیر مرئیة یغسلھا ثلاث مرات کذا فی المحیط ویشترط العصر فی کل مرة فیما ینعصر ویبالغ فی المرة الثالثة الخ (عالمگیری کشوری الباب السابع فی النجاسات ص ۴۰ ج ۱ .ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۴۲) ظفیر.

جاوے سقایہ پاک ہو جائے گا۔(۱) فقط۔

کتے کا لعاب اور بدن نجس ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۷) کتے کا لعاب ہی نجس ہے یا بدن بھی؟

(جواب) لعاب نجس ہے باہر سے بدن نجس نہیں ہے، علی الصحیح۔(۲) فقط۔

مشرکین و کفار کے اعضاء ناپاک نہیں ہیں......

(سوال ۴۸۸/ ۱) کیا مشرکین اور کفار کے جسموں کو ناپاک کہنا چاہئے یا ان کی ناپا کی اعتقاد کے لحاظ سے ہے؟

مشرکین کے جھوٹے سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۹/ ۲) اگر ان کی نجاست بدنی ظاہری زائل ہو جائے تو ان کے جھوٹے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

پاک پانی مشرکین کو پاک کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۰/ ۳) کیا طاہر و مطہر پانی مشرکین اور کفار کے جسموں کو جن میں وہ ادنی درجہ کے لوگ بھی داخل ہیں جن کو بھنگی و چمار وغیرہ کہتے ہیں پاک کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) انما المشرکون نجس میں اعتقاد کی نجاست مراد ہے ظاہر میں ان کا بدن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۲) اور ان کا چھوٹا پاک ہے، اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

(۳) اور پاک پانی ان کو پاک کر سکتا ہے۔(۳) فقط۔

دم غیر سائل پانی اور بدن وغیرہ کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں......

(سوال ۴۹۱) دم غیر سائل پانی اور کپڑے و بدن کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) حاصله كما فى البدائع ان المتنجس اما ان لا يتشرب فيه اجزاء النجاسة اصلا كالا وانى المتخذة من الحجر و النحاس و الخزف العتيق او يتشرب فيه قليلا كالبدن و الخف و النعل او يتشرب كثير افقى الا ول طهارته بزوال عين النجاسة المرئية او بالعدد على ما مرو فى الثانى كذلک لان الماء يستخرج ذلک القليل فيحكم بطهارته و اما فى الثالث فان كان مما يمكن عصره كا لثياب فطهارته بالغسل و العصر الى زوال المرئية وفى غيرها بتثليهما وان كان ممالا ينعصر كالحصير الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۷ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲) ظفير. (۲) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الا مام وعليه الفتوىٰ الخ واخرج حيا و لم يصب فمه الماء لا يفسد ماء البئر ولا الثوب بانتقاضه ولا بعضه ما لم ير ريقه الخ ولا خلاف فى نجاسة لحمه وطهارة شعره (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ص ۱۹۲ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفير. (۳) ويعتبر سور بمسئر الخ فسئور ادمى مطلقا ولو جنبا او كافر ا الخ ظاهر (درمختار) او كافر الانه عليه الصلاة والسلام انزل بعض المشركين فى المسجد على مافى الصحيحين فالمراد قوله تعالىٰ انما المشركون نجس ، النجاسة فى اعتقاد هم ولا يشكل نزح البئر به لوا خرج حيا لانّه ذلک لما عليه فى الغالب من النجاسة الحقيقية اوالحكمية كما قد مناه (ردالمحتارمطلب فى السور ج ۱ ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰) ظفير.

(جواب) صحیح ومفتی بہ یہ ہے کہ دم غیر سائل پانی وبدن اور کپڑے وغیرہ کو نجس نہیں کرتا جیسا کہ درمختار میں ہے وکل مالیس بحدث کقئی قلیل ودم لو ترک لم یسل لیس بنجس عند الشامی وھو الصحیح کذا فی الھدایہ والکافی وفی شرح الوقایہ انه ظاھر الروایة شامی۔(۱) پس اس سے معلوم ہوا کہ درمختار میں آگے جو امام احمدؒ کے قول پر مائعات میں فتویٰ جوہرہ سے نقل کیا ہے وہ ظاہر الروایۃ نہیں ہے۔ فقط۔

کتا بلی وغیرہما کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں اور اس کی بیع کیسی ہے

(سوال ۱/۴۹۲) کتا، بلی، سیار، لومڑی وغیرہ کی کھال بعد دباغت صرف اپنے ہی استعمال کے لئے یا بلا قیمت دینے لینے کے لئے پاک ہوتی ہے یا اس کی بیع وشراء بھی جائز ہے مسلم وغیر مسلم سے؟

کتے کی کھال کی بعد دباغت جائے نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۴۹۳) کتے وغیرہ کی کھال کی بعد دباغت کے جانماز، یا فرش مسجد، یا ڈول بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

غیر ماکول کی کھال اور اس کا گوشت پاک ہوسکتا ہے یا نہیں.....

(جواب ۳/۴۹۴) نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ کتاب الصید میں تحریر ہے کہ شکار کرنا ہر جانور کا درست ہے خواہ گوشت اس کا حلال ہو یا نہ ہو، جیسے، لومڑی، بھیڑیا، ریچھ، سور، وغیرہ تو سوائے سور کے اور جانوروں کی کھال اور گوشت پاک ہوجاوے گا، آیا اس کھال وگوشت کو شکاری وغیرہ خود ہی استعمال کرسکتے ہیں، یا اس کی بیع وشراء بھی مسلم وغیر مسلم سے جائز ہے؟

کھال کا استعمال بلا دباغت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴/۴۹۵) کیا اس کھال کو بلا دباغت مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

اس گوشت کا استعمال کب جائز ہے

(سوال ۵/۴۹۶) اس گوشت کا استعمال کن صورتوں میں جائز ہے؟

گوشت وکھال کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۶/۴۹۷) اس گوشت اور کھال کے پاک ہونے میں کچھ تفصیل ہے یعنی آلۂ دھاردار کے مارنے سے پاک ہوگا یا گولی کے مارنے سے بھی پاک ہوجاوے گا؟

(۱) ردالمحتار نواقض الوضوء بعد مطلب فی حکم کی الحمصة ج ۱ ص ۱۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰، ۱۲ ظفیر۔

(جواب)(۱) بعد دباغت کے اس کی بیع وشراء جائز ہے مسلم اور غیر مسلم سے (۱)۔

(۲) جائز ہے کذا صرح بہ فی الدر المختار .(۲)

(۳) کھال کا استعمال اور بیع وشراء بعد دباغت کے درست ہے اور گوشت ان جانوروں کا جو غیر ماکول اللحم ہیں ذبح کرنے سے پاک تو ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس کو پاس رکھ کر نماز ہو جاوے گی، لیکن کھانا اس کا درست نہیں ہے اور گوشت کے پاک ہونے میں خلاف بھی ہے، بعض نے ترجیح گوشت کی نجاست کو دی ہے۔ (۳)

(۴) ذبح کرنے سے کھال ویسے ہی بلا دباغت بھی پاک ہو جاتی ہے، اور بلا دباغت استعمال کرنا اس کا درست ہے۔ (۴)

(۵) جو فقہاء گوشت کو پاک کہتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پاس رکھ کر نماز درست ہے۔

(۶) اس میں ذبح کرنے کی قید ہے، گولی وغیرہ مرنے میں نہ کھال پاک رہتی ہے نہ گوشت، پھر کھال دباغت سے پاک ہو جاوے گی۔ (۵)

مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالدے یا پیشاب کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۹۸) مٹی کے برتن میں کتے کے پانی پینے سے اور پیشاب کرنے سے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب) مٹی کا برتن کتے کے پانی پینے سے اور پیشاب کرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور پھر دھونے سے اور خوب مل کر دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ (۶) اور مٹی کے نئے برتن میں فقہاءؒ کا خلاف ہے جو شامی میں مذکور ہے۔ (۷) فقط۔

(۱) وکل اهاب دبغ وهو يحتملها طهر فيصلي به ويتوضأ منه الخ خلا جلد خنزير فلا يطهر و آدمي فلا يدبغ لكرامته الخ وما طهر به طهر بذكاة لا يطهر لحمه على القول الا كثر ان كان غير ماكول (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ص ۱۸۷ ج ۱ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۳) ظفير.

(۲) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الا مام وعليه الفتوىٰ الخ فيباع ويوجر ويضمن ويتخذ جلده مصلى و دلوا (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۹۲ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفير.

(۳) وما اى اهاب طهر به بد باغ طهر بذكاة على المذهب لا يطهر لحمه على قول الاكثر ان كان غير ماكول هذا وصح مايفتى به وان قال فى الفيض الفتوى على طهارته (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ص ۱۸۹ ج ۱) ظفير.

(۴) وحاز ان تعتبر الذكاة مطهرة لجلده للاحتياج اليه للصلاة فيه وعليه ولدفع الحروا لبردو سترا العورة بلبسه دون لحمه لعدم حل اكله (ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۸۹ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۵) ظفير.

(۵) وهل يشترط لطهارة جلده كون ذكاته شرعية الخ قيل نعم وقيل لا والاول اظهر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ص ۱۸۹ جلد اول .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۵) ظفير.

(۶) عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا شرب الكلب فى اناء احد كم فليغسله سبع مرات متفق عليه وفى رواية لمسلم وطهور اناء احد كم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله ثلث مرات اولا هن بالتراب (مشكوة باب تطهير النجاسات ص ۵۲) ظفير.

(۷) حاصله كما فى البدائع ان المتنجس اما ان لا يتشرب فيه اجزاء النجاسة اصلا كالاوانى المتخذة من الحجرو النحاس والخزف العتيق . اويتشرب فيه قليلا كا لبدن والخف والنعل. او يتشرب كثيرا الخ واما الثالث فان كان مما يمكن عصره كا لثياب فطهارته بالغسل والعصر الى زوال المرئية وفى غير ها بتثلثها وان كان مما لا ينعصر كا لحصير المتخذ من البردى ونحوه ان علم ان لم يتشرب فيه بل اصاب ظاهره يطهر بازالته العين او با لغسل ثلثا بلا عصر . وانعلم تشربه كالخزف الجديد والجلد المد بوغ بدهن نجس و الحنطة المنتفخة بالنجس فعند محمد لا يطهر ابدا، وعندابى يوسف ينقع فى الماء ثلاثا ويجفف كل مرة والاول اقيس والثانى اوسع ا ه وبه يفتى (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷ .ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲) ظفير.

اگر کتا بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو اس کی کھال پاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۹۹) اگر کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جاوے اور اس کی کھال پر نماز پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) کتے کے نجس العین ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، جو فقہاء نجس العین مثل خنزیر کے فرماتے ہیں، ان کے نزدیک بعد ذبح علی التسمیہ کے بھی چمڑا وغیرہ اس کا پاک نہ ہوگا اور جو فقہاء اس کو نجس العین نہیں کہتے ان کے نزدیک بعد ذبح کے چمڑا اس کا پاک ہو جاوے گا مثل جلد شیر بھیڑیئے وغیرہ کے۔ وعلیہ الفتویٰ (۱) فقط۔

ناپاک پختہ فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۰۰) پختہ فرش جہاں سے پانی ڈھل جاتا ہے اگر ناپاک ہو جاوے اور وہاں دو تین دفعہ پانی بہایا جاوے تو وہ پاک ہو جاتا ہے یا نہ؟

(جواب) وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (۲) فقط۔

طہارت بدن میں دلک وجفاف شرط ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۱) طہارت بدن میں جفاف اور دلک شرط ہے یا نہیں؟

(جواب) بدن کے پاک ہونے کے لئے ازالۂ نجاست حقیقیہ کی ضرورت ہے اگر بدون دلک کے وہ نجاست زائل ہو جاوے تو کچھ حاجت دلک کی نہیں ہے، اور جفاف کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

غیر مسلم دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں

(سوال ۵۰۲) غیر مسلم دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہیں۔ پس ان کپڑوں کو پاک سمجھنا چاہئے، اور نماز پڑھنا ان سے درست ہے۔ (۴) فقط۔

چینی کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا شبہ ہو تو کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۰۳) جن چینی برتنوں میں کہنگی کی باعث لکیریں سی پڑ جاتی ہیں اگر ان پر شیرک یا چوہوں کے پیشاب کا

---

(۱) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الا مام وعليه الفتوىٰ وان رجحه بعضهم النجاسة كما بسطه ابن الشحنه فيباع ويو جرو يضمن ويتخذ جلده مصلى ودلوا الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ص ۱۹۲ جلد اول. ط.س. ج ا ص۲۰۸) ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية بعد جفاف كدم بقلعها اى بزوال عينها واثر ها ولو بمرة الخ ويطهر محل غيرها اى غير مرئية بغلبة ظن غاسل طهارة محلها بلا عدد به يفتى وقدر ذلك لموسوس غسل وعصر ثلاثا فيما ينعصر الخ وبتثليث جفاف اى انقطاع تقاطر فى غيره اى غير منعصر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۲ جلد اول. ط.س. ج ا ص۳۲۸) ظفير.

(۳) وكذا يطهر محل نجاسة مر ئية اما عينها فلا تقبل الطهارة مر ئية بقلعها اى بزوال عينها واثر ها ولو بمرة او بما فوق ثلاث فى الا صح الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ص ۳۰۲ جلد اول. ط.س. ج ا ص۳۲۸) ظفير.

(۴) اليقين لا يزول بالشك (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ج ا ص ۷۵) ظفير.

شبہ ہو، تو کس طرح پاک ہو سکتے ہیں؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاویں گے۔(۱) فقط۔

استنجے کا ڈھیلا چھونے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈالا تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا

(سوال ۵۰۴) ایک شخص نے پیشاب کے بعد مٹی کے ڈھیلے سے استنجاء سکھایا، ہاتھ کو نجاست بالکل نہیں لگی، اس نے آبخورہ سے مٹکے سے پانی لیا، اگر ہاتھ مٹکے میں پڑ جاوے تو پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائے گا؟

(جواب) جب کہ اس کا ہاتھ نجاست کو نہیں لگا تو پانی مٹکے کا پاک ہے۔ فقط۔

کیا لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ

(سوال ۵۰۵) سنا ہے کہ معصوم لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے، اور لڑکی کا زیادہ۔ یہ فرق کیوں ہے؟

(جواب) پیشاب لڑکے اور لڑکی دونوں کا ناپاک ہے اور دونوں برابر ہیں اس حدیث کا مطلب دوسرا ہے جس میں یغسل من بول الجاریة وارد ہے۔ یعنی اس کا مطلب مبالغہ سے دھونا ہے(۲) فقط۔

ناپاک دوا کا استعمال درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۶) پتہ بیل اور بھینس اور پتہ خنزیر میں اور دوائیں ملا کر گولیاں بنا کر اس مریض کو جو کہ لا علاج مرض سرسام سے بے ہوش ہو اور قریب المرگ ہو، اور کسی دواء سے ہوش نہ آتا ہو اور دواء مذکور سے پانچ منٹ میں ہوش آتا ہو۔ کیا جب اور کوئی دوا کارگر نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) ایسی حالت میں کہ دواء نجس میں ظن شفاء ونفع غالب ہو اور کوئی پاک اس کے قائم مقام نہ ہو سکے بعض فقہاء نے اجازت ایسی ادویہ کے استعمال کی دی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے اختلف في التداوى بالمحرم، ففي النهايه عن الذخيرة يجوز ان علم فيه شفاء ولم يعلم دواء اخر الخ شامی .(۳) فقط

وہ غلہ جس پر جانور پیشاب کرتے ہیں وہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۷) دریں جا گندم وغیرہ اجناس بذریعہ نرگاواں از کاہ الگ می کشیدند ہماں وقت نرگاواں دروے بول وبراز

---

(۱) ویطهر محل غیرها ای غیر مرئیة بغلبة ظن غاسل طهارة محلها وقدر ذلک لموسوس بغسل وعصر ثلاثا فیما ینعصر الخ وبتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیره ای غیر منعصر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۳ ج ۱. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر.

(۲) قال انما یغسل من بول الانثی وینضح من بول الذکر رواه احمد (مشکوٰة باب تطهیر النجاسات ص ۵۲) فعلم منه ان حکم بول الغلام الغسل لا انه یجزئ فیه الصب یعنی ولا یحتاج الی العصر وحکم بول الجاریة ایضا الغسل الا انه لا یکفی فیه الصب لان بول الغلام یکون فی موضع واحد لضیق مخرجه وبول الجاریة یتفرق فی مواضع لسعة مخرجها (مرقاة المفاتیح باب تطهیر النجاسات فصل ثانی ص ۳۵۵ جلد اول) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب المیاه مطلب فی التداوی بالمحرم ص ۱۹۴ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۲۱۰. ۱۲ ظفیر.

میکنند آں غلہ بچہ طریق پاک خواہد شد۔
(جواب) آں غلہ بعد تقسیم وغیرہ تصرفات پاک است۔(۱) فقط۔

سور کی چربی کا استعمال درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۸) سخت مرض طاری ہونے پر حاذق حکیم کے معالجہ میں اگر سور کی چربی کی مالش خارج بدن پر کرنے کی ضرورت ہو تو عندالحنفیہ جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) کتب فقہ میں یہ تفصیل ہے کہ حرام چیز کا استعمال دواء میں اس وقت درست ہے کہ طبیب حاذق مسلم تجویز کرے، اور کوئی دواء حلال اس کے عوض نہ ملے۔(۲) فقط۔

ناپاک دودھ بھینس وغیرہ کا چمار وغیرہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۵۰۹) دودھ میں کتے نے منہ ڈال دیا اس دودھ کو بھینس، بیل یا خاکروب وغیرہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟
(جواب) وہ دودھ جانوروں کو یا خاکروب وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔(۳) فقط۔

غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے

(سوال ۵۱۰) کیا یہ امر صحیح ہے کہ حیوان غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے؟
(جواب) غیر ماکول اللحم ذبح شرعی کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے چمڑے وغیرہ کا استعمال درست ہے اور گوشت بھی پاک ہو گیا مگر کھایا نہ جاوے؟(۴)

---

(۱) کمالو بال حمر خصها لتغليظ بولها اتفاقا على نحو حنطة تدو سها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهبة او اكل او بيع كما مر حيث يطهر الباقى وكذا الذاهب لا حتمال وقوع النجس فى كل طرف كمسئلة الثوب (درمختار) قوله خصها الخ ليعلم الحكم فى غيرها بالدلالة ابن كمال (ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ جلد اول . ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر.
(۲) ورده فى البدائع بانه غير سديد لان المحرم شرعا لا يجوز الانتفاع به للتداوى كالخمر فلا تقع الحاجة الى شرع البيع (درمختار) وفى التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوى اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (ردالمحتار كتاب البيوع باب المتفرقات مطلب فى التداوى بالمحرم ص ج ۴. ط.س. ج۵ ص ۲۲۸) ظفیر.
(۳) وما عجن به فيطعم الكلاب وقيل يباع من شافعى (درمختار) لان ما تنجس باختلاط النجاسة به، والنجاسة مغلوبة لا يباح اكله ويباح الانتفاع به فيما وراء الاكل كالدهن النجس يستصبح به اذا كان الطاهر غالباً فكذا هذ حليه عن البدائع الخ وعن ابى يوسف لا يطعم نبى ادم اه ولهذا عبر عند الشارح بقيل وجزم بالا ول الخ (ردالمحتار فصل فى البئر ص ۲۰۱ ج ۱ . ط.س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر.
(۴) وكل اهاب دبغ دباغة حقيقة بالا دوية او حكمية الترتيب والتشميس والا لقاء فى الريح فقد طهر وجازت الصلوٰة فيه والوضوع منه الاجلدالأدمى ولاخنزير وما طهر جلده بالذكاة وكذالك جميع الاجزائه يطهر بالذكاة الاالدم وهو الصحيح كذا فى محيط السرخسى (عالمگیری کشوری الباب الثالث فى المياه فصل ثانى ج ۱ ص ۲۳) وصح بيع الكلب الخ والسباع (درمختار) قوله والسباع وكذا يجوز بيع لحمها بعد التزكية لاطعام كلب او سنور بخلاف لحم الخنزير لا نه لايجوز اطعامه ميحط لكن على اصح التصحيحين من ان الذكاة الشرعية لا تطهر الا الجلدوا اللحم لا يصح بيع اللحم شرنبلا ليه (ردالمحتار كتاب البيوع باب المتفرقات. ط.س. ج۵ ص ۲۲۶.

نجس بدن پر نجس صابون مل کر پانی بہا دینا کافی ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۱) نجس بدن پر نجس صابون مل کر پانی بہا دینا کافی ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صابون کے دھودینے اور بہادینے سے بدن پاک ہو جاوے گا۔(۱) فقط۔

گندے بچہ کا پسینہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۱۲) بچہ ہر وقت پیشاب کرتا ہے اور اس میں رگڑتا ہے اس کو ہر وقت دھونا ضرر کرتا ہے۔ پس اس کا بدن سوکھنے کے بعد جو پسینہ آوے وہ پاک ہے یا نہ؟

(جواب) جب کہ اس کے بدن پر بھی کپڑا ہو اور اس بچہ کو پسینہ آوے تو اس بچہ کے اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ فقط۔

تالاب میں مقتولہ کی لاش ڈال دی گئی اور پانی بد بودار ہو گیا تو وہ ناپاک ہوا یا نہیں

(سوال ۵۱۳) ایک تالاب میں عورت مقتولہ کاٹ کر ڈالی گئی اور کئی روز اس قدر بد بو آئی کہ کوئی آدمی اور جانور نزدیک پانی کے نہیں جا سکا۔ تو اس صورت میں پانی تالاب کا ناپاک ہو گیا یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی اس تالاب کا کثیر ہے یعنی دہ در دہ یا اس سے زیادہ ہے اور اس پانی میں نعش مقتولہ سے بد بو نہیں ہوئی، اگرچہ خود اس نعش کی بد بو باہر تک ہو تو وہ بحالت مذکورہ ناپاک نہیں ہوا۔ درمختار میں ہے و کذا یجوز بروا کد کثیر کذلک ای وقع فیه نجس لم یرا ثره الخ ولو فی موضع وقوع المرئیة به یفتی الخ درمختار قوله لم یر اثره ای من طعم او لون او ریح وهذا القید لا بد منه وان لم یذکر فی کثیر من المسائل الأتیة الخ شامی .(۲) فقط۔

ناپاک زمین پر پانی پڑ کر جو چھینٹ اڑتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۱۴) ہم مرغی پالتے ہیں جس کے پاخانہ سے اکثر زمین ناپاک ہوتی ہے اور لوگوں کے چلنے سے تمام زمین نجس ہوتی ہے، اور اس ملک کی زمین گیلی ہے، دھوپ کی تیزی کم ہے، نہ زمین سوکھتی ہے نہ وہ پاخانہ۔ ہمیں اس پر وضو کرنا پڑتا ہے جس کی چھینٹیں لوٹے اور بدن پر آتی ہیں، وہ چھینٹ پاک ہے یا نہ؟

(جواب) ناپاک زمین پر وضو کر کے پیر رکھنا نہ چاہئے۔ حتی الوسع احتیاط کرنی چاہئے اور جس امر میں عموم بلوی ہو اس میں شارع کی طرف سے تخفیف کا حکم بھی ہو جاتا ہے۔(۳) فقط (پس جب صورت مسئولہ میں عموم بلوی ہے تو معاف

(۱) یطهر بدن المصلی وثوبه ومکانه عن نجس مرئی بزوال عینه وان بقی اثر یشق زواله بالماء متعلق بقوله بزوال عینه وبکل مائع طاهر مزیل کخل ونحوه وعمالم یرا ثر بغسله ثلاثا وعصره فی کل مرة ان امکن الخ (شرح وقایه باب الا نجاس ص ۱۳۷ ج ۱) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب المیاه جلد اول ص ۱۷۶ .ط.س. ج ۱ ص ۱۹۱ ۱۲ ظفیر.

(۳) وعفی الخ بول انتضح کرؤس ابروان کثر باصا بة الماء للضرورة الخ وطین شارع ونجار نجس وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسالة لا تطهر مو اقع قطهر ها فی الا ناء عفو (درمختار) وفی فی الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لا یمکنه الا متناع عنه ما دام فی علاجه لا ینجسه لعلوم البلویٰ (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۷ وج ۱ ص ۳۰۰ .ط.س. ج ۱ ص ۳۲۱ ..... ۳۲۲) ظفیر.

ہوگا۔مگر حتی الوسع اس طرح وضو کرنا چاہئے کہ چھینٹ نہ پڑنے پائے۔ظفیر)

نجس گلاس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۱۵) نجس گلاس کا پانی بقول امام مالکؒ پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) نجس گلاس میں جو پانی ڈالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہے۔(۱) فقط۔

مذی کا شبہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۵۱۶) زید کو بسبب کثرت مباشرت ذرا انتشار ہونے پر مذی ظاہر ہو جاتی ہے۔رات کو علیحدہ کپڑا بدل لیا جاتا ہے مگر پھر وسوسہ رہتا ہے کہ شاید مذی ران اور پاؤں وغیرہ میں لگ گئی ہو، اس صورت میں تمام بدن دھونا چاہئے، یا کپڑا بدل کر نماز پڑھنی چاہئے؟

(جواب) بدن اور ران وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے کپڑا بدل کر وضو کر کے نماز پڑھ لے۔(۲) فقط۔

کتھے میں بچہ کا پیشاب پڑ جائے تو وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۵۱۷) کتھا پکا کر جمانے کو رکھا تھا ابھی گاڑھا بھی نہ ہوا تھا کہ بچہ نے اوپر سے پیشاب کر دیا اور چند قطرے کتھے میں جا پڑے، اب وہ کتھا کس طرح پاک ہو سکتا ہے؟

(جواب) اس کتھے کے پاک ہونے کی وہی صورت ہو سکتی ہے، جو ناپاک تیل و گھی وغیرہ کے بارہ میں فقہاء نے لکھی ہے ویطھر لبن وعسل ودبس ودھن یغلی ثلثا .(۳) یعنی اس میں اس قدر جس قدر وہ چیز ہے پانی ڈال کر اس کو پکاویں کہ پانی جل جاوے۔اسی طرح تین دفعہ کریں۔فقط۔

ہاتھی کا جسم اور اس کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک.

(سوال ۵۱۸) سور فیل اور جسد فیل زندہ نجس ہے یا پاک؟

(جواب) صحیح مذہب کے موافق فیل نجس العین نہیں ہے پس ظاہر جلد اس کی پاک ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وافاد کلامہ طھارۃ جلد کلب و قیل وھو المعتمد،(۴) اور سور فیل یعنی جھوٹا ہاتھی کا نجس مغلظ ہے کما فی الدر المختار وسور خنزیر و کلب و سباع بھائھم الخ نجس مغلظ(۵) ومنھا الفیل کذا فی

---

(۱) وماء وردای جری علی نجس نجس (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارباب الا نجاس ج۱ ص ۳۰۰ ط.س. ج۱ ص۳۲۵) ظفیر .(۲) الیقین لا یزول بالشک (الا شباہ و النظائر القاعدۃ الثالثۃ) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۸ جلد اول .ط.س. ج۱ ص۳۳۴. ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المیاہ مطلب فی احکام الدباغۃ جلد اول ص ۱۸۹ .ط.س. ج۱ ص۲۰۸. ۱۲ ظفیر .(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی البئر مطلب فی السور جلد اول ص۲۰۵ و ص ۲۰۶ .ط.س. ج۱ ص۲۲۳ ۱۲ ظفیر

الشامی.(۱) فقط۔

ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو تو کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۱۹) ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو تو کس طرح پاک کیا جائے؟

(جواب) اس کپڑے کا بھی دھونا ضروری ہے، بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا۔ البتہ اگر بوجہ زیادہ باریک ہونے کے مبالغہ سے نہ نچوڑے تو گنجائش جواز کی ہے کما فی الدر المختار ولولم یبالغ لرقته هل یطهر الا ظهر نعم الخ للضرورة نهر (۲) فقط۔

ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد جب تر ہو جائے تو ناپاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۲۰) زمین کی طہارت زمین کا خشک ہونا ہے، جب پھر تر ہو جائے تو یہ نجاست عود کر آتی ہے یا نہیں؟

(جواب) عود نہیں کرتی۔(۳) فقط۔

جوتے میں پیشاب لگ جائے پھر خشک ہو جائے تو پاک ہو جائے گا یا نہیں اور پھر تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۲۱) اگر جوتا پیشاب میں پلید ہو جائے اور خشک ہو جائے، دھونے کے بعد یا قبل اور جب پھر تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں ڈالے جائیں تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں اور جوتے کی نجاست عود کر آتی ہے یا نہیں، اور جوتہ خشک ہونے سے ایسی نجاست سے پاک ہو سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) جوتے کی طہارت نجاست ذی جرم سے رگڑنے سے ہو جاتی ہے، اور غیر ذی جرم مثل بول کے دھونے سے پاک ہوتا ہے، اور بصورت تطہیر عن الدلک کے پھر تر ہونے سے ناپاک نہ ہوگا، درمختار میں ہے ثم هل یعود نجسا ببله بعد فرکه المعتمد لا الخ.(۴) فقط۔

بوریے کی طہارت میں تین دفعہ خشک کرنے کی شرط ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۲) بوریے وغیرہ میں جو تین دفعہ خشک کرنا فقہاء نے لکھا ہے یہ ضروری ہے یا مستحسن؟

---

(۱) قوله وسباع بهائم هی ما کان یصطا دبنابه کالا سدو الذئب والفهد والنمر والثعلب، والفیل والضبع واشباه ذلک سراج ردالمحتار فصل فی البئر مطلب فی السور جلد اول ص ۲۰۵. ط.س. ج ۱ ص ۲۲۳ ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۶. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲ ۱۲ ظفیر.

(۳) وتطهر ارض بخلاف نحو بساط بیبسها ای جفا فها ولو بر سخ وذهاب اثر ها لاجل صلاة علیها لا لیتمم بها لا ن المشروط لها الطهارة وله الطهوریة الخ وهل یعود نجسا ببله بعد فرکه المعتمد لا وکذا کل ماحکم بطهارته بغیر مائع (درمختار) ای کالدلک فی الخف والجفاف فی الارض والدبا غة الحکمیة فی الجلد الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۶ و ۲۸۹. ط.س. ج ۱ ص ۳۱۱) ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۵. ط.س. ج ۱ ص ۳۰۹. ۱۲ ظفیر.

(جواب) تثلیث جفاف سے مراد انقطاع تقاطر لیا ہے اور ماء کثیر اور جاری میں مرات کی بھی ضرورت نہیں ہے، درمختار و شامی۔(۱) فقط

چھوٹے گڈھے کا پانی کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۲۳) ایک مسجد میں باواڑی لمبی چوڑی ہے اور بارش کے پانی سے بہت بھر جاتی ہے اور پانی بہت کم ہے، اس میں ایک لڑکا ڈوب کر مر گیا، اگر سب پانی نکالا جاوے تو بارش ہونے تک نمازیوں کو تکلیف ہوگی اب کیا کرنا چاہئے؟ باوڑی طولاً ۹ ہاتھ، عرضاً ے ہاتھ گہری بہت ہے؟

(جواب) جبکہ وہ باوڑی دہ در دہ نہیں ہے تو صورت مذکورہ میں پانی اس کا ناپاک ہو گیا وہ تمام پانی نکالنا چاہئے۔(۲) فقط۔

خون آلود گوشت کس طرح پاک کیا جائے......

(سوال ۵۲۴) پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح میں آلودہ ہو جائے یا یہود و نصاریٰ کے خوں آلودہ ہاتھ لگ جائیں۔ اس گوشت کو کس طور سے پاک کر کے کھائیں؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے۔ شامی میں ظہیریہ سے منقول ہے ولو صبت الخمرة فی قدر فیها لحم ان کان قبل الغلیان یطهر اللحم بالغسل ثلاثا الخ ص ۲۲۳ جلد اول شامی۔(۳) فقط۔

روئی دار کپڑا ناپاک ہو جائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے :

(سوال ۵۲۵) روئی دار کپڑا نجس ہو جاوے تو دھونے سے پاک ہو سکتا ہے، یا روئی نکلوا کر دوبارہ بھروانے سے پاک ہوگا۔ اور اگر نجاست خشک ہو تو کیونکہ پاک ہوگا؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو سکتا ہے؟ اور خشک نجاست کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو دھویا جاوے۔(۴) فقط۔

غسل کرنے والے کی چھینٹ اگر حوض میں پڑے تو ناپاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۲۶) اگر کوئی حوض مسجد کے قریب غسل کرے اور چھینٹ غسل کی حوض میں پڑے تو پانی حوض کا ناپاک تو نہ ہوگا؟

---

(۱) بتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲) زاد القهستانی وذهاب النداوة وفی التتارخانية حد التجفيف ان يصير بحال لا تبتل منه اليد ولا يشترط صيرورته يا بسا جدا (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲) ظفير.

(۲) وبذلک استدل فی المحيط علی ان نجاسة الميت نجاسة خبث لانه حيوان دموی فينجس بالموت كغيره من الحيوانات (ردالمحتارفصل فی البئر ص ۱۹۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفير.

(۳) ردالمحتارباب الا نجاس مطلب فی تطهير الدهن والعسل تحت قوله ولهم طبخ الخ جلد اول ص ۳۰۹ . ۱۲ ظفير.

(۴) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية الخ ويطهر محل غيرها ای غير مرئية بغلبة ظن غسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴) ظفير.

(جواب) حوض کا پانی پاک ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔(۱)

شیر، چیتا اور خنزیر کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۲۷) شیر، چیتے وغیرہ کی کھال بعد دباغت کے پاک ہوجاتی ہے یا نہیں۔ اور خنزیر کی کھال بھی بعد دباغت کے پاک ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) خنزیر کے سوا اور جانوروں شیر، کتا، گدھا وغیرہ کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے اور اس پر نماز درست ہے درمختار۔(۲) فقط۔

پختہ اینٹ اگر ناپاک ہوجائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے گا

(سوال ۵۲۸) پختہ اینٹیں اگر ناپاک ہوجاویں تو ان کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) پختہ اینٹوں کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو خوب دھویا جائے پس صورت مسئولہ میں اگر اینٹوں کو پاک کر کے کنواں تیار کرایا گیا تو اس کا پانی پاک ہے۔(۳) فقط۔

نجس کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۵۲۹) اگر کپڑے پر نجاست لگی ہو تو کتاب رکن دین میں لکھا ہے کہ ایک بار دھونے سے پاک ہوجاوے گا، اور شکی آدمی کے لئے پانچ یا سات بار دھونے سے پاک ہوگا۔ کیا ایسے ہی صحیح ہے؟

(جواب) جب کہ کوئی نجاست بظاہر لگی ہوئی کسی کپڑے کو نہ ہو تو اس کو پاک سمجھنا چاہئے ایک دفعہ دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور تین دفعہ دھونے سے ہر ایک کپڑا ناپاک ہر ایک کے حق میں پاک ہوجاتا ہے مسوس ہو یا غیر مسوس(۴) فقط۔

ناپاک رومال سے پسینہ سے تر چہرہ صاف کیا تو منہ پاک رہا یا ناپاک ہوگیا......

(سوال ۵۳۰) ناپاک رومال سے اپنا منہ صاف کیا منہ پسینہ میں تر تھا، جس کی وجہ سے رومال تر ہوگیا تو منہ پاک رہا یا ناپاک ہوگیا؟

---

(۱) وبماء استعمل لا جل قربته الخ اذا انفصل عن عضو وان لم يستقر الخ وهو طاهرو لو من جنب وهو الظاهر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ا صل ۱۸۵ .ط.س. ج ا ص۱۹۸) ظفير.

(۲) وكل اهاب الخ دبغ ولو بشمس وهو يحتملها طهر فيصلى به ويتوصا منه الخ خلا جلد خنزير فلا يطهر (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه مطلب احكام الدباغة ج ا ص ۱۸۷ .ط.س. ج ا ص۲۰۳) ظفير.

(۳) وحكم اجرو نحوه كلبن مفروش وخص الخ كذا لک اى كارض فيطهر بجفاف الخ فالمنفصل يغسل لاغير (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ا ص ۲۸۷ .ط.س. ج ا ص ۳۱۱) ظفير.

(۴) وكذا يطهر محل نجاسة مرئية الخ بقلعها لخ ويطهر غير ها اى غير مرئة بغلبة ظن غاسل الخ طهارة محلها بلا عدد يفتى به وقدر ذلک لمو سو س بغسل وعصر ثلاثا الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الانجاس ج ا ص ۳۰۴). ط.س. ج ا ص ۳۲۸ ظفير.

(جواب) لف ثوب رطب نجس فی ثوب طاهر یا بس فظهرت رطوبته علی ثوب طاهر لکن لایسیل لو عصر لا یتنجس الخ ۔(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر رومال اس قدر تر ہوگیا ہے کہ نچوڑنے سے نچڑ جاوے تو ناپاک ہوجاوے گا ورنہ نہیں ۔فقط۔

حوض بھر کر بہہ جاوے تو کیا حکم ہے

(سوال ۵۳۱) ایک حوض جس کا عمق بقدر آدمی ہے اور وہ دہ دردہ سے ایک فٹ کم ہے اور نلکہ اس پر لگا ہوا ہے، دو وقت اس میں پانی پڑتا ہے، اور بھر کر جاری ہوجاتا ہے۔ اگر یہ حوض ناپاک ہوجاوے تو نلکہ کا پانی پڑنے کی وجہ سے اگر جاری ہوجائے تو شرعاً وہ پاک ہوجائے گی یا نہیں؟

(جواب) وہ حوض جاری ہونے سے پاک ہوجاوے گا۔ (۲) فقط۔

سانپ کی کھال بعد دباغت پاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۳۲) ایسے بڑے سانپ کی کھال جو دباغت قبول کرسکے بعد دباغت پاک اور قابل استعمال ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر دباغت قبول کرسکے تو پاک اور قابل استعمال ہے۔ (۳) لیکن کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کی کھال دباغت کو قبول نہیں کرسکتی، غالباً پتلی ہونے کی وجہ سے یا دباغت میں باقی نہ رہنے کی وجہ سے۔ (۴) فقط۔

لکڑی جو پانی جذب کر لیتی ہے اس کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۵۳۳) ایک تخت ایسی لکڑی کا بنا ہوا ہے کہ وہ پانی کو فوراً جذب کر لیتی ہے اس پر شراب گر گئی اور جذب ہوگئی، اس کو دھونے سے بدبو نہیں جاتی، اس کو کس طرح پاک کریں؟

(جواب) دھونے سے پاک ہوجاتی ہے۔ (۵) دھونے کے بعد جو بو باقی رہ جائے اس کا اعتبار نہیں ہے (۶)۔ فقط۔

---

(۱) اذا لف الثوب المبلول النجس فی ثوب طاهر یا بس فظهرت ندا وته الخ لکن لا یصیر رطبا بحیث یسیل منه شئی بالعصر الخ والا صح انه لایصیر نجسا (غنیة المستملی ص ۱۷۱) ظفیر. (۲) ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جریانه و کذا البئر وحوض الحمام (درمختار) ای بان یدخل من جانب ویخرج من اخر حال دخوله وان قل الخارج الخ ولایلزم ان یکون الحوض ممتلئا فی اول وقت الدخول لانه اذا کان ناقصا فد خل الماء حتی امتلاء وخرج بعضه طهرا یضا کما لو کان ابتداء ممتلئا ماء نجساالخ (ردالمحتار باب المیاه قبیل مطلب یطهر الحوض بمجرد الجریان ج ۱ ص ۱۸۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۹۵) ظفیر. (۳) کل اهاب دبغ دباغة حقیقیة بالا دویة او حکمیة بالترتیب و التشمیس والا لقاء فی الریح فقد طهر وجازت الصلوة فیه والوضوء منه الا جلد الا دمی والخنزیر هکذا فی الزاهدی (عالمگیری کشوری باب المیاه فصل ثانی ج ۱ ص ۲۳ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۲۵) ظفیر. (۴) وما دبغ الخ وهو یحتملها طهر الخ وما لا یحتملها فلا وعلیه فلا یطهر جلد حیة صغیرة ذکره الزیلعی (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب المیاه مطلب فی احکام الدباغة ج ۱ ص ۱۸۷ و ۱۸۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۰۳). (۵) ان المتنجس اما ان لایتشرب فیما اجزاء النجاسة اصلا کالا وانی المتخذة من الحجرو النحاس والخزف العتیق او یتشرب فیه قلیلا کالبدن والخف والنعل او یتشرب کثیرا ففی الا حول طهارته بزوال عین النجاسة المرئیة او بالعدد علی مامر وفی الثانی کذالک لا ن الماء یستخرج ذلک القلیل فیحکم بطهارته واما فی الثالث فان کان مما یمکن عصره کالثیاب فطهارته بالغسل والعصر الیٰ زوال المرئیة وفی غیر ها بثلیثهما وان کان مما لا ینعصر کالحصیر المتخذة من البردی ونحوه ان علم انه لا یتشرب فیه بل اصاب ظاهره یطهر بازالة العین او بغسل ثلاثا بلا عصر وان علم تشربه کالخزف الجدید الخ عند ابی یوسف ینقع فی الماء ثلاثا ویجفف کل مرة الخ والثانی اوسع وبه یفتی درر (ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲) ظفیر. (۶) ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۳ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۹) ظفیر.

کولھو کا تیل پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۳۴) جب کولھو میں سرسوں کا تیل نکالتے ہیں تو کچھ کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے جو غیر قوموں سے جمع کر کے استعمال کرتے ہیں تو وہ تیل پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ تیل پاک ہے۔ اول تو محض شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی اگر نجاست یقینی ہو تو تقسیم کے بعد ہر ایک حصہ پاک ہو جاتا ہے۔(۱)

ناخن میں صابون کی سفیدی پاک ہے

(سوال ۵۳۵) بچہ کو دو پہر تک گود میں رکھتا ہوں اور وہ پیشاب کرتا ہے تو میں دوپہر کو صابن سے غسل کرتا ہوں، غسل کے بعد ناخن میں سفیدی صابن کی نظر آتی ہے تو وہ سفیدی پاک ہے یا نہ؟

(جواب) وہ سفیدی پاک ہے۔(۲) فقط۔

پیر میں نجاست لگ جائے اور اسے دھودے مگر مٹی لگی رہ جائے تو پاک ہوا یا نہیں

(سوال ۵۳۶) اگر پیر میں مٹی لگی ہوئی تھی اس حالت میں پیر کو نجاست لگ جاوے تو پیر پاک ہوا یا نہیں اور مٹی تر ہوئی پاک بدن یا کپڑے میں لگ گئی تو بدن اور کپڑا پاک ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں پیر اور کپڑا پاک ہے۔(۳) فقط۔

بارش میں چھت کا پانی ٹپک کر کپڑے پر گرے تو وہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۳۷) مکان کی چھت پر اگر پرند جانور جس کا پاخانہ ناپاک ہے پاخانہ کردیوے، اور پانی برس کر اس چھت پر گرے اور چھت کا پانی مکان کے اندر پاک کپڑے وغیرہ پر گرے ناپاک ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں کپڑا وغیرہ پاک ہے۔(۴) فقط۔

....

(۱) وبال حمر حصها لتغليظ بولها على نحو حنطة تدوسها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهبة اواكل او بيع حيث يطهر الباقى وكذاوالذاهب، لا حتمال وقوع النجس فى كل طرف (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ا ص ۳۲۰.ط.س. ج ا ص۳۲۸)ظفير.

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية بقلعها الخ ويطهر محل غير ها اى غيرمرئية بغلبة ظن غاسل (درمختار باب الانجاس.ط.س. ج ا ص۳۲۸)ظفير.

(۳) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرئية الخ بقلعها اى بزوال عينها واثرها ولو بمرة او بما فوق ثلاث فى الا صح الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ا ص ۳۰۳.ط.س.ج ا ص۳۲۸)ظفير.

(۴) وعلى هذا ماء المطر اذا جرى فى الميزاب و على السطح عذرات فالماء طاهر الخ قال فى الحلية ينبغى ان لا يعتبر فى مسئلة السطح سوى تغير احد الاوصاف (ردالمحتار باب المياه بعد مطلب الا صح انه لا يشترط فى الجريان المدد ج ا ص ۱۷۴.ط.س.ج ا ص۱۸۸)ظفير.

تالاب کی مٹی لگ جائے تو بھی کپڑا پاک ہی رہے گا

(سوال ۵۳۸) تالاب میں نجس کپڑے کو دھونے کے بعد اگر تالاب کے اندر کی مٹی پاک کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہے۔(۱) فقط۔

لوٹا جو غسل خانہ میں رکھ دیا جائے وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۳۹) اس ملک میں رواج ہے کہ مسجد کے لوٹے غسل خانے میں تر زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ وہ پاک ہیں یا نہیں؟

(جواب) شبہ سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا تاہم احتیاط کرنا لازم ہے کہ اس کی تلی پر پانی بہا دیا جایا کرے۔(۲) فقط۔

محتلم کی چادر جس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں پاک ہے

(سوال ۵۴۰) رجل احتلم وهو لابس السروال وعليه رداء خشن لا يظهر اثر المنى فى الرداء هل يحكم بنجاسة الرداء اولا؟

(جواب) لا يحكم بنجاسة الرداء فى هذه الصورة . فقط۔(۳)

کتے کا لعاب ناپاک ہے

(سوال ۵۴۱) کتے کا تھوک اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے اس کا دھونا واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) کتے کا لعاب نجاست غلیظہ ہے اگر مقدار درہم سے زیادہ کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے دھونا اس کا فرض ہے(۴)

ناپاک کپڑے کی چھینٹ کا کیا حکم ہے

(سوال ۵۴۲) پاجامہ کے رومال میں اندر کی طرف پاخانہ لگا ہوا تھا جس کا مجموعہ قریب نصف کلدار روپے کے ہوگا اور کرتے کا پچھلا حصہ وضو خانہ کی دیوار کی تری سے یا وضو کا پانی گرنے سے تر ہوگیا، ایسی حالت میں نماز پڑھی گئی تو جانماز پاک ہے یا ناپاک ہوگئی، جانماز کا جو حصہ رومال سے لگتا تھا اس کو دھویا گیا۔ دھونے کے وقت اس پانی کی چھینٹیں جس چیز لوٹے وغیرہ پر پڑے وہ پاک ہے یا نہیں؟

---

(۱) ولذا قال فى الخلاصة الماء النجس اذا دخل الحوض الكبير لا ينجس الحوض الخ (ردالمحتارباب المياه تحت قوله وكذا يجوز براكه كثير كذلك اى وقع فيه نجس ج ۱ ص ۱۷۲ . ط.س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفير.
(۲) مشى فى حمام ونحوه لا ينجس مالم يعلم انه غسالة نجس (الدر المختار على هامش ردالمحتارفصل فى الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۴ . ط.س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفير.
(۳) اليقين لا يزول بالشك (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفير.
(۴) والا صح انه ان كان فمه مفتوحا لم يجز لان لعابه يسيل فى كمه فينجس لو اكثر من قدر الدرهم (ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۹۲ . ط.س. ج ۱ ص ۲۰۸) وعفى الشارع عن قدر درهم وان كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۲ . ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفير.

(جواب) اس صورت میں جانماز اور لوٹا وغیرہ ناپاک نہیں ہیں، جانماز کے دھونے کی ضرورت نہ تھی اور ان چھینٹوں سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوئی۔ فقط۔

ناپاک کپڑے کی چھینٹ پڑ جائے تو وہ ناپاک ہے......

(سوال ۵۴۳) ناپاک کپڑے کو دھوتے وقت اگر بدن کو یا کپڑے کو چھینٹیں لگیں تو وہ ناپاک ہے یا نہیں؟

(جواب) اس میں بھی وہم نہ کیا جاوے۔ البتہ ناپاک کپڑے کو احتیاط سے دھویا جاوے کہ اس کی چھینٹیں بدن کو نہ لگیں۔ (۱) فقط۔

تالاب کا زینہ تر ہو اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۴) اگر تالاب کا زینہ تر ہو تو اس پر ننگے پیر وضو کر سکتا ہے یا اس تری کو آب دست کی تری سمجھ کر دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے؟

(جواب) احتمال سے ناپاکی کا حکم نہیں ہوتا وہم نہ کریں۔ (۲)

آب دست کرتے وقت چھینٹ کا وہم ہو جائے تو بدن و کپڑا پاک ہے یا ناپاک......

(سوال ۵۴۵) آب دست اور غسل کرتے وقت چھینٹوں کا خیال اور وہم ہو تو کپڑے اور بدن کی ناپاکی کا حکم ہوگا یا نہیں؟

(جواب) خیال اور وہم سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی ایسے توہمات کو دفع کرتے رہیں اور اعوذ باللہ پڑھتے رہیں اور ہرگز کچھ وہم نہ کریں۔ (۳) فقط۔

تر پاؤں کا کسی جگہ ڈال دینا اس کو نجس نہیں کرتا

(سوال ۵۴۶) ایک شخص نے وضو کر کے تر پاؤں ایسی جگہ رکھے جہاں جوتے رکھے تھے۔ اور پھر صفوف مسجد پر پھرا، اور پھر مسجد کے لوٹے کو ہاتھ لگائے اور نماز ان صفوں پر پڑھی۔ کیا حکم ہے؟

(جواب) اس صورت میں اس شخص کے پیر ناپاک نہیں ہوئے لہذا لوٹے و صفیں سب پاک ہیں، اور وضو و نماز سب کی صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

---

(۱) وعفی الخ بول انتضح کرؤس ابرو کذا جا نبها الا خروان کثر باضا بة الماء للضرورة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمختار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۳۲۲) ظفیر.

(۲) ولو شک فالا صل الطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۷۱. ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶)

(۳) الیقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر ص ۷۵) ظفیر.

(۴) مشی فی حمام ونحوه لا ینجس مالم یعلم انه غسالة نجس (درمختار) ای کما لو مشی علی الواح مشرعة بعد مشی من بر جله قذر لا یحکم بنجاسة رجله مالم یعلم انه وضع رجله علی موضعه للضرورة فتح لا فیه عن التتجنیس مشی فی طین اواصابه ولم یغسله وصلی تجزیه مالم یکن فیه اثر النجاسة لانه المانع الا ان یحتاط اما فی الحکم فلا یجب (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر.

فصل ثانی
مسائل استنجاء

کلوخ عورتوں کے لئے کیا ضروری ہے

(سوال ۵۴۷) کلوخ سے استنجاء پیشاب و پاخانہ کی جگہ پر جس طرح پر مردوں کو ضروری ہے، اسی طرح سے عورتوں کو بھی ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) کلوخ وغیرہ کے ساتھ استنجاء کرنا عورتوں کو بھی ایسا ہی مستحب ہے جیسا کہ مردوں کو، شامی میں ہے، قلت بل صرح فی الغزنویة بانها تفعل کما یفعل الرجل الا فی الا ستبراء فانها لا استبراء علیها بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطیفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالا حجار ثم تستنجی بالماء.(۱) اور شامی میں بحوحجر کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ کپڑا ہو یا ڈھیلہ سب برابر ہیں۔ اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجاء کیا جاوے تو سنت ادا ہو جاوے گی۔ مگر افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے یعنی ڈھیلے یا کپڑے وغیرہ سے استنجا کر کے پانی سے کرے۔ ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل الخ.(۲) فقط بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کلوخ کے وقت سلام کرنا یا جواب دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۸) وقت ڈھیلہ لینے کے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہ؟

(جواب) درست ہے۔(۳) فقط۔

عورتوں کو ڈھیلے سے استنجاء کرنا چاہئے یا نہیں

(سوال ۵۴۹) عورتوں کو ڈھیلے سے استنجاء کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بارہ میں عورتوں کا حکم مثل مردوں کے ہے۔ کما قال فی الشامی قلت بل

---

(۱) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج۱ ص ۳۱۹۔ ط.س. ج۱ ص ۳۴۴۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج۱ ص ۳۱۳۔ ط.س. ج۱ ص ۳۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) سلامک مکروہ الخ من ہو فی حال التغوط (درمختار) قولہ حال التغوط مرادہ مایعم البول (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۷۷۔ ط.س. ج۱ ص ۶۱۶) اور یہ وقت پیشاب کا وقت نہیں ہے بلکہ وہ فارغ ہو چکا ہے صرف اطمینان قلب کے لئے ڈھیلہ استعمال کر رہا ہے گو افضل یہ ہے کہ اس وقت نہ سلام کیا جائے اور نہ جواب دیا جائے، اس لئے کہ من وجہ یہ وقت حالت پیشاب و پاخانہ میں داخل ہے چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں یجب الا ستبرأ بمشی او تنحنح الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج۱ ص ۳۱۹۔ ط.س. ج۱ ص ۳۴۴) ظفیر۔

صرح فی الغزنوية بانها تفعل كما يفعل الرجل فی الا ستبراء فانها الخ لا استبراء عليها الخ.(۱) فقط۔

آب دست کی مدت کب تک ہے

(سوال ۵۵۰) آب دست کب تک لینا چاہئے؟

(جواب) استنجاء کے بارہ میں طریق سنت یہ ہے کہ پہلے ڈھیلوں سے استنجاء کرے اور پھر پانی سے طہارت کر لے۔(۲) فقط

ایک ڈھیلے سے دوبار استنجاء کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۵۱) اگر کوئی شخص کسی ڈھیلے سے چھوٹا استنجاء خشک کرے دوبارہ اسی ڈھیلے سے استنجاء کرسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس ڈھیلے سے ایک دفعہ استنجاء کیا گیا ہو اس سے دوبارہ استنجاء کرنا مکروہ ہے کذا فی الدر المختار۔(۳) لیکن اگر ضرورت ہو سفر وغیرہ کی وجہ سے تو خشک ہونے کے بعد اس کو گھس کر دوبارہ اور سہ بارہ یا زیادہ دفعہ اس سے استنجاء کرلیا جاوے تو مضائقہ نہیں ہے۔ عہ۔ فقط۔

کلوخ کی مٹی لگا ہوا ہاتھ پاجامہ پر پڑنے سے پاجامہ ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۵۵۲) آب دست لینے کے بعد ہاتھ کو مٹی سے صاف کرنے کے قبل پاجامہ باندھنے میں ہاتھ اس پر لگتا ہے، پاجامہ ناپاک ہوتا ہے یا نہ؟

(جواب) ناپاک نہیں ہوتا۔(۴)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۵۳) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شرعاً کیسا ہے۔ حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک قوم کی کوڑی پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ اس حدیث سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ثابت ہے یا نہیں۔ اور جو حضرت عمرؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے ممانعت کی احادیث مروی ہیں وہ صحیح ہیں یا ضعیف۔

(جواب) کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بلا عذر ممنوع و مکروہ ہے اور آنحضرت ﷺ کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک دفعہ

---

(۱) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۴۴ كما فی الغزنوية وفيها ان المرأة كالرجل الا فی الا ستبراء فانه لا استبراء عليها بل كما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنجی (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط.س. ج ۱ ص ۳۴۴) ظفير. (۲) ثم يمسح بثلاثة احجار ثم يستر عورته قبل ان يستوی قائما ثم يخرج الخ ثم ليستبرئ فاذا استيقن بانقطاع اثر البول يقعد للا ستنجاء بالماء موضعا آخر الخ (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۲۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۸) ظفير. (۳) وكره تحريما بعظم وطعام وروث يا بس كعذرة يا بسة وحجر استنجی به الا بحرف اخر (درمختار) ای لم تصبه النجاسة (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۹) ظفير.

(۴) وتطهر اليد مع طهارة موضع الا ستنجاء كذا فی السراجية ويغسل يده بعد الا ستنجاء كما يكون يغسلها قبله ليكون انقی وانظف (عالمگيری الفصل الثالث فی كيفية الا ستنجاء ج ۱ ص ۴۸ ط.س. ج ۱ ص ۵۰) ظفير. عہ۔ قابل غور ہے ۱۲ ظفير.

بضرورت اور عذر کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور بلا عذر خود آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے،(۱) جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "مجھ کو ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما بعد(۲) یعنی "اے عمر کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو۔" تو اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا۔ فقط۔

قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۴) قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا درست ہے کیونکہ یہ حکم کعبے شریف کے لئے ہے کہ اس کی طرف حاجت کے وقت استقبال واستدبار نہ ہو۔(۳) فقط۔

استنجاء کے بعد تری اور اس کی ترکیب

(سوال ۵۵۵) زید کو بسبب کثرت مباشرت کے پیشاب کے بعد تری آدھ گھنٹہ تک ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ ڈھیلا لینے اور دھو لینے کے بعد دوبارہ ڈھیلا لینا پڑتا ہے، لہٰذا اس کو وضو کر کے اس حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) ایسی صورت میں ڈھیلے سے اور پانی سے استنجاء کر کے سوراخ ذکر میں روئی وغیرہ رکھ لے۔ تاکہ تری کے خروج کا شبہ نہ رہے درمختار میں ہے۔ یستحب للرجل ان یحتشی ان رابه الشیطان ویجب ان کان لا ینقطع الا به قدر ماصلی .(۴) پس روئی رکھنے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ فقط۔

پانی سے استنجاء کرتے وقت قطرہ آتا ہے تو کیا کرے

(سوال ۵۵۶) اگر کسی شخص کو ایسا عارضہ ہے کہ جب پیشاب کر کے ڈھیلے سے استنجاء سکھاتا ہے تو پانی سے استنجاء کرنے پر قطرہ آجاتا ہے تو وہ ڈھیلے سے استنجاء کرے یا صرف پانی سے۔

(جواب) استنجے کے بارے میں افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجاء کر کے پھر پانی سے استنجاء کرے اور اگر صرف ڈھیلے سے یا صرف پانی سے استنجاء کرے تو یہ بھی کافی ہے، اور سنت استنجاء ادا ہو جاتی ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) حضرت حذیفہؓ کی حدیث کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے صراحت کی ہے قیل کان ذلک لعذر (مشکوٰۃ باب آداب الخلاء ص ۴۳) قال السید جمال الدین قیل فعل ذلک لانه لم یجد مکانا للقعود لامتلاء الموضع بالنجاسة الخ روی ابو هریرة کما اخرجه الحاکم والبیهقی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم بال قائما لحرج مأ بضده الخ اذلم یتکمن من القعود (مرقاة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۹۶) ظفیر. (۲) دیکھئے مشکوٰۃ باب آداب الخلاء فصل ثانی ۴۳) ظفیر.

(۳) کما کره تحریما استقبال قبلة واستدبار ها لا جل بول او غائط الخ (الدر المختار علی هامش ردا لمختار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۵۳ .ط.س. ج ۱ ص ۳۴۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ۱۵۰ . ۱۲ ظفیر. (۵) ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ویلیه فی الفضل الا قتصار علی الماء ویلیه الاقتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل وان تفاوت الفضل (ردالمحتار فصل فی الا ستنجا تحت قوله سنة مطلقا الخ ج ۱ ص ۳۱۳ .ط.س. ج ۱ ص ۳۳۹) ظفیر ایسے شخص پر ضروری ہے کہ چل کر، کھانس کر، یا دبا کر اطمینان کر لے، ویجب الا ستبراء بمشی او تنحنح او قوم علی شقه الا یسرو یختلف بطباع الناس (درمختار) اما نفس الا ستبرأ حتی یطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض وهو المراد بالوجوب ولذا قال الشر نبلا لی یلزم الرجل الا ستبراء حتی یزول اثر البول ویطمئن قلبه الخ فلا یصح الشروع فی الوضوء حتی یطمئن بزوال الرشح (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء مطلب، فی الفرق بین الا ستبراء والاستقاء ج ۱ ص ۳۱۹ .ط.س. ج ۱ ص ۳۴۴.....۳۴۵) ظفیر.

بوقت مجبوری دائیں ہاتھ اور خاص طرح کے کاغذ سے استنجاء جائز ہے یا نہیں اور صرف کلوخ پر اکتفا کیسا ہے

(سوال ۵۵۷) ایک شخص بوجہ مرض فالج بایاں ہاتھ کسی کام میں نہیں لاسکتا تو وہ داہنے ہاتھ سے استنجاء وطہارت کر سکتا ہے یا نہیں، اور جب یہ ممکن نہ ہو تو کیا محض کلوخ پر اکتفاء کر سکتا ہے اور کلوخ کے استعمال کے بعد مزید صفائی اور کپڑوں کو دھبہ سے بچانے کے لئے کسی کپڑے یا اور شئے سے طہارت کرنا ضروری یا مناسب ہے یا نہیں۔ اگر سفر میں کلوخ دستیاب نہ ہو تو ایک خاص قسم کا کاغذ جو انگریز اس کام میں لاتے ہیں اور ڈاکٹری اجزاء سے بنا ہے اس کا استعمال بدرجہ اشد مجبوری کرنا کیسا ہے؟

(جواب) وہ شخص داہنے ہاتھ سے طہارت کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کلوخ پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے، اور کپڑے سے بھی صاف کر سکتا ہے اور بدرجۂ مجبوری وسفر وغیرہ کاغذ مذکور سے بھی صفائی کرنا درست ہے۔

درمختار میں کرہ تحریما بعظم الخ ویمین ولا عذر بیسراہ فلو مشلو لہ ولم یجد ماءً جاریا ولا صابا ترک الماء (۱) فقط۔

شمال وجنوب رخ، استنجاء ممنوع تو نہیں

(سوال ۵۵۸) قبلہ کی جانب کے سوا شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے بول و براز کرنا ممنوع ہے یا نہیں؟

(جواب) ممنوع نہیں۔ (۲) فقط۔

استنجاء میں عدد طاق

(سوال ۵۵۹) پاخانے کے بارہ میں حدیث شریف میں جو وتر عدد ڈھیلہ لینے کی بابت آیا ہے وہ وتر عدد پیشاب کے لئے بھی ہے یا پیشاب کے لئے علیحدہ ڈھیلا ہونا چاہئے۔ یعنی پیشاب پاخانہ دونوں کے لئے تین ڈھیلے ہونے چاہئیں یا چار۔ حدیث شریف میں جو وتر عدد ہے اس سے کیا مراد ہے؟

(جواب) وہ وتر ڈھیلے پاخانہ کے لئے ہیں پیشاب کے لئے علیحدہ ڈھیلا چوتھا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

میت کا استنجاء پانی اور ڈھیلے دونوں سے کیا جائے یا کیا

(سوال ۵۶۰) میت کا استنجاء ڈھیلے اور پانی دونوں سے کیا جائے یا کیا۔ میں نے کتاب جواہر نفیس میں دیکھا ہے کہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۴ و ج ۱ ص ۳۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۰، ۱۲ ظفیر. (۲) کما کرہ تحریما استقبال قبلة واستدبار ها لا جل بول او غائط الخ ولو فی بنیان لا طلاق النهی (درمختار) قوله لا طلاق النهی وهو قوله صلی الله علیه وسلم ج اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستد برو ها ولکن شرقوا او غربوا . رواه السنة (ردالمحتار باب الا ستنجاء ج ۱ ص ۳۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۳۴۱) ظفیر.

(۳) و کیفیة الا ستنجاء ان یجلس معتمداً علی یساره منحرفا عن القبلة والریح والشمس والقمر و معه ثلاثة احجار ید بر باحد ها ویقبل بالثانی وید بر بالثالث الخ وفی الدر ایة ولنا کیفیة الا ستنجاء هو ان یا خذ الذکر بشماله ویمره علی حجر او مد. (عینی شرح هدایة باب الا ستنجاء ص ۲۶۹ ج ۱) ظفیر.

استنجاء کرنا میت کا ڈھیلے سے مکروہ ہے، اور میت کا استنجاء پانی سے کرنے میں بھی خلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک استنجاء میت کا خواہ ڈھیلے سے ہو خواہ پانی سے مکروہ ہے، اور طرفینؒ کے نزدیک استنجاء میت کا پانی سے جائز ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں تصریح ہے کہ استنجاء میں جمع کرنا ڈھیلے اور پانی کا سنت ہے اور یہی افضل ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے فکان الجمع سنة علی الاطلاق فی کل زمان وهو الصحیح وعلیه الفتویٰ ۔(۱) پھر آگے لکھا ہے۔ ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ویلیه فی الفضل الا قتصار علی الماء ویلیه الا قتصار علی الحجر و تحصل السنة بالکل (۲) الخ شامی فصل فی الاستنجاء۔

پس جب کہ طرفین کے نزدیک استنجاء میت کا سنت ہے تو حسب تصریح شامی مطلقاً جمع کرنا پانی اور ڈھیلے کا افضل ہے اور سنت ہے علی الاطلاق لہذا مکروہ کہنا استنجاء میت کا ڈھیلے سے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

غیر مسلم فوجیوں کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۵۶۱) اکثر انگریزی فوجوں کے غیر مسلم اشخاص کے کپڑے نیلام میں سے مسلمان خرید لیتے ہیں ان سے بغیر دھوئے نماز ہو جاتی ہے یا دھو کر پہننا چاہئے۔

(جواب) بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے۔(۳)

ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی لینا بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۵۶۲/ ۱) ایک ڈھیلے سے استنجاء کر چکا تھا بڑا استنجاء کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۲) چھوٹا استنجاء پانی سے کرنا بھول کر نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اول اور دوسری صورت میں نماز صحیح ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔(۴)

استعمال شدہ نیلامی کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۳) انگریزوں کے اونی کپڑے نیلام ہوتے ہیں ان میں شبہ ناپاکی کا ہے آیا ان سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱و۲) ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء ص ۳۱۳ جلد اول. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) ثیاب الفسقة واهل الذمة طاهرة (درمختار) قال فی الفتح وقال بعض المشائخ تکره الصلوٰة فی ثیاب الفسقة لا نهم لا یتقون الخمور قال المصنف یعنی صاحب الهدایة الا صح انه لا یکره لا نه لم یکره من ثیاب اهل الذمة الا السرا ویل مع استحلا لهم الخمر فهذا هو الا ولیٰ ا ه (ردالمحتار فصل فی الا ستنجاء قبیل کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲۴. ط.س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر مفتاحی. (۴) والغسل بالماء بعده ای الحجر الخ سنة مطلقا به یفتی (درمختار) ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ویلیه فی الفضل علی الاقتصار علی الماء ویلیه الا قتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل وان تفاوت الفضل (ردالمحتار فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۳۷. ۳۳۶) ظفیر.

(جواب) شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا ہے،(۱) پس ان کپڑوں کا استعمال کرنا اوران سے نماز پڑھنا درست ہے مگر بہتر ہے کہ دھو لئے جائیں، البتہ ایسے کپڑے جیسے پاجامہ جن میں نجاست کا گمان غالب ہے ان میں بدون دھوئے نماز نہ پڑھے، (۲) شامی میں ہے من هنا قالوا لا بأس بلبس ثياب اهل الذمة والصلوٰة فيها الا الازار والسراويل فانه تكره الصلاة فيها لقربها من موضع الحدث الخ .(۳) فقط۔

تم الجزء الا ول من " فتاوى دارالعلوم ديو بند " ويليه الجزء الثانى اوله كتاب الصلوٰة تحت اشراف صاحب الفضيلة حكيم الا سلام مولانا الحافظ القارى محمد طيب دام فيوضه (مدير دارالعلوم ديو بند) ولقد بذلت الوسع فى تصحيحه وترتيبه وتعليقه بمرا جعة ما يقتضى الرجوع اليه فى تدقيقه من كتب الفقه والحديث والتفسير والا صول وغيره ذلک . واللّٰه الهادى الى الصواب وصلى اللّٰه على سيد المرسلين وعلىٰ اله وصحبه اجمعين. المرتب محمد ظفير الدين . محرم الحرام ۱۳۸۲ھ.

---

(۱) اليقين لا يزول بالشک (الا شباه والنظائر مع شرح حموى) ولو شک فالا صل الطهارة (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ . ط.س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفير.

(۲) والصلوٰة فى سرا ويلهم (الى قوله) ان علم ان سراويلهم نجسة لا تجوز الصلوٰة فيها وان لم يعلم تكره الصلوٰة فيها ولو صلى يجوز (عالمگيرى مصرى كتاب الكراهية باب الرابع عشر فى اهل الذمة ج ۵ ص ۳۵۹ .ط. ماجديه ج ۱ ص ۳۴۷) محمد ظفير الدين غفرل،

(۳) ردالمحتارباب المياه قبيل فصل فى البئر ج ۱ ص ۱۹۰ . ط.س. ج ۱ ص ۲۰۵ اس عبارت کے بعد ہے وتجوز لان الا صل الطهارة وللتوارث بين المسلمين فى الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل وتما مه فى الحلية (ايضاً .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۶) محمد ظفير الدين غفرله ،.